

پھر کے سیاہی

ایم اے راحت



پتھر کے سیاہی

ندیم
ایم اے راحت



مقبول اکیڈمی سیکرٹری و ڈپٹی چوک اردو بازار لاہور

”شکریہ میں جانتا تھا اور میں نے بڑا سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ بات کسی اتنے ہی قابل اعتماد شخص کی تھی۔ جسے میں یہ ذمہ داری سونپ سکوں جاہری کو میں نے بڑے اعتماد کے ساتھ یہاں بلایا تھا لیکن بعد میں مجھے احساس ہوا کہ وہ ہر حالت میں ایک جرائم پیشہ انسان ہے۔ اصل میں مجھے یہ شبہ تھا کہ لڑکی کافی خطرناک ہے اور کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اس کی نگرانی کر سکے۔ میں تمہیں ایک بات اور بتانا چاہتا ہوں یقیناً تم یہ معلوم کرنا چاہو گے کہ وہ لڑکی آخر ہے کیا تو اس کے لئے بس اتنا سمجھ لو کہ وہ ایک مشترکہ راز ہے اور اس راز کو راز رکھنا اتنا ضروری ہے کہ اسی میں ہماری زندگی پوشیدہ ہے یہ راز کھلے گا لیکن اپنے مخصوص وقت پر تم یقیناً اس کے بارے میں تجسس کا شکار ہو گے اور اس کی قربت پانے کے بعد ہو سکتا ہے تم پر بہت سے انکشافات ہوں میرے بیٹے میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے متعلق ہر راز اپنے سینے میں رکھو یا زیادہ سے زیادہ مجھ تک منتقل کر دو میں اس کے بارے میں جاننے کا خواہشمند ہوں۔ تم یقین کرو ہم لوگوں کے لئے وہ بڑی قیمتی حیثیت کی مالک ہے اور ہم چار افراد اس کے لئے زندگی اور موت کی بازی لگا چکے ہیں وہ سرکش تندخو اور خطرناک ہے کسی بھی وقت اس سے کسی بھی عمل کی توقع کی جاسکتی ہے جاہری کو اسی لئے میں نے اس پر سختی رکھنے کے لئے کہا تھا لیکن جاہری کچھ اور ہی سمجھ بیٹھا بہر حال تم یوں سمجھ لو کہ تم اس راز کے امانت دار ہو وقت آنے پر تمہیں اس کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا لیکن ابھی یہ میرے لئے مشکل ہوگا کیونکہ اس طرح میں ایک ایسی بد عہدی کا مرتکب ہوں گا جو دوستی کے خلاف تو ہوگی ہی لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرے دوست میری دشمنی پر آمادہ ہو جائیں بولو کیا تم مجھ سے تعاون

کرو گے؟“

”امیر حماد مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ لڑکی ایک سربست راز ہے لیکن پھر بھی میں اس وقت کا انتظار کروں گا جب آپ خود یہ راز مجھے بتائیں۔“

”ہاں میں تم سے اس کا وعدہ کر چکا ہوں۔“

”ہاں بالکل ٹھیک ہے لیکن مجھے اس کے بارے میں کچھ ہدایات تو ضرور دے دی جائیں۔ مثلاً اس کا لباس اس قدر بوسیدہ کیوں رہتا ہے۔ مثلاً اس کا حلیہ اتنا خراب کیوں رہتا ہے اگر وہ نیم وحشی اور دیوانی بھی ہے تب بھی اس کے لئے بندوبست تو کیا جاسکتا تھا۔“

”نہیں کیا جاسکتا ابتدا میں کوشش کی تھی ہم نے لیکن اس نے تین افراد کو زخمی کر دیا جن میں ایک وہ عورت بھی تھی جو اسے غسل کرا کے سنوارنا چاہتی تھی۔“

”اوہ۔۔۔ اوہ وہ خود۔“

”وہ خود ہی تو ہم لوگوں کے لئے ایک معمہ بنی ہوئی ہے۔“

”کیا وہ انسانی زبان نہیں سمجھتی۔“

”اندازہ یہی ہے لیکن۔“ امیر حماد خاموش ہو گیا کچھ لمحوں کے بعد اس نے کہا۔ ”وہ ایک معمہ ہے تم کو رشتیا کے بارے میں جانتے ہو۔“

”نہیں۔“ میں نے کہا۔

”کائنات کا ایک پراسرار خطہ ہے اس میں ایک علاقہ کورنیاں ہے وہ کورنیاں ہیں لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں تفصیل بعد میں بتاؤں گا ہاں اگر تم نے خود کچھ معلومات حاصل کر لیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا بلکہ کوشش کرنا کہ کسی طرح اس کی اصلیت معلوم کر سکو۔“ اور اگر معلوم کر سکو تو مجھے بھی اس کے بارے میں ضرور بتا دینا۔“

میں گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ میرا کام کچھ اور نہیں تھا سوائے اس کے کہ مجھے اس لڑکی کی نگرانی کرنی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے میں گھوڑوں کی نگرانی کر رہا تھا بہر حال میں نے اس قربت کو غنیمت جانا اب اپنی کاوشوں سے لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا کم از کم اس کے قریب جانا تو نصیب ہو سکا اور میں نے اس پر قناعت کر لی تھی امیر حماد نے کہا۔

”تم اپنی ضرورت کے مطابق میرے اعتماد کے آدمیوں کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو جاہری

اپنی پوری ٹیم کے ساتھ چلا گیا ہے ویسے اس نے میرے ساتھ جو بد تمیزی کی تھی میں اگر چاہوں تو اس کی بقیہ زندگی جیل میں گزار سکتا ہوں لیکن بس میرا ناپ ایسا نہیں ہے اس لئے میں نے بھی چشم پوشی اختیار کر لی ہے ہاں اگر اس نے کوئی اور حرکت کرنے کی کوشش کی تو تم اطمینان رکھو میرے وسائل اتنے محدود نہیں ہیں وہ خود بھی جلد بازی کر گیا ہے اور غصے کے عالم میں کر گیا ہے لیکن اب شاید اسے احساس ہو کہ اس نے کیا کیا ہے بہر حال یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے میں اسے دیکھ لوں گا۔“

”اب تو میرے وہاں جانے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔“

”کہاں؟“

”جہاں لڑکی رہتی ہے۔“

”نہیں بالکل نہیں میں متعلقہ افراد کو اس بارے میں بتا بھی دوں گا کیا تم نے خلوص

دل سے یہ ذمہ داری قبول کر لی ہے میں جانتا ہوں کہ تم بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہو اور

میرے اس مسئلے کو سمجھ کر تم خوشی کے ساتھ یہ کام سرانجام دو گے۔“

”میں آپ کا احسان مند ہوں امیر آپ اطمینان رکھیے گا۔“

میں اپنا فرض خوش اسلوبی سے پورا کروں گا۔“

امیر حماد کے جانے کے بعد میں اس کی کہی ہوئی باتوں پر غور کرنے لگا لیکن بہر حال یہ

کام میرے لئے بڑی اہمیت کا حامل تھا اور اب شاید میں اپنے اس تجسس کو رفع کر سکوں جو لڑکی

کے بارے میں میرے ذہن میں تھا پھر میں کورینیاں اور کورنیاں کے بارے میں سوچنے لگا کبھی

اتفاق نہیں ہوا تھا ان علاقوں کے بارے میں سننے کا لیکن وسیع و عریض کائنات میں نہ جانے

ابھی کس کون سے ایسے راز پوشیدہ ہیں جو انسان کے علم سے بہت دور ہیں میری خواہش پر جن

چار آدمیوں کو میرے سپرد کیا گیا تھا ان میں حاتم بھی تھا بہر حال وہ میرے لئے انتہائی پسندیدہ

شخصیت تھی لڑکی کا چارج لینے سے پہلے میں نے حاتم سے اس بارے میں گفتگو کی تھی۔

”حاتم میں نے تم سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تھا۔“

”جی عالی طرب۔“

”شاید تمہیں بعد کے حالات معلوم نہ ہوں امیر حماد نے اب اس لڑکی کی ذمہ داری

میرے سپرد کی ہے۔“

احاطے کی دیوار کو دو دوسری طرف نکل جانا مشکل کام نہیں تھا لیکن بہر حال جس قدر احتیاطی تدابیر میں کر سکتا تھا وہی کر رہا تھا میں نے اپنے چاروں ساتھیوں کے ساتھ فاصلہ طے کیا اور پھر اس کمرے تک پہنچ گیا جہاں لڑکی موجود تھی وہ اس وقت بھی دیوار سے پشت لگائے ٹانگیں پھیلائے بیٹھی۔ سامنے والی دیوار کو دیکھ رہی تھی جب میں نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس نے میری جانب رخ بھی نہیں کیا تھا بلکہ اسی طرح خاموش بیٹھی دیوار کو دیکھتی رہی اداکاری نہیں ہو سکتی تھی دنیا سے بے خبر شخص اسی طرح سے وقت گزار سکتا تھا۔ بہر حال میں اس کا جائزہ لیتا رہا پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لڑکی کی وجہ سے یہاں بے ترتیبی پھیلی ہوئی ہے لیکن تم لوگ اس پوری عمارت کی صفائی کر ڈالو جس کمرے میں جو غلاظت بکھری ہوئی ہے اسے صاف کر کے باہر پھینکو اور اس کی نگرانی کے لئے میں موجود ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔“ میرے ساتھیوں نے کہا اور اس کے بعد وہ کاموں میں مصروف ہو گئے تب میں نے حاتم سے کہا۔

”حاتم اس کے لئے لباس کا بندوبست کرو تم جانتے ہو اس کا طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔“

”میں آسانی سے کر سکتا ہوں عالی طرب حکم دیجئے کیسا لباس لے کر آؤں۔“

”بس وہ لباس جو یہاں پر موجود خواتین پہنتی ہیں۔“

”ٹھیک ہے عالی طرب لیکن ایک سوال اور میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے۔“

”کیا؟“

”عالی طرب اس لڑکی کو لباس پہنائے گا کون؟“

”ارے ہاں واقعی حاتم تم نے بڑی صحیح نشاندہی کی ہے لیکن اس کے لئے ایسا کرو کہ اندر ہی سے ایک خادمہ حاصل کر لو۔“

”یہی میرا بھی خیال ہے عالی طرب۔“ حاتم چلا گیا چونکہ امیر حماد نے ہر شخص کو میرے بارے میں بتا دیا تھا کہ اب لڑکی کی ذمہ داری میں نے سنبھال لی ہے اس لئے حاتم کو بھی دقت نہیں ہوئی ہوگی جب وہ سب چلے گئے تو میں نے لڑکی کا جائزہ لیا وہ بدستور مجھ سے بے تعلق بیٹھی ہوئی خلا میں گھور رہی تھی میں نے اسے مخاطب کیا۔

”سنو اب تک تمہارے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے میں اس پر افسوس تو نہیں کر سکتا اس کی

”مجھے علم ہے عالی طرب۔“

”ارے تمہیں علم ہے۔“ میں نے تعجب سے کہا اور حاتم مسکرا کر بولا۔

”عالی طرب میں بھی اسی عمارت میں رہتا ہوں اور چونکہ میرا تعلق آپ سے ہے اس لئے آپ کی ہر بات پر نگاہ بھی رکھتا ہوں جاہری کے بارے میں مجھے معلومات حاصل ہیں عالی طرب آپ نے تو یہاں اپنا الگ ہی مقام بنا لیا ہے ورنہ جاہری جیسے شخص کی پٹائی کرنا آسان کام نہیں تھا۔“

”خیر وہ سب گزرنے والی باتیں ہیں سو گزر گئیں اب ہمیں اس لڑکی کی دیکھ بھال کرنی ہے تمہیں بھی میرا ساتھ دینا ہوگا۔“

”عالی طرب میرے لئے جو حکم کریں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا۔“ دوسرے دن منصوبے کے مطابق میں اپنے ساتھیوں کو لے کر اس طرف چل پڑا امیر حماد نے ان لوگوں کو میرے بارے میں بتا دیا تھا جنہیں عارضی طور پر اس نے لڑکی کا نگران مقرر کیا تھا میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو ان میں سے ایک نے کہا۔

”وہ اس وقت سے واپس آنے کے بعد پرسکون ہے اور ایک گوشے میں بیٹھی ہوئی ہے۔“

”اسے کھانے پینے کو دیا۔“

”جی اس نے کھالیا۔“

”بس ٹھیک ہے اب آپ لوگ آرام کریں اب میں اسے اپنی ذمہ داری کے طور پر قبول کر رہا ہوں۔“ اندر داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے تمام دروازے میں نے احتیاط سے بند کر دیئے کہ اگر لڑکی فرار ہونے کی کوشش کرے تو کامیاب نہ ہو سکے حالانکہ اب تک مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کون سے راستے سے فرار ہوتی ہے یا فرار ہونے کے بعد وہ کیا چاہتی ہے اگر اس کی دماغی کیفیت واقعی درست ہوتی تو اس عمارت سے نکل کر وہ سیدھی گیٹ کا رخ کرتی لیکن ایسی کوئی بات میرے علم میں نہیں آئی تھی کہ اس نے کبھی اس عمارت سے ہی فرار ہونے کی کوشش کی ہو وہ احاطہ بھی پار کر سکتی تھی کیونکہ میں اس کی جسمانی صلاحیت بھی دیکھ چکا تھا خاص طور سے اس وقت گودام میں جب جاہری اسے مار رہا تھا اور لڑکی بندر کی طرح اچھل اچھل کر اس کے وار بچا رہی تھی اس نے ایک بار بھی جاہری کا ہنر نہیں کھایا تھا اس لڑکی کا

خوفزدہ نظر آرہی تھی حاتم نے اسے ڈانٹا اور کہا۔

”امیر حماد نے عالی طرب کو یہ ذمہ داری سونپی ہے جس کا ایک حصہ تم پورا کر رہی ہو کیا تم اس کام سے انکار کرنا چاہتی ہو۔“

”نہیں۔۔“ خادمہ نے کہا میں حاتم کے ساتھ باہر نکل آیا جس کمرے میں لڑکی اس وقت موجود تھی اس میں باہر آنے کا صرف یہی دروازہ تھا جس کے سامنے ہم رک گئے اور مستعدی سے اندر کی آہٹوں کا جائزہ لیتے رہے پانچ دس پندرہ بیس پچیس منٹ ہمیں خاموش کھڑے گزر گئے پھر اس کے بعد خادمہ ہی نے گردن باہر نکالی تھی جیسے ہی دروازہ پر آہٹ ہوئی میں اور حاتم چونک کر سنبھل گئے لیکن خادمہ کا مطمئن چہرہ دیکھ کر ہمیں سکون ہوا۔

”کیوں کیا ہوا؟“

”حکم کی تعمیل ہوگئی عالی طرب اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے مجھے کوئی تکلیف ہوتی۔“

”لباس تبدیل کر لیا اس نے۔“

”ہاں عالی طرب آپ چاہیں تو اسے دیکھ سکتے ہیں۔“ میں اندر داخل ہو گیا حاتم میرے پیچھے تھا۔ لڑکی اندر سامنے بستر پر موجود تھی لیکن اسے دیکھ کر میں ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا بالکل صاف ستھرا کر دیا تھا خادمہ نے اس کا گندہ چہرہ دھلایا تھا غالباً نہلایا بھی تھا اس کے بال گیلے لیکن انتہائی خوبصورت نظر آرہے تھے باقی چہرہ جیسے بھی خدوخال رکھتا تھا لیکن پہلے بھی اس کی آنکھوں کو دیکھ کر میں دل ہی دل میں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا تھا اس وقت وہ کافی نکھر آئی تھی اور مقامی لباس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی اور چہرے پر وہی سپاٹ ویرانیاں گردش کر رہی تھیں اس نے ہم لوگوں کی طرف توجہ بھی نہیں دی اور خاموشی سے بستر پر بیٹھی رہی میں نے خادمہ سے کہا۔

”تم تو انعام کے قابل ہو اور امیر حماد سے میں تمہاری اس کارکردگی کی تعریف کروں گا دیسے تم اکثر یہاں آتی رہو گی میں تمہیں حاتم کے ذریعے ہی طلب کروں گا۔“

”اب ہمیں اس کام میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا عالی طرب ہم تو بس ڈرے ہوئے تھے۔“

”حاتم اسے احترام کے ساتھ باہر چھوڑ آؤ۔“ میں نے کہا اور حاتم خادمہ کو لے کر باہر

وجہ یہ ہے کہ میں بھی یہاں ایک ملازم کی حیثیت رکھتا ہوں اور تمہارے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا لیکن اب امیر حماد نے تمہاری خدمت کی ذمہ داری مجھے سونپ دی ہے پہلی بات تو میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھوں کبھی تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اگر تم مجھے اپنی ضروریات کے بارے میں اشاروں میں یہ بتا دو تو میں انہیں پوری کرنے کی انتہائی کوشش کروں گا لیکن تمہارا بھی تعاون چاہتا ہوں میں سنو لڑکی کا شتم میری بات سمجھ رہی ہو اگر تمہاری کوئی مشکل ہے تو انسانی نکتہ نظر سے مجھ سے بیان کرو میں اسے دور کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔“ لڑکی کا چہرہ سپاٹ رہا اور اس کے چہرے کے عضلات میں بھی کوئی ایسی تبدیلی رونما نہیں ہوئی جس سے میں یہ سمجھتا کہ اس نے میری بات کو سمجھا ہے بہر حال یہ ایک کوشش تھی اس تصور کے تحت کہ اگر لڑکی میں ذرا بھی ہوشمندی ہے اور وہ یہ زبان سمجھتی ہے تو اور کسی چیز کا اظہار کرے یا نہ کرے کم از کم اس کے عضلات کی جنبش مجھے حقیقتوں سے روشناس کرا سکتی ہے لیکن اس کا بغور جائزہ لے کر میں نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ میری بات سمجھنے میں ناکام رہی ہے بلکہ شاید میری آواز پر غور بھی نہیں کر رہی ہے میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اس کے بعد اس کے بالکل سامنے پہنچ گیا جب میں اس کے بالکل قریب پہنچا تو اس نے نگاہیں گھما کر مجھے دیکھا جاہری اس کی نگرانی کرتا رہا ہوگا اس نے لڑکی کے ساتھ جو بھی سلوک کیا ہو لیکن شاید اس نے اتنی ذہانت سے لڑکی کا تجزیہ نہ کیا ہو یا پھر اس کی ضرورت ہی نہ محسوس کی ہو کیونکہ بہر حال وہ ذرا مختلف قسم کا انسان تھا ہو سکتا ہے اس کے ذہن میں لڑکی کے بارے میں کسی تجسس نے سر ہی نہ ابھارا ہو لیکن میں لڑکی کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا کسی بھی جذبے کو ہر طرح سے چھپایا جاسکتا ہے لیکن آنکھیں مشکل ہی سے اپنے آپ کو قابو میں کر پاتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی تاثر ان آنکھوں میں ضرور ابھرتا ہے میں اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا پھر میں نے دل میں اعتراف کیا کہ میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا حاتم واپس آ گیا اس کے ساتھ ایک خادمہ بھی تھی میں نے اس سے کہا۔

”یہ بالکل بے ضرر ثابت ہوگی تمہارے لئے لیکن پھر بھی احتیاط رکھنا اسے صاف ستھرا کر کے لباس پہنانے کی کوشش کرو۔“

”اور اگر اس نے مجھے نقصان پہنچایا تو۔“

”تو تم کم از کم باہر تو بھاگ سکتی ہو ہم لوگ دروازے پر ہی موجود ہیں۔“ خادمہ کافی

”لیکن افسوس میری منزل ان دونوں میں سے کوئی نہیں ہے۔“

”یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔“

”بالکل۔“ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تب تو بیچاری دونوں لڑکیاں۔“ عفان افسوس بھرے لہجے میں بولا اسٹیلہ واقعی ادھر ہی آ رہی تھی تنہا تھی ہمارے قریب پہنچ کر مسکراتی ہوئی بولی۔

”مسٹر عفان شرافت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ جب دو بہت گہرے عزیز ایک دوسرے کے قریب ہوں۔“

”تو تیسرے کو وہاں سے رنو چکر ہو جانا چاہیے۔“ عفان نے کہا اور مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا میں نے اسٹیلہ کو دیکھا اور کہا۔

”جی مس اسٹیلہ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

”مجھے تم سے بہت شکایت ہے ڈیئر عارف۔“

”مجھے افسوس ہے حالانکہ امیر حماد کی معزز مہمان ہونے کی حیثیت سے آپ میرے لئے بھی انتہائی قابل احترام ہیں۔“

”ایسی گفتگو مت کرو تمہارے بارے میں اتنا کچھ معلوم کر چکی ہوں میں اگر تم مجھ سے چھپنا بھی چاہو تو نہیں چھپ سکتے ہو۔“ میں نے تعجب بھری نگاہوں سے اسٹیلہ کو دیکھا یہ خاتون تو بے تکلفی کی حدود کو کچھ زیادہ ہی پار کر رہی تھیں انہوں نے کہا۔

”ادھر آؤ میرے ساتھ آؤ آج تم سے کھل کر گفتگو ہوگی۔“ وہ کوئی جواب لئے بغیر آگے بڑھ گئی پھر ایک گھاس کے قطعے پر جا کر آرام سے بیٹھ گئی مجھے مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا تھا۔

”بیٹھو پلیز بیٹھو۔“ اس نے کہا اور میں بیٹھ گیا اسٹیلہ کہنے لگی۔

”اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم لوگوں کی روایات مختلف ہیں اور تمہارے ہاں آزادانہ میل جول پر پابندی ہے لیکن بہر حال یہ ایک پڑھا لکھا گھرانہ ہے اور میں محسوس کرتی ہوں کہ یہاں اتنی پابندیاں نہیں ہیں لیکن پھر بھی کچھ ایسے معاملات ہیں جن پر نگاہ رکھنا پڑتی ہے میں تم سے ایک آخری جواب چاہتی ہوں۔“

کس سلسلے میں مس اسٹیلہ۔

”دیکھو عارف شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کبھی کبھی انسان اس طرح مجبور ہو جاتا ہے

نکل گیا تب میں نے لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”میرے ساتھ تم نے جو تعاون کیا ہے اس کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں کوئی بھی

ضرورت ہو جس انداز میں بھی مجھ سے کہہ سکتی ہو کہہ دینا ویسے میں خود بھی تمہارا خیال رکھوں گا

تمہیں اس کے بعد یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی آرام سے رہو جب تک بھی تمہارا یہاں آب و

وائے ہے۔“ یہ کہہ کر میں باہر نکل آیا لیکن اب اتنا رسک نہیں لے سکتا تھا باہر نکل کر میں نے

دروازہ بند کر دیا تھا اس جانب سے تقریباً مطمئن ہونے کے بعد میں نے تنقیدی نگاہ سے اس

عمارت کا جائزہ لیا بے شک ایک بار یہاں آچکا تھا لیکن اس وقت میں نے ان تمام باتوں پر

غور نہیں کیا تھا امیر حماد نے بڑے اعتماد کے ساتھ یہ ذمہ داری مجھے سونپی تھی لیکن مجھے اپنے

طور پر اسے پورا کرنا تھا اور ساتھ سچی بات یہ ہے کہ لڑکی کے معاملے میں کچھ ذاتی دلچسپیاں بھی

ابھر آئیں تھیں پتا تو چلنا چاہیے کہ آخر یہ ہے کیا بلا بڑی پر اسرار شخصیت کی حامل تھی وہ بہر حال

حاتم کے مشورے سے میں نے یہ طے کیا کہ مجھے اپنا ٹھکانہ بھی نہیں بنالینا چاہیے حالانکہ امیر

حماد کی طرف سے ایسی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی تھی اس نے چار آدمی اسی لئے مجھے دیئے

تھے کہ وہ وہاں موجود رہیں اور میں اپنے طور پر آرام کروں لیکن یہ بھی نہیں کہا تھا امیر نے کہ

میں یہاں رہائش اختیار نہیں کر سکتا حاتم میرا بہترین مشیر تھا لیکن عفان نے اس سلسلے میں

اعتراض کیا۔

”یار اس طرح تو تم ہم سے کافی دور ہو جاؤ گے۔ ان ساری ذمہ داریوں کے ساتھ

ساتھ اپنے وجود کی ذمہ داری بھی تو سنبھالنی پڑتی ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”تقدیر مجھ پر تو مہربان ہو گئی ہے یعنی ربانی اب پوری طرح میری جانب مائل ہے لیکن

تمہارا مسئلہ ذرا کھٹائی میں پڑ گیا۔“

”میرا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔“

”کیسی باتیں کرتے ہو سوچو گے تو سہی میرے بارے میں کہ کیسا انسان ہوں حالانکہ

علاویہ اور شاہیہ سے میرا گہرا رشتہ ہے لیکن پھر بھی میں تو علاویہ کے حق میں ہوں اور دیکھو مس اسٹیلہ

تمہیں تلاش کرتی ہوئی آرہی ہیں مجھ سے پوچھ رہی تھیں کہ آخر تمہیں کیا ہوا اچانک ہی کیوں

غائب رہنے لگے ہو۔“ میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

میں اپنے دل میں تمہارے لئے بہت بڑی جگہ پاتی ہوں اس دور میں ہر انسان کا روبرو ہے بہتر مستقبل کی طرف دیکھتا ہے تم امیر حماد کے ساتھ ہو یہاں تمہیں آسائشیں مہیا ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تم یہ جگہ چھوڑ دیتے اس کا مطلب ہے کہ یہ آسائشیں تمہاری ضرورت ہیں بولو ہیں یا نہیں۔“

”جی بے شک بھلا انکار کیسے کر سکتا ہوں۔“

”اور یہ تصور بھی انسان کے ذہن میں موجود ہوتا ہے کہ وہ بہتر سے بہتر جگہ حاصل کرے۔“

”ہاں کیوں نہیں۔“

”میرے دل میں تمہارے لئے محبت پیدا ہو چکی ہے عارف اور تم کو یہ بات معلوم ہے کہ ہم لوگ اپنے مستقبل کے لئے آزاد ہوتے ہیں اگر ہمارے والدین ہم سے تعاون نہ کریں تو ہمیں قانونی حق حاصل ہوتا ہے کہ ہم اپنی پسند کی زندگی گزار لیں اس پر ہمیں قانونی تحفظ بھی ملتا ہے لیکن خوش قسمتی سے میرے ڈیڈی میرے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں میں نے جب ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہوں تو انہوں نے خوشدلی سے کہا کہ اگر تم دونوں کے درمیان ایسی کوئی مفاہمت پیدا ہو جاتی ہے تو ہم تمہیں قبول کرنے کیلئے تیار ہیں اور میں سمجھتی ہوں عارف کہ مالی حیثیت کا تمہیں صحیح اندازہ بھی نہیں ہوگا اگر تم میرے بارے میں اس انداز میں سوچو تو مجھے خوشی ہوگی میں تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتی ہوں۔“

بے باکی کا ایسا اظہار تھا جو تعجب خیز کہا جاسکتا تھا لیکن میری زندگی کے تجربات بتاتے تھے کہ مختلف جگہ کے مختلف انداز ہوتے ہیں وہ جس معاشرے سے تعلق رکھتی تھی اس میں صاف کوئی سے یہ بات کہہ دینا ذرا بھی دشوار نہیں تھا لیکن مجھے سوچ سمجھ کر جواب دینا تھا اپنی پوزیشن بھی سامنے رکھنی تھی چنانچہ چند لحظات غور کرنے کے بعد میں نے کہا۔

”مس اسٹیل آپ بہت خوبصورت ہیں صاحب حیثیت ہیں لیکن آپ یہ کیوں دعویٰ کرتی ہیں کہ آپ کو میرے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہیں ڈاکٹر ہرٹن میرا تجربہ بھی کر چکے ہیں ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ آپ ایک بات پر ذرا غور کر لیجئے۔“

”کیا۔“

”اپنی شخصیت سے دور ایک انسان جب تک اپنی حیثیت کا صحیح تعین نہ کر لے کہ زندگی کے ان ہنگاموں میں حصہ لے سکتا ہے۔“

”یہ بھی میری بات ہوئی تھی ڈیڈی سے اور اس کے لئے میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کے لئے تیار ہوں۔“

”کیسا تعاون۔“

”تم اپنی تلاش کر سکتے ہو میں انتظار کر لوں گی۔“

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی عجیب پیشکش تھی زبردستی کی پیشکش کہا جاسکتا تھا اسے لیکن مصلحت کا تقاضا تھا کہ خاموشی اختیار کی جائے میں نے مسکرا کر گردن ہلائی اور کہا۔

”اب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی دعائیں بھی میرے شامل حال ہوں گی۔“ ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ عقب سے تالیوں کی آواز ابھری اور ہم دونوں چونک کر پلٹے ایک چوڑے درخت کی آڑ میں علاوہ موجود تھی وہ طنزیہ انداز میں تالیاں بجا رہی تھی پھر وہ کہنے لگی۔

”خوب۔ خوب۔ خوب مجھے مستقبل کے عہد و پیاں کرنے والوں کو مبارک باد دینی چاہیے بہر حال اسٹیل آپ قابل مبارکباد ہیں۔“

اسٹیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی لیکن میں بھونچکا سا رہ گیا تھا علاوہ تیز قدم اٹھاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی میں نے اسٹیل کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں فتح مندی کے آثار تھے وہ مسکرا کر بولی۔

”اور جو لوگ اپنی شکست تسلیم کر لیتے ہیں ان سے لڑائی ختم ہو جاتی ہے۔“

”لیکن اپنے الفاظ یاد رکھنا۔“ پھر اس نے بھی آگے کی جانب قدم بڑھا دیئے تھے اور میں اپنا سر کھجاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ ایک الگ کہانی شروع ہو گئی نجانے کتنی کہانیاں میری زندگی سے وابستہ ہو گئی ہیں اور نجانے کب تک میں ان کہانیوں میں بہکتا رہوں گا لیکن فیصلہ یہ کر لیا تھا کہ اب دل پر کوئی بوجھ طاری نہیں ہونے دوں گا وقت کے فیصلوں سے اتفاق تو میں نے کر ہی لیا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ وقت کہانی کو کیسے آگے بڑھاتا ہے۔

”یہ معزز خواتین تو دنیا کی مشکلات سے بے خبر جوانی کے جذباتوں کی اسیر تھیں اور فساد دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر احقانہ عمل کر رہی تھیں لیکن میں صاحب ہوش تھا اور ان فضول جھگڑوں میں پڑ کر اپنی پوزیشن خراب نہیں کرنا چاہتا تھا اس گھر میں اچھی خاصی عزت بنی ہوئی

تھی میری خاتون نقرہ کی محبتیں امیر حماد باقی تمام لوگ سبھی میری عزت کرتے تھے وحدت عالی کا رویہ بھی میرے ساتھ نہایت نسیس تھا گو عفان نو جوانی کے کھیل میں مصروف تھا لیکن بہر حال اسے اس کا حق پہنچتا تھا چونکہ وہ مجھ سے مختلف زندگی گزار رہا تھا اور پھر سچی بات یہ ہے کہ اس کی اپنی زندگی کا ایک مقصد تھا ایک محور تھا میرا کیا تھا میں اپنی اوقات سے اچھی طرح واقف تھا مزے کی بات تھی محترمہ اسٹیلا نے اپنے والد صاحب قبلہ سے اجازت لے لی تھی گویا مسئلہ صرف ان کی اجازت کا تھا میری کوئی بات ہی نہیں تھی اور محترمہ علاوہ اپنے طور پر میری تقدیر کی مالک بن گئی تھیں بڑی دلچسپ بات تھی یہ بھلا کم از کم ان میں سے کسی ایک خاتون کو تو یہ بھی جاننا چاہیے تھا کہ اب خود میرے ذمے ان کے لئے کیا گنجائش ہے لیکن بہر حال وہ تو نا سمجھ تھیں میں نے تو زندگی کے نہ جانے کتنے کھیل کھیلے تھے اور اپنے ہی کھیلوں میں الجھا ہوا تھا اس وقت میری دلچسپی کا تمام تر مرکز وہ پر اسرار لڑکی تھی جس کے قریب رہنے کا مجھے پورا پورا موقع مل گیا تھا اور میں ان تمام جھگڑوں کو بھول کر اس پر اسرار مسئلے کا حل پوچھنا چاہتا تھا سب سے بڑی بات یہ تھی کہ امیر حماد کی طرف سے مجھے اس کی مکمل آزادی دی گئی تھی اور نہ صرف آزادی دی گئی تھی بلکہ امیر حماد کی درخواست تھی کہ میں خود اس لڑکی کی قربت حاصل کر کے اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں ویسے داستان واقعی پر سحر تھی اور اس کی دلچسپی سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا محترمہ اسٹیلا اور علاوہ بقول عفان کے ہو سکتا ہے کہیں ڈول لڑنے میں مصروف ہوں لیکن میرے لئے اب بہترین مواقع تھے وہ جو چار افراد مجھے دیئے گئے تھے خود بھی مجھ سے محبت کرنیوالوں میں سے تھے اور میرے ہر حکم کی تعمیل پر شوق انداز میں کیا کرتے تھے دیئے وحشی لڑکی کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ اب اس کے اندر کافی اعتماد پیدا ہو گیا ہے جابری اس کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کرتا تھا اس نے لڑکی کو اور حواس باختہ کر دیا تھا لیکن اب وہ عموماً نارمل نظر آتی تھی یہ الگ بات ہے کہ اس کے چہرے پر نہ کبھی خوشی کا اظہار ہوتا تھا نہ وہ کسی افسوس کا شکار نظر آتی سیٹ سیٹ چہرہ اور اب چونکہ ذرا اسے صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کی جا رہی تھی اس لئے کبھی کبھی اس کے نقوش بڑے دلکش نظر آتے میں نے کئی بار بغور اس کا جائزہ لیا تھا اور اس طرح لیا تھا کہ اسے اس کا اندازہ نہ ہو کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ تنہائی میں بھی اس کی کیفیت بالکل وہی رہتی ہے کیا ہے آخر وہ کیا ہے امیر حماد یا وحدت عالی اگر مجھے تھوڑا اس کا پس منظر بتا دیتے تو شاید میں اپنے طور پر بھی

اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا کیونکہ بہر طور میری زندگی مختلف واقعات کا شکار رہی تھی یہ اندازہ بھی نہیں لگا سکا تھا میں کہ لڑکی کا تعلق کون سے خطے سے ہو سکتا ہے لیکن بہر حال یہ ایک دلچسپ مشغلہ ہاتھ آیا تھا بلکہ حاتم نے تو اس سلسلے میں شکایت بھی کر دی تھی۔

”عالی طرب اب آپ کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔“ میں نے مسکرا کر حاتم کو دیکھا اور کہا۔

”وہ کیسے حاتم؟“

”پہلے مجھے آپ کی کافی قربت مل جاتی تھی لیکن جب سے آپ نے نئی ذمہ داری سنبھالی ہے یہاں بہت کم ہی آنا ہوتا ہے آپ کا۔“

”حاتم کام جس طرح بھی لیا جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو امیر حماد کا ملازم ہی سمجھتا ہوں مالکان جو حکم دیں اس کی تعمیل کرنا بھی تو ضروری ہے۔“

”اس لڑکی کے بارے میں آپ نے کوئی اندازہ لگایا عالی طرب معاف کیجئے گا یہ سوال میں نے بس یوں ہی کر لیا ہے اس کا پس منظر کچھ نہیں ہے۔“

”نہیں حاتم کوئی خاص اندازہ نہیں لگایا بس وہ عجیب وہ غریب کیفیات کی حامل ہے اگر وہ گونگی لڑکی بھی ہے تو اس کی عادتیں تو کم از کم انسانوں جیسی ہونی چاہئیں اگر پاگل بھی ہے تو کوئی لمحہ تو ایسا ہو جس سے اس کے پاگل پن کا اظہار ہی ہو۔“

”ہاں عالی طرب واقعی آپ ٹھیک کہتے ہیں۔“ حاتم بیچارہ اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا تھا بہر حال یہ سارے معاملات بڑی دلچسپی سے چل رہے تھے حویلی میں کافی رونق تھی امیر حماد خوش نظر آتا تھا ان لوگوں سے میں ان کے پروگرام کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم کر سکتا تھا

امیر حماد نے بھی اس کے بعد مجھ سے لڑکی کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا اور وقت خاموشی سے گزر رہا تھا دوسرے معاملات بھی اپنی دلچسپیوں کے درمیان چل رہے تھے مثلاً یہ کہ محترمہ علاوہ مجھ سے منہ پھلائے رہتی تھی اور میرے قریب پہنچنے پر بھی مجھے ناخوشگوار سے نظر انداز کر دیا کرتی تھی لیکن دل ہی دل میں اس کا شکر گزار بھی تھا کیونکہ بلاوجہ میں اپنے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں رکھنا چاہتا تھا اور محترمہ اسٹیلا تھیں جو نجانے اپنے دل میں کیا کیا فیصلے کر چکی تھیں کوئی فیصلہ کرتا تو کرتا رہے میں نے اپنے طور پر تو اپنی جان بچانے کے لئے انہیں

”ایک ہزار بار کہہ دوں گا اور اس کا اظہار بھی کر دوں گا لیکن مس اسٹیل کو ان کی اجتنانہ کارروائیوں سے روکنے کا کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔“

”اچھا چھوڑو تم میرا خیال ہے میں علاقہ کو اس بارے میں سمجھا دوں گا باقی جہاں تک اسٹیل کا معاملہ ہے تم خود اسے اس طرح نظر انداز کرو کہ وہ محسوس کرے اصل میں ان لڑکیوں میں ایک بہت بڑی بات ہوئی ہے مجھے معاف کرنا شاید میرا جملہ غلط ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلیوں جیسے خواص رکھتی ہیں اگر کوئی چیز انہیں حاصل نہ ہو سکے تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی دوسرے کو بھی مل پائے۔“

”میں ایسے کسی عمل سے گریز کرنا چاہتا ہوں جو ناگوار ہو لیکن بہر حال اگر اس کی نوبت آہی گئی تو پھر اس مسئلے سے میں خود ہی نمٹ لوں گا۔“ بات ختم ہوئی میرے معمولات جاری رہے سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ عجیب لڑکی مجھ سے بڑی مانوس ہوتی جا رہی تھی جب میں سامنے ہوتا تو اس کے انداز میں وحشت کم ہو جاتی میری غیر موجودگی میں کئی بار وہاں پر تعینات لوگوں نے بتایا تھا کہ وہ کبھی کبھی سخت وحشت زدہ ہو جاتی ہے میں نے کسی خیال کے تحت کہا۔

”اس وقت کوئی ایسا خاص عمل ہوتا ہے جس کے تحت اس کی وحشت بڑھ جاتی ہے۔“

”ہم نے محسوس نہیں کیا صاحب عموماً وہ خاموش بیٹھی دیواروں کو گھورتی رہتی ہے لیکن کبھی کبھی جنونی کیفیت کا شکار ہو جاتی ہے۔“

”اور اس کی کوئی خاص وجہ نہیں ہوتی۔“

”نہیں اندازہ نہیں ہو سکا۔“

”اچھا ٹھیک ہے میں خود جائزہ لوں گا اور اس کے بعد میں نے مزید وقت دینا شروع کر دیا اور لڑکی کی کیفیت کا اندازہ لگانے لگا باہر کے معاملات بھی ٹھیک چل رہے تھے عفان بہت مطمئن تھا اور ربابی کے ساتھ اکثر دیکھا جاتا تھا۔ اب ربابی بھی اس سے خاصی مانوس انفر آنے لگی تھی باقی ان لوگوں کا طرز زندگی ایسا تھا کہ کسی کو کسی شکایت نہیں تھی لیکن اس دن ایک بار پھر ذرا مختلف صورت حال ہو گئی وحدت علی عفان وغیرہ امیر حماد کے ساتھ کہیں نکل گئے تھے ڈاکٹر ہرمن بھی موجود نہیں تھا لیکن اس وقت جب میں باہر نکل رہا تھا ڈاکٹر ہرمن مجھے نظر آگیا وہ ایک مت جا رہا تھا مجھے دیکھ کر ٹھکا اور پھر اشارے سے مجھے اپنے قریب بلایا۔“

مطمئن کر ہی دیا تھا لیکن بہر حال میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ علاقہ پر اپنی برتری ظاہر کرتی رہے جبکہ اکثر لمحات میں ایسا ہو جاتا تھا کیونکہ کئی بات تو یہ ہے کہ محترمہ اسٹیل اپنی فطرت یا قومی بے باکی سے کام لے کر کبھی کبھی ایسے اقدامات کر جاتی تھی جو خود مجھے ناگوار گزرتے تھے لیکن ان کے والد محترم یعنی ڈاکٹر ہرمن بڑی آسودہ نگاہوں سے انہیں دیکھتے تھے جیسے مطمئن ہوں کہ بیٹی اپنی منزل کا سفر بڑی خوش اسلوبی سے کر رہی ہے البتہ عفان نے ایک بار تنہائی میں مجھ سے کہا۔

”مائی ڈیر مسٹر عارف یار ہماری تھوڑی سی سفارش تو قبول کر لو کم از کم۔“

”کیسی سفارش مسٹر عفان؟“ میں نے سوال کیا۔

”اصل میں بات یہ ہے کہ علاقہ میری کزن بھی ہے اور میری چیتھی بھی بڑی ہنسنے بولنے والی لڑکی تھی لیکن مشکلات میں گرفتار ہو گئی۔“

”مسٹر عفان تھوڑی سی مشکل تو مجھے بھی پیش آگئی ہے اگر آپ اس کا کوئی حل پیش کر سکیں تو مجھے خوشی ہوگی۔“

”کیوں نہیں بھئی دوست ہی دوست کے کام آتا ہے۔“ عفان نے کہا۔

”اگر آپ پوری سنجیدگی سے میرا ایک چھوٹا سا کام کر دیں تو آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔“

”کیسی باتیں کرتے ہو مائی ڈیر کہہ کر دیکھو ایک بار کیا بات ہے۔“

”مسٹر عفان براہ کرم میرا ان جھگڑوں سے پیچھا چھڑا دیجئے میں دوسرے مزاج کا انسان ہوں میرے پاس اس کی گنجائش نہیں ہے کہ میں ان لڑکیوں کی پذیرائی کروں میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری طرف سے بد دل ہو مگر میں نہیں سمجھتا کہ میں اس کے لئے کیا طریقہ کار استعمال کروں۔“ عفان تعجب سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”حالانکہ یہ عمر ایسی نہیں ہے کہ حسن و عشق کی دلکشی کو نظر انداز کر دیا جائے لیکن بہر حال میں کوئی ایسی مثال نہیں دوں گا جو توہین آمیز ہو کیا خیال ہے علاقہ سے ایک بار گفتگو کر لی جائے اس سلسلے میں۔“

”کیسی گفتگو؟“

”تم اس کے سامنے یہ بات کہہ دو کہ اسٹیل سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“

”یہ سب لوگ کہاں چلے گئے تمہارے علم میں ہے مسٹر عارف۔“

”نہیں سر مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔“

”ہوں آؤ پھر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی خاص کام تو نہیں ہے۔“

”نہیں سر کوئی ایسا کام نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا ڈاکٹر ہرین مجھے لئے ہوئے

حویلی کے اس گوشے میں جا بیٹھا تھا جو عقبی سمت میں تھا یہاں سے اصطیل نظر آتا تھا ڈاکٹر ہرین نے ایک جگہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ عمدہ جگہ ہے ویسے ان دنوں تم گھوڑوں میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے۔“

”آپ کو علم ہے ڈاکٹر میں اپنی مرضی سے تو کچھ نہیں کرتا جو بھی ہدایت مل جائے۔“

”برا تو نہیں مانو گے میری بات کا اگر میں کچھ کہوں۔“ ڈاکٹر ہرین نے کہا۔

”نہیں سر بالکل برا نہیں مانوں گے۔“

”انسان اپنی زندگی میں اپنا کوئی مقام بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا تمہارے دل میں

ایسا کوئی خیال نہیں ابھرا۔“

”کیوں نہیں ڈاکٹر ہرین۔“

”حالانکہ میں تمہارا تجزیہ کر چکا ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو اگر یہ شک ہو

جائے کہ وہ کوئی اپنی قیمتی شے گم کر چکا ہے تو ذہنی طور پر وہ مطمئن نہیں ہوتا لیکن مائی ڈیئر کبھی

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی اہم بات کا حل ہمارے پاس نہ ہو اور وہ اہم بات بہر حال

ہماری زندگی کا راستہ نہ روکے تو انسان اسے نظر انداز بھی کر دیتا ہے تم جانتے ہو کہ میں ماہر

نفسیات ہوں انسانی نفسیات کا یہ ایک خوبصورت عمل ہے اگر کسی مشکل کا حل نہ پاؤ تو اس کو نظر

انداز کر دو بعض اوقات مشکلات خود اپنا حل پیش کر دیتی ہیں۔“

”آپ نے بہت قیمتی بات کہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لئے معاون

ہوگی۔“

”نہ صرف باتوں کی حد تک بلکہ میں عملی طور پر بھی تمہاری معاونت کر سکتا ہوں۔“ ڈاکٹر

ہرین نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

”سر آپ لوگ بہت مہربان ہیں مجھ پر۔“

”لوگوں کی بات چھوڑو میں اپنی ذاتی بات کر رہا ہوں۔“

”دیکھو یگانہ میں زندگی میں تین مرحلے ہوتے ہیں بچپن جوانی اور بڑھاپا بچپن دوسروں کے حوالے ہوتا ہے جوانی اپنی مٹھی میں اور بڑھاپا جوانی کی محنت کا پھل کھانے کے لیے اور یہ تینوں اسٹیج انسان کی زندگی میں ضرور آتے ہیں کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔“

”بے شک۔“

”تم بچپن کی منزل سے گزر چکے ہو بلکہ جوانی کا بھی ایک بڑا حصہ تم نے گزار لیا ہے یہ

ایسا شہر دور ہوتا ہے کہ اگر انسان اس میں اپنے آپ کو بھول جائے تو زندگی بھر کچھ نہیں پاسکتا

خوبصورت مواقع بہت کم لوگوں کو ملتے ہیں مجھے بے شک تمہارے ماضی کا پتا نہیں ہے میں

تمہارے حال سے واقف ہوں اور حال میں تم جو زندگی گزار رہے ہو وہ تمہارے مستقبل کے

لئے معاون نہیں ہو سکتی ایسا کوئی کام کیوں نہیں کرتے جس سے تمہارا مستقبل محفوظ ہو جائے۔“

میں دل ہی دل میں مسکرا دیا تھا ڈاکٹر ہرین مجھے اپنے راستے پر لا رہا تھا اور میں جانتا تھا کہ وہ

کیا کہنا چاہتا تھا اس نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

”میری بیٹی اسٹیلا تمہیں پسند کرتی ہے اور بہت زیادہ پسند کرتی ہے اس نے مجھ سے یہ

بات کہی ہے کہ اگر میں تمہیں اس کی زندگی میں شامل کر دوں تو وہ خوشی محسوس کرے گی بات

اصل میں یہ ہے کہ میں بھی اسے بہت زیادہ چاہتا ہوں اور جب اپنے بچوں کی چاہت

نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے اور ان کی کسی خواہش کا پتا چلتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ انہیں محروم نہ

کیا جائے میں تمہیں ایک حسین مستقبل کی دعوت دیتا ہوں اسٹیلا کو اپنی زندگی میں شامل کر لو

دونوں خوش رہو گے۔“ میں نے چند لمحات کی خاموشی اختیار کی پھر کہا۔

”ڈاکٹر ہرین بہت عزت اور بہت بڑا مقام آپ نے مجھے دیا ہے لیکن مجھے اس کے

لئے کچھ وقت درکار ہوگا۔“

”ہاں ہاں وقت کا معاملہ بے شک ہے میں اسٹیلا کو سمجھا دوں گا کہ وہ انتظار کر لے اور

مطمئن ہو جائے ویسے تم وقت کیوں مانگ رہے ہو مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ علم ہو چکا

ہے جس طرح تم یہاں تک پہنچے ہو اور اس کے بعد جو زندگی گزار رہے ہو اس سے یہی اندازہ

ہوتا ہے کہ خود تمہارے اپنے ذہن میں تمہاری زندگی کا کوئی منصوبہ نہیں ہے جو چیز نہیں پاسکتے

اسے لکیر کی طرح مت پیٹو فوراً ہی اپنا راستہ بدل دو اور زندگی کے نئے دور میں آ جاؤ اور پھر تم تو

خوش نصیب ہو کہ تمہیں اسٹیل جیسی لڑکی کی محبت حاصل ہے جو مٹی کو بھی ہاتھ میں لے تو سونا ہو جائے۔“

”بے شائبہ ایسا ہے اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ جو ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے کیا میں اس سے کنارہ کش ہو جاؤں۔“

”بالکل نہیں بلکہ تم سمجھ لو کہ اس ذمہ داری میں تو میں برابر کا شریک ہوں پتا نہیں تمہیں اس سلسلے میں کیا کچھ بتایا گیا ہے حالانکہ امیر حماد تم پر بہت اعتماد کرتا ہے لیکن پھر بھی سوچنا تو پڑتا ہے ناں البتہ میں تم سے ذہنی طور پر ایک دوسری قربت حاصل کر رہا ہوں اس لئے میں تم پر زیادہ اعتبار کر سکتا ہوں۔“ ایک لمحے کے لئے میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا ڈاکٹر ہرین کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تو وہ بولا۔

”کوئی سوال نہیں کرو گے تم مجھ سے۔“

”آپ کا ہر حالت میں احترام کرتا ہو ڈاکٹر ہرین اور ایسا کوئی سوال کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا جس کا جواب دیتے ہوئے آپ کو کوئی پس و پیش ہو۔“

”نہیں میرے ذہن میں اس وقت صرف وہ لڑکی ہے اس لڑکی کے بارے میں تمہیں کہاں تک معلومات حاصل ہیں۔“

”کسی خاص حد تک نہیں ڈاکٹر۔“

”مختصر الفاظ میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں اصل میں میرا اور امیر حماد کا دوستی کا رشتہ تو بہت مستحکم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم ایک ہی شوق رکھتے ہیں یعنی مہم جوئی اور ہم نے بہت سے ایسے غیر روایتی موضوعات کو اپنی ان مہمات کا حصہ بنایا ہے جن کے بارے میں بہت کم سوچا جاتا ہے کائنات کی وسعتوں میں بعض خطے ایسے بھی ہیں جو آج بھی اپنے رازوں کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں اور انسان بہت سے معاملات سے واقف نہیں ہو سکا براعظم آسٹریلیا بھی ایسی ہی وسعتوں کا اہل ہے ہر چند جب ہم زمین کی پر اسرار کیفیات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمارا زیادہ تر رخ صحرائے اعظم افریقہ کی جانب ہوتا ہے ہم اس بات کو مکمل طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ صحرائے اعظم کے بے شمار خطے اب بھی ایسے ہیں جہاں سے انسان ناواقف ہے لیکن سب اس طرف کا رخ کرتے ہیں ایک خاص نظریے کے تحت ہم لوگوں نے ایک بار آسٹریلیا کا رخ کیا آسٹریلیا کے بہت سے علاقے دنیا کے جدید ترین

علاقوں میں شامل ہوتے ہیں اور ان کی حیثیت بہت بڑی حیثیت رکھتی ہے لیکن کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جو ابھی قابل غور ہیں اور ان میں ذرا مشکل زندگی پائی جاتی ہے میں ایڈیلیڈ کی بات کرتا ہوں آسٹریلیا کا ایک بڑا شہر ہے کینبرا سے تقریباً تین ہزار کلومیٹر دور اس طرف کا علاقہ پہاڑوں اور جنگلوں کا علاقہ ہے اور یہاں سے بہت سی روایتیں جنم لیتی ہیں اصل میں آسٹریلیا نے سیاحوں کے لئے بہت بڑا کام نہیں کیا وہ ایک اہم زرعی ملک ہے اور دوسری بہت سی چیزیں پیدا کرتا ہے جن میں اون، گوشت، اناج، چینی، شراب، انگور، موسیٰ وغیرہ وغیرہ صنعتی پیداوار میں بہت سی چیزیں ہیں سونا، لوہا، باکسائٹ، جست اور کوئلہ وغیرہ غالباً یورینیم بھی آسٹریلیا ہی زیادہ پیدا کرتا ہے تو میرا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے محکمہ سیاحت نے بہت سے حصوں پر نقاب ڈال رکھی ہے ہم انہی نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بار کینبرا پہنچے اور پھر وہاں سے برسبن کے راستے ایڈیلیڈ کا سفر کیا ایڈیلیڈ سے ہم نے معلومات حاصل کیں تو ہمیں آسٹریلیا کے پر اسرار گوشے کورسٹیا کے بارے میں پتا چلا جہاں غیر مہذب قبائل آباد تھے اور ان قبائلیوں کی داستانیں بڑی عجیب و غریب تھیں ہم نے ان داستانوں کے بارے میں چھان بین کی اور ہمیں بڑی بڑی پر اسرار کہانیاں معلوم ہوئیں تب ہم نے کچھ تیاریاں کیں اور اس کے بعد کورسٹیا کی جانب سفر شروع کر دیا کیا عجیب علاقہ ہے دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے زیادہ تر خطے برفانی ہیں اور وہاں آباد قبائل سے الگ نہیں ہیں جو صحرائے اعظم میں آباد ہیں ان کی لوک داستانیں بھی بڑی عجیب ہیں اور ان لوک داستانوں میں ایسی ایسی ناقابل یقین کہانیاں ملتی ہیں کہ انسانی عقل انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دے پتا نہیں دنیا کا ایک ہی انداز کیوں ہے اصل میں مجھے یقین ہے کہ انسان کی دوسری شخصیت میں صبح و شام کی مانند دو رخ موجود ہیں ایک وہ رخ ہے جو سمجھ میں نہیں آتا اور وہ رخ شاید زندگی کے آخری سانس تک سمجھ میں نہیں آئے گا کیونکہ اس سے انسان کی دلچسپیاں وابستہ ہیں بہر حال کورسٹیا کے علاقے کے ایک برفانی غار میں ہمیں ایک بوڑھا شخص ملا جس کا نام روسٹر تھا روسٹر شدید زخمی تھا اور اس غار میں زندگی کے آخری دن گزار رہا تھا لیکن اسی غار میں ہمیں یہ لڑکی بھی ملی جس کے پاؤں میں زنجیر بندھی ہوئی تھی اور اس زنجیر کو ایک بڑے پتھر سے دبا دیا گیا تھا وہاں بھی یہ اسی شکل میں ہمیں ملی بس اس کے اندر شدید وحشت خیزی تھی روسٹر نے پہلے تو ہم پر کچھ فائر کئے لیکن غالباً یہ اس کی رائفل کے آخر کار تو س تھے۔ جو بے کار گئے اور اس کے بعد اس نے چیخ چیخ کر

بالکل خاموشی سے گزار لیا جائے تاکہ ڈاکٹر کو صحیح پتہ نہ لگا سکے اس کے بعد ہم نئے سرے سے اپنی اس مہم کا آغاز کریں گے اور کورنیاں تک پہنچنے کی کوشش کریں گے چنانچہ لڑکی کو امیر حماد کے حوالے کر دیا گیا اور بیٹی کین بارسلونا چلا گیا وہ بارسلونا ہی کا باشندہ ہے اور وہیں رہتا ہے۔ خاصا وقت گزر چکا ہے لڑکی کو امیر حماد اپنے ساتھ پرورش کر رہا ہے اس دوران یہ بھی طے ہوا تھا کہ اس خوبصورت لڑکی کو مہذب بنانے کی کوشش کی جائے گی تاکہ یہ ہماری رہنمائی کورنیاں تک کر سکے لیکن شاید ابھی تک امیر حماد اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکا ہے منصوبے کے مطابق وہ وقت آ گیا ہے جب ہمیں کورسٹیا کا سفر کرنا ہوگا۔ چنانچہ اسی پروگرام سے میں یہاں پہنچا ہوں اور بیٹی کین بھی پہنچنے والا ہے بس یہ ہے اس لڑکی کی پوری کہانی لیکن ابھی تک یہ انسانوں سے مانوس نہیں ہو سکی ہے۔ پتا نہیں کورنیاں کا طرز زندگی کیا ہوگا وہاں کون سی زبان بولی جاتی ہوگی اس سلسلے میں ہر ممکن کوشش کر لی گئی ہے لیکن کچھ پتا نہیں چل پارہا تو میرے دوست اگر تمہیں اس تمام بات سے دلچسپی ہے تو تم بھی اپنے طور پر اس میں شامل ہو جاؤ جہاں تک میری پیشکش کا تعلق ہے اور جہاں تک اسٹیلڈا کی محبت کا تعلق ہے تو سمجھ لو یہ تم دونوں کے درمیان ہے۔ میں ہر طرح سے تمہاری معاونت کے لئے تیار ہوں۔“

”بڑی عجب کہانی ہے مسٹر ہرمین لیکن بہر حال جہاں تک مس اسٹیلڈا کا تعلق ہے تو معاف کیجئے گا وہ بہت اچھی خاتون ہیں اور میں شاید اس معیار کا انسان نہیں ہوں۔“

”انسان معیار کا نہیں بھی ہوتا تو بنا دیا جاتا ہے اسے۔ ہم سب تمہاری مدد کریں گے۔“

”پھر یہ سلسلہ کچھ لوگوں کی آمد کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا لیکن رات کو اپنی آرام گاہ میں آرام کرتے ہوئے میں اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کیا عجیب و غریب کہانی ہے اس کی زندگی میں تو ایک بہت ہی عجیب تبدیلی آئی ہے جسے واقعی ایسی کوئی لڑکی آسانی سے قبول نہیں کر سکتی۔ نجانے ان کا طرز زندگی کیا ہو نجانے ان کی آواز کیا ہو جس شخص کا نام روسٹر لیا گیا تھا شاید خود بھی لڑکی کے بارے میں تفصیلی طور پر نہیں جانتا تھا پھر میرے دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہو گئی بالکل وہی کیفیت جو اپنے آپ کو نظر انداز کر کے اپنے سامنے کے واقعات پیش آنے پر ہو جاتی تھی چلو ٹھیک ہے یہ بھی ایک چیلنج قبول کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے باقی رہا جہاں تک معاملہ ان بیوقوفوں کا جن کے نزدیک اپنی اولاد کے لئے سب کچھ خرید لینا آسان ہوتا ہے تو یہ جہنم میں جائیں ظاہر ہے میں اپنی زندگی کا مالک ہوں جو مناسب سمجھوں گا

اپنی شکست کا اعلان کیا اور ہم سے درخواست کی کہ ہم اسے گولی مار دیں وہ جینا نہیں چاہتا ہم لوگوں نے اسے قریب سے دیکھا تو اس کے پیٹ میں ایک بہت بڑا زخم تھا جس میں کپڑے پڑے ہوئے تھے اور اس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو چکا تھا جب اسے اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ ہم اس کے دشمن نہیں ہیں تو اس نے اپنی آخری کہانی سنائی اور اس نے بتایا کہ کورسٹیا کے جنوب میں کورنیاں کے نام سے ایک قبیلہ آباد ہے اور اس قبیلے میں بڑی عجیب و غریب داستانیں ہیں اس نے کہا کہ یہ انوکھا قبلہ بہت ہی پر اسرار قبیلہ ہے لیکن اس قبیلے میں دولت کے اتنے ذخائر ہیں کہ انسانی ذہن ان کا تصور بھی نہ کر سکے دنیا کے اعلیٰ ترین ہیرے اور سونے کے انبار اور ظاہر ہے ہیرے نو جوان دوست کہ انسان جس طرح اپنی زندگی کی دوسری ضروریات کے لئے سرگرداں رہا ہے اسی طرح عظیم الشان خزانے بھی اس کی زندگی کا سب سے بڑا مرکز رہے ہیں سو روسٹر کی داستان میں جو تفصیلات تھیں ان میں سے ایک شخص ڈاکٹر کا ذکر بھی تھا اور ڈاکٹر اصل میں روسٹر کی ٹیم کا سربراہ تھا لیکن بہت ہی بد دماغ اور عجیب سا آدمی زمانہ قدیم کا جرائم پیشہ کسی بات پر روسٹر سے اس کی ٹھن گئی اور روسٹر اس لڑکی کو لیکر وہاں سے فرار ہو گیا جس کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ اس کا تعلق کورنیاں قبیلے سے ہے اس قبیلے سے جس میں سونے کے ذخائر بکھرے پڑے ہیں چنانچہ ڈاکٹر اس کے پیچھے لگ گیا۔ دونوں کے درمیان جنگ بھی ہوئی جس سے یہ زخم روسٹر کے پیٹ میں آیا لیکن کچھ وہاں کی فضا میں اور کچھ زخم کی نوعیت روسٹر کو آخر کار اس غار میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ ڈاکٹر اس وقت بھی اس کی تلاش میں تھا روسٹر نے لڑکی کے بارے میں کہا کہ اگر اس لڑکی کو صحیح طور پر استعمال کر لیا جائے تو یہ ایک ایسے عظیم الشان خزانے تک پہنچا سکتی ہے جس کے حصول کا تصور ہی انسان کے لئے پاگل کر دینے والا ہو اور ہماری اس مہم میں ایک پاگل بھی ہمارے ساتھ تھا یعنی امیر حماد کے اور میرے سوا اس کا نام بیٹی کین تھا۔ بیٹی کین ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے تم یہ سمجھ لو کہ وہ ایک ہیلتھ کلب چلاتا ہے اور خود بھی انتہائی طاقتور اور توانا انسان ہے ہم لوگ تو خیر اس مسئلے میں زیادہ دلچسپی نہیں لے رہے تھے لیکن بیٹی کین پاگل ہو گیا اور اس کے بعد جب روسٹر زندگی سے محروم ہو گیا تو بیٹی کین نے اس لڑکی کو اپنے قبضے میں کر لیا پھر ہمارا آنا سامنا ڈاکٹر سے ہو گیا۔ بڑی زبردست جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں ہمیں اپنی وہ مہم چھوڑ کر واپس آنا پڑا لیکن بیٹی کین نے لڑکی کو نہیں چھوڑا تھا پھر اس نے ہم لوگوں سے درخواست کی کہ کچھ عرصہ

میں تو یہ محبت جانوروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے میں غلط کہہ رہا ہوں اپنے دل کی بات کر رہا ہوں آپ سے۔ دل چاہے تو جان لیں ورنہ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے اپنے آپ کو سمجھانے کا۔“

”تم جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہو کم از کم ان الفاظ میں تو کہو کہ میں انہیں سمجھ لوں۔“

”عالی طرب۔ زیادہ وقت نہیں ہوا ہے آپ کی خدمت کرتے ہوئے لیکن جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی کہہ دیا ہے کہ ہر شخص کے اندر ایک انسان ہوتا ہے اور انسان کے سینے میں دل ضرور ہوتا ہے۔ پھر خصوصاً کوئی اسے عزت سے مخاطب کرے کبھی اس کے ساتھ کوئی ایسا عمل نہ کرے۔ جیسے اس کے ذہن کے لئے قرب بن جائے تو اس سے محبت ہونا تو فطری بات ہے۔ اسی طرح مجھے آپ سے جدائی کا افسوس ہے۔“

”اوہ بابا۔۔۔ ہے۔“

”ہاں۔۔۔ اسی طرح۔“

”میں ظاہر ہے ہم اگر کہیں جا بھی رہے ہیں تو ہماری واپسی تو ہوگی ناں حاتم۔“

”اے عالی طرب۔ میں نے جان بوجھ کر یہ گفتگو نہیں سنی۔ لیکن امیر اپنی آرام گاہ میں یہ گفتگو کر رہے تھے۔ وحدت عالی سے۔ اور یہ طے کر رہے تھے کہ یہاں سے ملازموں میں سے کس کے ساتھ لیا جائے گا پہلے بھی جب امیر اپنے سفر پر جاتے رہے ہیں تو یہاں سے ملازموں کو لے جاتے رہے ہیں۔ عالی طرب۔ وہ تندرست و توانا لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں کیونکہ مہمات میں طاقتور لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے پہلے میں نے کبھی اپنے دل میں یہ تصور نہیں کیا کہ مجھے بھی کہیں ساتھ لے جایا جائے۔ دل بھی نہیں چاہتا تھا کبھی اس طرح لیکن عالی طرب آپ کو چھوڑتے ہوئے دکھ ہو رہا ہے اور دل میں سوچتا ہوں کہ کاش میں بھی طاقتور توانا ہوتا۔“

”مہمات میں حاتم۔ بڑی جاں فشانی کرنی پڑتی ہے موسم جھیلنے پڑنے ہیں۔ صعوبتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔“

”میں جانتا ہوں عالی طرب لیکن بظاہر بس کمزور ہوں لیکن اندر سے میں بہت مضبوط انسان ہوں۔“

”گویا اگر نہیں دوسرے ملازمین کے ساتھ لے لیا جائے تو۔“

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سونے کی کوشش کر رہی ہے تب میں دبے پاؤں وہاں سے واپس پلٹ پڑا لیکن اس رات میں سکون کی نیند نہیں سو سکا تھا۔ کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں نے اس پر غور کیا اور یہی فیصلہ کیا کہ وہ واقعی نہیں بول سکتی لیکن کیوں آخر کیوں اور اس کیونکہ ابھی کوئی جواب نہیں مل سکتا تھا بہر حال میں نے بھی ذہن کو بوجھ سے آزاد کر دیا وقت کے فیصلے سب سے بہتر ہوتے ہیں اور وقت ہی بتائے گا کہ اس لڑکی کی کہانی کیا ہے پھر سب سے پہلے مجھے حاتم نے اس بارے میں اطلاع دی تھی اپنے معمولات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں انیکسی میں آیا تھا اور حاتم نے معمول کے مطابق میرے سامنے کھانا لگایا تھا لیکن وہ بہت افسردہ تھا میں نے اس کے چہرے پر یہ افسردگی دیکھی تو کہا۔

”کیا بات ہے حاتم طبیعت خراب ہے تمہاری۔“

”نہیں۔ عالی طرب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”مگر مجھے لگ رہا ہے۔“

”نہیں ٹھیک ہوں عالی طرب۔“

”اور میں یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ تم مجھے بتانے سے گریز کر رہے ہو دل تو چاہتا ہے کہ تم مجھے اپنی اس وقت کی کیفیت کے بارے میں بتا دو لیکن تمہیں مجبور کرنے کا کوئی حق نہیں ہے مجھے۔ چنانچہ خاموش ہو جاتا ہوں۔“ حاتم میرے سامنے زمین پر بیٹھ گیا اس نے اپنی پیشانی میرے گھٹنے پر رکھ دی تھی میں نے پیار سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”طبیعت خراب ہے تو مجھے بتاؤ تم میرے لئے بہت بڑی حیثیت رکھتے ہو میرے دوست ہو تم۔ میرے ساتھی ہو۔“

”عالی طرب۔ کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ آپ لوگ ایک مہم پر جانے والے ہیں۔“

”ہاں۔ تھوڑی سی کہانی میرے علم میں آئی تو ہے لیکن امیر نے ابھی تک مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔“

”میرا خیال ہے اس میں زیادہ وقت نہیں لگے گا میں اپنے لئے افسردہ ہوں عالی طرب کہ بد قسمتی سے انسان بھی ہوں جانور تک اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو انسانوں کے دل

”چلو ٹھیک ہے امیر۔ یہ گھوڑا میرا ہو گیا لیکن کیا یہ ہیرا بھی تم مجھے دے سکتے ہو۔“

”اس سے پہلے بھی ایک شخص نے مجھ سے یہ الفاظ کہے تھے اور مجھ سے اس کی قیمت پوچھی تھی تو میں نے جانتے ہو اس سے کیا کہا۔“

”کیا؟“ فلاجی نے سوال کیا۔

”میں نے کہا اس کی قیمت کے طور پر تمہارے پاس جتنا کچھ ہے وہ مجھے دے جاؤ اور خود میرے اصطبل میں نوکری کرو تو یہ آدمی میں تمہارے حوالے کر سکتا ہوں۔“ فلاجی نے ایک بے ہنگام قہقہہ لگایا اور بولا۔

”چلو ٹھیک ہے ہمارا سودا ہو گیا۔“ گھوڑے فلاجی کی تحویل میں دے دیئے گئے تو میں نے گردن خم کر کے امیر سے واپسی کی اجازت مانگی۔

”تمہیں ان گھوڑوں کی فروخت سے کوئی افسوس نہیں ہوا۔ عارف۔“

”آپ نے فروخت کئے ہیں جناب اور بہر حال یہ آپ کا کاروبار ہے۔“

”میں نے انہیں اس لئے فروخت کر دیا کہ اب اس کے بعد ہمیں دوسرے جہانوں کی سیر کرنی ہے اگر میرا مطلب نہیں سمجھ رہے تو تمہیں بتانا پسند کروں گا ہم لوگ بہت مختصر وقت میں یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں اسی مہم پر جس کا میں تم سے مختصر تذکرہ کر چکا ہوں۔“

”چونکہ میں امیر کے احکامات کا پابند ہوں اور خود اپنے اندر نہ وہ جرات پاتا ہوں اور نہ جرات کر سکتا ہوں جس کے تحت میں امیر سے ان کے فیصلوں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں۔“

”ارے۔ ارے نہیں اس انداز میں نہ سوچو سوچ کا یہ انداز میرے لئے بڑا تکلیف دہ ہو گا تم تو میرے لئے بہت قیمتی شخصیت کے مالک ہو اصل میں بس یوں سمجھ لو کہ میں تم سے بہت جلد رجوع کرنا چاہتا تھا یعنی تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ اب ہم لوگ کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔“

”جی امیر۔“

”بلکہ آج رات ہی کو میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میرے پاس پہنچ جانا بلکہ میں خود ملازم سے تمہیں اپنے پاس طلب کر لوں گا یعنی ان لمحات میں جب تم اپنی تمام ضروریات سے فارغ ہو سکو۔“

”امیر میرے بارے میں ایسی بات کبھی نہیں سوچیں گے۔“

”خیر مگر جا کب تک رہے ہیں یہ لوگ۔“

”عالی طرب شاید بہت جلد۔ ان کی گفتگو سے یہی اندازہ ہوتا تھا۔“ میں نے حاتم کو اس سلسلے میں کوئی تسلی نہیں دی لیکن شاید میرے اندر بھی وہی جذبے موجود تھے یعنی جو کوئی بھی محبت سے پیش آئے اس کے لئے دل کے دروازے کھول دوں۔ حاتم کی افسردگی بھی مجھے دکھی کر گئی تھی لیکن یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں حاتم کے ساتھ لے جانے کے سلسلے میں امیر کو مجبور کر سکتا ہوں البتہ دل میں یہ ضرور سوچا تھا کہ امیر سے اس سلسلے میں بات ضرور کر دوں گا۔ لیکن یہاں تو مسئلہ یہی تھا کہ خود مجھ سے بھی تو کوئی بات کی جائے بات تو بے شک نہ کی گئی لیکن دو تین دن کے اندر ہی اندر ایک صبح میں نے امیر حماد کو کچھ افراد کے ساتھ اصطبل میں جاتے ہوئے دیکھا امیر حماد نے مجھے طلب کیا تو میں بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔ ایک سرکش گھوڑا وہاں موجود تھا جو کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ امیر حماد نے نئے آنے والوں میں سے ایک سے کہا۔

”اور تم کہتے ہو فلاجی کہ یہ گھوڑا بیکار ہے اصل میں بات یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی صحیح سائنس ہی نہیں ہے جو اس گھوڑے کو قابو میں کر سکے۔“

”تمہارا مطلب ہے کہ میرا تجربہ اس سلسلے میں ناقص ہے۔“

”بالکل بہر حال میں چونکہ تمام گھوڑے تمہارے ہاتھ فروخت کر رہا ہوں اس لئے میں یہ نہیں چاہوں گا کہ ایک گھوڑا میرے اصطبل میں پڑا سڑتا رہے۔ اصل میں گھوڑوں سے مجھے اس قدر محبت ہے کہ میں ان کی پرورش خود ہی کرتا ہوں اور کسی ایک شخص پر اعتبار نہیں کر سکتا۔“

”لیکن تم کہتے ہو کہ کوئی اسے قابو نہیں کر سکتا ہے۔“

”یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہارے پاس اگر کوئی انتہائی سرکش گھوڑا ہو تو اسے لے آؤ میرے پاس ایک آدمی ایسا ہے جو اس پر سواری کر کے دکھا دے گا۔“

”تو پھر اسی پر کیوں نہ سواری کر کے دکھائے۔“

نو وارد نے جس کا نام فلاجی تھا کہا اور امیر حماد نے مجھے اشارہ کر دیا میں نے گردن خم کی اور آگے بڑھ گیا گھوڑے کی لگام پکڑی۔ دو چار چکر دینے کے بعد اچھل کر اس کی پشت پر سوار ہو گیا کافی دنوں سے گھوڑوں کی سواری چھوڑ دی تھی لیکن نجانے کس طرح مجھے اس کی مشق تھی گھوڑے کو کافی دیر تک میں گودا تار با فلاجی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وقت پر ملاقات کی۔ اس وقت وہ اپنی مخصوص نشست گاہ میں تھا جو لاہری کی شکل رکھتی تھی اس کمرے کے بارے میں مجھے اس بات کا علم تھا کہ اس میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے تھا بھی ذرا الگ تھلگ ہی جسے میں اس کا مطلب ہے کہ امیر حماد مجھ سے نہایت خفیہ گفتگو کرنا چاہتا ہے اس نے مسکرا کر میرا استقبال کیا اور بولا۔

”یہ ایک عجیب بات ہے کہ تم اتفاقاً طور پر مجھے ملے ڈیر عارف اور تمہاری اپنی شخصیت میں بھی ایک ایسا پوشیدہ نکتہ ہے جس سے بہت سے عجیب و غریب احساسات نے جنم لیا بہر حال میں گفتگو کو طویل نہیں کروں گا وہ لڑکی جسے تم نے واقعی بڑے کمال کے ساتھ سنبھال لیا ہے ایک عجیب و غریب شخصیت ہے۔ میں تمہیں مختصر تفصیل بتاتا ہوں۔“ امیر حماد نے بھی وہی تفصیل بتائی تھی جو ڈاکٹر ہرین اپنے طور پر مجھے بتا چکا تھا بہر حال اس تمام گفتگو کے بعد امیر حماد نے کہا۔

”دیکھو۔ خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ موجود ہے لیکن تم نے یہ جملہ سنا ہوگا کہ شوق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی یہاں بھی ایک ایسا ہی سلسلہ ہے وہ لڑکی ایک ایسے قبیلے سے تعلق رکھتی ہے جو کرسٹیا کے نواحی علاقوں میں آباد ہے۔ انتہائی پراسرار قبیلہ ہے ہم اس لڑکی کو لے کر اس کے قبیلے میں جانا چاہتے ہیں تاکہ اسے اس قبیلے کے لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کی محبت اور ان کی غنایت حاصل کریں اور اس کے بعد وہ عظیم الشان خزانہ جو روایتی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ میں نے تمہیں اس کے بارے میں تفصیل بتائی ایک عجیب و غریب واقعہ ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارا مقصد صرف اتنا ہی نہیں ہے فرض کرو اگر ہم اس خزانے کے حصول میں ناکام بھی ہو گئے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے یہ تو ایک ایڈونچر ہے ایک شوق ہے سب لوگوں کا میں صرف اپنے بارے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔ ڈاکٹر ہرین وحدت عالی اور مینی کین ہو سکتا ہے مجھ سے مختلف سوچ رکھتے ہوں لیکن میرے عزیز دوست اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایسے معاملات میں جب بھی کبھی کسی نے کسی پر اعتماد کیا اپنی زندگی کھو بیٹھا۔ ہمیں اپنے اپنے گروہوں کے ساتھ مستعد رہنا ہوگا وحدت عالی بہت نفیس انسان ہے اس نے کبھی آج تک مجھے یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ مجھ سے الگ کوئی شخصیت ہے لیکن مینی کین اور ڈاکٹر ہرین کے بارے میں آخری بات نہیں کہہ سکتا اعتماد کے راستے اپنے ہاتھوں کو دوسرے کے ہاتھوں میں دے دینا کم از کم ایسے معاملات میں دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہوتی ہے تم

”جی بہتر۔“ میں نے جواب دیا لیکن اب میرے ذہن میں سنسنی پیدا ہو گئی تھی میں جلد از جلد وہ گفتگو سن لینا چاہتا تھا اور پھر اسی شام سورج چھپنے سے پہلے اس وقت جب میں اس ملازمہ کے ذریعے لڑکی کو صاف ستھرا لباس پہنا رہا تھا اب وہ اس سلسلے میں ماہر ہو چکی تھی امیر حماد ڈاکٹر ہرین اور وحدت عالی کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ وحدت عالی اور ڈاکٹر ہرین کچھ چوکنے سے نظر آ رہے تھے جبکہ امیر حماد مکمل اعتماد کے ساتھ وہاں آیا تھا اس نے ڈاکٹر ہرین سے کہا۔

”اور اس دوران تم نے دیکھا ہوگا کہ وہ کبھی وحشت زدہ ہو کر اس طرح باہر نہیں بھاگی جیسے اکثر وہ اس عمارت سے باہر بھاگ جاتی تھی۔“

”ہاں۔ مگر وہ ہے کہاں؟“

”چند لمحے توقف کریں میں ابھی اسے آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔“ میں نے کہا اور ڈاکٹر ہرین مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”ویسے تو یہ شخص انتہائی باکمال ہے لیکن اگر اس نے اس وحشی لڑکی کو قابو میں کر لیا ہے تو یہ واقعی میرے لئے ایک عجوبہ ہوگا۔“

”آپ دیکھ لیجئے ڈاکٹر ہرین۔“ امیر حماد نے کہا اور کچھ لمحوں کے بعد میری ہدایت پر لڑکی کو باہر لے آیا گیا اس نے جھکتی ہوئی سی نگاہ ان تینوں پر ڈالی ایک نگاہ مجھے دیکھا اور اس کے بعد گردن جھکا کر واپس اپنے کمرے کی طرف چلی گئی ڈاکٹر ہرین اور وحدت عالی کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تو واقعی جادوگری ہے۔ یہ شخص ہے ہی جادوگر۔“ ڈاکٹر ہرین نے تعریفی لہجے میں کہا اور امیر حماد قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”اور اس جادوگر کی جادوگری ہمارے مستقبل میں جس طرح کام آئے گی تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے جبکہ میری نگاہیں ہمیشہ دور دور تک دیکھتی ہیں۔“ اس کے بعد امیر حماد نے مجھ سے کہا۔

”اور تم پروگرام کے مطابق رات کو میرے پاس پہنچو گے۔“

”جی امیر۔ مجھے یاد ہے۔“ میں نے جواب دیا ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد میں اپنے طور پر سوچوں میں گم ہو گیا تھا بہر حال سوچو سے کچھ حاصل نہیں تھا امیر حماد سے مقررہ

برتا چاہتا لیکن اگر ان میں سے کوئی غلط راستوں پر نکل گیا تو پھر تو صورت حال کو دیکھنا ہوگا نہ۔“

”میں سمجھ رہا ہوں۔“ میں نے حیران نگاہوں سے امیر حماد کو دیکھتے ہوئے کہا۔ بات واقعی بڑی چالاکی اور ذہانت کی تھی پھر میں نے ان سے پوچھا۔

”یہ حیات کیا مقامی آدمی ہے؟“

”ہاں۔ غلی حیات اس کا نام ہے اور بڑا خوش مزاج انسان ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میں اسے تمہارے بارے میں ساری تفصیل بتا چکا ہوں۔“

”لڑکی کے مسئلے میں آپ کیا کہتے ہیں؟“ میں نے سوال کیا۔

”وہ انتہائی تحفظ کے ساتھ وہاں پہنچے گی لیکن میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتا کچھ ایسے ہی معاملات ہیں۔“

”مجھے اعتراض نہیں ہے ظاہر ہے آپ اس سلسلے میں زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں امیر حماد۔“

”تو میرے دوست تم مجھے بتاؤ کہ اس سلسلے میں ہمیں مزید کیا کرنا ہے۔“

”یہ تو آپ ہی فیصلہ کریں گے امیر۔“ میں نے جواب دیا پھر اچانک ہی مجھے حاتم یاد آیا تو میں نے کہا۔

”لیکن امیر کیا آپ اپنے ساتھ یہاں سے ملازمیوں کو بھی لے جا رہے ہیں۔“

”پہلے ایک فیصلہ کیا تھا لیکن بعد میں یہ سوچا گیا کہ یہ سب کچھ مناسب نہیں رہے گا جن علاقوں میں ہم جا رہے ہیں وہاں ہمیں خطرناک حالات یقینی طور پر پیش آئیں گے ہم دوسروں کی زندگیاں کیوں خطرے میں ڈالیں چھوٹے موٹے کام ہوں گے ہم دیکھ لیں گے۔ حالانکہ۔“ امیر حماد نے اچانک اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا اس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں پھر اس نے کہا۔

”بہر حال کوئی خاص بات ہے تمہارے اس سوال میں؟“

”نہیں اصل میں حاتم کو میں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔“ امیر حماد مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”ویسے میں تمہاری کسی بات پر انکار نہیں کروں گا لیکن یقین کرو یہ بالکل غیر مناسب

میرے گروہ میں غیر معمولی انسان ہو جس کا تم بارہا ثبوت دے چکے ہو اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میں تم پر مکمل اعتماد کرتا ہوں میرے دوست میں تمہیں اپنا دست راست بنانا چاہتا ہوں کیا تم اس حیثیت کو قبول کرو گے اور کیا تم یہ محسوس کرتے ہو کہ میرے لئے تم اپنے دل میں یہ گنجائش نکال لو گے۔“

”کوئی جذباتی بات نہیں کہوں گا امیر حماد میں بس صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میری اپنی زندگی کا کوئی اہم مقصد نہیں ہے اور آپ کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزار چکا ہوں بہت اچھے ماحول میں بہت اچھا برتاؤ کیا ہے آپ لوگوں نے میرے ساتھ ایسی صورت میں آپ کی کسی بات سے انحراف میرے لئے کسی بھی طرح نہ ضروری ہے نہ فائدہ مند۔ آپ اطمینان رکھیے۔ میری اپنی زندگی میں ایسا کوئی اہم معاملہ نہیں ہے جس کے لئے میں آپ سے غداری کرنے پر مجبور ہو جاؤں۔“

”نہیں پلیز۔ ایسے الفاظ بھی نہ کہو میں بھی آخر دنیا گزار چکا ہوں غداروں کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کس طرح کے ہوتے ہیں خیر چھوٹوان باتوں کو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگ تین گروہوں کی شکل میں یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں اصولی طور پر لڑکی کو تمہارے ساتھ ہونا چاہیے لیکن میں ایسا نہیں کر رہا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ابھی ہمیں ہینی کین کو بھی دیکھنا ہے لڑکی کو ہم اپنے ساتھ لے کر وہاں پہنچیں گے تم یہاں سے صرف تین افراد کے ساتھ روانہ ہو جاؤ گے ان میں ایک عفان ہے دو اور ایسے آدمی ہیں ابھی تک تمہارے سامنے نہیں آئے ہیں خصوصاً تم سے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کروں گا جس پر میں تمہاری ہی طرح اعتبار کرتا ہوں وہ شخص ابھی تک تمہارے سامنے نہیں آیا لیکن وہ اتنا اعلیٰ انسان ہے جب تم اس کا ساتھ حاصل کرو گے تو تمہیں بے پناہ خوشی ہوگی یہ تین اجنبی ہیں جن میں ایک حیات ہے میرا مطلب ہے اس کا نام حیات ہے۔ دوسرے اس کے دونوں ساتھی ہیں حیات کے اندر تمہیں سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئے گی کہ وہ انسائیکلو پیڈیا ہے یعنی دنیا کے مختلف علاقوں کے بارے میں اتنا کچھ جانتا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے وہ پڑھا لکھا آدمی ہے صاحب حیثیت ہے لیکن ایڈو نچر پسند ہے نہ ڈاکٹر ہر مین اسے جانتا ہے نہ ہینی کین اور نہ وحدت عالی میں تمہیں صرف اپنا راز دار بنا رہا ہوں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اپنے طور پر بھی ایک بہتر تحفظ چاہتا ہوں جو مجھے نقصان نہ پہنچا سکے میں ان میں سے کسی شخص سے بھی کسی بھی طرح انحراف نہیں

ہوگا کیونکہ ہمیں صورت حال کا جائزہ لینا ہے ہم اس سلسلے میں بالکل غیر مطمئن ہیں۔“
”اگر یہ ممکن نہیں ہے اور یہاں سے دوسرے ملازم بھی نہیں جا رہے تو میں ضد نہیں کروں گا۔“

”یقین کرو۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں حاتم بہت اچھا انسان ہے لیکن یہ مہم جس انداز کی ہے اس میں حاتم کی گنجائش نہیں نکلتی۔“ بعد میں یہ بات میں نے حاتم کو بتائی تو اس نے افسردگی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”عالیٰ طرب ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ایک لگاؤ ہو گیا تھا آپ سے جس کی بنا پر میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتا لیکن خیر کوئی خاص نہیں ہے کم از کم میری دعا میں آپ کا تحفظ کریں گی۔“ میں نے حاتم کو شانہ چھپتا کر خدا حافظ کہا۔

بہر حال امیر حماد کی یہ پیش کش اور اس کی سنائی ہوئی داستان بڑی عجیب نوعیت کی تھی یہ تبدیلیاں بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں لیکن تھوڑا تھوڑا سا خیال دل میں یہ تھا کہ امیر حماد بھی چالاک آدمی ہے۔ ڈاکٹر ہر مین بہر طور ایک الگ نسل کا شخص ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ مجھے ان جھگڑوں سے نجات مل رہی تھی۔ یعنی مہترمہ علایہ یا خاتون اسٹیل بلاوجہ کے جھگڑے گردن میں آن پڑے تھے۔ عفان کے بارے میں بھی مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس بات کو کیسا محسوس کرے گا امیر حماد نے بقیہ پروگرام جو مجھے بتایا تھا وہ بڑا عجیب و غریب نوعیت کا تھا لیکن بہر حال پھر دوسرے دن میری ملاقات حیات سے کرائی گئی حیات کے ساتھ دو افراد اور بھی تھے بھدی سی شکل و صورت کا یہ شخص ایک نگاہ دیکھنے سے ہی نہایت نفیس انسان معلوم ہوتا تھا اس نے پر جوش انداز میں مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”امیر حماد اتنے اچھے انسان ہیں کہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور اتنا اعتماد ہے مجھے ان کی ذات پر کہ اگر وہ کسی کی تعریف کر دیں تو یقینی طور پر وہ قابل تعریف ہی شخص ہوگا اور امیر نے آپ کی اتنی تعریف کی ہے مسٹر عارف کہ میرے دل میں آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔“ امیر حماد نے کہا۔

”اور یہ حقیقت ہے کہ جابری کے سلسلے میں اگر میں علی حیات کو ایک اشارہ کر دیتا تو شاید جابری کی لاش بھی کسی کو دستیاب نہ ہو پاتی۔ جابری کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ یہاں سے نکل بھاگا ہے اصل میں جو کچھ اس نے کیا تھا اس کا اسے خود بھی احساس ہوگا چلو

چھوڑو ذرا ذرا سی بات پر کسی کو نقصان پہنچانا بہتر بات نہیں ہے مختصر یہ ہے کہ اب علی حیات کا اور تمہارا ساتھ رہے گا علی حیات تمہیں سفر کے لئے جو ہدایات جاری کی گئی ہیں ان کا انکیل جس قدر جلد ہو کر لو۔“

”آپ بالکل فکر نہ کریں امیر حماد بلکہ میں تو اب یہ چاہتا ہوں کہ آپ عارف صاحب کو میرے پاس ہی بھیج دیں۔“
”نہیں۔ حالات کچھ ایسے ہیں کہ میں ایک بڑا رسک لے رہا ہوں، لیکن خیر بعض ضرورتوں کیلئے ایسا کیا ہی جاتا ہے۔“

علی حیات سے خاصی دیر تک ملاقات رہی اور اس کے بعد کچھ معاملات طے ہوئے۔ پھر میں امیر حماد کے ساتھ ہی چل پڑا امیر حماد گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا پھر اس نے کہا۔

”بہت سی باتیں ایسی ہوں گی جو تمہارے ذہن میں ابھی ہوں گی عارف صاحب نے بے شک مجھ سے اس کے بارے میں سوالات نہیں کئے مختصراً تمہیں بتائے دیتا ہوں حالانکہ اس وقت تمہارا میرے ساتھ رہنا میری سب سے بڑی ضرورت تھی لیکن جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ بیٹی کین سے ہماری ملاقات وہیں کورسٹیا میں ہوگی اور اس کے علاوہ بیٹی کین سے کچھ اشارے بھی ملے ہیں مثلاً یہ کہ ڈاکٹر وہاں موجود ہے اب ہم اپنا پروگرام تو ملتوی نہیں کر سکتے مگر ڈاکٹر سے بچ کر ہمیں نکلنا ہے یہ ٹولیاں اسلئے بنا دی گئی ہیں کہ اگر کوئی ایک ٹولی کسی طرح ڈاکٹر کی نگاہوں میں آجائے تو دوسری تمام ٹولیاں اس کے تحفظ کے لئے مستعد رہیں سارے پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلیاں کرنی پڑی ہیں بیٹی کین کی اس اطلاع کے بعد سمجھ رہے ہو انم اور چونکہ وہ لڑکی ایک طرح سے چاروں پارٹیوں کی ملکیت ہے اس لئے میں اپنے کسی حکم کے تحت اسے تمہاری تحویل میں نہیں دے سکتا۔ علی حیات گویا میرا پہلا دستہ ہے جو وہاں میرے مفادات کا تحفظ کرے گا اور تم اس کے ساتھی ہو گے یہ تبدیلی ایک طرح سے حالات کی ضرورت ہے اور ہم نے اسی لئے یہ تبدیلی کی ہے اگر کوئی اور بات تمہارے ذہن میں ہو۔“
”نہیں امیر حماد میں بات کو سمجھ گیا تو کیا ہمیں کورسٹیا پہنچ کر بیٹی کین سے ملاقات کرنا ہوگی؟“

”نہیں یہ ہمارے پہنچنے کے بعد ہوگا پہلے ہم ذرا ٹولیوں میں بیٹھ کر وہاں کا جائزہ لے لیں اس کے بعد صحیح صورت حال کا فیصلہ کیا جاسکے گا۔“

”لڑکی کو آپ سنبھال لیں گے؟“ میں نے سوال کیا۔
”سب سے مشکل کام یہی ہوگا لیکن بہر حال ہمیں امید ہے کہ ہم لوگ یہ کام کر ڈالیں۔“

”باقی مجھے اور کوئی فکر نہیں ہے۔“ پھر عقان نے رات کو مجھ سے ملاقات کی اور بولا۔
”خدا کا شکر ہے حالانکہ تمہارا ساتھ میرے لئے بے انتہا اہمیت کا حامل تھا اور میری دلی آرزو تھی کہ میں تمہارے ساتھ سفر کروں لیکن۔“
”کیا مطلب مسٹر عقان۔“

”یار۔ وہ بھی ساتھ جارہی ہے میرا مطلب ہے ربابی اور میں اس سے دور رہنا نہیں چاہتا یہ خود اسکی اپنی فرمائش ہے۔“
”کیا وہ اس مہم میں ہمارے ساتھ ہے؟“

”ابھی تک تو میرے علم میں یہی بات ہے وحدت عالی اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے بھلا وہ یہاں کہاں رہے گی نہ اسے تنہا واپس بھیجا جاسکتا ہے امکانات اسی بات کے ہیں کہ وہ ساتھ ہی ہو اور پھر میں اس کے ساتھ نہ ہوں۔“
”مگر امیر حماد نے تو مجھ سے کہا تھا۔“

”بے شک کہا تھا پہلے پروگرام تھا اب پروگرام میں ذرا سی تبدیلی ہو چکی ہے اور شاید تمہیں اس کے بارے میں اطلاع بھی مل جائے۔ ویسے کورسٹیا میں تو ملاقات ہوگی ہی۔“
”ہاں۔ امکانات تو ہیں اس بات کے۔“

”بہر حال ٹھیک ہے۔“ حاتم کو حالانکہ میں نے خدا حافظ کہہ دیا تھا لیکن ابھی حاتم کا اور میرا ساتھ تھا اصل میں مجھے صحیح صورت حال ہی معلوم نہیں تھی امیر حماد نے بتایا تھا کہ علی حیات اور ایک اور آدمی ساتھ ہوگا لیکن اب علی حیات کے ساتھ مزید دو افراد سے ملاقات ہوئی تھی۔ بہر حال یہ امیر حماد کا معاملہ تھا میں اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ پھر میں انتظار کرتا رہا اسٹیل وغیرہ کو شاید اصل پروگرام سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی علی کو اس بارے میں معلومات حاصل تھیں امیر حماد نے عقل مندی سے کام لیا تھا ویسے جہاں تک میرا خیال تھا امیر حماد کو یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ ڈاکٹر ہرین مجھے اپنے طور پر لڑکی کی کہانی سنا چکا ہے لیکن امیر حماد نے جو خدشات ظاہر کئے تھے ڈاکٹر ہرین کے انداز سے ان کی تھوڑی

بہت تصدیق ہوتی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ معاملات واقعی آگے چل کر خاصی سنجیدہ شکل اختیار کر جائیں گے بہر حال اس کے بعد روانگی کا وقت آگیا پاسپورٹ ویزا اور دوسرے کاغذات وغیرہ کا انتظام علی حیات نے کر لیا تھا میں روزانہ کے معمولات کے مطابق ہی امیر حماد کے حکم پر باہر نکلا تھا لیکن میں یہ جانتا تھا کہ علی حیات کے پاس پہنچنے کے بعد یہاں میری واپسی نہیں ہوگی بلکہ ہمیں اپنی مہم پر روانہ ہو جانا ہوگا اور بہر حال اس وقت میرے ذہن میں ویسے ہی سنسنی خیز لمحات تھے جسے عموماً اس طرح کے حالات میں پیدا ہو جایا کرتے تھے علی حیات نے میرا پر جوش استقبال کیا اور مجھے میری ضروریات کی تمام چیزیں دکھاتے ہوئے کہا۔
”ویسے تو کورسٹیا بھی چھوٹی جگہ نہیں ہے ظاہر ہے جس بڑے ملک کے تحت یہ علاقہ آتا ہے وہ خود بھی معمولی نہیں ہے ہمیں ایڈی لیڈ پہنچنے کے بعد فوراً ہی کورسٹیا روانہ ہو جانا ہوگا اور اگر تمہیں کچھ سامان کی ضرورت پیش آئی بھی تو وہاں پر اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا لیکن پھر بھی اگر یہاں سے کچھ خریدنے کے خواہشمند ہو۔“

”تمہیں میری کچھ ضروریات نہیں ہیں۔“ میں نے جواب دیا آخر کار سارے معاملات طے ہوئے اور مجھے ایک طویل ہوائی سفر طے کرنا پڑا میرے ساتھ صرف علی حیات اور اس کے دو آدمی ہی تھے ہمیں یہ اطلاع بھی دے دی گئی تھی کہ ڈاکٹر ان علاقوں میں موجود ہے اور شاید اسے کسی قسم کا کوئی شبہ ہے۔“ دوران سفر میں نے علی حیات سے پوچھا۔
”علی حیات کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ڈاکٹر کیا چیز ہے؟“ علی حیات کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

”امیر حماد کی اکثر مہمات میں میں ساتھ ہوتا تھا اور اس خطرناک آدمی کو میں اچھی طرح جانتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت ہمیں جو سفر کرنا ہے وہ ذرا مختلف حالات کے تحت کرنا ہے کورسٹیا پہنچنے کے بعد جب ہم وہاں سے علیحدگی اختیار کریں گے تو ہمیں خاصے خطرناک سفر کی ہدایت دی گئی ہے یعنی ان علاقوں سے مجھے کورنیاں پہنچنا ہوگا جن علاقوں کو انتہائی مخدوش سمجھا جاتا ہے اصل میں کچھ ایسے معاملات ہیں جن کا تفصیلی علم تمہیں کورسٹیا جا کر ہی ہوگا۔“

”ٹھیک ہے“ سفر ختم ہوا اور ہم ایک عجیب و غریب دنیا میں پہنچ گئے ایک جدید ترین ملک کا جدید ترین شہر ایڈی لیڈ۔ ایڈی لیڈ سے ہمیں ایک پرائیویٹ گاڑی کے ذریعے کورسٹیا کا سفر کرنا تھا یہ پرائیویٹ گاڑی وہاں پر کرائے پر دستیاب ہو جاتی تھی علی حیات واقعی ایک ذہین

”یقیناً ہوگا میں نے اس سلسلے میں امیر حماد سے بات کی تھی لیکن ایک اور عجیب مسئلہ ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اس کے بعد ان علاقوں میں کچھ اس قسم کے واقعات ظہور پذیر ہونے والے ہیں جس میں ہماری یہ مہم شاید چار سے چھ سال تک ملتوی ہو جاتی بڑے صلاح مشورے کے بعد یہ طے کیا گیا ہے کہ اپنے معاملات ہم خود دیکھیں گے۔“

”یہ تو بڑی مخدوش صورت حال ہے۔“

”لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہمارا اصل کام یہی تو ہے اور اس کے لئے ہم یہاں کورسٹیا میں بندوبست کر کے جس قدر جلد ممکن ہوگا یہاں سے آگے نکل جائیں گے۔“

”بقیہ لوگوں سے کہاں ملاقات ہوگی۔“

”کورسٹیا کی سرحد عبور کرنے کے بعد کورنیاں کے ابتدائی علاقے میں۔“

”کیا وہاں قبائلیوں کا خوف نہیں ہوگا۔“

”خوف تو ہر جگہ ہوتا ہے میرے دوست ہمیں انہی حالات کا تو سامنا کرنا ہے۔“ میں خاموش ہو گیا بہر حال اپنی ہی اکیلی زندگی کا معاملہ نہیں تھا اور بھی لوگ تھے جب خطرات پیش آئیں گے تو دوسرے لوگوں کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہیں ہوگی چنانچہ میں نے اپنے آپ کو آزاد چھوڑ دیا البتہ یہ اندازہ مجھے ہو گیا تھا کہ صورت حال کیا ہے اور اس سلسلے میں اپنے تحفظ کا بندوبست بھی کیا جاسکتا تھا رہ رہ کر اس لڑکی کا خیال آ رہا تھا جو مجھ سے بے حد مانوس ہو گئی تھی کیا وہ لوگ اسے قابو میں کر سکیں گے کہیں وہ پھر اسے تشدد کے راستے پر آگے بڑھا کر ذہنی طور پر اسی جگہ نہ لے آئیں جہاں سے میں نے اس کی نئی زندگی کا آغاز کیا تھا بہر حال سب کچھ بھاڑ میں جائے اب جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ علی حیات اپنے دونوں ساتھیوں کو میرے پاس چھوڑ کر کچھ ضروری انتظامات کرنے کے لئے چلا گیا تھا ان لوگوں سے بھی میری اچھی خاصی بے تکلفی ہو گئی تھی دونوں ہی خوش مزاج نوجوان تھے ہم لوگوں نے تھوڑی دیر تک سیر و سیاحت بھی کی مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر تھی کہ یہ ایک جدید ترین ملک کا ایک شہر یا قصبہ تھا لیکن یہاں کی زندگی میں بڑی عجیب صورت حال ملتی تھی امید نہیں تھی کہ ان جدید علاقوں میں بھی ایسا ماحول ہوگا لیکن بہر حال پھر اس کے بعد علی حیات واپس آ گیا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اس نے کہا۔

”انتظام تو ہو گیا ہے اور ہم نے جس انداز میں یہ انتظام کیا ہے یقین کرو ڈیر عارف

آدمی تھا وہ کافی مستعدی سے اپنے سارے کام سرانجام دے رہا تھا ہماری حیثیت بلاشبہ سیاحوں جیسی ہی تھی لیکن ہمیں اس بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ ڈاکر کے آدمی ہمیں چاروں طرف تلاش کر رہے ہوں گے چنانچہ ہمیں محتاط رہنا پڑے گا پرائیویٹ گاڑی کے حصول کے بعد ہم لوگوں نے سفر کا آغاز کر دیا۔ شروع کا ایک گھنٹہ تو ذرا تجسس میں گزرا اور یہ سوچا گیا کہ ہو سکتا ہے ڈاکر کے آدمی قرب و جوار میں موجود ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اس کی نگاہوں میں آگئے ہوں علی حیات نے اس کے بعد مجھے سرگوشیوں میں بتایا۔

”اصل میں اس آدمی کے یہاں کافی اثر و رسوخ ہیں اور زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ وہ مجھے بھی پہچانتا ہے۔“

”لیکن امیر حماد اور دوسرے لوگ جب یہاں پہنچیں گے تو ڈاکر ان کے لئے خطرناک نہیں ثابت ہوگا؟“

”امیر حماد کے ساتھ جن لوگوں کی شمولیت ہے وہ خود بھی ان علاقوں میں خاصہ اثر و رسوخ رکھتے ہیں اور یقینی طور پر وہ اپنے لئے مناسب بندوبست کر لیں گے۔ اصل میں مجھے امیر حماد کی جانب سے جو ہدایت ملی ہے وہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو انتہائی خفیہ طریقوں سے کورسٹیا اور وہاں سے کورنیاں کے ابتدائی علاقوں میں پہنچنا ہوگا۔“

”جن حالات کی تم نشاندہی کر رہے تھے وہ کیا ہیں؟“

”میرا خیال ہے اس کے بارے میں ہمیں معلومات حاصل ہو جائیں گی۔“ پھر ہم کافی سفر طے کر کے کورسٹیا پہنچ گئے یہاں کی زندگی بڑی خوبصورت اور سادہ قسم کی تھی قرب و جوار میں بکھرے ہوئے مکانات اور درخت لگتا ہی نہیں تھا کہ کسی بڑے ملک کی ملکیت ہیں اس علاقے میں سادگی کا دور دورہ تھا اور شاید یہاں کی آبادی ایڈی لیڈ کی آبادی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی معصوم اور سادہ لوح لوگ یا پھر مقامی فوجی جو جیپوں میں ادھر ادھر گردش کرتے پھر رہے تھے قیام کے لئے ایک جگہ حاصل کی گئی اور یہاں آکر ہمیں پتا چلا کہ قرب و جوار کے پہاڑی قبائلیوں نے بغاوت کر رکھی تھی۔ وہ اپنے علاقے کی آزادی چاہتے تھے اور اس کے لئے یہاں شدید جدوجہد ہو رہی تھی عموماً مقامی پولیس میں اور باغیوں میں جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں چنانچہ یہ سرحدیں کافی مخدوش تھیں میں نے کسی قدر تکدر محسوس کرتے ہوئے کہا۔

”کیا ایسے عالم میں ان علاقوں کو عبور کر کے دوسری طرف پہنچنا خطرناک نہیں ہوگا؟“

کسی دوسرے کے لئے سخت مشکل ہو جاتا یہاں کے حالات اس قدر سنگین ہیں اس کی صحیح رپورٹ شاید امیر حماد کو بھی نہیں تھی ورنہ وہ کچھ نہ کچھ سوچتے کچھ انتظام کرتے سرحدوں پر بڑی زبردست چیلنگ ہے۔ باغی گروپوں کے چھاپہ مار حملے فوجی ٹولیوں پر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سرحدیں خاصی ناامنی ہیں۔“

”تو پھر کیا ہوگا؟“ ”کچھ نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ کام آگے ہی بڑھے گا امیر حماد میں یہی ایک خوبی ہے کہ جب قدم آگے بڑھا لیتے ہیں تو پیچھے نہیں ہٹتے مجھے ان کے بارے میں اچھی خاصی معلومات حاصل ہیں۔“ ”ٹھیک ہے انتظام کیا گیا ہے آگے بڑھنے کا۔“

”ایک ٹرک جو ہمیں یہیں سے پک کرے گا میں نے ساری تیاریاں مکمل کر لی ہیں بہر حال علی حیات کا کہنا غلط نہیں تھا شام کے تقریباً ساڑھے تین یا پونے چار بجے ہوں گے کہ ایک شخص ہمارے پاس پہنچ گیا مقامی آدمی تھا اس نے ہمیں ٹرک کے آنے کی اطلاع دی تھی چنانچہ ہم سب اپنے مختصر سامان کے ساتھ باہر نکل آئے بڑا سا ٹرک تھا جس کا پچھلا حصہ ترپالوں سے ڈھکا ہوا تھا ڈرائیونگ سیٹ پر ایک عمر رسیدہ سفید فام بیٹھا ہوا تھا میں اور علی حیات ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گئے باقی دو افراد پچھلے حصے میں چلے گئے ٹرک اشارٹ ہو کر چل پڑا راستے میں وہ ایک جگہ رکا اور مزید دو آدمی اس کے عقبی حصے میں سوار ہو گئے ہم تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے اور میں قرب و جوار میں پھیلے ہوئے کھیتوں اور باغوں کا جائزہ لے رہا تھا علی حیات نے کہا۔“

”بیٹھے بیٹھے تھک جاؤ عارف تو پیچھے جا کر آرام کر لینا کافی جگہ ہے اس میں۔“ ”شکریہ۔“ میں نے کہا لیکن میں نے پیچھے جانا مناسب نہیں سمجھا تھا ویسے بھی ابھی اس قدر تھکن نہیں تھی البتہ ہمیں سفر خاموشی سے طے کرنا پڑ رہا تھا۔



شام کے سائے جھکنے لگے اور پھر آہستہ آہستہ رات کی تاریکیاں پھیلتی چلی گئیں میں نے اپنا ذہن آزاد چھوڑ دیا تھا اب مزید کسی بات کے بارے میں سوچنا حماقت تھی بس صرف اتنا ہی تھا کہ آگے چل کر اگر مشکل حالات پیش آئے تو مجھے اپنی زندگی بچانے کے لئے خود جہد و جہد کرنا پڑے گی لیکن اب مجھے اس کی کوئی پروا نہیں تھی رات گہری سے گہری ہوتی چلی گئی پھر ایک جگہ ٹرک روک کر کھانا کھایا گیا ڈرائیور اور پیچھے موجود چار آدمی جن میں سے دو ہمارے اپنے ساتھی تھے اور دو اجنبی سب ہمارے ساتھ ہی کھانے پینے میں مصروف ہو گئے تھے اور اس کے بعد پیچھے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں میں سے ایک نے آگے آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی علی حیات نے مجھ سے کہا۔

”میرا خیال ہے عارف پیچھے جا کر کچھ وقت آرام کر لو بہتر رہے گا۔“ میں نے سوچا کہ مناسب ہے کوئی حرج نہیں ہے۔ علی حیات اگر قابل اطمینان آدمی نہ ہوتا تو امیر حماد یقینی طور پر میرے ساتھ اسے کبھی نہ بھیجتا اس لئے آرام کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے میں کچھ وقت کے بعد ٹرک کے پچھلے حصے میں چلا گیا یہاں خاصی جگہ تھی لیکن اب نیند کی اتنی دیوانگی بھی ذہن پر سوار نہیں تھی کہ یہاں سو جاتا بس آنکھیں بند کئے ٹرک کے ایک حصے سے ٹکا رہا قرب و جوار میں پہاڑی سلسلے نکھرے ہوئے تھے جہاں کی صورت حال خاصی مختلف تھی ویسے بھی ٹرک اب ہموار راستوں پر سفر نہیں کر رہا تھا بلکہ خاصی اچھل کود ہو رہی تھی غالباً یہ کچی سڑک نہیں تھی ہاں کبھی کبھی تھوڑی دیر کے لئے یوں محسوس ہوتا جیسے ٹرک کچی جگہ سفر کر رہا ہو بہر حال خاصا وقت اسی طرح گزر گیا۔ اور اس کے بعد میں نے ٹرک کو رکتے ہوئے محسوس کیا۔ باقی لوگ بھی

”کیا یہ ٹرک ہمارے ساتھ ہی رہے گا۔“

میں نے سوال کیا علی حیات نے مسکراتے ہوئے مجھے آنکھ ماری پھر قریب آکر بولا۔
 ”یوں سمجھ لو کہ صورت حال بڑی عجیب ہے کچھ منصوبے ادھر سے ادھر ہو گئے ہیں لیکن
 خیر فکر کی بات نہیں ہے ٹرک ہمارے ساتھ ہی رہے گا اس میں تو ہماری ضرورت کا سارا سامان
 موجود ہے۔“

”ہوں ویسے یوں محسوس ہو رہا ہے علی حیات جیسے بہت سے مسئلے ہماری توقع کے
 خلاف ہوئے ہیں۔“

”نہ صرف خلاف بلکہ یوں سمجھ لو کہ جن باتوں کی امید نہیں تھی وہ ہو رہی ہیں لیکن بہر
 حال ہمیں آسانیاں حاصل ہیں دیکھ لیں گے پریشانی کی بات نہیں ہے میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر
 کچھ وقت سولیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔“

”کھانے پینے کا مسئلہ طے کر لیا جائے اس کے بعد سونے کی کوشش کرتے ہیں ٹرک
 کے پچھلے حصے میں کافی جگہ ہے بس وہیں اپنے لئے جگہ بنا لوں گا سب سے بہتر رہے گا۔“ میں
 نے علی حیات کی بات سے اتفاق کیا تھا باقی لوگ بھی اپنے اپنے طور پر فیصلے کر کے اپنے لئے
 ٹھکانے تلاش کرنے لگے تھے میں بھی ٹرک کے پچھلے حصے میں چڑھ گیا۔ دن کی روشنی میں
 اسے آسانی سے دیکھا جاسکتا تھا۔ ٹرک کے پچھلے حصے میں ڈیزل کے کچھ کین رکھے ہوئے تھے
 لیکن بعد میں انہیں ٹرک کے ٹینک میں خالی کر کے وہیں پھینک دیا گیا میں سو گیا تھا پھر نجانے
 کتنی دیر تک سوتا رہا اور اس کے بعد علی حیات نے ہی مجھے جگایا تھا۔

”کیا خیال ہے چلا جائے۔“

”اوہو بڑی دیر تک سویا میں۔“

”تو باقی لوگ کونسا جاگ رہے تھے۔“

”روانگی ہو رہی ہے۔“

”ہاں۔“

”تھیک ہے۔“ میں نے کہا ٹرک پھر اسٹارٹ ہو کر چل پڑا تھا نیند پوری ہو چکی تھی اس
 لئے اب سبھی خوش نظر آ رہے تھے اور آپس میں گپیں لگا رہے تھے اس وقت علی حیات بھی ٹرک
 کے پچھلے حصے میں میرے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا۔

سنجھل گئے تھے ہم نے ترپالوں کی دوسری طرف دیکھا ٹرک درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس
 رک گیا تھا اور ڈرائیور اور علی حیات نیچے اتر آئے تھے میں اور میرے ساتھی بھی نیچے اتر گئے
 قرب و جوار میں تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں میں نے علی حیات سے کہا۔
 ”کیوں خیریت یہاں کیسے رک گئے۔“

”یہ پہاڑی دیواریں دیکھ رہے ہو بس یوں سمجھ لو ہم تقریباً اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔
 ”کیا اب باقی وقت یہاں گزارا جائے گا۔“

”نہیں تھوڑا سا جائزہ لیا جا رہا ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے ناں کہ اس علاقے کو عبور
 کرتے ہوئے فوجیوں کی موجودگی بھی ہو سکتی ہے اب ہم یہ تو بعد ہی میں انہیں یقین دلائیں
 گے کہ ہمارا تعلق ان گوریلوں سے نہیں ہے جو حکومت کو ریٹا سے جنگ کر رہے ہیں عموماً ادھر
 فوجی گاڑیاں گزرتی رہتی ہیں ذرا اطمینان کے بعد آگے بڑھیں گے۔“
 ”اندازہ کیسے ہوگا۔“ میں نے سوال کیا۔

”اندازہ لگایا جا رہا ہے۔“ علی حیات نے جواب دیا پھر کچھ وقت یہاں گزارنے کے
 بعد غالباً یہ اندازہ ہو گیا کہ اس طرف صورت حال نارمل ہے چنانچہ ایک بار پھر ہم سب ٹرک
 میں بیٹھ گئے اور ٹرک اپنے سفر پر روانہ ہو گیا لیکن اب کافی احتیاط کی جا رہی تھی ہیڈ لائٹس بند
 تھیں اور ڈرائیونگ کی رفتار بے حدست ہم ایک راستے سے گزرے پھر بلند یوں پر چڑھنا پڑا
 اور اس کے بعد ایک وسیع میدان جس میں درخت نظر آ رہے تھے یہ درخت بے شک رات
 کے سناٹے اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن یہ احساس ہو رہا تھا کہ سرسبز اور پھلوں سے
 لدے ہوئے ہیں یہاں تک کہ جب صبح کا اجالا پھوٹنے لگا تب بھی راستہ یہی رہا اور موسم بے
 حد حسین نظر آتا رہا پھر کچھ وقت کے بعد مخصوص طرز کی عمارتیں دھندلی چھاؤں میں ڈوبی نظر
 آنے لگیں یہاں تک کہ ایک پہاڑی ٹیلے کی آڑ میں ٹرک روک لیا گیا اور علی حیات نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب یہ سفر زیادہ طویل نہیں رہا ہے ہاں اگر کچھ وقت یہاں رکنا چاہو تو ضرور کو بڑی
 بہترین صورت حال ہے اس علاقے کی موسم بھی شاندار لیکن بس وہی مسئلہ ہے کہ ذرا خطرہ
 مول لینا پڑے گا۔ رپورٹ یہ مل رہی ہے اس جگہ کی کہ کبھی اور کسی وقت بھی قبائلی حملہ کر دیتے
 ہیں اور اچھی فضاء کو خراب کر دیتے ہیں۔“

تھا ٹرک بری طرح اچھل رہا تھا اور ڈرائیونگ کرنے والے کو اسٹیرنگ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ پھر اچانک ہی دور سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں اور ڈرائیور نے گھبرا کر بریک لگا دیئے۔

”کیا بات ہے۔“ علی حیات نے پوچھا۔ ”خطرہ“ ڈرائیور نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب؟“

”کے۔ کتوں کی آوازیں سن رہے ہو۔“ اس کی سہمی ہوئی آواز ابھری۔

”انجن بند کر دو۔“ علی حیات نے جیسے ساری صورت حال کو سمجھ لیا تھا ڈرائیور نے جلدی سے سوچ آف کر دیا اس کے بعد مکمل خاموشی چھا گئی دس منٹ تک سب اسی طرح کھڑے آٹھیس لیتے رہے پھر علی حیات نے کہا۔

”ٹرک اسٹارٹ کر کے بائیں سمت بڑھاؤ۔“ کتوں کی آوازیں بند ہو گئی تھیں لیکن علی حیات شاید کچھ اور سمجھ رہا تھا اس نے ڈرائیور سے کہا۔

”درے سے باہر نکلتے ہی رخ بدل لینا راستہ کسی بھی سمت نظر آئے مگر سیدھے نہیں چلنا ہے سمجھ رہے ہونا۔“

”لیس سر۔“ ڈارکن نے جواب دیا لیکن مشکل سے مزید دس منٹ آگے بڑھے ہوں گے کہ کتوں کی آوازیں پھر سنائی دیں اور ڈرائیور نے جلدی سے انجن دوبارہ بند کر دیا تھوڑی دیر تک انتظار کیا گیا لیکن اب آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں علی حیات نے ٹرک کے پچھلے حصے سے دواٹھن گئیں نکالیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

”تم لوگ دونوں سمتوں میں ہوشیار ہو جاؤ میں آگے جا رہا ہوں۔“ پھر اس نے مجھ سے کہا۔

”اور یہ پستول تم بھی رکھ لو اور آؤ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔“ میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا بدن میں سنسنی دوڑ رہی تھی اور اندر سے یہ احساس ابھر رہا تھا کہ اب کوئی زبردست خطرہ پیش آنے والا ہے۔ ڈارکن کو بھی ٹرک کے پچھلے حصے پر بھیج دیا گیا تھا پتہ نہیں یہ شخص کیا چیز تھا ویسے جس طرح یہ ہم لوگوں کے ساتھ تعاون کر رہا تھا اس سے تو یہ احساس ہوتا تھا کہ یہ ہر طرح کے خطرات میں ہمارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے بہر حال ٹرک سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا اور علی حیات بڑی ہوشیاری سے اسے سنبھالے ہوئے تھا درہ کافی طویل تھا

”اب ہمیں مزید کتنا سفر طے کرنا ہوگا۔“

”رات بھر سفر کریں گے اور پھر دن میں گیارہ بجے تک اس کے بعد قیام کیا جائے گا اس کے بعد رات کو بارہ بجے ہم اپنی منزل پر پہنچیں گے میرا مطلب ہے کوری سٹا کی دوسری سرحد۔“

”کیا تم پہلے بھی اس راستے پر آچکے ہو علی حیات۔“

”نہیں۔“

”تو اتنا سفر میرا مطلب ہے اتنا صحیح راستہ کیسے اختیار کیا گیا۔“

”ڈارکن اس راستے کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے اور اکثر ادھر آتا رہتا ہے۔“

علی حیات نے کہا۔

”ڈارکن کون؟“

”وہ ڈرائیور۔“

”اپنا آدمی ہے۔“

خریدا گیا ہے۔ علی حیات نے جواب دیا اور میں نے گردن ہلا دی پھر اس کے بعد کچھ پوچھنے کی گنجائش نہیں رہی تھی سفر جاری رہا رات ہو گئی آسمان پر چاند نکل آیا اور ماحول میں ایک خوبصورت کیفیت پیدا ہو گئی چاند بادلوں کی اوٹ میں آتا تو اطراف میں بکھری ہوئی چٹانیں سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے بھوتوں کی شکل اختیار کر لیتیں پھر جب چاند نکلتا تو یہ بھوت روپ بدل لیتے اور اس کے بعد روشنی کی کرنیں بھوتوں کے اس کھیل کو ختم کر دیتیں تا حد نظر پھول درخت اور سرسبز راستے بکھرے ہوئے تھے وسیع و عریض پہاڑی ٹیلے دور دور تک بکھرے ہوئے نظر آتے تھے اس حسین ماحول میں رات کا یہ سفر ختم ہوا اور دن کو ایک بجے ٹرک روک دیا گیا یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی سلسلہ تھا اور جگہ جگہ جنگل بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے یہاں پہنچ کر وہ سب جیسے محتاط ہو گئے ہوں اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سب کسی خاص بات کے بارے میں سوچ رہے ہوں علی حیات نے کہا۔

”یہ سفر کا سب سے خطرناک مرحلہ ہے ہم اگر اس مرحلے کو عبور کر جائیں تو سمجھ لو کہ مشکلات سے دور ہو جائیں گے۔“ میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس کے بعد انتظار کرتے رہے کوئی ایک گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد آخر کار ہم ایک درے میں داخل ہو گئے جو ناہموار

پہنچ کر کتے کی ایک ٹانگ پکڑی اور اسے پوری قوت سے گھسیٹا اس کے ساتھ ہی میں نے پستول کی نال اس کے حلق پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا کتا ایک خوفناک غراہٹ کے ساتھ اچھلا اور علی حیات اس کی گرفت سے آزاد ہو گیا۔ فائرنگ کا رخ اب ہماری طرف تھا اور گولیاں ہمارے آس پاس چٹانوں کو ادھیڑ رہی تھیں۔“

”ادھر اس طرف۔“ علی حیات نے بائیں سمت اشارہ کیا۔ ہم درے کی پہاڑی دیوار کے بالکل قریب آ گئے تھے اس دیوار میں ایک رخسہ نظر آ رہا تھا جو بلندی کی طرف چلا گیا تھا۔

”اوپر اوپر۔“ علی حیات کی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری۔“

”آؤ علی حیات فکر مت کرو۔“ میں نے اسے سہارا دیا اور ہم دونوں تیز رفتاری سے اوپر چڑھنے لگے چھوٹے چھوٹے پتھر ہمارے پیروں تلے آ کر لڑھک رہے تھے اور توازن قائم رکھنا مشکل ہو رہا تھا لیکن جس طرح بھی بن پڑا ہم اوپر چڑھتے رہے ایک عجیب سی سنسناء کانوں میں ابھری تھی نجانے کیسی آواز تھی لیکن دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اچانک ہی علی حیات نے کہا۔“

”مائی ڈیئر عارف میرا خیال ہے میں مشکل کا شکار ہو گیا ہوں اس وقت تم اپنی جان بچانے کی کوشش کرو۔“

”کیا فضول باتیں کر رہے ہو علی حیات چلتے رہو فکر مت کرو موت زندگی کا یہ کھیل میرے لئے اجنبی نہیں ہے۔“ میں نے کہا۔

”لیکن، لیکن۔“

”چلتے رہو چلتے رہو۔“ میں نے کہا اور علی حیات اوپر گھسٹنے لگا یہ جان لیوا چڑھائی نجانے کتنی دیر میں مکمل ہوئی تھی گولیوں کی آوازیں ابھی ابھر رہی تھیں ہمارے ساتھیوں کا نجانے کیا حشر ہوا تھا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ پتہ نہیں وہ شخص جو گولی کا شکار ہوا تھا۔ کون تھا ڈاکرن کے ساتھیوں میں سے کوئی یا ہمارا ساتھی لیکن بہر حال اس وقت اپنی زندگی بچانا سب سے اہم مسئلہ تھا درے کی دیواریں ہمیں گولیوں سے محفوظ رکھے ہوئے تھیں اور ہم بلندیوں کی جانب بڑھتے چلے جا رہے تھے اوپر تیز ہوائیں سفر کر رہی تھیں پھر اتنی دیر تک پتھروں پر سفر کرنے کے باوجود ہمیں کوئی خاص مشکل محسوس نہیں ہوئی تھی علی حیات کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا

اور اس کے دوسرے سرے کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہونے پا رہا تھا پھر دفعتاً پہاڑوں میں کچھ آہٹیں ابھریں پتھروں کے لڑھکنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی کتوں کی زور زور سے بھونکنے کی آوازیں بھی پھر اچانک ہی کچھ سر ہمارے بائیں سمت نظر آئے اور علی حیات کے حلق سے غرائی ہوئی آواز نکلی۔

”لعنت ہے یار وہ پہنچ گئے۔“ پھر اس نے پھرتی سے ٹرک روکا اور چیخ کر بولا۔

”کودو نیچے کود جاؤ جلدی۔“ اور پھر خود بھی وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا تھا۔ پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے تمام آدمی نیچے کود گئے علی حیات کے اشارے پر ہم پھرتی سے دوڑ دوڑ کر چٹانوں کی آڑ لینے کی کوشش کرنے لگے لیکن کتوں کا مسئلہ سب سے ٹیڑھا تھا ان کی آوازیں اب طوفانی ہوتی جا رہی تھیں چھوٹے چھوٹے پتھر بھی لڑھک رہے تھے اور صورت حال سمجھ میں آرہی تھی غالباً وہ جو کوئی بھی تھے انہوں نے ہماری تلاش کے لئے یا ہم پر حملہ کرنے کے لئے کتے چھوڑ دیئے تھے ایک بار پھر علی حیات کی آواز ابھری۔“

”بھاگو۔“ اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی اس چٹان کے عقب سے نکل بھاگا تھا جیسے ہی ہم نے چٹان کی پناہ چھوڑی اچانک ہی فائرنگ شروع ہو گئی ہمیں دیکھ لیا گیا تھا اور اب گولیاں ہمارے دائیں بائیں سے نکل رہی تھیں دفعتاً دلدوز چیخ لہرائی اور بھاگنے والوں میں سے ایک کم ہو گیا لیکن یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ کون تھا اندازہ لگانے کی نوبت ہی نہیں آرہی تھی صاف پتہ چل گیا تھا کہ کتے ہمارے پیچھے آ رہے ہیں اس وقت کسی کو یہ فرصت نہیں تھی کہ وہ اندازہ لگائے کہ کون کس طرف دوڑ رہا ہے اچانک ہی علی حیات نے پلٹ کر فائرنگ شروع کر دی اور ایک خونخوار شکاری کتا جو ہمارے سروں پر پہنچ گیا تھا۔ فلا بازی کھا کر نیچے گر پڑا لیکن عقب میں کتے اور بھی تھے اور اب ہمارے بالکل قریب پہنچ گئے تھے اب کتے نے بائیں سمت سے مجھ پر چھلانگ لگائی تو میں نے بھی فائر کر دیا گولی نشانے پر لگی لیکن اسی وقت دوسرے کتے نے علی حیات کے شانے کو دبوچ لیا تھا وہ علی حیات کو دبوچے ہوئے زمین پر گر پڑا ہمارا تیسرا ساتھی آگے بڑھ گیا تھا انہیں اس صورت حال سے واقف ہونے کے بعد آگے نہیں بڑھ سکتا تھا پستول سیدھا کئے ہوئے میں ان دونوں کے سروں پر پہنچ گیا علی حیات خونخوار کتے سے بچنے کے لئے اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیل رہا تھا اس کی اسٹین گن گر چکی تھی اور کتے نے اس کے شانے میں دانت گاڑ دیئے تھے دونوں میں شدید کشمکش ہو رہی تھی میں نے بالکل قریب

لیکن بہر حال میں مستعد تھا یا پھر یہ میری فطرت تھی کہ خطرات میں گھرنے کے بعد شخصیت میں سے کوئی اور شخصیت ابھر آتی تھی میں نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں چٹانوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا لیکن وہ سنسنائٹ کانوں میں گونج رہی تھی وہ کوئی دھوکہ نہیں تھا علی حیات کی آواز ایک بار پھر ابھری۔

”مائی ڈیئر عارف ایک درخواست کر رہا ہو پوری کر دو یہ وقت ضد کرنے کا نہیں ہے تم مجھے اسی جگہ چھوڑ دو یہاں سے نکل جاؤ یہ ضروری ہے ورنہ میرے ساتھ تم بھی پھنس جاؤ گے۔“

”علی حیات مجھ سے وہ نہ کہو جو میں نہیں کر سکتا سمجھ رہے ہوں تم بالکل فکر مت کرو۔“

”میری بات مان لو یا تمہارا احسان ہوگا میں بہت زخمی ہو گیا ہوں تم سمجھ نہیں پا رہے کتے نے میرا بازو ہی نہیں سینہ بھی ادھیڑ دیا ہے۔“

”فکر مت کرو آؤ یہ جگہ چھوڑ دیں انہیں ہمارے نشانات نہیں ملنے چاہیں۔“ میں نے علی حیات کے بدن کا سارا بوجھ اپنے آپ پر سنبھالا اور ایک ایک قدم آگے بڑھنے لگا۔ علی حیات کے حلق سے اب کراہیں نکل رہی تھیں اس نے پورا وزن مجھ پر ڈال دیا تھا جس طرح بھی بن پڑ رہا تھا میں اسے سنبھالے ہوئے تھا ایک جگہ پاؤں پتھر پر پڑا تو پتھر نے جگہ چھوڑ دی اور لڑھکتا ہوا گہرائیوں میں جانے لگا میں نے خود کو سنبھال لیا تھا لیکن پتھر کے گرنے سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسری طرف بہت زیادہ گہرائی ہے شدید ہنگامی صورت حال تھی ایک طرف علی حیات کی کیفیت خراب ہو رہی تھی دوسری طرف گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں۔ یہ بات بالکل سامنے آچکی تھی کہ وہ لوگ جنہوں نے ہم پر فائرنگ شروع کر رکھی تھی۔ پوری طرح ہم پر نگاہیں جمائے ہوئے ہیں اور ہم ان کی صحیح سمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے پتہ نہیں کون ہیں وہ قبائلی جن کی داستان سنی تھی یا پھر لیکن آگے سوچنے کا موقع نہیں مل سکا اس بار غالباً تاک کر ہم پر نشانے لگائے گئے تھے علی حیات خود کو سنبھال ہی رہا تھا کہ اس کی پشت میں لا تعداد گولیاں پیوست ہو گئیں اس نے ایک ہلکی سی آواز نکالی اور زور سے مجھے دھکا دے دیا مقصد غالباً یہ تھا کہ میں گولیوں کی زد میں نہ آؤ لیکن اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ دوسری طرف گہرائی ہے میرے پاؤں اپنی جگہ سے اکھڑ گئے اور میں ان گہرائیوں میں گرنے لگا ایک لمحے کے لئے میرے ہوش و حواس خراب ہونے لگے مارا گیا۔ مارا گیا علی حیات تو اوپر ہی رہ گیا تھا اور میں نیچے گر رہا تھا تیز ہواؤں کا شور کان پھاڑے دے رہا تھا اور میں کسی بے جان پتھر کی طرح نیچے

گر رہا تھا۔ لیکن ایسا ہوتا ہے بالکل ایسا ہی ہوتا ہے تقدیر جب زندگی بخشی ہے تو پھر ایسی ہی کہانیاں سامنے آتی ہیں نیچے گرا تو یوں محسوس ہوا جیسے زمین کی گہرائیاں نرم ہو گئی ہوں پانی کا چھپکا سنائی دیا تھا اور میں پانی میں بیٹھتا چلا گیا تھا۔ پھر یوں محسوس ہوا جیسے بدن برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے یہ اندازہ لگانے میں دقت نہیں ہوئی کہ سنسنائٹ کی جو آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھیں وہ کسی تیز رفتاری کی تھی جو اس بلند بالا پہاڑی کے دامن میں تھی میں ندی میں ہی گر رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو ہوش و حواس قائم نہ رہ سکے لیکن اس کے بعد احساسات جاگے تو میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت میں تیرنے لگا۔ کنارے کا رخ اندازے کی بناء پر ہی کیا تھا ورنہ آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ خاصی مشکل سے کنارے تک پہنچا اور آخر کار خشک زمین پر آ گیا۔ چند لمحات اسی طرح زمین پر چپت لیٹا رہا علی حیات میرے ذہن میں گردش کر رہا تھا جس صورت حال سے گزرا تھا اس کے بعد علی حیات کی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا وہ میرا ساتھ چھوڑ گیا تھا اور میری جان بچ گئی تھی آہستہ آہستہ میری نگاہیں دہنی سمت کی ڈھلوان پہاڑیوں پر پڑیں اور اس کے بعد میں اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا سورج کی کرنیں بدن کو چھو رہی تھیں فضا میں پرندے اڑ رہے تھے۔ بمشکل تمام اپنی جگہ سے اٹھا اور خود کو سنبھال کر وہاں سے آگے بڑھنے لگا خطرے کو نظر انداز کر دینا مناسب نہیں تھا۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک کوئی متحرک چیز نظر آئی اور میں ایک دم ٹھنک گیا آنکھوں کو بھیج بھیج کر صاف کرنے کی کوشش کی پھر اس شے کو دیکھا لیکن بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی آہستہ آہستہ تمام منظر آنکھوں کے سامنے واضح ہو گیا کوئی انسانی جسم تھا جو سوکھی لکڑیوں کا ایک گٹھیا اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا یہ اندازہ تو ہو گیا کہ وہ کوئی غلط چیز نہیں ہے اس وقت سخت مدد کی ضرورت تھی پتہ نہیں حالات آگے چل کر کیا ہوں چنانچہ میں نے تیز تیز قدم اٹھائے اور تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں آئے بڑھتا ہوا اس متحرک وجود کے قریب پہنچ گیا اس نے گردن گھما کر مجھے دیکھا ایک عمر رسیدہ عورت تھی مقامی لباس میں ملبوس لکڑیوں کا گٹھیا پر اٹھائے ہوئے لیکن یہاں بھی ایسا ہوتا ہے یہ تو جدید ترین ممالک تھے اب یہ الگ بات ہے کہ روشنیوں کے پیچھے کیا ہوتا ہے وہ لکڑیاں بین کر لے جا رہی تھی میرے قدموں کی آہٹ پر رکی اور میری جانب دیکھنے لگی میں اسے دیکھ رہا تھا اور وہ مجھے اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھارے پھر اس نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا

اور میں نے گردن ہلا دی بوڑھی عورت آگے بڑھنے لگی لکڑیوں کا بوجھ بہت زیادہ تھا اچانک میں نے آگے بڑھ کر اس سے کہا۔

”اؤ یہ لکڑیاں مجھے دے دو یہ تمہاری ہمت سے زیادہ ہیں۔“ وہ کچھ سمجھ نہ پائی پھر جب میں نے دونوں ہاتھ آگے کئے اور لکڑیوں کی طرف اشارہ کیا تو اس نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی جیسے کہہ رہی ہو کہ اپنا بوجھ وہ خود ہی اٹھانے کی عادی ہے پھر بہر حال میں اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا اور تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے ہانسیوں کے جھنڈ دیکھے جنہیں عبور کرنے کے بعد دوسری طرف سرسبز کھیت پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے اور کھیتوں کے دوسری طرف ایک بستی نظر آرہی تھی۔

”آبادی کا اندازہ تو اس عورت کو دیکھ کر ہی ہو گیا تھا۔ بستی کا فاصلہ کافی تھا اور مجھے اس تک پہنچنے سے پہلے دور سے اس جائزہ لینے کا موقع مل گیا تھا۔ ماحول جانا پہچانا تھا۔ زندگی کے مسائل ہر جگہ یکساں ہوتے ہیں۔ جدید ترین ممالک میں وہی تمام رخ ملتے ہیں جو ترقی یافتہ ممالک میں نظر آتے ہیں چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے جہاں دولت کی روشنی ہوتی ہے وہاں انسان چمکتے دھکتے نظر آتے ہیں۔ اور جہاں غربت کے اندھیرے ہوتے ہیں وہاں کا ماحول انتزاعی شکل ہوتا ہے۔“

بستی قریب آگئی۔ شکلیں بدلی ہوئی تھیں انداز شناسا تھا کچی پکی زمین کچے پکے مکانات کیچڑ اور گندگی کے ڈھیر خوراک کی تلاش میں سرگرداں بھیڑ بکریاں کوڑے کے انبار کریدتی ہوئی مرغیاں۔ بوڑھی عورت ایک خستہ حال گھر کے دروازے پر رک گئی۔ سوکھی لکڑیوں کا گھڑاس نے زمین پر رکھا۔ پھر اس نے دروازہ بجایا۔ ایک بوڑھے آدمی نے دروازہ کھولا تھا پھر لکڑیوں کو رکھنے کے بعد اس نے مجھے دیکھا اور کسی نامانوس زبان میں عورت سے کوئی سوال کیا جواب میں عورت نے بھی اسے جواب دیا۔ بوڑھے نے گہری نگاہوں سے میری جانب دیکھا پھر جھک کر عورت کے ساتھ لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا۔ اور دونوں اسے پکڑ کر اندر لے گئے۔ بوڑھی عورت نے نہ جانے کیوں اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے میرا سہارا نہیں لیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ ان لوگوں کی کوئی روایت ہو۔ اور ہو سکتا ہے بوڑھی نے مجھے اپنا مہمان تصور کر لیا ہو رسم و رواج اور روایات ہر جگہ اپنا ایک الگ حساب رکھتے ہیں۔ بہر حال جس صورتحال سے گزر رہا تھا اس میں ان لوگوں کا سہارا قبول کرنے میں کوئی دقت نہیں محسوس کر رہا تھا بلکہ ضرورت

تھی کہ تھوڑا سا موقع ملے سوچنے کے لئے۔ یہ چھوٹا سا مکان باہر سے جتنا چھوٹا لگ رہا تھا اندر سے اتنا چھوٹا نہیں تھا۔ بوڑھی عورت نے اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں اس چارپائی پر بیٹھ گیا جس کا انداز ذرا مختلف تھا۔ بوڑھی عورت جھوپڑی کے دوسرے حصے میں چلی گئی تھی اور اس کا بوڑھا ساتھی مجھ سے تھوڑے فاصلے پر ایک اسٹول پر بیٹھ کر مجھے دیکھنے لگا تھا۔ میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”معزز بزرگ تمہاری اس مہمان نوازی کا بے حد شکریہ میں اس وقت تمہارے اس احسان کا بدلہ نہیں اتار سکتا۔“ بوڑھا خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا۔ میں اندازے لگا رہا تھا کہ اس کے اور عورت کے درمیان کیا رشتہ ہو سکتا ہے۔ لیکن مشکل ہی ثابت ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد بوڑھی عورت اندر آگئی۔ اس کے ہاتھ میں برتن تھے چائے کے ساتھ گیسوں کی روٹی اور کھیرے کے کتے ہوئے ٹکڑے تھے کھانا سامنے آیا تو بدن میں تازگی دوڑ گئی۔ میں نے یہ چیزیں قبول کر لیں۔ بھوک کا اندازہ اب ہوا تھا۔ کچھ ہی لمحوں میں میں نے سب کچھ صاف کر لیا۔ پیت بھرا تو ذہن نے بھی کام کرنا شروع کر دیا۔ اور بھولے بھالے میزبانوں کا بس اتنا ہی احسان کافی تھا کہ انہوں نے زندگی کی ایک اہم ضرورت پوری کر دی تھی۔ اس سے زیادہ انہیں تکلیف دینا میرا خیال ہے مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ خود بھی انتہائی غریب ہیں کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے پھر ان لوگوں سے گفتگو کر کے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن زبان یارمن ترکی۔ نہ وہ میری زبان سمجھ سکتے تھے اور نہ میں ان کی۔ میں نے کھڑے ہو کر ان سے واپسی کی اجازت مانگی اور دونوں مجھے رخصت کرنے کے لئے تیار ہو گئے میں باہر نکل آیا تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اس طرح سے پھرتے رہنا بالکل بے مقصد ہی ہے بڑی عجیب و غریب کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ بہر حال میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر تک سفر کرتا رہا۔ آبادی اب پیچھے رہ گئی تھی اور اس سے آگے ایک چٹانی میدان پھیلا ہوا تھا میں اس چٹانی میدان میں کافی دور تک آگے نکل آیا اور پھر ایک جگہ بیٹھ گیا کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ اب کیا کروں وہ لوگ جن میں علی حیات بھی تھا پھڑ گئے تھے اور صورتحال میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ یہاں کا ماحول بھی خطرناک تھا یہ بات زیادہ مشکل کا باعث تھی کہ کوریٹا کے اطراف کے باغی جنگ و جدل میں مصروف تھے تھے کہیں ایسا

نہ ہو کہ مجھے بھی انہیں لوگوں میں شمار کر لیا جائے نہ بچنے کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے ویسے امیر حماد نے غلط منصوبہ بندی کی تھی ایک طرح سے اس نے مجھ پر مکمل طور پر اعتماد بھی کیا تھا اور دوسری طرف سے اپنے طور پر یہ فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ طریقہ کار کیا ہونا چاہیے حالانکہ امیر حماد کی شخصیت بری نہیں تھی۔ لیکن بہر حال انسان کے کچھ ذاتی معاملات بھی ہوا کرتے تھے۔ مجھے اس لڑکی کا نگران بنا دیا گیا تھا لیکن اس کے بعد ان لوگوں نے خود اسے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور مجھے اس سے کافی فاصلے پر بھیج دیا تھا۔ یہ ذرا کچھ عجیب سی بات تھی بہت دیر اسی طرح گزر گئی اور میں کوئی فیصلہ کرنے میں ناکام رہا ان لوگوں سے جدا ہوئے بھی کافی وقت گزر گیا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب حالات نجانے کیا رخ اختیار کر گئے ہوں۔ وہ کس طرح مجھے تلاش کر کے دوبارہ میرے پاس پہنچ سکتے ہیں کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ کچھ عجیب سی تھکن محسوس ہوئی اور میں آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا اور اس کے بعد نیند اس طرح آئی کہ مجھے خود بھی اس پر حیرت ہوئی تھی اور یہ بھی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ کتنی دیر تک سوتا رہا ہوں آنکھ کھلی تو چاروں طرف ہیبت ناک تاریکی پھیلی ہوئی تھی رات ہو گئی تھی اور تا حد نظر تاریکی اور سنائے کا راج تھا کوئی آہٹ ہوتی تو دل دہشت سے دھڑک اٹھتا۔ ہوا میں سرسراہٹ ہوتی گزر رہی تھیں اپنے حال پر ہنسی آ گئی۔ یہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جس کے لئے میں اس قدر خوفزدہ ہو جاؤں زندگی میں نجانے کیسے کیسے عذاب برداشت کئے تھے بس ہمیشہ کوئی نہ کوئی مشکل ہی پیش آتی رہتی تھی۔ پھر بلاوجہ اپنے آپ کو اس قدر خوف کا شکار کیوں کئے ہوئے ہوں۔ اپنے لئے اب خود راستہ تلاش کرنا ہوگا۔ جیسا کہ پہلے کرتا رہا ہوں ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنا ہوگا۔ دیکھ لوں گا جو بھی کچھ ہوگا اور اس کے بعد بقیہ رات میں نے سوچوں میں ہی گزاری۔ پھر جب سورج کی کرنیں آسمان سے زمین کی جانب سفر کرنے لگیں تو میں نے خود بھی قدم آگے بڑھا دیئے جو کچھ کھایا پیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا اور اب بھوک لگنے لگی تھی لیکن اس کو رفع کرنے کا کوئی طریقہ ذہن میں نہیں آ رہا تھا ہاں یہ الگ بات ہے کہ قدرت نے انسان کو کبھی بھوکا نہیں چھوڑا۔ زیادہ آگے نہیں بڑھا تھا کہ کچھ سبزہ نظر آیا۔ لمبی لمبی بیللیں پھیلی ہوئی تھیں اور اس میں ایک عجیب سا پھل نظر آ رہا تھا۔ شناسا نہیں تھا لیکن اندازہ ہو رہا تھا کہ کھایا جاسکتا ہے اور واقعی کیا لطف آیا اس پھل کو کھانے میں جس میں پانی بھی تھا اور مٹھاس بھی پھر وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا البتہ کچھ پھل احتیاطاً توڑ کر ساتھ رکھ لئے تھے دن بھر سفر کرتا رہا اور

شام کی جھلکتی ہوئی کجلاہٹوں میں ایک بستی دیکھی۔ میرے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی، پر رونق بستی نظر آرہی تھی جس میں زندگی رواں دواں تھی۔ گائے بھینڑ بکریاں اس کے اطراف میں چر رہی تھیں آگے بڑھا تو کچھ بازار جیسی چیز نظر آئی۔ یقینی طور پر یہاں کھانے پینے کی اشیاء موجود ہوں گی لیکن جیب خالی تھی۔ یہاں بھی کسی ایسے مہربان کو تلاش کرنے لگا جو کم از کم زبان ہی سمجھ سکے۔ لیکن اس سلسلے میں تقدیر نے ساتھ نہیں دیا پھر اچانک ہی میری نظر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی اور دل خوشی سے اچھل پڑا میں نے گھڑی اتاری چل رہی تھی اور بالکل ٹھیک حالت میں تھی۔ گھڑی کو ہاتھ میں لئے ہوئے آگے بڑھ گیا اور پھر ایک دکاندار کے سامنے میں نے گھڑی پیش کر دی اس نے حیرت سے مجھے دیکھا پھر گھڑی کو۔ گھڑی کی خوبصورتی نے اسے متوجہ کر لیا تھا اس نے اسے ہاتھ میں لے کر دیکھا پھر مجھے اور پھر اپنی زبان میں کچھ سوال کیا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا لیکن اشاروں کی زبان دنیا کے ہر خطے میں سمجھی جاتی ہے دکاندار نے کچھ کرنسی نکال کر میرے سامنے کی تو میں نے اسے اپنی مٹھی میں جکڑ لیا جب کسی چیز کو فروخت کرنا ہی ہے تو قیمت کیا دیکھنی۔ برے وقت میں اس گھڑی نے میرا ساتھ دیا تھا۔ جب ہاتھ میں مقامی کرنسی آ گئی تو پھر کسی ایسی جگہ کی تلاش کے علاوہ اور کیا کام کیا جاسکتا تھا جہاں کھانا مل سکے۔ چنانچہ ایک چھوٹے سے ہوٹل پر پہنچ گیا اور وہاں اشارے ہی سے کھانا طلب کر لیا سادے چاول اور ایک خاص قسم کی سبزی نے وہ لطف دیا جو بیان سے باہر ہے کھانا کھا کر طبیعت سیر ہوئی تو رات گزارنے کے لئے ایک سایہ دار درخت کا انتخاب کر لیا اور اس کے نیچے جا کر لیٹ گیا کسی مناسب جگہ کی تلاش بے مقصد تھی اس کے بعد گہری نیند سو گیا تھا دوسری صبح جب میں جاگا تو اپنے سونے کی جگہ سے چند گز کے فاصلے پر کچھ خیمے نظر آئے اچھی طرح یاد تھا کہ رات کو یہ خیمے یہاں موجود نہیں تھے گویا رات ہی کے کسی حصے میں یہ آبادی ہوئی ہے اس کے درمیان لوگ چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے اور یہ دیکھ کر جی خوش ہو گیا کہ وہ لوگ کسی سفید ملک سے تعلق رکھتے تھے لباس وغیرہ اسی انداز کے تھے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی طرف چل پڑا۔ سامنے ہی دو مقامی آدمی نظر آ رہے تھے۔ میں ان کے قریب پہنچ گیا اور ان میں سے ایک سے کہا۔

”تم لوگ کون سی زبان سمجھتے ہو؟“ میں نے یہ سوال انگریزی میں کیا تھا تو ان میں سے ایک نے کہا۔

”کیا بات ہے؟“

”کیا تم مقامی باشندے ہو؟“

”ہم کوئی بھی ہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”میں اس جگہ کے بارے میں نہیں جانتا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ کون سی بستی ہے؟“

”مگر تم کون ہو؟“

”بس ایک بھٹکا ہوا آدمی ہوں۔“

”یہ تو ریسا ہے۔“ اس نے جواب دیا۔ اب بھلا میں اور اس سے کیا سوال کرتا اس نے مجھے بستی کا نام بتا دیا تھا۔ لیکن اس سلسلے میں اپنے ذہن میں کسی نئی بات کو سوچ ہی رہا تھا کہ خیمے سے ایک لڑکی باہر نکل آئی۔ اخروٹی رنگ کے بالوں والی یہ خوبصورت لڑکی نو عمر تھی۔ جینز اور جیکٹ پہنے ہوئی تھی مجھے دیکھ کر رک گئی اور کچھ فاصلے پر کھڑی ہو کر مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے وہیں سے سوال کیا۔

”ہے کون ہو کیا بات ہے؟“

”سوری میڈم کچھ معلومات حاصل کر رہا تھا۔“ میں نے جواب دیا۔

”اومائی گاؤں تم انگلش بول سکتے ہو؟“

”جی میڈم۔“ میں نے فوراً کہا۔

”پلیز ادھر آؤ۔“ لڑکی نے کہا اور میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

”کیا تم انہی علاقوں میں رہتے ہو۔ لیکن تم صورت سے تو مقامی باشندے نہیں معلوم ہوتے۔“

”جی میڈم ایک بھٹکا ہوا آدمی ہوں۔“

”ہمیں کچھ لوگوں کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ جو میرے ساتھ آئے ہیں ان میں صرف دو آدمی ایسے ہیں جو ٹوٹی پھوٹی انگریزی جانتے ہیں۔ باقی سب عجیب و غریب زبان بولتے ہیں کیا تم اوہ آئی ایم سوری میں نے تمہیں اپنا نام بتایا اور تم سے تمہارا نام پوچھا۔“

لڑکی خاصی خوش اخلاق معلوم ہوتی تھی اور انسانیت سے پیش آنے والوں میں سے تھی۔ میں نے سوچا چلو ہو سکتا ہے کوئی کام کی بات ہی ہو جائے اس لئے میں نے اپنے انداز میں بڑی نیاز مندی رکھی تھی۔ وہ کہنے لگی۔

”میرا نام کلاڈیا ہے۔ ہم لوگ سیاح ہیں اور ان علاقوں کی سیاحت کے لئے آئے ہیں میرے ساتھ میرے ڈیڈی اور کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ لیکن ہم ان علاقوں میں آکر بھٹک گئے ہیں اور ہمیں یہاں کافی مشکلات پیش آرہی ہیں کیا آپ انگلش کے علاوہ ان مقامی لوگوں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ مسٹر۔“

”عارف۔“ میں نے جواب دیا۔

”تھینک یو مسٹر عارف۔ تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ کیا آپ ان علاقوں کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں اور کیا ہمیں یہاں کے بارے میں گائیڈ کر سکتے ہیں۔“

”افسوس میں خود بھی ان علاقوں سے ناواقف ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔

”کیا مطلب؟“ وہ تعجب سے بولی۔

”میں بھی ایک ایسا ہی سیاح ہوں۔ جو راستہ بھٹک گیا ہے۔“ میں نے کہا اور وہ مسکرا دی۔

”دلچسپ بات ہے۔ کیا ہی دلچسپ بات ہے اس کا مطلب ہے کہ آپ بھی مقامی لوگوں کی زبان نہیں جانتے ہوں گے؟“

”جی ہاں۔ ایسی ہی بات ہے۔“

”تب تو ہم ایک ہی کشتی کے سوار ہوئے۔ آئیے میں آپ کو اپنے ڈیڈی سے ملواؤں۔“ کلاڈیا نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوسری طرف گھوما تو کافی کی سوندھی خوشبو ناک سے ٹکرائی۔ عجیب سی خواہش دل میں پیدا ہو گئی لیکن بہر حال اس خواہش کو میں نے دل میں ہی دبا لیا دوسری طرف ایک خیمے کے سامنے فولڈنگ کرسیوں پر کئی افراد بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے دو عمر رسیدہ آدمی تھے۔ ایک انہی کی ہم عمر عورت تھی۔ تین جوان آدمی تھے کلاڈیا کے علاوہ چند لڑکیاں اور بھی تھیں تھوڑے فاصلے پر دو نو جوان آدمی شاید ناشتا تیار کر رہے تھے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے چونک کر مجھے دیکھا تھا کلاڈیا نے کہا۔

”ڈیڈی یہ مسٹر عارف ہیں۔ ہماری ہی طرح ان علاقوں میں اجنبی۔“

”ہیلو۔“ ان میں سے ایک بوڑھے آدمی نے کہا۔ پھر بولا۔

”میرا نام یسن ہے۔ اور کلاڈیا میری بیٹی ہے۔“

”مس کلاڈیا آپ کو میرا نام بتا چکی ہیں۔ میرا نام عارف ہے۔“

آپ کی آمد کا مقصد کیا ہے بلکہ جتنا آپ نے بتایا ہے اسی پر یقین کر لیں گے بہر حال جب تک ہمیں یہاں سے واپس نکلنے کے مناسب مواقع مہیا نہ ہوں میرا خیال ہے ہمیں آگے بڑھنا چاہیے کیا آپ اس بات سے اتفاق کریں گے؟“

”میں آپ کی ہر بات سے اتفاق کر چکا ہوں۔ مسٹر ہین۔“

”اچھی بات ہے۔“ ہین نے جواب دیا۔ بہر حال ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر عارضی طور پر کچھ سہارے مل گئے تھے اور میں نے ان سہاروں کو قبول کر لیا تھا سبھی اچھے لوگ معلوم ہوتے تھے اب یہ الگ بات ہے کہ ان کی اصلیت بعد میں کھلے گی۔ ان علاقوں میں آنے کے بعد کورنیاں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ اب میں اپنے لئے کیا فیصلہ کروں دوہی صورتیں تھیں یا تو امیر حماد وغیرہ کو بھول جاؤں۔ اگر کہیں کسی جگہ ان سے واسطہ ہو جائے تو الگ بات ہے ان لوگوں کے ساتھ وقت گزاروں۔ ایسا تو ہوتا ہی رہا تھا۔ چنانچہ کسی خاص شخص کا تعین کرنے سے کیا فائدہ۔ میں نے ان لوگوں کے پاس کافی ساز و سامان دیکھا پتا نہیں یہ گاڑیاں انہوں نے کیا سے حاصل کی تھیں دو شاندار جیپیں ان کے پاس تھیں۔ جن میں سامان لادنے کے لئے بہت عمدہ قسم کی ٹرالیاں بھی شامل کی گئی تھیں یہ ٹرالیاں بھی چار پہیوں پر مشتمل تھیں اور ایک بڑا سا بکس بنا ہوا تھا ضرورت کے وقت اس میں تین چار آدمی سہا سکتے تھے لیکن ان لوگوں نے بڑی عمدگی سے ان میں اپنا سامان بھرا ہوا تھا اور ان میں خاص قسم کے ٹائر لگائے ہوئے تھے علاقہ خاصا عمدہ لگ رہا تھا اور سرد ہوائیں اس بات کا اظہار کر رہی تھیں کہ آگے چل کر برفانی میدانوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے بہر حال دو پہر تک یہ لوگ وہیں قیام پذیر رہے کلاڈیا میرے قریب ہی تھی اور میری ملاقات سے بہت خوش تھی حالانکہ اور لڑکیاں بھی یہاں موجود تھیں۔ لیکن کلاڈیا کے ان سے زیادہ تعلقات معلوم نہیں ہوتے تھے میں نے بھی اسے بہت زیادہ کریدنا پسند نہیں کیا۔ پھر دو پہر کے کھانے کے بعد یہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔ اور اس جگہ کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ مسٹر ہین نے مجھے جو کچھ بتایا تھا سمجھ میں تو آتا تھا لیکن اس طرح کے مخصوص علاقوں میں سفر کرنا صرف سیاحت کے طور پر مناسب نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہو سکتا ہے ان کے دلوں میں بھی کچھ اور ہو۔ لیکن بہر حال مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی میں بھی ایک جیپ میں سوار ہو گیا اور جیپیں آگے کا سفر کرنے لگیں ایک بہت بڑا دریا لگا ہوں کے سامنے تھا جس کے کنارے کنارے یہ سفر کیا جا رہا تھا

”آؤ بیٹھو۔“ عمر رسیدہ آدمی نے ایک خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر وہ باقی لوگوں سے میرا تعارف کرانے لگا سب نے مجھے ہیلو کہا تھا میں نے ان کا شکریہ ادا کیا مسٹر ہین نے مجھ سے کہا۔

”آپ کو ان علاقوں کی سیر کی کیا سوجھی۔ اصل میں یہ علاقے بظاہر ایسے نہیں ہیں جس کے لئے لوگ ادھر کا رخ کریں۔ جو لوگ اس طرف آتے ہیں وہ یقینی طور پر کسی نہ کسی جتھو میں آتے ہوں گے“ عمر رسیدہ آدمی کے چہرے پر کچھ ایسی متخمس کیفیت تھی جیسے وہ میرے ذہن کی گہرائیوں میں اترنا چاہتا ہو میں نے کہا۔

”میں اپنے گروہ سے بھٹکا ہوا ہوں۔ چند افراد میرے ساتھ اس طرف آئے تھے لیکن وہ حادثات کا شکار ہو گئے اور میں یہاں تنہا بھٹکا رہ گیا“ اصل میں مسٹر ہین یہ علاقے ان دنوں بڑے مخدوش ہیں۔ کوریٹا کے اطراف کے قبائل نے بغاوت کی ہے اور یہاں آنے والے سیاح بھی اچانک ہی مصیبتوں کا شکار ہو گئے ہیں۔“

”ہمیں بھی تم انہی میں سے سمجھو۔ ہمارا بھی سارا پروگرام اپ سیٹ ہو گیا ہے ویسے تم اگر چاہو تو ہمارے ساتھ بقیہ وقت گزار سکتے ہوں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہم یہاں پھنس کر رہ گئے ہیں صورت حال کچھ ایسی ہے کہ واپسی کا سفر بھی نہیں اختیار کر سکتے چنانچہ اندازہ یہ ہو گیا ہے اور میرے ساتھیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ کچھ وقت انہیں علاقوں میں بھٹکتے ہوئے گزارا جائے اور جب کوئی مناسب صورت حال پیدا ہو تو واپسی کے راستے اختیار کئے جائیں لیکن بہر حال مشکلات کا سامنا تو کرنا ہی پڑے گا“ البتہ یہ خوشی کی بات ہے کہ یہاں بعض بستیاں ایسی ہیں جہاں بغاوت نہیں ابھری ہے اور نہ ہی مقامی پولیس انہیں پریشان کر رہی ہے خیر چھوڑ دو میں تمہیں پیش کش کر چکا ہوں کہ مصیبت زدگان میں شامل ہو جاؤ۔“

”آپ لوگوں کی جو بھی خدمت ہوگی میں خوشی سے سرانجام دوں گا“ اگر آپ مجھے اپنے درمیان قبول کریں۔“ میں نے کہا اس کے علاوہ کبھی کیا سکتا تھا بہر حال ان لوگوں نے مجھے بہت اچھی طرح خوش آمدید کہا تھا اور ناشتے میں اپنے ساتھ شامل کیا تھا ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد مسٹر ہین نے کہا۔

”ہم میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھال رکھی ہے۔ آپ بھی اپنے آپ کو ایک ذمہ دار شخص تصور کریں مسٹر عارف“ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ ان علاقوں میں

آبادیوں کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھتے رہے لیکن جب رات ہوئی تو ہم نے مخصوص طریقے سے اس آبادی کی جانب رخ کیا تھا جس کی مدھم مدھم روشنیاں نظر آرہی تھیں طے یہ کیا گیا تھا کہ آبادی کے آس پاس ہی قیام کیا جائے گا۔ چنانچہ سفر کی رفتار تیز کر دی گئی اور رات ہوتے ہوتے ہم اس آبادی کے قریب پہنچ گئے ایک مخصوص قسم کی آبادی تھی تھوڑے فاصلے پر خیمے لگا لئے گئے اور اس کے بعد کیردسین کے چولہے جل اٹھے اور پھر فضاء میں کھانوں کی خوشبوئیں چکرانے لگیں آسمان پر بادل گھر آئے تھے کبھی کبھی بجلی بھی چمک اٹھتی تھی مسٹر ہنسن نے موسم کی صورتحال دیکھ کر کہا۔

”میری معلومات کے مطابق ان علاقوں میں بارش بڑی پریشان کن ہوتی ہے۔“

”مجبوری ہے کیا کیا جاسکتا ہے۔“ مسٹر ہنسن کے دوسرے معمر ساتھی نے کہا۔

”میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہیے۔“

”تم دیکھو گے کہ بارش ہوتے ہی نو جوانوں کی ٹولیاں باہر نکل آئیں گی اور موسم سے لطف اٹھائیں گے یہ پریشان کن سوچیں ہم بوڑھوں ہی کے پاس ہوتی ہیں نو جوان ان کی پروا نہیں کرتے۔“

ہنسن خاموش ہو گیا واقعی کچھ دیر کے بعد ننھی ننھی بوندیں آسمان سے زمین تک کا سفر کرنے لگی تھیں حالانکہ موسم ٹھنڈا تھا لیکن سب نو جوان باہر نکل آئے اور بارش میں بھگنے لگے کلاڈیا بھی باہر نکل آئی تھی وہ چند ہی قدم چلی تھی کہ ایک چوڑے شانوں والا نو جوان اس کے پاس پہنچ گیا۔

”ہیلو کلاڈیا۔“ کلاڈیا نے گھوم کر اسے دیکھا اور بولی۔

”کہو کیا بات ہے۔“

”کچھ نہیں دیکھو موسم کتنا خوبصورت ہو گیا۔“

”ہاں۔“

”آؤ اس چٹان کی جانب چلیں۔“

”کیوں۔“ کلاڈیا نے اسے گھور کر دیکھا۔

”م۔ میرا مطلب ہے موسم کا لطف اٹھانے۔“

”تو تم جاؤ ضروری ہے کہ میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں۔“

قریب و جوار میں پہاڑی علاقے اور جنگل بکھرے ہوئے تھے کلاڈیا اور میں قریب قریب بیٹھے ہوئے تھے اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہم کسی نہ کسی موضوع پر بات کر لیا کرتے تھے میں نے کلاڈیا سے کہا۔

”مس کلاڈیا کیا آپ کو اس علاقے کی جغرافیائی کیفیت معلوم ہے؟“

”نہیں بالکل نہیں میں تو بس اپنے ڈیڈی کے ساتھ سیاحت پر چلی آئی ہوں۔ اس سے پہلے بھی میں کئی بار اپنے ڈیڈی کے ساتھ سیاحت پر گئی ہوں۔ اصل میں اس قسم کے سفر میں جب تک خطرات درپیش نہ ہوں سفر کا کوئی مزا ہی نہیں ہوتا حالانکہ وہ بیوقوف لڑکیاں کافی خوفزدہ ہیں۔ اصل میں سرحد عبور کرتے ہوئے ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ گولیوں کی بارش سے گزر کر ہم اس طرف آئے ہیں لیکن بہر حال ڈیڈی مطمئن ہیں اور ڈیڈی مطمئن ہیں تو مجھے کیا فکر ہو سکتی ہے۔“

”ان لڑکیوں سے آپ کی دوستی نہیں معلوم ہوتی۔“

”نہیں۔ یہ سب میری دوست ہیں۔ لیکن مجھے معاف کرنا یہ نہ سوچنا کہ میں مغرور ہوں۔ یہ میرے معیار کی نہیں ہیں۔ اس لئے میں ان سے زیادہ گھلی ملی نہیں ہوں۔“

”آپ کے ڈیڈی کے ساتھ یہ جو دوسرے لوگ ہیں۔؟“

”سب اجنبی ہیں۔ لیکن صرف میرے لئے۔ ڈیڈی انہیں اچھی طرح جانتے ہیں اور بہر حال ڈیڈی کی شناسائی ہی کافی ہے میں بھی ان سے باتیں کرتی رہتی ہوں لیکن بس پتا نہیں کیوں مرادل ان سے نہیں مل سکا۔“

”جس علاقوں کی جانب ہم سفر کر رہے ہیں۔ ان کا کوئی خاص نام ہے؟“

”شاید کورنیاں۔ یہ نام میں نے ڈیڈی کی زبانی ہی سنا ہے۔“ اس نے جواب دیا اور میں خاموش ہو گیا میرا خیال ہے اتنا ہی کافی تھا۔ اس سے زیادہ کریدنا ہو سکتا ہے میرے اپنے لئے ہی نقصان دہ ثابت ہو۔ اگر مسٹر ہنسن کسی خاص مقصد کے تحت سفر کر رہے ہیں اور اس خاص مقصد کے بارے میں یقینی طور پر سوچا جاسکتا تھا تو پھر میری جانب سے وہ مشکوک بھی ہو سکتے ہیں اور میں بہر حال ابھی ان لوگوں کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا یہ میرے لئے خاصے کارآمد ثابت ہو سکتے تھے کم از کم جب یہ اس علاقے سے نکلیں گے تو میں ان کے ساتھ شامل ہو سکتا ہوں ویسے بھی بہتر لوگ معلوم ہوتے تھے شام تک سفر جاری رہا اور ہم لوگ چھوٹی چھوٹی

ہوتے ہیں اور میں ہر ایک سے دوستی نہیں کرتی۔“ میں ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ میڈم بھی دوستی کرنے کے موڈ میں تھیں لیکن فضول باتوں کے لئے میرے پاس کوئی وقت نہیں تھا چنانچہ میں میڈم کلاڈیا کو کوئی دھوکا نہیں دینا چاہتا تھا بارش کافی دیر تک جاری رہی اور اس کے بعد بند ہو گئی شکر ہے تیز نہیں ہوئی تھی اور یہ حقیقت بھی تھی کہ اگر تیز بارش ہو جاتی تو یہ خیمے کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے دوسری صبح پھر وہاں سے آگے بڑھ گئے طریقہ کار وہی تھا پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم لوگ ایک اور بڑی بستی پہنچے اچھی خاصی جگہ تھی بستی کا انداز وہی تھا جو پچھلی دوسری بستیوں کا نگاہوں کے سامنے آگیا تھا بستی کسی قدر ڈھلانوں میں آباد تھی اور وہاں کا انداز بھی بالکل ویسا ہی تھا ہم ان راستوں سے گزر کر نیچی آبادی میں داخل ہو گئے مکانات مخصوص طرز کے بنے ہوئے تھے اور چھوٹے چھوٹے ہوٹل بھی قائم تھے اور ہم وہاں پر رک گئے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسی مسٹر پینس یہاں کچھ زیادہ وقت گزارنا چاہتے ہیں میں نے خیر اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا آہستہ آہستہ بہت کچھ میرے ذہن سے نکلتا چلا جا رہا تھا اب جہنم میں جائے سب کچھ مسٹر حماد اگر اپنی پلاننگ کا شکار ہو گئے ہیں تو وہ جانیں آگے چل کر کسی طرح ان سے ملاقات ہو جائے کیونکہ بہر حال وہ سب اپنے اپنے طور پر ان راستوں پر نکلے تھے اور میرا یہ خیال بالکل درست ثابت ہوا لیکن ذرا مختلف انداز میں اس بستی میں چونکہ مسٹر پینس نے طویل قیام کا پروگرام بنایا تھا اور اس کا تذکرہ مجھ سے بھی کر دیا تھا لیکن ایسے الفاظ میں جن سے کوئی بات مشکل ہی سے سمجھ میں آئے نو جوانوں نے اپنی اپنی ٹولیاں بنائی تھیں اور سیاحت کر رہے تھے پھر شام کے تقریباً سات بجے تھے جب میں اپنے خیمے سے باہر نکلا تو میں نے کچھ اور لوگوں کو دیکھا کلاڈیا ایک اور لڑکی کے ساتھ اپنے خیمے سے باہر نکل کر آئی تھی لیکن اس لڑکی کو دیکھ کر میرے ذہن کو شدید جھٹکا لگا اس کی نگاہیں بھی مجھ سے ملیں اور اس کا مسکراتا ہوا چہرہ سکڑ گیا شدید حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں تھیں دوسرے لمحے بے اختیار آگے بڑھ آئی اور اس کے منہ سے نکلا۔

”مائی گاڈ مائی گاڈ تم یہاں ہو عارف۔“

”میرے ذہن میں شدید سنسنی پھیل گئی تھی میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسٹیل اس طرح یہاں پہنچ جائے گی وہ تیزی سے آگے بڑھی اور میرے پاس آ گئی۔“

”میری آنکھیں دھوکا تو نہیں کھا رہیں ڈیئر عارف اوہ مائی ڈیئر کلاڈیا تم مسٹر عارف کو

کلاڈیا خشک لہجے میں بولی اور وہاں سے آگے بڑھ گئی پھر اچانک ہی اس کی نظر مجھ پر پڑی اور وہ میری جانب متوجہ ہو گئی۔

”مسٹر عارف مسٹر عارف۔“ اس نے مجھے آواز دی میں اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔

”آپ نے اپنے آپ کو بوڑھا کیوں تصور کر لیا ہے۔“ کلاڈیا کہنے لگی۔

”نہیں مس کلاڈیا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”دیکھیے موسم کتنا خوبصورت ہو رہا ہے۔“

”جی۔“

”آئیے۔ وہ بولی اور میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ میں نے اس نو جوان کو دیکھا

تھا اس کا نام بھی مجھے یاد آ رہا تھا۔ غالباً ٹرنز تھا اس کا نام شاید میں کچھ بھول رہا تھا بہر حال میں کلاڈیا کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔“

تو وہ بولی۔

”آپ کو سردی تو نہیں لگ رہی۔“

”نہیں مس کلاڈیا۔“

”آپ نے اپنے آپ کو بند کر رکھا ہے کیا آپ ہمیں اپنے بارے میں اور کچھ نہیں

بتائیں گے مسٹر عارف۔“

”میری زندگی میں ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں مس کلاڈیا جو میں آپ کو بتاؤں بس اتنا

ہی ہے کوئی ہے نہیں میرا نہ ماں نہ باپ نہ اور دوسرے عزیز واقارب تو بس یوں سمجھ لیجئے کہ

اپنی تنہائیوں میں زندگی گزارتا ہوں ذریعہ آمدنی بھی کوئی خاص نہیں ہے سیاحت کو اپنا شوق بنایا

ہے اور جس طرح بھی ہو سکتا ہے اس شوق کو جاری رکھے ہوئے ہوں۔“

”ویسے ایک بات کہو ڈیڈی آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ آپ ضرور کسی خاص

وجہ سے ان علاقوں میں بھٹک رہے ہیں۔“

”اس خاص وجہ کا تذکرہ نہیں کیا انہوں نے۔“

”نہیں اصل میں ایسی باتوں پر میں زیادہ غور کرتی بھی نہیں ہوں۔“

”مسٹر ٹرنز شاید مجھے آپ کے ساتھ دیکھ کر ناراض ہو جائیں گے۔“

”تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے اصل میں کچھ لوگ بلاوجہ سر پڑنے والوں میں سے

جانتی ہو۔“ کلاڈیا نے کوئی جواب نہیں دیا اسٹیلانے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

”میں کیسے یقین کر لوں کہ یہ خواب نہیں ہے۔“

”کیا تم انہیں جانتی ہو۔“ کلاڈیا نے سوال کیا۔

”تم صرف جاننے کی بات کر رہی ہو میں نے نجانے کتنا عرصہ ان کے خواب دیکھتے ہوئے گزارا ہے۔“ اسٹیلانے حسب معمول بے تکلفی سے کہا اور میں نے کلاڈیا کے چہرے کو پھیکا پڑتے ہوئے دیکھا تھا پھر میری نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں اور یہ دیکھ کر مجھے ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا کہ مسٹر ہینسن کے گروہ میں کچھ نئے افراد کا اضافہ ہو گیا ہے اور مزید دو جیپیں بڑھ گئی ہیں اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر ہرین بھی یہاں موجود ہے اور کچھ ہی لمحوں کے بعد وہ مجھے نظر بھی آگیا۔ ہینسن کے ساتھ اس طرف آ رہا تھا کہ اسٹیلانے چیخ کر بولی۔

”ڈیڈی ڈیڈی ادھر آئیے پلیز ہری اپ دیکھئے آپ کو ایک ایسی چیز دکھاتی ہوں جسے دیکھ کر آپ حیران رہ جائیں گے۔“ ہینسن اور ڈاکٹر ہرین نے چونک کر مجھے دیکھا اور ڈاکٹر ہرین کی کیفیت بھی پہلے سے مختلف نہیں ہوئی وہ برق رفتاری سے اس طرف آیا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا تھا پھر اس نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

”اوہ مائی ڈیئر عارف تم یہاں اس طرح مل جاؤ گے مجھے پتہ بھی نہیں تھا تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔“

”وہ حادثے کا شکار ہو گئے۔“ میں نے مسٹر ہرین سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

”کے۔ کیا مطلب کیا ہلاک ہو گئے۔“

”جی ہاں۔“

”مگر کیسے۔“

”بس سرحد عبور کرتے ہوئے۔“

”تم تو ٹھیک ہو۔“

”جی اور میری مدد مسٹر ہینسن نے کی ہے۔“

”اتفاق کمال اتفاق واقعی حیرت کی بات ہے۔“

”ہینسن ہم دونوں کو بغور دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔“

”اس کا مطلب ہے کہ۔“

”اوہ مائی ڈیئر ہینسن بڑی باکمال شخصیت تمہارے ہاتھ آ گئی ہے کیا مسٹر عارف نے تم سے اپنا مکمل تعارف کرایا۔“

”نہیں بس یہ اتفاقیہ طور پر مجھے ملے انہوں نے بتایا کہ وہ سیاحت کی غرض سے یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھی حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں۔“

”بالکل ٹھیک کہا ایسی ہی بات ہے بالکل ایسی ہی بات ہے لیکن تمہیں یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ بھی اسی مشن کے ایک رکن ہیں۔“

”اوہ یہ بات انہوں نے مجھ سے چھپائی تھی۔“ ہینسن نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ فوراً ہی تمہیں یہ اس بارے میں بتانا شروع کر دیتے۔“

”یہ بھی ٹھیک ہے۔“ ہینسن نے کہا اور مسکراتے لگا غالباً اس نے میری مجبوری کو تسلیم کر لیا تھا۔ ڈاکٹر ہرین نے کہا۔

”تم بالکل تنہا ہو۔“

”ہاں ڈاکٹر ہرین۔“

”امیر حماد سے کوئی رابطہ ہوا۔“

”اس سفر پر نکلنے کے بعد بالکل نہیں آپ یہ سمجھ لیں کہ میں تو۔“

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے رات کے کھانے کے بعد تم سے تفصیلی گفتگو ہوگی ویسے مجھے خوشی ہے کہ تم یہاں موجود ہو اصل میں ڈیئر ہینسن ویسے تو اس مشن میں مسٹر عارف ایک عام کارکن کی حیثیت سے بلکہ یوں سمجھ لو کہ یہ امیر حماد کی پارٹی کی حیثیت سے شامل ہوئے ہیں لیکن ان کا ایک اور مقام ہے جس کے بارے میں تمہیں تفصیل سے بتا دوں گا اوکے مائی ڈیئر عارف لیکن سنو کہیں جانے کی کوشش مت کرنا تمہارا مل جانا ہمارے اس مشن کے لئے بہت کارآمد ہوا ہے میں تم سے تفصیلی گفتگو بعد میں کروں گا۔“

”ٹھیک ہے میں بھلا کہاں جا رہا ہوں میں تو بالکل ہی آپ کے اس مشن سے الگ ہو چکا ہوں کیونکہ یہاں آنے کے بعد میرے سپ سے رابطے ٹوٹ گئے ہیں۔“

”تفصیلی گفتگو رات کو کھانے کے بعد انجوائے کرو یہ بستی بہت سی روایات کی حامل ہے

اسٹیلانے تم خصوصی طور پر مسٹر عارف کا خیال رکھنا۔“

”آپ فکر نہ کریں ڈیڈی۔“ اسٹیلانے مسکراتے ہوئے کہا۔ کلاڈیا بالکل ہی خاموش تھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

”آؤ عارف ادھر چلتے ہیں سوری کلاڈیا ذرا عارف سے مجھے خصوصی باتیں کرنی ہیں امید ہے تم برا نہیں مانو گی۔“

”کلاڈیا خاموشی سے واپسی کے لئے مڑ گئی تھی اسٹیلا نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جانب بڑھ گئی میں عجیب سی کیفیت کا شکار تھا ایک سنسان سی جگہ پہنچ کر اسٹیلا نے کہا۔“
”بیٹھے جناب مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ آپ اس طرح مل جائیں گے لیکن ایک بات کہوں آپ سے بیٹھیے ناں پلیز اس نے کہا اور میں سامنے نظر آنے والے گھاس کے کچے پر بیٹھ گیا اسٹیلا پلکیں جھپکائے بغیر مجھے دیکھ رہی تھی اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی کپکپاہٹ تھی پھر وہ بولی۔

”اچھا یہ بتائیے مسٹر عارف میں یاد آتی تھی۔“
”کیا مطلب۔“

”اب اس کا بھی مطلب بتانا پڑے گا۔“
”نہیں میں میرا مطلب ہے کہ۔“

”حالانکہ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ میں نے آپ کو ہمیشہ ہی یاد کیا۔“
”باقی لوگ کہاں ہیں۔“

”جہنم میں ڈالیں باقی لوگوں کو آپ یہ بتائیے کہ آپ نے میرے بارے میں کیا فیصلہ کیا۔“

”کیا فیصلوں کے لئے یہ جگہ مناسب ہے۔“

”ہر جگہ مناسب ہوئی ہے زندگی کے اہم ترین فیصلوں کے لئے آپ یوں سمجھ لیجئے مسٹر عارف کہ اب میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں۔“

”کمال ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ میں جن حالات سے گزر رہا ہوں اس کے بعد میرے ذہن میں کوئی اور تصور ہی نہیں ہے۔“

”تو اب آپ اپنے آپ کو اس بات کے لئے آمادہ کر لیجئے کہ ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ڈیڈی آپ کو کتنا پسند کرتے ہیں میں کہتی ہوں کہ کیوں اس سنہری موقع کو ٹھکرا رہے ہو سب کچھ بتا چکی ہوں تمہیں اپنے بارے میں تمہاری زندگی سنور جائے گی

بس اب ہمارے ساتھ رہو۔“

”میں نے تم سے امیر حماد کے بارے میں پوچھا تھا۔“

”اور میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ سب جہنم میں جائیں مجھے صرف اپنی ذات سے دلچسپی ہے۔“

”لیکن آپ یہ کیوں بھول گئیں میں اسٹیلا کہ میری آپ کی ملاقات امیر حماد کی حویلی میں ہی ہوئی تھی۔“

”زندگی میں کوئی نہ کوئی جگہ تو ایسی ہوتی ہے جہاں زندگی کے ساتھی نظر آتے ہیں تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ میں تمہیں کس قدر مس کرتی رہی ہوں۔“

”بہر حال کوئی ایسی بات نہیں ہے سمجھ رہی ہوں بعد میں دیکھ لیں گے کہ کیا صورت حال ہوتی ہے تمہیں اندازہ ہے کہ ہم اپنے وطن سے بہت دور ایک اجنبی جگہ پر ہیں۔“

”ساری باتیں اپنی جگہ خیر چھوڑو تم عجیب آدمی ہو حالانکہ میں نے تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی فراموش نہیں کیا خیر ٹھیک ہے بعد میں اس موضوع پر بات کریں گے۔“ میں نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آئیے پھر چلتے ہیں۔“

”چلو۔“ اسٹیلا کہنے لگی اور میں اس کے ساتھ ہی واپس خیموں کے پاس آ گیا بمشکل تمام اسٹیلا سے کچھ دیر کے لئے رہائی ملی تھی بڑا عجیب مسئلہ تھا میری نگاہیں دور دور تک بھٹک رہی تھیں ہو سکتا ہے امیر حماد بھی کچھ فاصلے پر موجود ہو غایب اور دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی مجھے علم نہیں تھا عفان کو نگاہیں تلاش کر رہی تھیں وہ بہترین انسان تھا اور وہ میری بھرپور مدد کر سکتا تھا بہر حال ڈنر کیا گیا اب ذرا کچھ اور چہل پہل ہو گئی تھی ڈاکٹر ہر مین کی ٹولی کے بارے میں مجھے علم تھا کہ وہ الگ فاصلے پر ہے اور ان لوگوں کے اپنے منصوبے کے مطابق وحدت عالی امیر حماد اور ڈاکٹر نے اپنے اپنے طور پر ان علاقوں میں آنے کا فیصلہ کیا ہے وہ پر اسرار لڑکی پتہ نہیں ان میں سے کس کے ساتھ تھی میرے ذہن میں یہ خیال بھی گزرا کہ ممکن ہے وہ یہیں انہیں خیموں میں کہیں ہو لیکن کیا امیر حماد نے اسے اس طرح ڈاکٹر ہر مین کے ساتھ آنے کی اجازت دے دی اسٹیلا سے اس بارے میں کچھ پوچھنا بے کار بنی تھا مجھے اس لڑکی کے تیور بہت خراب نظر آ رہے تھے اور یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ کافی وقت کے لئے میرے

سے سلسلے میں بڑی بڑی پرانی رفاقتیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم لوگوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ خزانے کو اپنی دوستی کی راہ میں نہیں لائیں گے اب میں کیا کریں گی کہ امیر حماد نے اپنے آپ کو دنیا کا ذہین ترین آدمی سمجھا اور اس طرح کا عمل کیا کہ دوسروں کو اس سے اختلاف ہو گیا۔“

”اختلاف۔“

”ہاں۔“

”تو کیا وحدت عالی اور امیر حماد کے درمیان بھی کوئی۔“

”نہیں اب ہو سکتا ہے کہ تم میری بات کا برا مانو لیکن ان لوگوں نے اپنے درمیان مذہب کا رشتہ قائم کر لیا جب کہ مجھے کرپشن سمجھ کر اپنے آپ سے علیحدہ کیا۔“

”نہیں میرا خیال ہے امیر حماد۔“

”مت طرفداری کرو امیر حماد کی میں بھی اس پر بہت بھروسہ کرتا تھا لیکن اس کے اندر اپنی دولت کی شان ضرورت سے زیادہ ہی ہے میری کسی بات پر اس نے بھروسہ نہیں کیا یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ کورنیاں کے قبائل میں ایک قبیلہ ایسا ہے جس کے پاس ہیرے جواہرات کے انبار ہیں اور یہ لڑکی اس قبیلے کی فرد تھی جسے تم کنٹرول کیا کرتے تھے اس کی ذات سے کچھ ایسی کہانیاں وابستہ ہیں کہ یہ اس قبیلے میں پہنچ جائے تو ہمارے لئے کورنیاں قبائل اپنی دولت کے منہ کھول دیں گے اور اسی لئے امیر حماد نے اسے اپنے پاس رکھا تھا اور اس کی حفاظت کی تھی یہ مشترکہ امانت تھی جو ہم چار پارٹیوں میں تقسیم تھی امیر حماد نے تمہارے ذریعے اسے کنٹرول کر کے اپنے طور پر تمہیں استعمال کرنا چاہا تھا لیکن بعد میں یہ طے ہوا کہ لڑکی کو اپنی تحویل میں رکھا جائے بہر حال ہم کسی نہ کسی طرح اسے لے کر ان علاقوں میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے لیکن امیر حماد نے ایک خفیہ منصوبہ بنایا تھا جس میں وحدت عالی بھی اس کا شریک تھا صرف مجھے اور پنی کین کو اس منصوبے سے علیحدہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا پنی کین بھی ہمیں مل گیا لیکن ایک انتہائی خطرناک عورت کے ساتھ شاید تمہارے کانوں میں کبھی اس عورت کا نام پڑا ہو کیونکہ میں نہیں جانتا خود تمہاری اپنی پہنچ کہاں تک رہی ہے وہ عورت ہیلہ شیکا کے نام سے مشہور تھی اور اس کی اپنی دنیا میں اس کا بہت بڑا نام تھا جوان اور خوبصورت لیکن انتہائی خطرناک عورت ہے اور پنی کین کے بارے میں تمہیں شاید اس بات کا علم ہو کہ وہ

لئے در دسر بنے گی لیکن بہر حال نمٹنا تھا ڈنر کے بعد ڈاکٹر ہرین مجھے تلاش کرتا ہوا آ گیا اور مجھ سے بولا۔

”آؤ موسم بہت خوش گوار ہے ہم ذرا کچھ فاصلے پر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔“ میں ڈاکٹر ہرین کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا کافی فاصلے اختیار کرنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے ہم چاروں طرف دیکھ سکتے تھے اس نے کہا۔

”یہ جگہ مناسب ہے کوئی چھپ کر ہماری گفتگو نہیں سن سکتا۔“

”کیا کسی سے اس کا خدشہ ہے ڈاکٹر ہرین۔“

”نہیں ایسی بات نہیں ہے یہاں جو لوگ موجود ہیں سمجھ لو میرے گردپ کے ساتھی ہیں۔“

”میرے ذہن میں بھی بے چینی ہے ڈاکٹر ہرین!“

”پہلے میں تم سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہوں گا تم جن افراد کے ساتھ تھے ان کا کیا ہوا۔“

”وہ لوگ موت کا شکار ہو گئے ان علاقوں کے بارے میں آپ کو علم ہو چکا ہوگا۔“

”ہاں مجھے معلوم ہے کہ کورینا کے نواحی قبائل نے حکومت کورینا کے خلاف بغاوت

کردی ہے اور ان علاقوں میں معاملات بڑے خطرناک چل رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیں حالات کا صحیح اندازہ نہیں تھا ورنہ ہم ان ہنگاموں کے ختم ہو جانے کا انتظار کرتے تمام پارٹیوں کو بڑی مشکل پیش آئی ہے بلکہ ان ہنگاموں کی وجہ سے بہت سے سیاح ان علاقوں میں قید ہو کر رہ گئے ہیں مقامی حکومت نے بھی بے بسی سے کہا ہے کہ جب تک یہ قبائل کنٹرول نہیں ہو جاتے حکومت سیاحوں کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتی لیکن بہر حال ہم لوگ کسی نہ کسی طرح ان علاقوں کو عبور کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔“

”امیر حماد بھی۔“

”ہاں امیر حماد بھی اور وحدت عالی بھی تمام لوگ بہر حال محفوظ ہیں لیکن امیر حماد اپنی طاقتوں کا شکار ہو گیا۔“

”کیا مطلب۔“

”اصل میں ضرورت سے زیادہ چالاکی بھی بہت نقصان دہ ہو جاتی ہے حالانکہ خزانوں

مشترکہ کام ہوتا ایک ساتھ لیکن اب ہم سب بٹ گئے ہیں، ممکن ہے آگے چل کر ایک بار پھر ہمیں یکجا ہونے کا موقع مل جائے، یہ تمام صورت حال ہے۔“

”گویا آپ یہ سمجھتے ہیں ڈاکٹر ہرمن کہ آپ سب کورنیاں میں پھر سے جمع ہو جائیں گے۔“

”خیر یہ تو یقینی بات ہے کہ ایسا ہوگا، لیکن ہمارے درمیان مفاہمت مشکل ہے۔“

”ہیٹی کین کے گروپ میں کتنے افراد ہیں؟“

”جس عورت کا نام ہیلہ شیگا ہے وہ اس قدر شاطر اور خطرناک ہے کہ اب ہیٹی کین خود بھی اس کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ دونوں نے شادی کر لی ہے اور ہیٹی کین ایک طرح سے اب ہیلہ شیگا کے تحفظ میں آ گیا ہے یقینی عمل ہے کہ ہیلہ شیگا کو تمام تفصیلات معلوم ہوں گی اور اس نے معقول بندوبست کیا ہوگا، حالانکہ یہی بات تنازعے کا باعث بنی تھی کہ ایک اور شخصیت کو اس راز میں شامل کیوں کیا گیا، اور وہ بھی ایسی خطرناک شخصیت جو باقی تمام گروپوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے ہیٹی کین کا موقف یہ تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے اور دونوں کا مشترکہ مفاد ہے بس حالات بگڑ گئے۔“

”امیر حماد بھی انہی راستوں پر سفر کر رہے ہیں؟“

”ہاں۔“ لیکن اب بھی تم امیر حماد کے چکر میں پڑنا چاہتے ہو؟“ ڈاکٹر ہرمن نے عجیب سا سوال کیا اور میں بغور اس کی صورت دیکھنے لگا، میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر ہرمن سے جو گفتگو کی جائے وہ اس انداز کی ہو کہ ڈاکٹر ہرمن سے میرا کوئی اختلاف نہ ہونے پائے وقت کا یہی تقاضا تھا ورنہ میں تو بالکل تنہا تھا اور آسانی سے ان لوگوں کا شکار ہو سکتا تھا، چنانچہ اب جو مجھے گفتگو کرنی تھی وہ اسی روشنی میں کرنی تھی، چنانچہ کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے کہا۔

”ڈاکٹر ہرمن یہ صرف اتفاق ہے کہ میرے بارے میں آپ کو تمام حقیقتوں کا علم ہو چکا ہے یعنی یہ کہ میں اپنا ماضی فراموش کر بیٹھا ہوں، اور یہ اندازہ بھی آپ نے لگا لیا ہے کہ انتہائی کوشش کرنے کے باوجود میں اپنا ماضی تلاش کرنے میں ناکام رہا ہوں اور یہ ناکامی میری انتہا بن چکی ہے چنانچہ میں خود ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں، ایک ایسی نئی زندگی کا آغاز جس میں ماضی کو بھلا کر میں اپنے حال کے ساتھ چل سکوں بہت عرصے سے میں اس فکر میں

خود بھی ایک زبردست مجرم رہ چکا ہے دونوں اس خزانے کے حصول کے لئے نکلے ہوئے تھے ہیٹی کین تو خیر شیطان کا دوسرا روپ ہے جب اس کو اس بات کا شبہ ہوا کہ امیر حماد اور وحدت عالی اور میں اپنے طور پر کچھ نئے منصوبے رکھتے ہیں تو وہ بھی ہتھے سے اکھڑ گیا، ہیلہ شیگا جیسی عورت ہے بس میں تمہیں کیا بتاؤں اس کے بارے میں ہیٹی کین خود بھی اس کے سامنے کچھ نہیں ہے وہ بہت شاطر اور بہت خطرناک عورت ہے وہ اپنا گروپ الگ بنا کر لائی تھی جس میں اس کے تمام جرائم پیشہ دوست شامل تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہیٹی کین اور ہیلہ شیگا اس لڑکی کو لے کر فرار ہو گئے اور امیر حماد کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا میرے اور اس کے درمیان پہلے ہی اختلاف ہو چکا تھا چنانچہ میں بھی وہاں سے الگ نکل آیا تھا بس میرے اپنے گروپ کا آدمی ہے اور میں نے اسے پہلے اس علاقے میں بھیج دیا تھا تاکہ یہ یہاں کی صورتحال کو اپنے قابو میں رکھے مجھے اس کے پاس آنا تھا لیکن اب صورت حال مختلف ہو گئی ہے۔“

”گویا تمام ٹولیاں الگ الگ ہو گئی ہیں۔“

”وحدت عالی اور امیر حماد یکجا ہیں، ہیٹی کین اور ہیلہ شیگا مجھے بھی ڈھونڈ دے کر فرار ہو چکے ہیں، لڑکی ان ہی کے پاس ہے ویسے ہیٹی کین بہت خطرناک آدمی ہے میں اسے جانتا ہوں، وہ لڑکی کو کنٹرول کر لے گا، ادھر میں اپنے گروپ کے ساتھ بھٹکتا ہوا ادھر آ گیا ہوں کیونکہ میرے اور ہینسن کے درمیان یہ بات طے تھی کہ ہم لوگ یہاں ملاقات کریں گے یہ الگ بات ہے کہ تمام ٹولیاں یکجا ہوتیں ہینسن ایک علیحدہ حیثیت سے ہمارا تعاقب کرتا تاکہ اگر میرے مفادات کو کوئی نقصان پہنچاتا تو ہینسن اس کا دفاع کرتا لیکن سارا معاملہ چو پٹ ہو گیا ہے۔“

میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ ساری کہانی سن رہا تھا پھر میں نے کہا۔

”لیکن اب آپ کیا کریں گے مسٹر ہرمن۔“

ڈاکٹر ہرمن نے گردن جھکالی سوچ میں ڈوب گیا اور بولا۔

”یہ بات تو تم جانتے ہو بہر حال ہم سب کی منزل ایک ہی تھی یعنی کورنیاں.....

میں بے شک سب کچھ کھو چکا ہوں لیکن یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی میں نے بھی زندگی کا بہت بڑا حصہ اور بہت بڑا سرمایہ اس پورے کام کے لئے صرف کیا ہے اب اتنی آسانی سے تو میں بھی اس مسئلے سے دست کش نہیں ہو سکتا چنانچہ میرا رخ بھی کورنیاں کی جانب ہے ہیٹی کین، ہیلہ شیگا، وحدت عالی، امیر حماد سب ایک جگہ جمع ہوں گے اب یہ الگ بات تھی کہ ہم سب کا

سرگرداں ہوں، لیکن مجھے اس کا کوئی حل نہیں مل سکا، اگر ایک بہتر حل میرے سامنے آجائے تو اصولی طور پر اسے مجھے قبول کر لینا چاہیے۔“

”دیری گڈ.... دیری گڈ“ صحیح فیصلہ ہے تمہارا اور تم دیکھو گے کہ اس سلسلے میں تمہارا سب سے بہترین ساتھی ڈاکٹر ہرین ہوگا۔“

”ٹھیک ہے ڈاکٹر، میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔“ میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور ڈاکٹر ہرین خوشی سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے اٹھ کر مجھے گلے سے لگا لیا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ درحقیقت کبھی کبھی انسان کو ایسے غمیر کے خلاف بہت کچھ کرنا پڑتا ہے وہ جسے اس کا دل کبھی قبول نہیں کرتا اب دیکھنا یہ تھا کہ آگے کے حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں۔

دور خیموں میں روشنیاں جل اٹھی تھیں اور ان مدھم مدھم روشنیوں کے سایوں میں چلتے پھرتے لوگ انسان نہیں معلوم ہو رہے تھے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ بری روچیں رات کی تاریکیوں میں سرگرداں ہوں ڈاکٹر ہرین خوش نظر آ رہا تھا اور میں کچھ لمحوں کے لئے آنے والے حالات کے تصور میں گم ہو گیا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ دلی طور پر میں امیر حماد کا ساتھی تھا اس شخص کے مسائل کچھ بھی رہے ہوں لیکن میرے ساتھ خاتون، نقرہ اور امیر حماد نے جو سلوک کیا تھا وہ ناقابل فراموش تھا اور یہ تو بڑی ہی غلیظ بات ہوتی کہ میں ان لوگوں سے غداری کرتا ڈاکٹر ہرین تو اس نسل کا باشندہ تھا جس کے خمیر میں فریب اور شاطرانہ چالیں رچی ہوئی ہوتی ہیں وہ بعد میں مجھ تک پہنچا تھا۔ امیر حماد کے دوست کی حیثیت سے پہنچا تھا لیکن وہ امیر حماد سے بھی مخلص نہیں تھا۔ جب کوئی اپنے اتنے قدیم دوست سے مخلص نہ ہو تو پھر وہ بھلا مجھ سے کیا مخلص ہو سکتا تھا یہ سوچنے کی بات تھی لیکن مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ میں ڈاکٹر ہرین کو یہ یقین دلا دوں کہ اب میں اس کا ساتھی ہوں ہرین کی آواز ابھری۔

”کیا سوچ رہے ہو؟“

”نہیں ڈاکٹر ہرین اپنے اسی فیصلے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔“

”نہ سوچو سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو تمہارا مستقبل محفوظ ہے۔ بات اصل میں یہ نہیں ہے کہ ہم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئے ہیں اور تم اس سلسلے میں میرے معاون ثابت ہو سکتے ہو تم یقین کرو میرے ساتھ جو افراد موجود ہیں وہ میری معاونت کے لئے کافی ہیں لیکن اسٹیلا میری اکلوتی بیٹی ہے اور اس نے تمہیں اپنے مستقبل کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے

انسان کی اپنی زندگی کے کچھ لمحات ہوتے ہیں جن میں وہ صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے بعد میں اس کی زندگی سے کچھ اور لوگ منسلک ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اپنے آپ سے زیادہ ان کے بارے میں سوچنے لگتا ہے اسٹیلا تمہیں پسند کرتی ہے ہمیں کسی خزانے کی ضرورت نہیں یہاں خزانہ ملے یا نہ ملے لیکن تمہارا مستقبل محفوظ ہے۔“

”نہیں ڈاکٹر ہرین میں دولت کا خواہشمند نہیں ہوں آپ ماہر نفسیات ہیں میرے بارے میں مناسب فیصلہ کر سکتے ہیں ایک ایسے شخص کو جو اپنی ذات کی تلاش میں سرگرداں ہو دولت کی اتنی زیادہ فکر نہیں ہو سکتی۔“

”یہ بات میں جانتا ہوں اور تمہارے اس موقف کو خلوص دل سے تسلیم کرتا ہوں لیکن بہر حال یہ میں نے تم کو اطمینان دلانے کی غرض سے کہا اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو اور باقی سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو تم دیکھو گے کہ تمہارا یہ فیصلہ تمہارے حق میں نہایت موثر رہا ہے۔“

”میں جانتا ہوں ڈاکٹر ہرین۔“

”تو پھر ہمارے تمہارے درمیان یہ بات طے ہو گئی کہ اب ذہنی طور پر تم میرے ساتھی ہو۔“

”ہاں ڈاکٹر یہ بات طے ہو گئی۔“

”دیری گڈ دیری گڈ“ خیر اب سنو موجودہ صورت حال یہ ہے کہ وہ پراسرار لڑکی جس کا تعلق کورنیاں کے اس مخصوص قبیلے سے ہے اس وقت اپنی کین کے قبضے میں ہے اپنی کین بھی اسی جانب سفر کر رہا ہے امیر حماد اور وحدت عالی جس پائے کے مہم جو ہیں ان کے بارے میں یہ بات باسانی کہی جاسکتی ہے کہ وہ آخر کار کورنیاں تک پہنچیں گے اور جہاں تک میرا تعلق ہے مصلحت کے پیش نگاہ میں بھی ان سے تعاون کروں گا ہم لوگوں کے درمیان اس قسم کے واقعات چلتے رہتے ہیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب تم میرے آدمی کی حیثیت سے ان کا ساتھ دو گے اور ہم سب مل کر کام کریں گے لیکن اپنے مفادات ذہن میں رکھنا۔“

”ٹھیک ہے ڈاکٹر ہرین کیا اس سلسلے میں کسی دستاویز کی ضرورت ہے۔“ میں نے کہا اور ہرین مسکراتے لگا پھر بولا۔

”نہیں یہ دستاویز تم خود ہو اور میں تم پر اعتماد کر رہا ہوں۔“ پھر ہم وہاں سے اٹھ گئے۔

”اب میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“

”یہ کیا بات ہوئی جب کسی بات کا اظہار کیا ہے تو اسے تسلیم کرو۔“

”تسلیم کروں تو کیا ہوگا۔“

”بس مجھے تھوڑی سی خوشی مل جائے گی۔“ اس نے کہا اور میں ہنسنے لگا اسٹیل پھر بولی۔

”کیا تم یقین کرو گے کہ اب میرے خوابوں میں بھی تم ہی آباد رہتے ہو۔“

”مس اسٹیل آپ کی عمر اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔“

”بزرگ بننے کی کوشش مت کرو تم کون سی زندگی کے بے شمار سال گزار چکے ہو۔“

”آہ کاش میں آپ کو بتا سکتا کہ۔“ میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”آؤ چائے پیئیں دیکھو ادھر چائے تیار ہو رہی ہے۔“ اس نے ایک طرف اشارہ کیا

کچھ لوگ چائے کی تیاریوں میں مصروف تھے میں ہنس کر اسٹیل کے ساتھ آگے بڑھ گیا اس

وقت وہ اس پورے گروپ کے سربراہ کی بیٹی تھی اس حیثیت سے بڑی تھی ویسے یہ بات بھی

قابل غور تھی کہ یہ شریف صورت انسان جس کا نام ہسن تھا خزانے کے لالچ میں یہاں تک آیا

ہوا ہے اور ڈاکٹر ہرین کے مفادات کے لئے کام کر رہا ہے پتہ نہیں یہ لوگ اپنی بیویوں اور

بیٹیوں کو لے کر زندگی کے اس بھیا تک سفر پر کیوں چل پڑتے ہیں یہ بات ابھی تک میری سمجھ

میں نہیں آئی تھی اگر ان کی جگہ میں ہوتا اور مجھے ایسے کاموں کی ہولناکیوں کا علم ہوتا تو میں کبھی

اپنی کسی ایسی عزیز کو لے کر موت کی آغوش میں نہ چل پڑتا جس سے میرا دلی رابطہ ہوتا بس سر

پھرے ہی کہا جاسکتا ہے انہیں چائے تقریباً تیار ہوگئی تھی اسٹیل نے کہا۔

”ہمیں چائے دو۔“

”جی میڈم۔“ فوراً ہی ہم دونوں کو گلوں میں چائے دے دی گئی اور اسٹیل وہاں سے

آگے بڑھ گئی۔

”اس طرف اس چٹان کی آڑ میں بیٹھ کر چائے پیئیں گے اور باتیں کریں گے۔“ اس

نے کہا اور ہم اس چٹان کی جانب بڑھ گئے۔ ڈاکٹر ہرین سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس میں سر

فہرست اسٹیل ہی تھی میں یہ چاہتا تھا کہ جب تک میں ان لوگوں کے درمیان رہوں اور جب

تک حالات سازگار ہوں کوئی ایسی فضا پیدا نہ ہونے دوں جس سے میں ایک بار پھر مشکلات کا

سامنا کرنے پر مجبور ہو جاؤں لیکن چٹان کے عقب میں مشکل موجود تھی یہ کلاڈیا تھی جو خاموش

میں نے دل میں سوچا کہ یہ ساری باتیں اپنی جگہ اگر ڈاکٹر ہرین جیسا شاطر آدمی میرے لفظوں

کے جال میں پھنس گیا ہے تو یہ میرا عظیم کارنامہ ہے اور میں اس سلسلے میں ایک کامیاب آدمی

ہوں بات گھوم پھر کر مجھ تک ہی آگئی تھی اور میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ کسی معاملے میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی خواہش کے نہ ہونے کے باوجود مجھے کس طرح حالات میں پھنس جانا

پڑتا ہے شاید یہ میری تقدیر کا ہی ایک حصہ تھا۔ دوسری صبح نہایت خوشگوار تھی ایک چمکدار دن کا

آغاز ہو چکا تھا اور تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے جنگل کی زندگی میں ایک

انوکھے حسن کا آغاز ہو چکا تھا میں نے اسٹیل کو دیکھا جو مور کی طرح گردن اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر

دیکھ رہی تھی تب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی اور وہ تیزی سے میری جانب چل پڑی لڑکی بے شک

خوبصورت تھی لیکن میرے دل سے دور میں تو اپنی ہی الجھنوں کا شکار تھا اندر کی آواز بالکل

مختلف تھی وقت نے نہ چاہتے کیسے کیسے روپ دے ڈالے تھے لیکن پھر بھی میں اپنے اندر کی اس

تشنگی کو تلاش نہیں کر پا رہا تھا جس میں انوکھی آواز تھی ایک ایسی مدھم مدھم آواز جس کا مفہوم

میرے ذہن میں واضح نہیں تھا اسٹیل نے ایک خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا مجھے دیکھ کر اس کے

قدموں کی رفتار تیز ہوگئی پھر وہ میرے قریب پہنچ گئی۔

”صبح بخیر۔“ اس نے کہا۔

”صبح بخیر مس اسٹیل۔“ میں نے بھی مسکرا کر اسے جواب دیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے

لگی پھر بولی۔

”موسم ذہنوں پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے یہ صبح نئی نئی ہی نہیں معلوم ہوتی۔“

”شاید۔“

”اور تم بھی اس خوشگوار صبح کے زیر اثر ہو۔“

”کیوں آپ نے کیسے اندازہ لگایا۔“

”اس لئے کہ میں تمہارے چہرے پر ایک نئی مسکراہٹ دیکھ رہی ہوں۔“

”جب انسان کسی کے بارے میں حد سے زیادہ سوچنے لگتا ہے تو اسے اس کے چہرے

میں بھی عجیب عجیب باتیں نظر آتی ہیں۔“

”تو کیا تم یہ بات تسلیم کرتے ہو کہ میں تمہارے بارے میں حد سے زیادہ سوچنے لگی

ہوں۔“

بیٹھی ہوئی تھی ہم دونوں وہاں پہنچے تو وہ چونک کر کھڑی ہو گئی اسٹیلانے حیرت سے کہا۔
 ”اوہ موس کلاڈیا آپ یہاں تنہا کیا کر رہی ہیں۔“

کلاڈیانے ہمیں دیکھا اور ایک عجیب سے انداز میں منہ بنا کر کھڑی ہو گئی۔
 ”آپ نے جواب نہیں دیا افسوس اگر ہمیں یہ بات معلوم ہوتی کہ آپ یہاں موجود ہیں تو ہم آپ کے لئے بھی چائے لے آتے۔ کلاڈیانے کوئی جواب نہیں دیا خاموشی سے مڑی اور واپس چلی گئی اسٹیلانے ایک زوردار قہقہہ لگایا تھا پھر اس نے کہا۔

”ویسے ایک بات کہوں تم سے بہت کم لوگ اتنے خوش نصیب ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر ہر دل میں کوئی نہ کوئی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔“

”مطلب۔“ میں نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا اسٹیلانے چائے کا ایک چھوٹا سا گھونٹ لیا اور بولی۔

”یہ لڑکی بھی تم سے محبت کرتی ہے۔“

”نہیں میرا خیال ہے ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔“

”تمہارا خیال تو میرے بارے میں بھی یہی تھا اور شاید غلابہ کے بارے میں بھی وہ لڑکی راستے سے ہٹ گئی ویسے وہ بھی کچھ دیوانی سی نظر آتی تھی مجھے خیر دیوانی تو میں بھی ہوں اب دوسروں کو کیا کہوں۔“ اس نے کہا آہستہ سے ہنسی اور چائے کے گھونٹ لینے لگی میں کیا کہتا اس سلسلے میں چنانچہ میں بھی خاموشی سے چائے پیتا رہا تھا۔ لڑکیوں کا میرے خیال میں سب سے مشکل مسئلہ یہی ہے عمر کی ایک منزل پر پہنچنے کے بعد ان کا کسی نہ کسی سے عشق کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ان کے ذہنوں میں زندگی کے مشکل روپ نہیں ہوتے زندگی کو بہت آسان سمجھ لیتی ہیں وہ پھر باقی معاملات طے ہوئے اور اس کے بعد ہم نے سفر کا آغاز کر دیا بڑی زبردست پارٹی بن گئی تھی یہ اور میں بے چارے امیر حماد کے بارے میں سوچتا رہا تھا وہ بھی بڑی محنت کرتا رہا تھا اس سلسلے میں اور اس نے مجھ پر بھروسہ کیا تھا لیکن اس کا پروگرام ناقص تھا خاص طور پر آخری مرحلے میں جب اس نے مجھے آگے بھیج دیا تھا اور خود ان لوگوں کے جال میں گرفتار ہو کر اس لڑکی کو ساتھ لے کر چل پڑا تھا وہ لڑکی ذہن میں آئی تو دل میں ایک عجیب سے گداز کا احساس ہوا سب سے زیادہ تنہا وہی تھی جس کا گروہ میں کوئی ساتھی نہیں تھا لیکن واقعی وہ ہے کون؟ اور کورنیا کی پر اسرار داستانوں سے اس کا کیا تعلق ہے سفر

جاری رہا دن گزرے رات ہوئی دوسرا دن دوسری رات مسلسل سفر کیا جا رہا تھا اور ڈاکٹر ہرین بھی بے مقصد یہ سفر نہیں کر رہا تھا راستوں کے نقشے اس کے پاس بھی تھے اور وہ انہیں راستوں پر سفر کر رہا تھا اور اپنے طور پر بظاہر مطمئن نظر آتا تھا تیسرے دن ہم نے دوپہر تک کا سفر کیا تھا اور پھر آگے کے دشوار گزار سفر میں تھوڑی دیر تک قیام کا فیصلہ کیا تھا لیکن اگر واقعات رک جائیں تو زندگی کی کہانی رک جاتی ہے مختلف واقعات ہی ان کہانیوں کی ترتیب کرتے ہیں سو ان سپاٹ دن اور راتوں میں چونکہ کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا سوائے اس کے کہ کلاڈیا اور اسٹیلانے درمیان رقابت کا آغاز ہو گیا تھا اور اسٹیلانے کو فتح حاصل تھی جب کہ کلاڈیا مرجھائی مرجھائی سی نظر آتی تھی لیکن یہ میرا درد سر نہیں تھا میرا درد تو کچھ اور ہی تھا تو بات ہو رہی تھی نئے واقعے کی اور یہ نیا واقعہ اس طرح ظہور پذیر ہوا کہ ہسپن کے ایک ساتھی نے کچھ دیکھا اور بے تحاشا دوڑتا ہوا اس جگہ آ گیا جہاں ہسپن میں ڈاکٹر ہرین اور دوسرے چند افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

”اوہر ایک گہری وادی میں ہینی کین کا گروہ نظر آ رہا ہے وہ لوگ وہاں قیام پذیر ہیں سب اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے ہسپن نے تیزی سے اس طرف بڑھنا چاہا تو ڈاکٹر ہرین نے کہا۔“

”نہیں ہسپن دیوانگی کا مظاہرہ مت کرو یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ ہینی کین اب ہمارا دوست نہیں ہے اور اگر ہینی کین دوست ہے بھی تو وہ عورت جس کا نام ہیلنا شیگا ہے بہت خوفناک عورت ہے وہ کوئی بھی قدم اٹھا سکتی ہے۔“ ہسپن رک گیا تھا وہ سوالیہ نگاہوں سے ڈاکٹر ہرین کو دیکھ رہا تھا ڈاکٹر ہرین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”نی الحال ان کے سامنے جانے سے گریز کرو صورت حال کا جائزہ لو اور اس کے بعد فیصلہ کرو ویسے تمہارا کیا خیال ہے مسٹر عارف تم کیا کہتے ہو اس بارے میں۔“

”چونکہ لڑکی اس وقت ہیلنا شیگا کے قبضے میں ہے اس لئے کسی بھی صورت میں وہ ہمیں قبول کر لیں تو میرے خیال میں بہتر ہوگا ویسے آپ کا کیا خیال ہے ہینی کین ہمیں بھی تو امیر حماد کے ساتھیوں میں قبول نہیں کرے گا۔“

”اے کوئی ایسی لائن دینا پڑے گی جس سے وہ ذہنی طور پر ہم سے متاثر ہو جائے۔“

”ٹھیک ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ احتیاط کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے آنا پڑے گا اور اس کے بعد ان کے رویے کا جائزہ لینا پڑے گا۔“

میں لٹک رہی تھیں اور ایسی چکدار جڑیں بکھری ہوئی تھیں جنہیں آپس میں ہاندھ کر باقاعدہ آرام کی جگہ بنائی جاسکتی تھی اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اور ڈاکٹر ہرین ڈھلان کے مکیٹوں کا جائزہ بھی لے رہے تھے وہ لوگ بھی جاگ گئے تھے اور اب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ انتہائی جدید معلوم ہوتے تھے ایک مخصوص طرز عمل کے حامل ان کے درمیان کئی لڑکیاں بھی تھیں اور جدید ترین لباس میں نظر آرہی تھیں میں ادھر دیکھ رہا تھا تب اچانک ہی ڈاکٹر ہرین نے ایک طرف اشارہ کیا۔

”اوہو دیکھو وہ بیٹی کین ہے۔“ میں نے لمبے بالوں والے مضبوط توانا آدمی کو دیکھا وہ اپنے گروہ کو ہدایات دے رہا تھا ابھی ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آگے جانے میں کچھ دیر لگانا چاہتے ہوں۔ چنانچہ ہمیں بھی وہیں پر رکنا پڑا تھا غرض یہ کہ ہم ان کا جائزہ لیتے رہے اور اس سلسلے میں باتیں کرتے رہے پھر ہم نے انہیں خیمے اکھاڑتے ہوئے دیکھا اب وہ لوگ سفر کی تیاریاں کر رہے تھے خیمے اکھاڑ کر گاڑیوں میں بار کئے گئے کیفوس کے تھیلے کمر سے باندھ لئے گئے ان کے پاس ہتھیار بھی بہت زیادہ نظر آ رہے تھے اور ان کی فطرت میں ایک وحشت پائی جاتی تھی ڈاکٹر ہرین نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہیلا شیگا کی موجودگی نے بیٹی کین کو انسان بنا دیا ہے مطلب یہ کہ اب وہ زیادہ طاقتور ہو گیا ہے اصل میں ہیلا شیگا کا ایک پورا گروہ تھا جو دنیا کے مختلف ممالک میں جرائم کرتا تھا بڑی مشہور عورت ہے پتہ نہیں بیٹی کین کے چکر میں کس طرح پھنس گئی اوہو دیکھو وہ ہیلا شیگا ہے۔“ اچانک ہی ہرین نے اس طرف اشارہ کیا اور میری نگاہیں ایک دراز قامت عورت پر پڑیں تقریباً چھ فٹ قد و قامت کی مالک تھی چست لباس میں انتہائی سڈول نظر آرہی تھی اور وہاں موجود لوگوں میں اس کے لئے شدید احترام پایا جاتا تھا وہ انہیں ہدایات جاری کر رہی تھی ہم خاموشی سے ان کی کارروائی دیکھتے رہے اور پھر ہم نے انہیں ایک قطار میں وادی کے ایک سرے سے دوسرے سرے کی جانب جاتے ہوئے دیکھا ڈاکٹر ہرین نے کہا۔

”ان ڈھلانوں کو عبور کرنے میں ہمیں کتنا وقت لگ جائے گا۔“

”ان کا آخری آدمی ڈھلان سے نکل جائے تو ہم ڈھلان میں اتریں گے نیچے اترنے کے لئے وہی جگہ مناسب رہے گی جہاں سے ہم نے انہیں دیکھا تھا اس طرف کے راستے مشکل نظر آ رہے ہیں تم دیکھو ان میں کیسی نوکدار جڑیں اور چٹانیں ابھری ہوئی ہیں۔“

”تمام لوگوں سے کہہ دو کہ وادی کے کنارے جانے سے احتراز کریں اور پہلے حالات کا اندازہ لگائیں۔“ یہ ہدایت تمام لوگوں کو دے دی گئی اور اس کے بعد میں ڈاکٹر ہرین اور ہینس آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئے راستوں کے پیچ و خم خطرناک تھے بے شمار چٹانوں کے درمیان سے گزرنا پڑ رہا تھا ہم وادی کے کنارے پر پہنچ گئے یہاں سے کوئی چند قدم چلنے کے بعد ڈھلان شروع ہو جاتے تھے ہم کنارے پر پہنچ کر لیٹ گئے اور یہاں سے نیچے وادی کا جائزہ لینے لگے بے شمار خیمے لگے ہوئے تھے اس سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے حالانکہ امیر حماد کا کہنا تھا کہ بیٹی کین ان علاقوں میں تنہا ملے گا لیکن بہر حال یہاں تو سبھی ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہوئے نظر آ رہے تھے امیر حماد کے ذہن میں کچھ اور تھا وحدت عالی بظاہر امیر حماد کا ساتھی تھا لیکن پتہ نہیں اس کے دل میں امیر حماد کے لئے کیا گنجائش تھی مجموعی طور پر نیچے وادی میں نظر آنے والوں کی تعداد چالیس پچاس کے لگ بھگ تھی اور وہ تندرست و توانا آدمی نظر آ رہے تھے ہم خاموشی سے انہیں دیکھتے رہے اور ان کی کیفیت کا اندازہ لگاتے رہے شام آہستہ آہستہ رات کی تاریکیوں میں بدل گئی ہماری آنکھیں وادی کے پناہ گزینوں پر لگی ہوئی تھیں ان کے درمیان اب خاموشی چھاتی جارہی تھی لیکن انہوں نے رات بھر روشنیاں جلائے رکھی تھیں اور روشنی کے سائے میں کچھ لوگ مستعدی سے پہرہ دیتے ہوئے نظر آ رہے تھے پتہ نہیں اس پہرے کا بندوبست کیوں کیا گیا تھا ہم لوگ بھی اپنے معمولات میں مصروف رہے پھر یہ رات وہیں کنارے پر ہی گزار دی گئی ہمیں اندازہ تھا کہ دن کی روشنی میں بڑی احتیاط کرنا پڑے گی اس بات کے امکانات تھے کہ وہ لوگ اسی طریقے نکل آئیں بہر حال صبح کا اجالا نمودار ہوتے ہی ہم نے انتظامات شروع کر دیے اور وہاں سے آگے بڑھنے کے لئے تیار ہو گئے تمام لوگوں کو محتاط رہنے کا اشارہ کر دیا گیا تھا یہ اندازہ بھی لگانا ضروری تھا کہ ان لوگوں کا پروگرام کیا ہے بہر حال ہم نے ایک بہتر منصوبہ بندی کی اور کافی فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہینس نے کہا۔

”اگر ہم ان درختوں تک پہنچ جائیں تو وہاں محفوظ رہ سکتے ہیں اور ان پر نگاہ بھی رکھ سکتے ہیں۔“ سب نے ہینس کی بات سے اتفاق کیا تھا چنانچہ بڑی احتیاط کے ساتھ ہم اس جنگل کی جانب بڑھنے لگے واقعی بڑا گھنا جنگل تھا اور ایک دوسرے سے منسلک درختوں کو بہترین طریقے سے اپنی آرام گاہ بنایا جاسکتا تھا۔ بڑے بڑے درختوں کی جڑیں نیچے ڈھلان

”ہاں میں ایک بات اور سوچ رہا ہوں۔“ میں نے کہا۔
”کیا۔“

”وہ لڑکی ابھی تک نظر نہیں آئی اور بظاہر یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکا کہ انہوں نے کسی کو چھپا رکھا ہے۔“

”نہیں یہ بات تو خیر طے ہے کہ لڑکی انہی کے ساتھ ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم اتنے فاصلے سے ان کا جائزہ نہ لے سکے ہوں تم دیکھ رہے ہو کہ بہت سی لڑکیاں ان کے درمیان موجود ہیں۔“

”ہاں۔“ میں نے گہری سانس لے کر کہا تھا اس کے بعد ہم درختوں کی اوٹ سے ہٹ آئے اور ہم نے نیچے اترنے کے لئے راستے منتخب کر لئے وادی میں سفر کرنے والوں کی قطار اب بہت دور نظر آرہی تھی وہ ان راستوں پر بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے پھر وادی سے نیچے اترتے ہوئے میں نے ڈاکٹر ہرین سے پوچھا۔

”جس سمت کا انہوں نے رخ کیا ہے کیا وہ اسی طرف جاتی ہے میرا مطلب ہے کورنیاں کی طرف۔“

”ہاں۔“ ڈاکٹر ہرین نے جواب دیا میں خاموش ہو گیا ڈھلان آگے چل کر خطرناک ہو گئے تھے لیکن ہم ان راستوں کی مشق کر چکے تھے اس لئے زیادہ مشکل پیش نہیں آئی تھی اور جب ہم نے وادی میں پہلا قدم رکھا تو قطار ہماری نگاہوں کی حد سے نکل چکی تھی ہرین کہنے لگا۔

”انہوں نے رفتار بہت تیز رکھی ہے۔“

”اور ہمیں ان کے قریب پہنچنا ہے اس لئے ہمیں بھی تیز رفتاری سے آگے بڑھنا چاہیے۔“

”بالکل۔“ ڈاکٹر ہرین نے کہا اور ہم ان کے نقش قدم پر چل پڑے وادی کو عبور کرتے ہوئے سورج کافی بلندی پر آگیا تھا۔ آگے بڑھے تو ایک اور ڈھلان نظر آیا لیکن یہ خطرناک نہیں تھا لیکن یہ جگہ بڑی عجیب سی تھی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور ان کے درمیان سیاہ رنگ کی لمبی گھاس نظر آرہی تھی چٹانوں کی جڑوں میں پانی تھا ان میں جونکیں اور دوسرے نمی کے کیڑے رینگ رہے تھے جگہ جگہ سے زمین سے پانی ابل رہا تھا یہاں بہت سی جگہوں پر پھسلن

تھی اور نمی کی وجہ سے آگے جانے والوں کے نشانات مل رہے تھے ہم نے اتنا فاصلہ برقرار رکھا جس سے وہ ہمیں دیکھ نہ سکیں اس ڈھلان کو طے کر کے آگے بڑھے تو بہت دور وہ لوگ نظر آئے ڈاکٹر ہرین نے بے اختیار کہا۔

”میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ تیز رفتاری سے کورنیاں کی جانب بڑھ رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کسی طرح ان راستوں کو پورے اعتماد کے ساتھ معلوم کر لیا ہے۔“
”آگے آبادی نہیں ہے۔“ میں نے سوال کیا۔

”کیا مطلب۔“

”میرا مطلب ہے قرب و جوار میں کیا آبادیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے جس طرح ہمیں راستے میں آبادیاں ملتی رہی ہیں۔“ ڈاکٹر ہرین کچھ لمحات خاموش رہا پھر اس نے کہا۔
”میری معلومات کے مطابق اگر ہم اس درے کو عبور کر کے آگے بڑھ جائیں تو بائیں سمت ہمیں ایک بڑی آبادی ملے گی اور یہ آبادی ان خاص لوگوں کی ہے جو یہاں کے خطرناک لوگ کہلاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہی قبائلی جو بغاوت پر آمادہ ہیں۔“

”آپ پورے یقین سے یہ بات کہہ سکتے ہیں ڈاکٹر ہرین۔“ میں نے سوال کیا لیکن ہرین ہنسنے لگا پھر بولا۔

”نہیں افسوس تو یہی ہے کہ مجھے اتنی زیادہ معلومات نہیں ہے اب دو ہی فیصلے کرنے ہیں ہمیں یا تو ہم بٹنی کین کا تعاقب کرتے رہیں جو کہ بہر طور خطرناک ہوگا یا پھر خود اس میں شامل ہو جائیں۔“

”میرا خیال ہے ابھی ہمیں ان سے فاصلہ رکھنا چاہیے۔“ میں نے کہا اور پھر چونک کر ہرین کو دیکھنے لگا ہرین پر خیال انداز میں گردن ہلا رہا تھا پھر اس نے کہا۔

”کیوں چونک کیوں رہے ہو۔“

”نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کو کوئی ہدایت تو نہیں دے سکتا۔“

”اس بات کو ذہن سے نکال دو بہر حال تم اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شاندار انسان ہو اور ہم تم پر اعتماد کر سکتے ہیں تمہارے ذہن میں جس وقت بھی کوئی تدبیر آئے ہمیں اس سے ضرور آگاہ کرنا۔ میں لڑکی کے قریب پہنچنا چاہتا تھا حالانکہ ہیلہ شیگا کے بارے میں جو مختصر سی کہانیاں میرے علم میں آئی تھیں ان سے مجھے احساس ہو گیا تھا کہ اس کی قربت بھی

چند لمحوں میں تمام لوگوں کو ہدایت کر دی گئی ہم نے وہیں سے فاصلہ عبور کرنا شروع کر دیا تھا اور دہنی سمت تیزی سے بڑھتے جا رہے تھے۔ آگے جانے والے لوگوں کو یہ احساس نہیں تھا کہ ان کا اس طرح تعاقب کیا جا رہا ہے۔ لیکن بہر حال منصوبہ بہت شاندار تھا۔ چنانچہ ہم نے بعد کا دن اور پوری رات طوفانی رفتار سے سفر کیا۔ جبکہ یقینی طور پر پہاڑیوں کی اوٹ میں جانے کے بعد ہینی کین کا قافلہ رک گیا ہوگا۔ انہیں اس چیز کا کوئی احساس نہیں ہوگا کہ کوئی اور کیا چاہتا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کے رخ اور رفتار کا بھی خیال رکھا تھا۔ بہر حال بڑی برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے آخر کار ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے ان کا گزر یقینی تھا۔ اور اس کے بعد وہاں ہم نے اپنے خیمے لگا دیئے۔ اس کے بعد باقی وقت ان لوگوں کا انتظار کرنے میں گزرا تھا۔ ہماری طرح ان کی رفتار اتنی تیز نہیں تھی۔ چنانچہ دوسرے دن دوپہر کے وقت وہ اس علاقے میں داخل ہوئے تھے۔ سورج خوب چمک رہا تھا اور ان لوگوں نے شاید ہمیں دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ دور سے دیکھنے سے ہی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے اپنے ہتھیار سنبھال لئے ہیں بہر حال ہم ان کا انتظار کرنے لگے اور تین بجے دوپہر کو وہ ہمارے قریب پہنچ گئے ہم نے برق رفتاری سے اپنے طور پر اپنے آپ کو ہر کام کے لئے تیار کر لیا تھا انہوں نے ہم سے کافی فاصلے پر قیام کیا اور اس کے بعد چند افراد ہماری جانب چل پڑے۔ یہ ہینی کین کے آدمیوں میں سے ہی تھے اور خاصے خطرناک نظر آ رہے تھے وہ ہمارے قریب پہنچے اور ان میں سے ایک نے کہا۔

”کون ہو تم لوگ اور یہاں کیوں قیام پذیر ہو؟“

”آہ ہینی کین سے کہو کہ ڈاکٹر ہرمن یہاں قیام پذیر ہے۔“

”اوہ ڈاکٹر ہرمن۔“ وہ لوگ شاید ڈاکٹر ہرمن کو جانتے تھے۔ تب ہرمن سامنے آیا اور

اس نے کہا۔

”میں تم لوگوں سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن ہینی کین کو اگر تم یہ بتاؤ گے کہ میں ڈاکٹر

ہرمن ہوں تو وہ ہمیں اپنا دوست ہی تصور کرے گا۔“ وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔ اور اس کے

بعد ہم نے ہینی کین کو دیکھا۔ جو برق رفتاری سے آگے بڑھا تھا ہیلہ شیگا اس کے ساتھ تھی لیکن

ان کے عقب میں مسلح افراد مستعد تھے۔ تاکہ اگر کسی طرف سے کوئی گڑبڑ ہو تو اسے سنبھالا

جاسکے۔ ہینی کین آگے بڑھ کر ہمارے سامنے پہنچا۔ ہیلہ شیگا کو میں نے اب غور سے دیکھا تھا

زبردست قد و قامت کی انتہائی خوبصورت عورت تھی لیکن اس کے چہرے پر ایک درندگی سی

خطرناک ہو سکتی ہے حالانکہ میں نے اسے کافی فاصلے سے دیکھا تھا لیکن اس قدر وقامت اور جسامت کی عورت عام نہیں ہو سکتی یقیناً اس کے اندر ایسی خاص بات ہوگی جس سے اس نے یہ مقام حاصل کیا ہے چنانچہ اس کے لئے ضروری یہ تھا کہ ہم ان کے سامنے آجائیں میں نے ڈاکٹر ہرمن سے کہا۔

”اگر آپ میری تجویز کی بات کرتے ہیں تو میرے ذہن میں ایک ہی خیال ہے۔“ وہ یہ کہ ہمیں اس لڑکی کے قریب پہنچنا چاہیے پس نے میری بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

”بالکل ٹھیک بالکل ٹھیک لیکن اس کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟“

میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے راستہ کاٹ کر کسی اور سمت سے تیز رفتاری سے آگے

بڑھنا چاہیے اس طرح کہ ہم ان سے آگے نکل جائیں اور پھر وہ ہم تک پہنچیں۔ اس کے بعد

ہم ان کا رویہ دیکھیں گے۔“ میری بات پر وہ لوگ غور کرنے لگے۔ پھر ڈاکٹر ہرمن نے کہا۔

”لیکن یہ طریقہ کار خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ تم نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ کس طرح مسلح

ہیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ لوگ اپنے طور پر اپنے آپ کو بالکل مطمئن سمجھ رہے ہیں ہینی کین

نے اچانک ہی اپنے آپ کو اس قدر طاقتور بنا لیا۔ ورنہ حقیقت وہ اس قدر طاقتور نہیں تھا۔“

”خیر یہ باتیں بعد میں سوچنے کی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ کار بہتر رہے گا۔“

ہرسن بولا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں اگر انہوں نے ہم پر قابو پانے کی کوشش کی اور ہمیں تسلیم نہ کیا تو؟“

”یہ رسک تو ہمیں لینا پڑے گا۔“

”تو پھر کیا فیصلہ ہے؟“

”وہ دیکھو۔ آگے جو راستہ نظر آ رہا ہے اس میں دو درے ہیں ایک درہ بائیں سمت ہے

اور ایک دائیں سمت درمیان میں یہ پہاڑی سلسلہ ہے جس وقت وہ لوگ اس درے میں داخل

ہو جائیں اس وقت ہمیں اس درے کو برق رفتار سے عبور کر کے آگے بڑھنا ہے اتنی تیز رفتاری

سے کہ پہاڑی سلسلہ ختم ہو کر جب درے کا دوسرا سرا ختم ہو تو ہم ان سے بہت آگے موجود

ہوں۔“

”تو پھر پہلے یہ کام کر لیا جائے اس کے بعد دوسری صورت حال کا جائزہ لیں گے۔“

”میڈم آپ کی عزت بھی میں اسی طرح کرتا ہوں جس طرح مسٹر پینی کین کی اور یقینی طور پر مسٹر پینی کین اس بات کو اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں۔“

”اوہ مجھے شرافت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ نہ مجھے شریف آدمی پسند ہیں میں مختلف مزاج کی عورت ہوں۔ سنو ہر طرح کی بات کرنے سے پہلے تم اپنے ہتھیار ہمارے حوالے کر دو۔“

”میں نہیں سمجھا میڈم“

”سمجھ لو تو بہتر رہے گا ورنہ کیا فائدہ اصل میں گروپ میں جتنے افراد زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے لئے خوراک کا بندوبست کرو۔ ان کے تحفظ کا بندوبست کرو میں صرف اپنا گروپ چاہتی ہوں اور دیکھو میرے آدمی کس قدر مستعد ہیں وہ ہر طرح کے ماحول کو اپنے قبضے میں کرنا جانتے ہیں۔“

”مسٹر پینی کین آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟“

”مت نام لو اس کا بار بار۔ جب میں کہہ رہی ہوں گروپ انچارج میں ہوں تو تم پینی کین سے بات کیوں کرتے ہو۔“ ہیلہ شیگا نے کہا۔ پینی کین بولا۔

”تم ہتھیار۔ ہمارے حوالے کر دو ڈاکٹر ہرین۔ اس کے بعد میں تمہیں اپنے ساتھ

شامل کر لوں گا اور ہم مشترکہ طور پر آگے بڑھیں گے لیکن کچھ شرائط کے ساتھ۔“

”مجھے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر ہرین منہ ٹیڑھا کر کے بولا۔“

”تو پھر مشورہ کر لو۔ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔“

ہیلہ شیگا نے کہا۔ ڈاکٹر ہرین ہنس اور میرے ساتھ وہاں سے ہٹ گیا۔ اور کافی دور

جا کر بولا۔

”یہ صورت حال تو بڑی ٹیڑھی ہو گئی۔“

”ہاں۔“

”مگر ہمیں کرنا کیا چاہیے۔“

”میں خود پریشان ہوں۔“ ہینسن نے کہا۔

”کیا ہم اپنے ہتھیار ان کے حوالے کر دیں؟“

”گویا اپنے آپ کو ان کا قیدی بنالیں۔“ ہینسن بولا۔

”تو پھر بتاؤ کیا کیا جائے۔“

چھائی ہوئی تھی پینی کین نے ڈاکٹر ہرین کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ ڈاکٹر ہرین۔ تم نے کچھ اور راستے اختیار کئے ہیں شاید۔“

”ہاں ڈیر پینی کین۔ بہر حال رخ تو ہمارا کورنیاں کی طرف ہی تھا۔“ پینی کین نے قہقہہ لگایا اور بولا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اب بھی کورنیاں کے ان قبائل تک پہنچنے کی امید ہے جہاں ہماری مطلوبہ اشیاء موجود ہیں۔“ ڈاکٹر ہرین نے افسردگی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم جانتے ہو پینی کین کہ ہم نے بھی بڑی امید کے ساتھ اس سفر کا آغاز کیا تھا۔ اور اس وقت ہمارے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ ہم لوگ اس طرح منتشر ہو جائیں گے۔ پینی کین ماضی میں ہم نے جس طرح کام کیا ہے وہ تمہیں یقینی طور پر یاد ہوگا۔ اس وقت ہمارے دلوں میں صرف خلوص تھا۔ اور اسی خلوص کی بنیاد پر ہم نے یہ طے کیا تھا کہ دوبارہ منظم ہو کر ان علاقوں کا رخ کریں گے۔ لیکن یہاں صورت حال بدل گئی ہے تاہم چاہتے تو ہم بھی یہی ہیں کہ اپنی اس مہم کو کامیاب بنائیں۔“

”لیکن یہ کیسے کہہ سکتے ہو تم ڈاکٹر ہرین کہ ہم سب اسی طرح مخلص ہیں۔“

”ماضی میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی پینی کین۔ لیکن اب حالات مختلف شکل اختیار کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ ہم ایک بار پھر مل جل کر کام کر سکیں تو ٹھیک ہے اپنے اپنے طور پر کام کر دو۔ تقدیر جس کا ساتھ دے جائے۔“

”اصل میں یہی تو خرابی ہے۔ ہم تقدیر پر بھروسہ نہیں کرتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہماری جدوجہد ہمیں کامیابی دلا سکتی ہے۔“

”میں تمہیں یہ سوچنے سے منع نہیں کرتا پینی کین لیکن ایک بار پھر میں یہ پیش کش کرتا ہوں کہ جس طرح ماضی میں ہم نے مل جل کر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی تھی اب بھی ہم ایسا ہی کریں۔“

”بہت سی گفتگو ہو چکی تم دونوں کے درمیان۔ اور میں نہیں سمجھتی کہ یہ گفتگو کس بنیاد پر ہو رہی ہے مسٹر ہرین۔ اب اس گروپ کی انچارج میں ہوں۔ پینی کین بے شک میرا شوہر ہے لیکن وہ صرف میرے شانوں پر بیٹھ کر سفر کر رہا ہے مجھ سے بات کر دو۔ کیا چاہتے ہو تم۔“

ہیلہ شیگا کی آواز گونجی اور ڈاکٹر ہرین اس کی طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔

جائے۔ ہیلٹا شینگا کے آدمی تمام سامان کی تلاش لیتے رہے اور صرف چند ایسے چاقو چھریوں کے علاوہ انہیں اور کچھ حاصل نہیں ہوا جو ضروریات میں کام آنے والے تھے۔ ہیلٹا شینگا نے انہیں سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اور پھر کسی قدر نرم لہجے میں بولی۔

”ڈاکٹر ہرین۔ تم لوگوں کا تمام آتش ہتھیاروں کو ہمارے حوالے کر دینا اور وہ بھی اتنے خلوص کے ساتھ کہ تم نے ان میں سے کوئی چیز بھی چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ میرے دل کو تمہاری طرف سے نرم کرتا ہے اور یہ بات میں تمہیں بتا دوں کہ میں جس پر اعتبار کر لیتی ہوں پھر اسے فائدے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ شاید اگر تم کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کرتے تو تمہاری حیثیت صرف قیدیوں کے جیسی ہوتی لیکن اس خلوص کے جواب میں تمہیں یہ انعام دیا جا رہا ہے کہ تم ہمارے ساتھیوں کی حیثیت اختیار کر گئے ہو۔ اور میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ خلوص ہمیشہ قائم رہے کیونکہ یہی تمہارے بہتر مفاد میں ہے اب جہاں تک رہا باقی باتوں کا تعلق تو ہم لوگ جو کوشش کر رہے ہیں تم ان میں ہمارے مسلسل ساتھی رہو گے اگر اس دوران ہمارا رابطہ کسی ایسے گروہ سے پڑ گیا یا مقامی قبائلیوں سے ہمارا مقابلہ ہو گیا تو تم اور تمہارے ساتھی ہمارے ساتھ ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس وقت تمہیں ہتھیار دے دیے جائیں گے سمجھ رہے ہونا تم۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے اس ایمان داری کا ثبوت دے کر اپنی حیثیت مستحکم کر لی ہے۔ باقی جہاں تک رہا خزانے کا تعلق تو جب خزانہ ہمارے سامنے آ جائے تو اس کے بعد فیصلہ کر لیں گے کہ اس خزانے کا حصہ کیسے ہو۔“

”اصل میں میڈم۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے طور پر بھی مضبوط لوگ ہیں۔ خزانہ ہماری آخری منزل نہیں ہے۔ گو ہم اس کے خواہش مند ضرور ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا کہ خزانہ اسے نہ ملے لیکن وہ ہماری آخری حد نہیں ہے۔ اگر ہمیں اس کا تھوڑا بہت حصہ بھی مل جائے گا تو ہم اسے اپنی نوادرات میں شامل کر لیں گے۔ بس اس سے زیادہ ہمارا اور کوئی مطلب نہیں۔ اصل مقصد تو کورنیاں کے اس علاقے کا جائزہ لینا ہے جو ابھی تک دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا ہے۔“

”اوکے۔ اوکے۔ اپنے آپ کو ہمارے درمیان شامل سمجھو۔“ چنانچہ سب لوگ آپس میں گھل مل گئے۔ بہر حال کوششیں تو یہی تھیں لیکن جس طرح یہ کوشش کارگر ہوئی تھی وہ ڈاکٹر ہرین اور پیسن کے لئے قابل قبول نہیں تھی۔ باقی دوسرے لوگوں کی کیفیت کا کوئی صحیح اندازہ

”یہ تدبیر تو الٹی ہو گئی۔ تم کیا کہتے ہو مائی ڈیئر عارف۔“ ڈاکٹر ہرین نے کہا۔
 ”خاموشی سے اپنے ہتھیار ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔ یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ ہیلٹا شینگا ایک بری عورت ہے بہت چالاکی سے کام لیا جائے کیونکہ دوسری صورت خطرناک ہوگی۔ ہم جس طرح ان کے قریب ہیں اس سے ہمیں ان کا مقابلہ کرنے میں مشکل پیش آئے گی۔ خونریزی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔ میرا خیال ہے ہمیں اس عورت کی مرضی کے مطابق ہی کام کرنا چاہیے۔ لیکن دل میں یہ طے کر لینا چاہیے کہ جیسے ہی موقع ملا ہم اس پر وار کریں گے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ لڑکی ان کے قبضے میں ہے۔ اب ہمارا ایک ہی مشن ہوگا لڑکی کو ان کے قبضے سے نکالیں اور اس کے بعد اس کے بعد انہیں انہی پہاڑوں میں فنا کر دیں یہ ضروری ہوگا۔“ ڈاکٹر ہرین نے میری صورت دیکھی اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔
 ”تم ٹھیک کہتے ہو۔“

”تو پھر ہتھیار ان کے حوالے کر دو۔“ پیسن میں اور ڈاکٹر ہرین اس بات پر متفق ہو گئے اور ہم نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تمام ہتھیار نکال کر ایک جگہ ڈھیر کر دیئے جائیں۔ تمام لوگ اس کام میں مصروف ہو گئے۔ ہیلٹا شینگا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ بیٹی کین بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ ہتھیار ایک جگہ جمع ہو گئے اور پھر سارے ہتھیار ان لوگوں نے اپنی تحویل میں لے لئے اس کے بعد ہیلٹا شینگا نے کہا۔

”سوری ڈاکٹر ہرین۔ یہ میری فطرت ہے کہ میں اپنے علاوہ کسی پر اعتبار نہیں کرتی۔ یہاں تک کہ بیٹی کین پر بھی نہیں۔ چنانچہ ہم تمہارے سامان کی تلاشی لیں گے۔ تاکہ اس میں کوئی ہتھیار باقی نہ رہ گیا ہو۔“

”دیکھ سکتی ہو میڈم۔“ اور اس کے بعد ہمارے سامان کی تلاشی شروع ہو گئی۔ ڈاکٹر ہرین بری طرح ذلیل ہو رہا تھا اور میں دل ہی دل میں سوچا رہا تھا کہ ڈاکٹر ہرین کو صحیح معنوں میں کوئی ملا ہے۔ اس کی تمام تر سازشوں کو ختم کرنے والا ویسے سچی بات یہ ہے کہ وہ جب اپنی کوششوں میں مار کھا گیا ہے تو مجھے کیا پڑی ہے لیکن پھر بھی میرے دل میں اس کے لئے ایک مقام تھا ان لوگوں نے اپنی ٹیم الگ بنائی تھی لیکن اگر موقع ملا تو میں ہر طرح سے امیر حماد کو اس سلسلے میں مدد فراہم کرنے کی کوشش کروں گا۔ بشرطیکہ وہ بھی اس طرح ان علاقوں میں پہنچ

”ہاں پوچھئے۔ مس کلاڈیا۔“

”سچ بتائیں گے؟“

”کیا آپ اسٹیل سے محبت کرتے ہیں۔“ اس نے سوال کیا۔

”نہیں۔“ میں نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

”کیا؟“

”جی ہاں آپ نے مجھ سے پوچھا اور میں نے آپ کو سچ بات بتانے کا فیصلہ کیا۔ اور

سچی بات یہی ہے کہ ایسی کوئی بات میرے دل میں نہیں ہے۔“

”کیا کہہ رہے ہیں آپ۔“

”مس کلاڈیا وہی جو آپ نے پوچھا اور جو آپ سن رہی ہیں۔“

”لیکن آپ لوگوں کے درمیان تو.... تو“

”ہاں۔ آگے۔“

”میرا مطلب ہے آپ لوگ بظاہر تو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔“

”جو محبت میں اسٹیل سے کرتا ہوں وہ میں آپ سے بھی کرتا ہوں۔ مس کلاڈیا۔“

”پلیز مجھے سمجھائیے میں سمجھی نہیں۔“

”مس کلاڈیا۔ آپ نے محسوس نہیں کیا۔ اصل میں مس اسٹیل ڈاکٹر ہرین کی بیٹی ہیں

اور بہت پہلے سے مجھ سے محبت کے دعوے کرتی رہی ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں اس سلسلے میں

آپ مجھے بتائیے اگر کوئی زبردستی کسی سے یہ کہنا شروع کر دے کہ وہ اسے چاہتا ہے تو دوسرے

آدمی کو کیا کرنا چاہیے وہ اس سے یہ کہے کہ وہ اسے نہ چاہے۔“

”آپ کا مطلب ہے کہ یہ دن دے ٹریفک ہے۔“

”سو فیصد۔“

”مگر اسٹیل تو اس طرح آپ پر اپنا حق جتاتی ہے جیسے اس نے آپ کو خرید لیا ہو۔“

”بظاہر ایسا ہی ہے۔“

”کیا مطلب۔“

”وہ مجھے سینکڑوں پیش کشیں کر چکی ہے کہتی ہے کہ وہ میرا مستقبل بنادے گی لیکن آپ

خود بتائیے ایسی باتوں کے جواب میں مجھے کیا کہنا چاہیے۔“

نہیں ہو پاتا تھا میں بھی عام لوگوں ہی کی مانند ان کے درمیان شامل ہو گیا تھا۔ اور پھر

ضروریات پوری کی جانے لگیں۔ اسٹیل اور کلاڈیا آپس میں ایک دوسرے سے روٹی ہوئی تھیں

اور انہیں ایک دوسرے کی جانب متوجہ نہیں دیکھا جاتا تھا جب شام ہوئی اور اسٹیل میرے پاس

پہنچ گئی۔ اس نے کہا۔

”بتائیں یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔“ تم اگر کہو ڈیڑھ تو میں ڈیڑی سے کہوں کہ بس یہیں

سے واپسی کا فیصلہ کر لیں۔ ہمیں آگے نہیں بڑھنا۔ نجانے کیوں مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ہم

وقت ضائع کر رہے ہیں بس اس سے زیادہ ایڈوانس مجھے پسند نہیں۔

”تم اپنے ڈیڑی سے یہ بات کہہ سکتی ہو اسٹیل۔ اگر وہ مناسب سمجھیں۔“

”تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

”نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔

”دل چاہتا ہے کہ کہہ.....“

”ہاں۔ کیا دل چاہتا ہے؟“

”چھوڑو۔ جو دل چاہتا ہے وہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک جب تک ہم شہر

آبادیوں میں واپس نہ جائیں۔“ اسی وقت ڈاکٹر ہرین کی آواز سنائی دی وہ اسٹیل کو پکار رہا

تھا۔ اس نے کہا۔

”اوہو۔ یہ ڈیڑی کو کیا ہو گیا تم یہاں رکو میں ابھی آرہی ہوں۔“ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی

ہوئی چلی گئی۔ لیکن میرے لئے کافی دلچسپیاں چھوڑ گئی تھی ابھی میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ

عقب سے کلاڈیا کی آواز سنائی دی۔

”مسٹر عارف۔ مسٹر عارف۔“ اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ کلاڈیا آہستہ آہستہ

میرے نزدیک آرہی تھی۔ غالباً وہ کسی چٹان کے عقب سے ہماری باتیں سن رہی تھی۔ میں نے

اسے بھی استقبالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ وہ میرے قریب آگئی تھی۔ اس کے چہرے پر افسردگی

نکب رہی تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

”مسٹر عارف۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔“

”جی مس کلاڈیا کہیے۔“

”مسٹر عارف۔ آپ.... آپ.... آپ سے ایک سوال ہے میرا۔“

”آپ اسے صاف انکار کیوں نہیں کر دیتے۔ یہ کیوں نہیں کہہ دیتے آپ کہ آپ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“

”اس لئے کہ مجھے جینا ہے۔“ میں نے جواب دیا۔
”کیا مطلب؟“

”صورت حال آپ سمجھ رہی ہیں۔ میں تنہا ہوں آپ لوگوں کے درمیان اور آپ سب یکجا ہیں۔ اگر اسٹیل میری دشمن ہو جائے تو ڈاکٹر ہرین میرے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔“
”میں ان سب کو شوٹ کر دوں گی۔“ کلاڈیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
”کیوں؟“

”اس لئے کہ میں خود آپ سے محبت کرتی ہوں۔“ اس نے کہا۔ میری ہنسی نکل گئی تھی۔ وہ چونک کر بولی۔
”کیوں آپ ہنس رہے ہیں؟“

”نہیں میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ یہ ویران علاقے جہاں قدم قدم پر زندگی موت کی ساتھی ہے ایسی جگہ کیا دلوں میں محبت پیدا ہو سکتی ہے۔“
”محبت کوئی مقام نہیں دیکھتی۔ شاید آپ نے اپنے دل میں کبھی کسی کے لئے ایسے جذبات نہیں پائے۔“
”ہاں یہ حقیقت ہے۔“

”تو پھر مجھے دیکھیے۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیا کہوں آپ سے۔ پتا نہیں یہ کم بخت دل کس طرح انسان کے بس سے باہر ہو جاتا ہے انسان خود اپنے آپ کو ذلیل محسوس کرنے لگتا ہے بھلا یہ کوئی کہنے کی باتیں ہیں جو میں آپ سے کہہ رہی ہوں لیکن بس دل چاہتا ہے اور وہ آ رہی ہے۔ میں اس کے سامنے آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن لیکن میں نے بھی اپنے دل کی بات آپ سے کہہ دی ہے آپ اس پر غور کیجئے گا۔“ کلاڈیا تیز تیز قدموں سے واپس چلی گئی۔ اسٹیل کو اس کی یہاں موجودگی کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئے میرے پاس آ گئی۔

”میں نے ڈیڈی سے کہا تھا کہ ڈیڈی بس اب مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ آپ یہاں سے آگے نہ بڑھیں لیکن ڈیڈی نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا اور بات کسی قدر سچ ہے۔ خیر کوئی

مسئلہ نہیں تھوڑا سا وقت اور سہی میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا تھا معمولات جاری رہے۔ ہیلنا شیڈ کا گروہ کے لوگوں کو میں بغور دیکھ رہا تھا۔ بڑے وحشی قسم کے نوجوان تھے لیکن مستعد اور چست و چالاک۔ میں ان کے بارے میں اندازہ لگا رہا تھا کہ اگر ان کے خلاف کسی طرح کی جنگ کی جائے تو بڑے خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ رات کے کھانے پر میں پیسن اور ڈاکٹر ہرین سر جوڑ کر بیٹھ گئے ان لوگوں نے مجھے اپنے درمیان مدعو کیا تھا۔ ورنہ میں حد سے زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ ان دونوں کے چہروں پر فکر مندی کے آثار تھے۔ ڈاکٹر ہرین نے کہا۔

”اور اب ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ شاید ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ اس طرح تو ہم نے اپنے ہاتھ ان کے ہاتھوں میں دے دیئے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ ہم تم سے اس معاملے میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں عارف۔“

”میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں خاموشی کے ساتھ کورنیاں تک کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا آپ لوگوں سے کہ اس طرح سے تو ہم بغیر کسی مشکل کے کورنیاں تک پہنچ جائیں گے۔ صورت حال اگر اس دوران کوئی خاص رخ بدلتی ہے تو اس وقت فیصلہ کر لیا جائے۔ ہو سکتا ہے امیر حماد بھی یہاں تک پہنچ جائے۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر ہرین۔“

”پتا نہیں کیوں۔ اس شخص سے مجھ بڑی نفرت ہو گئی ہے۔“ وہ ٹھیک آدمی نہیں ہے۔“

”تو خیر ٹھیک ہے پھر۔“ آپ اپنے طور پر سوچیں اور عمل کریں۔“

”میں نے ایک تجویز پیش کی ہے ہرین کو تم بتاؤ ڈیر عارف۔ تم اس سلسلے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔“ پیسن نے کہا۔
”جی۔“

”جیسا کہ ڈاکٹر ہرین نے مجھے بتایا ہے کہ وہاں امیر حماد کی رہائش گاہ پر وہ لڑکی تم سے مانوس ہو گئی تھی اور تمہارے قرب میں زیادہ خوش محسوس کرتی تھی اگر ہم یہ بات ہیلنا شیڈ کو بتا دیں تو کیا وہ لڑکی کو تمہاری تحویل میں دینے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ میں نے جو تجویز ڈاکٹر ہرین کو پیش کی ہے وہ بڑی دلچسپ ہے۔“
”کیا؟“

”ہم خود ہیلا شیگا کو یہ بات بتائیں گے کہ وہاں لڑکی کو قابو میں رکھنے والے تم تھے اور اگر لڑکی کو تمہارے ساتھ تنہا چھوڑ دیا جائے تو یقینی طور پر وہ صحیح راستوں کی رہنمائی کر سکے گی اور اس طرف جانے کی کوشش کرے گی۔ جہاں اس کا قبیلہ آباد ہے۔ باقی لوگ اس کا تعاقب کریں گے۔“ میں ہسن کی بات پر چونک پڑا۔ تجویز مجموعی طور پر بہت شاندار تھی اور اس بات کے امکانات تھے کہ لڑکی اس طرح ان لوگوں کی رہنمائی کو نیاں تک کر سکے۔ واقعی ہسن کے ذہن نے بہترین فیصلہ کیا تھا۔ ہسن کہنے لگا۔

”اور اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ صورت حال کیا پیش آتی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ لڑکی کو نیاں تک رہنمائی کرے گی اور اگر ایسا ممکن ہو جائے تو تم اسے کنٹرول کر کے ہمیں وہاں تک لے جاؤ گے اور اس کے بعد جب لڑکی اپنے قبیلے میں پہنچ جائے گی تو بھلا ہیلا شیگا کی کیا مجال کہ ہم لوگوں پر سبقت لے جائے۔ تمہارے ذریعے ہمیں پورے قبیلے کی مدد حاصل ہوگی۔ واہ۔ کیا عمدہ تجویز ہے جو خود بخود بخود بنتی چلی گئی ہے۔“

”شرط تو یہی ہے ناں کہ ہیلا شیگا اس کے لئے تیار ہو جائے۔“

”ہاں۔ ہم اس سلسلے میں کوئی دعویٰ نہیں کر سکتے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات اس کے کانوں تک پہنچا دی جائے اگر تم لوگوں کی رائے ہو تو۔“

”میں اس سے اتفاق کر رہا ہوں۔ آخری فیصلہ مسٹر عارف کریں گے۔“

”مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا اور اس کے بعد ہم لوگ اس فیصلے پر متفق ہو گئے۔ پھر دوسری صبح دوبارہ سفر کا آغاز کر دیا گیا۔ ہم نے اپنے اس نئے منصوبے کے تحت ہیلا شیگا کے ساتھ ضرورت سے زیادہ تعاون شروع کر دیا تھا۔ سامان ہار کر لیا گیا تھا۔ خیمے اکھاڑنے میں ہم نے ان لوگوں کی بھرپور مدد کی تھی اور اس طرح تعاون کا اظہار کیا تھا کہ ہیلا شیگا خود متاثر نظر آنے لگی تھی۔ ویسے میں اس عورت کا تجزیہ کر رہا تھا۔ بہت ہی خونخوار عورت تھی او اس کی فطرت میں درندگی پائی جاتی تھی۔ باقی تمام معاملات اپنی جگہ الگ تھے۔ وہ لوگ زندگی کو ہر جگہ زندگی کے انداز میں دیکھنے کے عادی تھے۔ چنانچہ ان کے ہاں بڑی آزادی محسوس کر رہا تھا۔ خود ہیلا شیگا بھی ایک اوباش فطرت سی عورت تھی اور اپنی کین کے بارے میں اس مختصر وقت میں میں نے صرف یہ اندازہ لگایا تھا کہ اپنی کین نے صرف اپنا ایک گروہ مضبوط کرنے کے لئے ہیلا شیگا سے تعاون کیا ہے ورنہ وہ اس سلسلے

میں بہت زیادہ مضطرب نہیں ہے اور مصنوعی طریقے سے اس کے احکامات کی پیروی اور اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے، پھر مسلسل تین دن تک سفر جاری رہا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی جاتی رہی کہ ہیلا شیگا ہم لوگوں کے بارے میں کیا سوچتی ہے۔ لیکن ہمارے رویے نے ہیلا شیگا اور اپنی کین کو بہت زیادہ مطمئن کر دیا تھا اور اب وہ ہمارے ساتھ کسی قدر مہربانی کا سلوک کرنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لمحات آ گئے جب ڈاکٹر ہرمین نے ہیلا شیگا اور اپنی کین کے سامنے اپنا منصوبہ پیش کر دیا۔ میں اور ہسن بھی ساتھ تھے اور اس وقت ہم لوگ سرد موسم کی وجہ سے درمیان میں آگ جلانے بیٹھے چائے کے گگ ہاتھ میں لئے گرم چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہے تھے۔ ڈاکٹر ہرمین نے اپنی کین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر اپنی کین۔ کیا آپ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جن راستوں پر ہم سفر کر رہے ہیں وہ بالکل درست ہیں۔“

”ہاں۔ ہمارے پاس ایک موثر نقشہ ہے جو ہم نے بڑی محنت سے تیار کرایا ہے اور اس سلسلے میں ہماری معاونت کچھ مقامی لوگوں نے بھی کی ہے جو کہ کو نیاں کے علاقے سے پوری طرح واقف تھے اور ہمیں ان کی رہنمائی پر اطمینان ہے مگر تم نے یہ سوال کیوں کیا۔ ڈاکٹر ہرمین۔ کیا تمہیں کسی قسم کا شبہ ہو رہا ہے۔“

”نہیں بالکل نہیں۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو نقشہ ہم نے اپنے ذہنوں میں محفوظ کیا تھا ہم ان کے مطابق مکمل بہتر طریقے سے سفر کر رہے ہیں اور شاید اب ہمارا کو نیاں سے زیادہ فاصلہ نہیں رہ گیا۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیا اس سلسلے میں تمہارے ذہن میں کوئی اور تجویز ہے ڈاکٹر ہرمین اگر ایسی کوئی بات ہے تو بلا تکلف کھل کر کہہ دینا ہم تمہیں اپنے اچھے دوستوں میں شامل کر چکے ہیں اور یقینی طور پر ہمارے درمیان یہ تعاون ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ منیدم ہیلا بھی اس سلسلے میں تم پر اعتماد کا اظہار کرتی ہیں۔“

”اگر واقعی ایسا ہے تو پھر میں میڈم ہیلا شیگا کو اپنے اعتماد کا ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔“

ڈاکٹر ہرمین نے کہا۔

”اعتماد کا تحفہ؟ اپنی کین نے ڈاکٹر ہرمین کو بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔“

”ہاں۔ اور وہ بھی اس شکل میں کہ اگر وہ تحفہ آپ کیلئے قابل قبول ہو۔“

”آہ۔ کیا ہی شاندار منصوبے ہے کاش وہ شخص پہلے سے ہمارے علم میں ہوتا۔ ہم اسے حاصل کرنے کے لئے اپنی آخری کوشش تک صرف کر دیتے۔“

”میں نے ابھی ایک تحفے کی بات کی ہے مائی ڈیرینی کین۔“ ڈاکٹر ہرین نے کہا۔

”کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ شخص کس طرح ہمیں حاصل ہو سکتا ہے۔“

”ہاں۔ وہ شخص آپ کو بطور تحفہ دیا جاسکتا ہے۔“

”کیا وہ تمہارے ساتھ ہے۔ ڈاکٹر ہرین؟“ ہیلہ شیگا نے بھی دلچسپی سے پوچھا۔

”ہاں وہ ہمارے ساتھ ہے۔“

”اور تم کہتے ہو کہ لڑکی اس سے مانوس ہے۔“

”اس کا فیصلہ بہ آسانی ہو سکتا ہے۔“

”مگر وہ کون ہے کہاں ہے؟“ ہینی کین نے پوچھا اور دفعتاً ہی اس کی نگاہیں مجھ پر پڑیں وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا

”کیا یہ؟“

”اوہ۔ مائی گاڈ۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ واقعی اگر یہ شخص ہم سے تعاون پر آمادہ ہو جائے تو یہ ہمارے لئے ایک بہترین تحفہ ثابت ہو سکتا ہے۔“

”بالکل۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔“

”مگر میں اس کا یقین کس طرح کروں۔“ ہیلہ شیگا نے کہا۔

”لڑکی آپ کے پاس ہے۔ آپ اس کا تجزیہ کر سکتی ہیں۔ ڈاکٹر ہرین کے الفاظ نے ان سب پر سناٹا طاری کر دیا تھا۔ ہیلہ شیگا کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے مجھے دیکھا دیکھتی رہی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ پھر وہ اٹھ کر میرے قریب آگئی اور بولی۔“

”کیا ڈاکٹر ہرین سچ کہتا ہے؟“

”جی میڈم ہیلہ شیگا۔ یہ ایک حقیقت ہے اصل میں اس لڑکی کے ساتھ امیر حماد کے ہاں سخت زیادتی ہوتی تھی امیر حماد نے جس شخص کو اس کی نگرانی پہ مقرر کیا تھا وہ ایک وحشی صفت انسان تھا اور چونکہ صحیح صورت حال سے آگاہ نہیں تھا اس لئے یہ سمجھتا تھا کہ تشدد کے ذریعے ہی لڑکی کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے ایک بار ناداقیت کی بنیاد پر میں نے لڑکی کو اس کے

”کیا کہنا چاہتے ہو ڈاکٹر ہرین۔ جو کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو“ ہینی کین نے کہا۔

”امیر حماد جب لڑکی کو اپنی تحویل میں لئے ہوئے تھا تو اسے کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو اس لڑکی کو صحیح طریقے سے کنٹرول کر سکے۔ لڑکی ایک وحشت زدہ ہرنی کی مانند تھی۔ جو ہر لمحے مضطرب رہتی تھی اور فرار ہو جانا چاہتی تھی اس کے لئے اس پر تشدد بھی کیا گیا لیکن وہ اس تشدد سے قابو نہیں آئی۔ تب ایک شخص نے یہ بیڑا اٹھایا کہ وہ اسے قابو میں کرے گا اور اس نے نہایت ذہانت کے ساتھ اس لڑکی کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اس کے ساتھ ہی اسے قرار ملا۔ وہ شخص اس لڑکی کو پوری طرح سنبھالے ہوئے تھا اور امیر حماد نے نہایت اطمینان کے ساتھ اس سفر کا آغاز ایک خاص منصوبے کے تحت کیا تھا۔“

”کیا منصوبہ تھا؟“ ہیلہ شیگا نے سوال کیا۔

”منصوبہ یہ تھا کہ اس کنٹرول کے ذریعے لڑکی کو سنبھالے ہوئے کورنیاں کے اس علاقے تک پہنچیں جہاں پہنچنے کے بعد صحیح جگہ کا تعین تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے اور صرف اندازے کی بناء پر یہ تلاش کی جاسکتی ہے۔“

”ہاں یہ بات تو ہمارے علم میں ہے اور میں شیگا کو یہ بات بتا چکا ہوں۔“ ہینی کین نے کہا۔

”لینن جو منصوبہ بنایا گیا تھا وہ نہایت موثر تھا یہ طے کیا گیا تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد لڑکی کو اس کے کنٹرول کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا جائے گا اور ظاہر ہے اپنے علاقے میں پہنچنے کے بعد لڑکی اپنے قبیلے کا رخ کرے گی اور بقیہ لوگ اس کا تعاقب کریں گے تا صرف تعاقب کریں گے بلکہ اس کنٹرولر سے ان کا رابطہ بھی رہے گا اور اسی کے ذریعے وہ اس قبیلے میں اپنے لئے مقام حاصل کریں گے لیکن امیر حماد کا منصوبہ درمیان میں فیل ہو گیا وہ اپنے آپ کو اس سلسلے میں سب سے آگے کی چیز سمجھنے لگا تھا۔“

”مگر وہ کنٹرولر کہاں گیا؟“ ہینی کین نے بے صبری سے پوچھا۔

”کیا وہ امیر حماد کے ساتھ ہی رہ گیا؟“

”وہ امیر حماد کے ساتھ ہی تھا اور امیر حماد نے اس پر بہت سی ذمہ داریاں عائد کر دی تھیں۔ فطرتاً وہ ایک شریف آدمی تھا اور جو لوگ اس پر عنایت کر رہے تھے وہ ان سے تعاون کرنا چاہتا تھا۔“

چنگل سے بچایا اور پھر اس کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا تو میں نے محسوس کیا کہ لڑکی کی وحشت میں کچھ کی آگئی ہے اور اس کے بعد میڈم اس کے بعد۔“

”اوہ گڈ۔ ویری گڈ۔ ویری ویری گڈ۔ بات اصل میں یہ نہیں ہے کہ وہ لڑکی صرف تمہاری مہربانی سے تمہاری جانب متوجہ ہوگئی۔ بلکہ تم اس قدر پرکشش نوجوان ہو کہ کسی لڑکی کا تم سے متاثر ہونا ایک فطری سی بات ہے لیکن اگر یہ بات غلط ثابت ہوئی تو یہ سمجھ لینا کہ تم میرے عتاب کا شکار ہو جاؤ گے۔“

”نہیں میڈم۔“ یہ بات تو ڈاکٹر ہرین نے آخری طور پر کہی ہے کہ پنی کین اور میڈم ہیلنا شیگا کا تعاون حاصل کرنے کیلئے ان کے ساتھ کسی بھی جگہ غلط بیانی نہیں ہونی چاہیے کم از کم اور کچھ نہ سہی تو اس خزانے کے حصول کے بعد ہمیں ہماری محنت کا پھل مل جائے گا۔ میڈم کی مہربانی سے ہم یہی امید رکھتے ہیں۔

”بالکل۔ اور تمہیں تو خاص طور سے نوازا جائے گا لیکن اس سے پہلے ہمیں تجربہ کرنا ہوگا۔ کیا خیال ہے پنی کین۔ کیا ابھی ہم یہ تجربہ کر ڈالیں۔“

”دل تو یہی چاہتا ہے کہ ایسا ہو لیکن بہتر ہے کہ اس کے لئے دن کی روشنی منتخب کی جائے۔ تاکہ کوئی اور مشکل درپیش نہ آجائے۔“

”ٹھیک ہے۔“ اور اس کے بعد ہم ان کے ذہنوں میں سنسنی چھوڑ کر اپنے کیمپ میں واپس آگئے۔ بیسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب امید بندھ گئی ہے کہ صورت حال میں کوئی یقینی بہتری پیدا ہو جائے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ کاوش ہماری محرومیوں کا بدل ثابت ہوگی۔“ ڈاکٹر ہرین ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا وہ لوگ اپنے طور پر سوچ رہے تھے لیکن رات کو اپنے خیمے میں آرام کرتے ہوئے میرے اپنے ذہن میں الگ کھلبلی مچی ہوئی تھی اب یہ تو پتا نہیں تھا کہ امیر حماد اور وحدت عالی کا کیا ہوا۔ لیکن جب یہ دلچسپ صورت حال پیش آئی گئی تھی تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ لوگ مجھے یہاں مل جائیں تو اس سے عمدہ بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ لڑکی ایک بار پھر میرے قبضے میں آنے والی تھی امیر حماد جو نقصان کر بیٹھا تھا میں اس کا وہ نقصان پورا کر سکتا تھا یہ ایک دلچسپ لیکن خطرناک کوشش ہوتی اور میں بذات خود اس سے دلچسپی نہ رکھنے کے باوجود ذاتی طور پر امیر حماد کے لئے کچھ کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ زندگی میں اگر یہ ہنگامہ

آرائیاں ختم ہو جائیں تو زندگی کی رفتار ہی سست ہو جائے۔ بس اس خیال نے مجھے یہ سوچنے پر آمادہ کر دیا تھا اور میں اس سلسلے میں منصوبہ بندی کرنے لگا تھا۔ چالاک سے چالاک آدمی کہیں نہ کہیں بری طرح پھنس جاتا ہے۔ ہیلنا شیگا کے بارے میں بھی مجھے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ انتہائی خطرناک عورت ہے اور یہ اندازہ بھی مجھے بخوبی تھا کہ ہتھیار قبضے میں کر لینے کے بعد ڈاکٹر ہرین پنی کین کا مقابلہ کبھی نہ کر سکے گا اور اگر کامیابی حاصل ہو بھی جائے تو وہ اسی کے رحم کرم پر رہے گا لیکن بہنہ حال یہ ان لوگوں کا ذاتی معاملہ تھا میں صرف اس خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ اگر ان ساری کاوشوں کے باوجود امیر حماد ان علاقوں میں نظر نہیں آیا تو میری یہ محنت بے کار جائے گی مجھے نہ تو اس لڑکی میں دلچسپی تھی نہ کوہنیاں کے ان قبائل سے اور نہ ہی اس خزانے سے ایسے معاملات میں دنیا سے بیزاری کا ایک احساس ہوتا تھا۔ شاید یہ دل میں چھپی ہوئی مایوسیاں تھیں۔ جو اگر کبھی ابھر آتی تھیں تو دنیا بالکل بے رنگ لگنے لگتی تھی غرض یہ کہ رات جس طرح بھی گزر سکتی تھی گزر گئی صبح کو مجھے خاص طور سے جگا دیا گیا تھا۔ حالانکہ ابھی بہت زیادہ وقت بھی نہیں ہوا تھا جگانے والا ڈاکٹر ہرین تھا۔ اس نے کہا ہیلنا شیگا سخت مضطرب ہے اور وہ ہمارے دعوے کی سچائی جاننا چاہتی ہے۔ دو دفعہ اس کا بلا وہ آپکا ہے۔ میرا خیال ہے اٹھ جاؤ۔“ میں نے بستر چھوڑ دیا منہ ہاتھ وغیرہ دھو کر ہلکا پھلکا سناٹا کیا اور اس کے بعد خیمے سے باہر نکل آیا۔ ہیلنا شیگا اور پنی کین میرا انتظار کر رہے تھے۔ دوران سفر لڑکی کو اس طرح چھپا کر رکھا گیا تھا کہ ابھی تک میں ایک بار بھی اس کی جھلک نہیں دیکھ سکا تھا البتہ مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اس بند گاڑی میں ہے جو یقینی طور پر ہیلنا شیگا نے سفر کے لئے اس کے لئے مخصوص کی ہے۔ پنی کین اور ہیلنا شیگا بہت مضطرب نظر آ رہے تھے اس نے کہا۔

”تو پھر بتاؤ ڈاکٹر ہرین اس سلسلے میں ہم کیا کریں۔“

”لڑکی کو کسی بھی طرح اس کے سامنے لایا جائے اندازہ ہو جائے گا۔“

”وہ۔ ہاں یہ بہتر ہے تم لوگ بھی آؤ۔“ ہیلنا شیگا نے مجھے اشارہ کر کے کہا میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ خیمے لگے ہوئے تھے اور جس خیمے کے گرد مسلح افراد موجود تھے۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہی لڑکی کا خیمہ ہے لیکن انہوں نے طریقہ کار مختلف رکھا تھا مجھے خیمے میں لے جانے کی بجائے ان میں سے ایک آدمی لڑکی کو ہی باہر لے آیا تھا۔ کافی عرصے کے بعد میں نے اسے دیکھا تھا اور ایک نگاہ میں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سخت بے چین اور مضطرب ہے

اس کی صحت بھی پہلے کی نسبت کچھ خراب نظر آرہی تھی یہ ایک دلچسپ بات تھی کہ جب سے میں نے اس کا چارج سنبھالا تھا امیر حماد کی حویلی میں لڑکی کی صحت بہتر ہو گئی تھی اور اس کے چہرے پر اطمینان نظر آنے لگا تھا لیکن اب وہ اسی طرح مضطرب تھی جیسے پہلے وہ خیمے سے باہر آئی اور بھٹکی ہوئی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی اس کی آنکھوں میں ویرانی تھی۔ تب میں آہستہ آہستہ اس کے سامنے پہنچا اور اس نے ایک نگاہ مجھ پر ڈالی اور دفعتاً ہی اس کے بدن میں جیسے برق سی بھر گئی۔ وہ تیزی سے میری جانب دوڑی اور مجھ سے اس طرح لپٹ گئی جیسے کوئی تھوٹا بچہ اپنی ماں سے لپٹ جاتا ہے اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور اپنے بازو میرے وجود میں پیوست کر دیئے۔ ایک عجیب سی کیفیت کا احساس مجھے ایک لمحے میں ہوا تھا۔ وہ نوخیز تھی، نو عمر تھی لیکن جوانی کی وہ تمام آرائشیں اسے حاصل ہو چکی تھی جو ایک لڑکی کو دلکش بناتی ہے۔ میرا وجود ایک لمحے کے لئے کانپ کر رہ گیا اس کا چہرہ بے شکل بے تاثر تھا لیکن اس کا لپٹنے کا انداز یہی بتاتا تھا کہ جیسے اسے کوئی اپنا نظر آ گیا ہو۔ میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنا چہرہ میرے سینے میں چھپا لیا۔ ہیلٹا شیگا اور ہینی کین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ڈاکٹر ہرین اور ڈینس بھی متاثر نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ میں نے لڑکی کے شانے پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرا اسے تھپتھپایا اس نے چہرہ اٹھا کر میری صورت دیکھی اور پھر اپنے آپ کو مجھ میں چھپا لیا۔ میں نے ڈاکٹر ہرین سے کہا۔

”ڈاکٹر ہرین اگر اجازت ہو تو میں اسے خیمے میں لے جاؤں۔ اسے چھپانا ضروری ہے کہ اب میں اس کے ساتھ ہی رہوں گا۔“

”ہاں۔ بالکل تم اسے اس خیمے میں لے جاؤ۔ یا اگر یہ اس خیمے سے خوفزدہ ہو تو تم اسے اپنے کیمپ میں لے جاؤ۔ تمہارا دعویٰ بالکل سچ نکلا ہے میں محسوس کر رہی ہوں کہ اب اس کا اضطراب کم ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے تم اسے لے جاؤ اپنے خیمے میں“ میں نے گردن ہلائی یہ زیادہ بہتر تھا۔ اگر اسے واپس اس کے خیمے میں پہنچا دیا جاتا تو وہ مضطرب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے آہستہ آہستہ اسے اپنے خیمے کی جانب لے جانا شروع کر دیا۔ وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتی اور پھر مجھ سے چمٹ جاتی اس طرح میں اسے لئے ہوئے اپنے خیمے کی طرف آیا لیکن یہاں ایک اور دلچسپ صورت حال دیکھی۔ مس اسٹیلٹا عجیب سی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھ رہی تھیں میرے دل میں قہقہے مچنے لگے۔ لیکن بہر حال میں اپنے خیمے میں داخل

ہو گیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد میں نے لڑکی کو پرسکون کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ وہ زبان سے کچھ نہیں بول رہی تھی لیکن اس کا چہرہ صورت حال کی تصویر بنا ہوا تھا وہ اپنی مطلوبیت کی داستان سنار ہی تھی اور میں اسے پچکا رہا تھا لڑکی بری طرح مجھ سے مانوس تھی اور اس طرح کا اظہار کر رہی تھی۔ جیسے مجھ سے بچھڑ کر اس نے بڑا مشکل وقت گزارا ہو پھر میں نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے چہرے کے سامنے کیا اور یہ بتانا چاہا کہ اب وہ مضطرب نہ ہو تو اچانک ہی اس نے اپنے ہونٹ آگے بڑھا کر میرے رخسار پر رکھ دیئے اور اس کے بعد میں نے اس کے چہرے پر جو رنگ دیکھے انہیں دیکھ کر میری آنکھیں بند ہو گئیں اور میرے دل نے آواز لگائی۔

”دھت تیرے کی۔ یہاں بھی یہ سلسلہ چل پڑا۔ لڑکی کے چہرے کی تازگی اور اس پر برسنے والا رنگ یہ بتاتا تھا کہ فطرت انسانی یہاں بھی جاگ اٹھی ہے اور قدرت کے بنائے ہوئے قانون کا آغاز ہو گیا ہے کیا عجیب بات ہے اب اس پر کیا تبصرہ کروں پھر میں نے لڑکی کی ناز برداریاں شروع کر دیں۔ اس کا چہرہ اپنے ہاتھ سے دھلایا۔ ڈاکٹر ہرین سے لباس طلب کیا اور پر لطف بات یہ ہوئی کہ کلاڈیا کا لباس اس لڑکی کے بدن پر بالکل درست رہا اب یہ الگ بات ہے کہ اسے لباس پہنانے میں بھی میں نے ہی مدد کی تھی۔ امیر حماد کی رہائش گاہ پر جو لازمہ لڑکی کا لباس وغیرہ تبدیل کرنے کے لئے مخصوص کی گئی تھی ظاہر ہے وہ یہاں موجود نہیں تھی لڑکی نے بڑی معصومیت سے میری تمام ہدایات پر عمل کیا لیکن میں نے اخلاقی قدروں کو ذہن میں رکھا تھا۔ ساری باتیں اپنی جگہ اپنی فطرت کو سنبھالنا میرے بس میں ہوتا تھا لیکن لباس پہننے کے بعد لڑکی جو کچھ لگنے لگی میں نے دل ہی دل میں ہنستے ہوئے سوچا کہ کلاڈیا اور اسٹیلٹا جل بھن کر کباب ہو جائیں گی اور یقینی طور پر اب ایک نئے کھیل کا آغاز ہو جائے گا۔ لیکن میرے اپنے ذہن میں جو نیا کھیل موجود تھا اس کی ہوا بھی ان میں سے کسی کو نہیں لگ سکتی تھی۔

لڑکی اپنی فطرت کا اظہار کر رہی تھی میں نے شروع ہی میں اس پر اعتماد قائم کر لیا تھا پھر وہی ہوا جیسا میں نے سوچا تھا لڑکی کو ان لوگوں نے دیکھا تو سششدر رہ گئے ہیلٹا شیگا بھی دانتوں میں انگلیاں دبا کر رہ گئی تھیں میرے قریب آئی اور بولی۔

”یہ تم نے اسے کیا بنا دیا“

”سوری میڈم کوئی غلطی ہوئی۔“ میں نے کہا اور ہیلہ شیگا مسکراتے لگی پھر وہ بولی۔
 ”اسے لباس کس نے پہنایا۔“
 ”میں نے میڈم۔“

”اوہ اس کا مطلب ہے کہ بات بہت دور تک جاتی ہے۔“ ہیلہ شیگا نے ایک قہقہہ لگایا تھا اور بولی۔

”خیر کوئی نئی بات نہیں ہے انسانی فطرت ہے اور ویسے بھی میں تمہیں کہہ چکی ہوں کہ تم ایک دلکش نوجوان ہو ایسے کہ کسی بھی وقت کسی کی بھی نیت خراب ہو سکتی ہے۔ شاید میری بھی۔ میرا ذہن بھک سے اڑ گیا میڈم ہیلہ شیگا نے جو دھمکی دی تھی وہ بے حد خوفناک تھی اور مجھے اپنے کام کی رفتار تیز کرنی تھی تاکہ کبھی میڈم ہیلہ شیگا کی نیت خراب ہو تو ان کی نیت سے میں محفوظ رہوں بہر حال ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کی جا رہی تھی ڈاکٹر ہرین اور پیسن بھی خوش تھے اور انہوں نے اس بات کا مجھ سے اظہار کیا تھا۔

”تم واقعی ماسٹر آف پروجیکشن ہو کسی نہ کسی طرح ماحول پر قبضہ جما ہی لیتے ہو لیکن تم نے اپنے شانوں پر جتنی بڑی ذمہ داری قبول کی ہے اسے نبھانا اب تمہارا فرض ہے۔ اس منحوس عورت سے آسانی سے چھٹکارا حاصل نہیں ہو سکتا اور ہم یہ بات اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ آگے چل کر ہمیں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن مائی ڈیئر ہمیں تم سے بہت سی امیدیں ہیں ہمارا خیال رکھنا۔“ میں نے کوئی جواب نہیں دیا ان لوگوں کے خدشات بالکل درست تھے، پینی کین اور ہیلہ شیگا اس وقت سب پر حاوی تھے ہتھیار ان کے قبضے میں تھے اور باقی ماحول بھی ان کی مٹھی میں میں نے ہیلہ شیگا کی جانب کچھ زیادہ ہی رغبت کی اور اس کے بعد کی ہدایات اسی سے لینے لگا جس پر ڈاکٹر ہرین نے مجھ سے کہا بھی تھا۔

”عارف اس عورت کے بہت زیادہ قریب نظر آ رہے ہو یہ جاننے کے باوجود کہ وہ انتہائی خطرناک عورت ہے۔“

میں نے کس قدر ناخوشگوار انداز میں ڈاکٹر ہرین کو دیکھا اور کہا۔

”تو آپ کا کیا خیال ہے ڈاکٹر اگر یہ مناسب نہیں ہے تو آپ مجھے ہدایات دیجئے۔“

ڈاکٹر ہرین نے میرے لہجے کی ناخوشگوار کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں میرا مطلب یہ نہیں ہے اصل میں میں چاہتا ہوں کہ“

”آپ کے دل میں خدشات ہیں ڈاکٹر ہرین کہ میں کہیں ہیلہ شیگا ہی کا دست راست نہ بن جاؤں۔“

”ارے نہیں مجھے تم سے ایسی امید نہیں ہے معاف کرنا اصل میں مجھ سے زیادہ بہتر کوئی بھی تمہارے لئے نہیں ہو سکتا خزانہ تو پھر بھی ایک وہم ہے میں تو تمہیں اپنی زندگی کا سب سے بڑا خزانہ پیش کر چکا ہوں۔“

”آپ براہ کرم اپنے آپ کو مطمئن رکھیے آپ کو اس طرح کی کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر۔“

”میں جانتا ہوں میرے بیٹے میں جانتا ہوں تھینک یو تھینک یو ویری مچ۔“ میں زہریلے انداز میں مسکرا دیا تھا یہ لوگ دوسروں کے ساتھ دغا بازی کر دیتے ہیں اور اپنے ساتھ ہونے والی دغا بازی کے منتظر رہتے ہیں بہر حال مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی ابھر ہیلہ شیگا واقعی میرے بہت قریب آ رہی تھی اکثر میرے پاس آ جاتی اور مجھے مشورے دینے لگتی سفر آگے شروع ہو گیا تھا اور مناسب رفتار سے جاری تھا دوران سفر اس نے مجھ سے کہا۔

”جب ہم لوگ کسی جگہ کمپ لگایا کریں تو تم لڑکی کو ساتھ لے کر گھومنے پھرنے نکلا کرو تمہیں اس کے رجحان کا پتہ لگانا ہے یہ اندازہ لگانا ہے کہ کسی بھی علاقے کو دیکھ کر وہ چوکتی تو نہیں ہے اور اگر ایسا کوئی واقعہ پیش آئے اور وہ تمہیں کسی طرف لے جانے کی کوشش کرے تو اس کا ساتھ دینا لیکن ایک مخصوص حد تک وہی راستہ ہماری منزل کی جانب جانے والا راستہ ہوگا تمہیں انتہائی احتیاط کے ساتھ یہ کام سرانجام دینا ہے۔“

”آپ مجھے اس کی ہدایت کر چکی ہیں میڈم میں ان ہدایات کی پابندی کروں گا۔“ پھر ایک قیام کے دوران میں نے ہیلہ شیگا کی ہدایت پر عمل کیا لڑکی تو مجھ سے مانوس تھی ہی زیادہ تر میرے ساتھ ہی رہتی تھی ہیلہ شیگا نے ڈاکٹر ہرین اور پیسن کو ہدایت کر دی تھی کہ اپنی لڑکیوں کو روکے اور میرے قریب نہ آنے دیں مجھے زیادہ تر اس لڑکی کے ساتھ رہنا چاہیے چنانچہ اسٹپلا اور کلاڈیا کافی وقت سے میرے قریب نہیں آئی تھیں البتہ میں دور سے ان کی نگاہوں کو دیکھتا تھا دونوں جھلس رہی تھیں ڈاکٹر ہرین نے بھی شاید اپنی بیٹی کو سمجھایا تھا اور کہا تھا کہ اس وقت میرے کام میں مداخلت کرنا ہیلہ شیگا کو غصہ کی دعوت دینا ہے اور وہ خطرناک عورت کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے چنانچہ ان دونوں کو صبر کرنا پڑا تھا غالباً

کوئی بات نہیں پائی گئی تھی جو اس بات کا اظہار کرتی کہ ہم کورنیاں کے ان قبائل کے قریب ہیں جن کا تعلق لڑکی سے ہے ویسے اس دوران میری نگاہیں امیر حماد گروپ کو بھی تلاش کرتی رہتی تھیں لیکن امیر حماد نے تو سب سے زیادہ گھٹیا ہونے کا ثبوت دیا تھا وہ دور دور تک نظر نہیں آ رہا تھا جب کہ باقی پارٹیاں یہاں پہنچ گئی تھیں اور ان کے اندازے میرے علم میں آتے رہے تھے کہ اب وہ کورنیاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں میری نگاہیں ہر وقت ہر جگہ ان کی تلاش میں بھٹکتی رہتی تھیں جہاں میں اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنا سکوں میں لڑکی کے ساتھ ان لوگوں سے الگ ہو جانا چاہتا تھا۔ ان سب کو اس طرح چھوڑ کر لیکن اس سب کے لئے میں جانتا تھا کہ کس قدر خطرناک قدم ہوگا یہ میرا..... اور مجھے اس سلسلے میں کس قدر محنت کا سامنا کرنا پڑیگا لیکن بہر حال یہ فیصلہ تو میں بہت پہلے ہی کر چکا تھا۔ پھر مجھے میری منزل نظر آ گئی ایسی جگہ جہاں میں اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنا سکتا تھا پورا دن سفر کے بعد اس شام جہاں قیام کیا گیا وہاں بد صورت پہاڑیوں کا ایک عظیم سلسلہ پھیلا ہوا تھا یہ پہاڑیاں انتہائی بد نما اور ہیبت ناک تھیں جگہ جگہ غار نظر آ رہے تھے قد آدم جھاڑیوں کی بہتات تھی اور ان کے درمیان کیڑے مکوڑے گردش کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن چونکہ ہر طرف ہی یہ سلسلہ پھیلا ہوا تھا اس لئے کسی اور مناسب جگہ کی تلاش نہیں کی جاسکتی تھی ہیلا شیگا اور اس کے ساتھیوں نے کس قدر بہتر جگہ دیکھ کر وہاں خیمے لگا دیئے اور جگہ جگہ آگ روشن کر دی گئی تاکہ کیڑے مکوڑے ان خیموں کے درمیان سے بھاگ جائیں وہ لوگ خود بھی یہاں زیادہ قیام نہیں کرنا چاہتے تھے اور کوئی پھیلاؤ نہیں رکھا گیا تھا لیکن خیمہ زنی کے دوران ہی میں نے ان پہاڑیوں میں موجود غاروں کو دیکھا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ غار انتہائی خوفناک ثابت ہو سکتے تھے۔ چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے تو ہم نے دیکھے ہی لئے تھے لیکن ہو سکتا ہے غاروں میں سانپ بھی ہوں مگر مجھے اس سے بہتر جگہ نظر نہیں آئی تھی اور میرے منصوبے کی تکمیل جس طرح یہاں ہو سکتی تھی کہیں اور مشکل تھی چنانچہ میں نے گہری نگاہوں سے ان غاروں کا جائزہ لیا پھر ایک غار منتخب کر لیا عام لوگوں کو یہ غار نظر نہیں آ سکتا تھا کیونکہ اس کے دہانے پر لمبی لمبی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں لیکن اس وقت اس کا جائزہ لے لینا مناسب نہ تھا کہ دوسرے لوگوں کو کوئی شبہ نہ ہوئے میں نے ادھر ادھر کا اندازہ لگانے کے بعد کہ کسی کی نگاہیں مجھ پر ہیں یا نہیں اس غار کے دہانے کی جھاڑیاں اٹھائیں اور اس کے بعد اندر داخل ہو گیا احتیاط کے طور پر میں نے روشنی کے لئے

ڈاکٹر ہرین نے اسٹیل کو سمجھا دیا تھا کہ اس کی ملکیت عارضی طور پر کسی دوسرے کے قبضے میں ہے اور بہر حال وہ اسی کو ملے گی۔ میں دل ہی دل میں ان لوگوں پر ہنستا تھا۔ ہیلا شیگا نے اس رات قیام کے دوران مجھے اپنے پاس بلایا اس وقت لڑکی خیمے میں ہی تھی جب سے میرا اور اس کا ساتھ ہوا تھا وہ بہت زیادہ مطمئن نظر آنے لگی تھی ہیلا شیگا نے مجھے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے کہا۔

”تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں عارف۔“

”جی میڈم“

”سچ بولو گے ناں۔“

”میڈم آپ کی شخصیت نے مجھے بھی اتنا متاثر کیا ہے کہ میں آپ سے سچ بولتا ہوں۔“

”تمہارا مقصد کیا ہے۔“

”دولت اور صرف دولت ظاہر ہے میڈم میں ایک درمیانے درجے کا آدمی ہوں امیر حماد نے مجھے اپنے ساتھ ملازم کی حیثیت سے رکھا تھا اور جب بعد میں اس مہم کا منصوبہ بنایا گیا تھا تو انہوں نے مجھے ایک معقول دولت کی پیش کش کی تھی بس اسی کی خواہش میرے دل میں ہے۔“

”وہ خواہش تمہارا حق ہے اور ان لوگوں کو کچھ ملے یا نہ ملے مگر تمہاری کاوشوں کے سلسلے میں تمہیں اتنا صلہ دوں گی کہ تم زندگی بھر خوش رہو گے۔“

”جی میڈم بے حد شکریہ۔“

”بس اب تم اسے لے کر گھومنے کا پروگرام ترتیب دے لو یہ اندازہ لگاؤ کہ وہ کسی طرف متوجہ ہوتی ہے یا نہیں۔“

”ٹھیک ہے میڈم۔“ میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا لڑکی کو لے کر میں کمپ سے کافی دور نکل آیا لیکن میں نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ ہیلا شیگا کے آدمی دور دور رہ کر میری نگرانی کرتے ہیں کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد میں واپس پلٹ پڑا تھا اور کمپ پہنچ گیا تھا لیکن میرے اس معاملے میں کسی نے کوئی مداخلت نہیں کی تھی پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا لڑکی کو لے کر میں بہت بہت دور تک نکل جاتا اور میری نگرانی ہوتی لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ آہستہ آہستہ یہ نگرانی کم ہوتی جا رہی تھی میں واپس آ جاتا تھا ابھی تک لڑکی کے انداز میں ایسی

ایک چھوٹا سا لیمپ ساتھ لے لیا تھا اگر اس وقت کوئی مجھے اس غار میں دیکھ بھی لیتا تو میرے لئے خطرہ نہیں تھا کیونکہ کسی کو میری نیت کا کوئی اندازہ نہیں تھا جھاڑیاں سخت اور کاٹنے والی تھیں لیکن بہر حال ان سے اندر داخل ہونا اتنا مشکل ثابت نہیں ہوا جتنا کہ میں سوچ رہا تھا۔ غار کا دہانہ ان جھاڑیوں نے پوری طرح چھپا رکھا تھا۔ بس مجھے اچانک ہی یہ احساس ہوا تھا کہ یہاں جھاڑیوں کے عقب میں کوئی غار ہے بڑے محتاط انداز میں روشنی کر کے اس غار میں داخل ہوا تو حیران رہ گیا غار اندر سے کافی کشادہ تھا اس کی چھت میں ایک سوراخ بھی تھا جس سے ہوا کے جھونکے اندر آرہے تھے اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ باہر کے منظر کے برعکس غار بالکل صاف ستھرا تھا اس کی دیواریں سخت پتھر کی بنی ہوئی تھیں اور ان میں کوئی رختہ نہیں تھا اگر رختہ ہوتا تو کیڑے مکوڑوں کا خدشہ بھی ہوتا میں سمجھ نہیں سکا کہ یہ غار اس قدر صاف ستھرا کیوں ہے لیکن تھوڑا سا اندازہ لگانے کے بعد یہ احساس ہوتا تھا کہ باہر موجود سخت اور مضبوط جھاڑیاں کوڑا کرکٹ کو اندر آنے سے روکتی ہیں اور حشرات الارض ان کاٹنے والی جھاڑیوں سے گزرنا پسند نہیں کرتے اس لئے غار اس قدر صاف ستھرا ہے لیکن میرے لئے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ کچھ لمحوں کے بعد میں غار سے باہر نکل آیا تھا اور اب میرے ذہن میں میرا منصوبہ پک رہا تھا اور میں اس پر عمل کرینا آخری فیصلہ کر چکا تھا میں نے ان لوگوں کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف دیکھا لڑکی اس جگہ موجود تھی۔ جہاں اسے رکھا جاتا تھا صرف مجھے یہ آزادی حاصل تھی کہ اس کے ساتھ کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحے کہیں بھی آجا سکوں باقی وہ لوگ اس پر پوری پوری نگاہ رکھتے تھے میں خاموشی سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ میں نے لڑکی کے دو لباس نکالے اور انہیں ایک جگہ پیک کر لیا۔ کچھ اور ایسی چیزیں جن کا تعلق مجھ سے اور لڑکی سے ہی ظاہر ہو میں نے اپنے ساتھ لے لی تھیں اور اس کے بعد میں ان چیزوں کو لئے ہوئے ان بد نما پہاڑوں کے ایک مخصوص حصے کی جانب چل پڑا میں نے ماحول کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا ایک بلندی پر پہنچ کر میں نے یہ لباس اور چیزیں احتیاط سے ایک بنڈل کی شکل میں تیار کیں اور پھر بدن کی پوری قوت سے انہیں ایک طرف اچھال دیا وہ بہت دور جا گری تھیں میں نے ایک باقاعدہ منصوبہ بنایا تھا اور اس کے تحت یہ کام کر رہا تھا وہاں سے واپس پلٹنے کے بعد میں نے انتہائی محتاط انداز میں ڈاکٹر ہرین کے کمپ میں جا کر کھانے پینے کی ایسی اشیاء کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ جو ہمارے کام آ سکتی تھیں ایک مکمل منصوبے کے



ہوگی۔ سمجھ رہی ہوں۔ بالکل خاموشی سے یہاں بیٹھ جاؤ۔ بلکہ آرام کرو۔ بس اس سے زیادہ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے۔ ویسے فکر نہ کرنا میرے پاس کھانے پینے کا سامان بہت ہے۔“ میں نے اسے بازو سے پکڑ کر بٹھایا تو وہ بیٹھ گئی اب روشنی تو تھی نہیں کہ ہم کوئی صحیح جگہ متعین کر لیتے۔ تھوڑی دیر تک میں بیٹھا باہر کان لگائے رہا۔ غار کے اندر ذرا برابر گھٹن نہیں تھی اس لئے ہم آرام سے یہاں وقت گزار سکتے تھے۔ چنانچہ میں باقی معاملات تقدیر کے حوالے کر کے لیٹ گیا۔ میں نے اس سے بھی لیٹنے کے لئے کہا۔ پتا نہیں اتنے عرصے تک انسانوں کے درمیان رہ کر وہ ہماری زبان کے تھوڑے بہت الفاظ سمجھنے لگی تھی یا پھر یہ صرف فطرت کی نشاندہی تھی کہ اس نے بھی لیٹنے کے بارے میں ہی سوچا۔ البتہ جس طرح وہ لیٹی اس نے میرے اوسان خطا کر دیئے۔ وہ میرے بازو پر سر رکھ کر بالکل مجھ سے لگ کر لیٹی تھی اس کے اس طرح لیٹنے سے میرے لئے بڑی مشکل پیدا ہو گئی لیکن لڑکی جن حالات کا شکار تھی اور اس کے ساتھ جس قدر وحشیانہ سلوک کیا گیا تھا اس سے میرے دل میں اس کے لئے خاصی جگہ پیدا ہو گئی اور میں نے اسے کسی بھی لمحے ایسی نگاہ سے نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ اسے لباس تبدیل کراتے ہوئے مجھ پر عجیب سی کیفیات طاری ہوئی تھیں لیکن میں نے ان لمحات کو بھی سنبھال لیا تھا اور یوں رات آہستہ آہستہ بننے لگی۔ میں نے اپنے آپ کو ذہنی طور پر بالکل آزاد چھوڑ دیا تھا اس لئے تھوڑی دیر کے بعد نیند آ گئی۔

پھر میری آنکھ اس وقت کھلی جب غار کی درزوں سے چھن چھن کر آنے والی سورج کی کرنیں میرے چہرے پر پڑیں۔ میں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھی خاموشی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں مسکرا کر اٹھ گیا۔ روشنی دیکھ کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ دن کا کون سا وقت ہے صحیح تعین نہیں ہو سکا۔ بہر حال میں نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا اور پھر اشاروں ہی میں اسے بتایا کہ باہر ہمارے لئے خطرہ ہے وہ جیسے میری بات سمجھ گئی تھی پھر میں نے انتہائی آہستگی کے ساتھ کھانے پینے کی اشیاء نکالیں۔ باقی سارے معاملات کو تو ابھی نظر انداز ہی کرنا تھا وہ میرے ساتھ کھانے کو بیٹھ گئی۔ جیسے اسے توقع ہو کہ اسے یہی کرنا ہے تھوڑا بہت کھایا پیا اور اس کے بعد میں جھاڑیوں کے نزدیک آ بیٹھا میں نے اسے دہانے کے دوسری سمت بٹھا دیا اور خود بھی ایک سمت بیٹھ گیا اور ایک لمحے میں صورت حال کا اندازہ ہو گیا۔ بڑے محتاط رہنے کی ضرورت تھی چونکہ قریب و جوار میں انسانی

حالانکہ سخت خطرہ مول لیا تھا اگر راتوں رات یہاں سے دور نکل جانے کی کوشش کرنا تو یہ غلط ہو جاتا۔ آگے ممکن ہے چھپنے کے لئے کوئی محفوظ جگہ ملتی یا نہ ملتی وہ لوگ برق رفتاری سے چاروں طرف پھیل کر مجھے تلاش کرتے اور ظاہر ہے میری رفتار اتنی تیز نہ ہوتی اس کے علاوہ سب سے زیادہ جو خطرہ تھا وہ لڑکی سے تھا۔ اب اگر کہیں کسی مرحلے پر اس نے مجھ سے تعاون نہ کیا تو خاصی مشکل پیش آ سکتی تھی۔ جبکہ یہ لمحات میرے لئے بے حد خطرناک تھے۔ ایک ہلکی سی آواز موت کا پیغام بن جاتی لیکن بہر حال اب جو قدم اٹھالیا تھا اسے واپس نہیں لیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ میں سفر کرتا رہا اور پھر غار کے نزدیک پہنچ گیا۔ لڑکی نے میرا مکمل ساتھ دیا تھا اور اتنی خاموشی سے یہاں تک آ گئی تھی کہ مجھے خود حیرت ہوئی۔ میرا خیال تھا وہ تھوڑا بہت وحشت کا اظہار کرے گی لیکن اس نے خاصی سمجھداری کا ثبوت دیا تھا۔

غار کے دہانے پر پہنچ کر میں نے جلدی سے جھاڑیاں ہٹائیں اور سامان سمیت اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت غار میں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی لڑکی بھی ٹٹول ٹٹول کر چل رہی تھی۔ میں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود دوبارہ دہانے پر آ گیا پھر اندر سے میں نے انتہائی مشقت کر کے جھاڑیوں کو غار پر سجایا۔ اپنی دانست میں میں نے غار کا یہ دہانہ پوری طرح بند کر دیا تھا اب اس کے بعد اللہ مالک تھا جو بھی نتیجہ نکلے ہم جائزہ تو نہیں لے سکتے تھے پھر میں ٹٹولتا ہوا آگے بڑھا اور لڑکی کے قریب پہنچ گیا۔ وہ غار کے درمیان کھڑی ہوئی تھی اور غالباً صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی میں نے اس سے کہا۔

”دیکھو ہم لوگ خطرے میں ہیں۔ ہمیں ان سے بچنا ہے۔ تمہیں مکمل خاموشی اختیار کرنا

پھر دن گزر گیا۔ رات کا اندھیرا پھیل گیا۔ میں اب بھی باہر ہی کان لگائے ہوئے تھا۔ وہ چالاک لوگ یہ بھی کر سکتے تھے کہ وہاں اپنے آدمی تعینات کر دیں اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کریں کہ کہیں ہم یہیں تو پوشیدہ نہیں ہیں۔ حالانکہ ایسا صرف ایک فی صد ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ انتظار ہی کر لیا جائے۔ رات کو ہم پھر سو گئے لڑکی اسی طرح میرے قریب آگئی تھی اور میں نے اپنے ذہن کو ہر تصور سے آزاد کر لیا تھا۔ نیند آگئی اور صبح ہو گئی۔ بس اتنا کافی تھا۔ اب اس سے زیادہ احتیاط کے پیش نگاہ جو چیزیں اپنے ساتھ رکھی تھیں۔ انہیں پیک کیا۔ تھوڑی بہت شکم سیری کی اور اس کے بعد غار کے دہانے سے جھاڑیاں ہٹا دیں پھر میں لڑکی کو اشارہ کر کے باہر نکل آیا۔ باہر کی فضاء میں آکر وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی اور میں اپنے کچھ اندازوں کی تصدیق کیلئے ایسی بلند جگہوں کو تلاش کرنے لگا۔ جہاں سے میں دور دور تک جائزہ لے سکوں۔ یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ جو چیزیں میں نے اپنی نشانی کے طور پر چھپائی تھیں وہ اب وہاں موجود نہیں تھیں۔ ہیلہا شینگ کا گروہ وہاں سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اب یہ فیصلہ کرنا تھا کہ مجھے کون سی سمت اختیار کرنا چاہیے۔ ان لوگوں کے پاس تو نقشے وغیرہ بھی موجود تھے لیکن میں تمام حالات سے ناواقف تھا امیر حماد اور وحدت عالی تو بالکل ہی ناکارہ آدمی ثابت ہوئے تھے۔ یہ لوگ تو خیر پھر بھی اس حد تک نکل آئے تھے مگر امیر حماد ممکن ہے حالات کا اندازہ کر کے مایوسی سے واپس ہی چلا گیا ہو۔ جہنم میں جائے۔ اب مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آبادی کا رخ کیا جائے یا پھر انہی دیوانوں میں شامل ہو جاؤں جو خزانے کی تلاش میں سرگرداں تھے حقیقتاً خزانے سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ بس ایک خیال نے دل کو ایک عجیب سا احساس دلایا تھا یہ لڑکی اگر اپنے قبیلے سے پھٹری ہوئی ہے تو کم از کم اسے اس کے قبیلے میں پہنچا دوں۔ مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ لڑکی اپنے قبیلے والوں سے میری سفارش کرے گی اور میں ان سے یہ نہیں کہوں گا کہ میں ہیروں اور سونے کی تلاش میں آیا ہوں۔ جبکہ باقی لوگوں کا یہی نکتہ نظر تھا اور اس کے علاوہ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ اس مظلوم لڑکی کا مہذب دنیا میں کوئی گزر نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص اسے ایک ہی مقصد کیلئے استعمال کرنا چاہے گا اور اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ چنانچہ میں نے الگ سمت اختیار کی اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھنے لگا۔ آگے جا کر گھنے جنگلوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا تھا جبکہ اگر میں ادھر نہ جانا چاہتا تو میدانی راستے سے ہی آگے بڑھ سکتا تھا لیکن سمت کا تعین کر لیا تھا۔ میدانی راستے

قدموں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی وہ لوگ کچھ بول بھی رہے تھے گویا ہماری تلاش زور و شور سے جاری تھی وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔ آوازیں وہاں سے تھوڑی دیر کے بعد ہی دور ہو گئی تھیں لیکن میں بے صبری کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ خاموشی کے ساتھ غار کے دہانے پر بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ دل میں مسرت کی ہلکی ہلکی لہریں بھی اٹھ رہی تھیں اس کا مطلب ہے کہ مجھے اپنی کوشش میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ وہ اس غار کا اندازہ نہیں لگا سکے تھے اور یہاں سے آگے بڑھ گئے تھے اندازے کے مطابق تقریباً پانچ گھنٹے تک میں وہاں رکا رہا تھا۔ پانچ گھنٹے کے بعد میں نے خطرہ مول لینے کا فیصلہ کر لیا۔ اور آہستہ آہستہ جھاڑیوں میں اپنے لئے تھوڑی سی جگہ بنائی۔ وہ اس دوران بالکل خاموش بیٹھی رہی تھی اور منہ سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکالی تھی جس کا مطلب تھا کہ ساری صورت حال کو وہ اچھی طرح سمجھ رہی ہے۔ جھاڑیوں میں اتنی جگہ بنا کر جہاں سے صرف میں اپنے جسم کو باہر نکال سکوں میں نے اپنے آپ کو آگے بڑھایا اور پھر باہر نکل آیا چاروں طرف خاموشی اور سنائے کا راج تھا وہ جگہ تھوڑی سی بلندی سے صاف نظر آتی تھی۔ جہاں ان لوگوں نے اپنا کیمپ لگایا تھا۔ وہاں خوراک کے خالی ڈبے جلی ہوئی لکڑیوں کے سوا باقی کچھ نہیں تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ خیمے اکھاڑ کر آگے بڑھ گئے ہیں۔ جو چیزیں میں نے نشاندہی کے لئے چھپائی تھیں یقینی طور پر وہ انہیں اس تلاشی کے دوران مل گئی ہوں گی اور انہوں نے یہ سوچا ہوگا کہ میں لڑکی کو لے کر اس سمت سے آگے گیا ہوں۔ بہر حال اس کے باوجود میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ یہ دن اور یہ رات یہیں گزاروں گا اور انتظار کروں گا۔ ابھی زیادہ بھاگ دوڑ مناسب نہیں تھی۔ لڑکی بھی میرے ساتھ پرسکون نظر آتی تھی میں نے اسے دیکھ کر دل میں سوچا کہ یہ اگر بول سکتی یا میں ان کی زبان سمجھ سکتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ ایک طرح سے ایک ایسے جاندار کو اپنے ساتھ لئے پھر رہا تھا جسے انسان کہنا ہی مشکل محسوس ہوتا تھا بہر حال وقت گزرتا رہا۔ میں نے کوئی خطرہ مول نہیں لیا تھا اور صبر و سکون سے وقت گزار رہا تھا میرے مد مقابل جنگل کے لوگ نہیں تھے بلکہ دنیا کے شاطر ترین لوگ تھے۔ خصوصاً بینی کین اور ہیلہا شینگ یہ تو باقاعدہ جرائم پیشہ لوگ تھے اور اپنی طاقت پر انتہائی ناز کرتے تھے۔ جبکہ ڈاکٹر ہرین اور ہین وغیرہ ان کے مقابلے میں شکست کھا گئے تھے اس قسم کی مہمات میں ایسے ہی خطرات لاحق ہوتے ہیں۔

تھی۔

کچھ پتا نہیں چل رہا تھا کہ یہ فائرنگ کون کر رہا ہے۔ کس کی کس سے جنگ ہو گئی ہے۔ اتنا تو اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا تھا کہ یہ فائرنگ ہمارے لئے نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بڑی خوفناک صورت حال تھی میں نے دوران سفر کسی اور کو اس طرف نہیں دیکھا تھا اور اس فائرنگ سے یہی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ غیگا گروپ کے لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی قریب ہی موجود ہیں میں نے خطرہ محسوس کیا۔ فائرنگ کچھ دیر کے بعد رک گئی۔

صبح کا اجالا آہستہ آہستہ سے پھوٹنے لگا تھا اگر وہ قریب ہی ہیں تو ممکن ہے فائرنگ کا نتیجہ دیکھنے کی کوشش بہر حال کریں گے وہ اس طرف بھی آسکتے ہیں چنانچہ یہ جگہ چھوڑ دینا زیادہ مناسب ہے۔ فائرنگ رکتے ہی میں نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور جھکا جھکا جنگل کی طرف بڑھنے لگا پھر چند درخت عبور کرنے کے بعد میں نے ایک ایسے موٹے اور گھنے درخت کا انتخاب کیا جہاں میں اپنے آپ کو پوشیدہ کر سکوں۔ میں نے لڑکی کو درخت پر چڑھنے کا اشارہ کیا۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ پھر تیلی بلی کی مانند درخت کے تنے سے چپک چپک کر ایک دم اوپر چڑھ گئی اور ایک موٹے شاخ پر جا بیٹھی جبکہ میں اتنی مہارت سے درخت کے اس تنے پر نہیں چڑھ سکا تھا اور مجھے کئی بار پھسل کر نیچے آنا پڑا تھا لیکن آخر کار میں بھی اوپر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور احتیاطاً میں نے دوسری اونچی شاخوں کو منتخب کیا اور پھر محفوظ پناہ گاہ حاصل کر لی۔ جہاں میں پتوں کے درمیان چھپ کر بیٹھ گیا لیکن درخت اتنا گھنا تھا کہ میں اس کے پار دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا تھا بہر حال طے یہ کر لیا کہ یہاں خاصا وقت گزارا جاسکتا ہے اور پھر درخت کی شاخ پر ہی ہمیں صبح کی روشنی کا سامنا کرنا پڑا۔ سورج بلند ہو گیا تھا۔ موسم بھی ایک دم بدلتا جا رہا تھا۔ ہم لوگ خوب دن چڑھے تک درخت کی اس شاخ پر بیٹھے رہے میرے کان آہٹوں پر اٹکے ہوئے تھے لیکن کوئی آہٹ نہیں سنائی دی تھی اور میں خاصے غور و خوض کے عالم میں تھا پھر جب اتنا دن چڑھ گیا کہ اگر کوئی بھی ان پہاڑوں میں خیمہ زن ہوتا تو اس وقت اسے یہاں سے آگے بڑھ جانا چاہیے تھا پھر میں نیچے اتر آیا اور لڑکی کو ساتھ لئے ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ جنگل سے باہر نکلا اور ریتیلے میدان میں چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی آڑ لے کر آگے بڑھتا رہا۔ اسی بڑے ٹیلے کی آڑ میں جس میں ہم نے رات کو پناہ لی تھی۔ پہنچ کر میں نے لڑکی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ بلند ٹیلے کے آخری سرے

خطرناک ہو سکتے تھے اور ہمیں دیکھا جاسکتا تھا۔ جبکہ جنگلوں میں ہم چھپ کر سفر کر سکتے تھے البتہ یہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ جنگل میں درندے وغیرہ ہیں یا نہیں لیکن بہر حال میں نے جنگل ہی میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ کم از کم ان درختوں کی آڑ میں یا ان کی شاخوں پر چھپا جاسکتا ہے جنگل میں داخل ہونے کے بعد کافی دیر تک میں چلتا رہا پھر ایک دم مجھے کچھ خیال آیا اور میں ایک جگہ رک گیا۔ میں نے ایک درخت منتخب کیا اس کی ایسی شاخیں جو میرے لئے کارآمد ہوں۔ چنانچہ تھوڑی سی کوشش کے بعد میں نے ایک ایسی سیدھی سپاٹ اور لمبی شاخ حاصل کی جس کے آخری سرے کو نیزے کی مانند بنایا جاسکتا تھا اور اس کام میں مجھے کوئی مشکل نہیں ہوئی۔ کم از کم ایک ہتھیار میرے ہاتھ آگیا تھا اور ضرورت پڑنے پر معمولی سی چیز بھی کافی ہوتی ہے لیکن اس وقت مجھے دلچسپی اور حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب میں نے لڑکی کو بھی ایک ایسا ہی ہتھیار بناتے ہوئے دیکھا اور اس وقت مجھے احساس ہوا کہ وہ جنگل میں رہنا جانتی ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ میں وہ ہتھیار لے لیا اور مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ مقصد یہ تھا کہ وہ بھی ہتھیار استعمال کرنا جانتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ جو مایوسی اور خوف امیر حماد کی کوٹھی میں اس کے چہرے پر چھایا رہتا تھا اس کا نام و نشان بھی نہیں تھا بلکہ وہ بہت خوش نظر آتی تھیں تقریباً پورا دن طے ہو گیا۔ ہم میدان کے ساتھ جنگل کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے اور آگے بڑھتے جا رہے تھے کہ ماحول پر شام جھک آئی اور ہم نے ایک ٹیلے کی آڑ میں پناہ لی۔ یہ جگہ نہایت موزوں تھی۔ جنگل بھی زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اور اگر کوئی خطرہ بھی پیش آتا تو ہم دوڑ کر جنگل میں روپوش ہو سکتے تھے۔

رات گزرتی رہی اور اس وقت تقریباً صبح کے چار یا ساڑھے چار بجے کا وقت ہو گا جب میں ایک دم اچھل پڑا۔ ایک فائر سنائی دیا تھا اس کے بعد دوسرا تیسرا چوتھا اور اس کے بعد تو ایک قیامت ہی برپا ہو گئی۔ درختوں پر پرندے چیخ چیخ کر اڑنے لگے۔ ماحول کی خاموشی اسی طرح ٹوٹی کہ شور قیامت برپا ہو گیا۔

فائرنگ اتنی شدید تھی کہ ٹیلے کی آڑ سے نکل کر حالات کا جائزہ لینا کسی طرح خطرہ سے خالی نہیں تھا کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی اور ذہن ماؤف ہو رہا تھا چونکہ منہ سے جاگے تھے اس لئے ذہن پوری طرح سنبھلنے بھی نہیں پائے تھے البتہ لڑکی نے جب ٹیلے کی آڑ میں بھاگنے کی کوشش کی تو میں نے اسے بری طرح دبوچ لیا۔ میرے پکڑتے ہی وہ خاموشی سے بیٹھ گئی

یہاں رکنا ہر لحاظ سے مناسب ہے پھر ایک آدھ دن کا وقفہ دے دیا جائے تو بہتر رہے گا تاکہ وہ لوگ آگے نکل جائیں مجھے تو برق رفتاری سے آگے بڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا پھر یہ خطرہ مول لینے کی کیا ضرورت ہے۔

چنانچہ میں نے مزید کوئی ایسی مناسب جگہ تلاش کی جہاں میں زیادہ محفوظ رہ سکوں اور اس کے لئے میں نے ایک جگہ منتخب بھی کر لی میدان ہی میں ایک ایسا ٹیلا تھا جس میں ایک مسابان نما چٹان ابھری ہوئی تھی اور اس کے نیچے ایک پلیٹ فارم جیسی جگہ تھی جہاں میں لڑکی کے ساتھ قیام کر سکتا تھا کیونکہ جنگل میں درخت پر بسیرا نہیں کیا جاسکتا تھا اس میں خاصی پریشانی ہوتی سویا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ لڑکی تو کوئی مشورہ دینے کے قابل ہی نہیں تھی۔ وہ بس میری ہی ہدایات پر عمل کرتی تھی میں عجیب و غریب کیفیت کا شکار تھا ان لوگوں کی ہلاکت کے بعد صورت حال مزید سنگین ہوئی تھی سب سے پریشان کن بات یہ تھی کہ میں کورنیاں کے قبائل کے ان راستوں کا تعین نہیں کر سکتا تھا جہاں ہمیں جانا تھا لیکن پھر وہی آخری تصور ابھرا آیا خود کو تقدیر کے ہاتھوں میں سونپ دیا جائے اور تقدیر جو بھی فیصلہ کرے وہی مناسب چنانچہ پھر اپنی انہیں ضروریات میں مصروف ہو گیا لڑکی کو بھی جنگل میں جانے کا موقع دیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آگئی تھی نہ جانے کتنی دیر اسی طرح خاموشی سے گزر گئی پھر اس وقت سورج نصف ڈھلان طے کر چکا تھا جب اچانک ہی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور میں ایک دم اچھل پڑا۔

گھوڑوں کی آوازیں میں نے بخوبی سن لی تھیں اس کے ساتھ ہی انسانی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ ان علاقوں میں گھوڑوں کا تصور ذرا مشکل ہوتا ہے بس یہی سوچا جاسکتا تھا کہ وہ قبائلی ہوں گے۔ لیکن یہ زیادہ خطرناک تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان کے ہتھے چڑھ جائیں یہ اتنی خوفناک بات تھی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے لیکن انسانی فطرت میں تجسس اگر نہ ہو یا انسان تجسس کو رفع کرنے کے بارے میں نہ سوچے تو شاید اسے انسان کہنا ہی مشکل ہو جائے میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیسے لوگ ہیں چنانچہ میں نے خطرہ مول لیا اور اس کے بعد مسابان کے نیچے سے نکل کر اسی چٹان کی چھت پر چڑھ گیا اور اس پر چھپکلی کی طرح لیٹ کر میں نے گردن اٹھائی اور مجھے گھڑ سوار نظر آئے لیکن اچانک ہی میں گرتے گرتے بچا تھا کیونکہ جو پہلا گھڑ سوار مجھے نظر آیا تھا اسے دیکھ کر میرا دل اس بری طرح دھڑکا تھا کہ خود کو سنبھالنا

پر پہنچ کر میں نے تھوڑی سی گردن اٹھائی اور ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ قرب و جوار میں سناٹا البتہ کوئی سوگڑ کے فاصلے پر مجھے ایک انسانی جسم ایک ٹیلے پر اوڑھایا ہوا نظر آیا۔ ادھر ادھر دیکھا تو کچھ اور لاشیں بھی نظر آئیں لیکن یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ یہ کن کی لاشیں ہیں بہت دیر تک میں وہاں کسی زندہ انسان کی تلاش میں لگا ہوا رہا لیکن اسی کوئی چیز نظر نہیں آئی تھی۔ غالباً کوئی زخمی تک موجود نہیں تھا۔ بلکہ جو ہلاک ہوئے تھے انہی کی لاشیں یہاں پڑی ہوئی تھیں شاید ابھی گدھوں نے ان لاشوں کو نہیں دیکھا ورنہ وہ اب تک ان لاشوں کو نوچ کھا ہوتے۔ بڑی ہمت کر کے میں نیچے اترا۔ صورت حال جاننے کی خواہش میرے دل میں شدید تھی۔ لڑکی کو اپنے ساتھ لینا ضروری تھا چنانچہ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس پہلی لاش کے قریب پہنچا۔ اسے پلٹ کر دیکھا تو پہچان لیا یہ میسن کا ایک ساتھی تھا۔ وہی شخص جو کلاڈیا کے پیچھے پڑا ہوا تھا پھر دوسری لاشوں کا جائزہ لینے لگا اور ایک ٹیلے کی آڑ میں مجھے ڈاکٹر ہرین کا گولیوں سے چھلنی بدن نظر آیا اور ایک لمحے کے لئے میرے دل میں افسوس کی لہریں دوڑ گئیں۔ ڈاکٹر ہرین ہلاک ہو گیا جیسا بھی تھا یہ شخص لیکن بہر حال میرا خاصا ساتھ رہ چکا تھا اس کے ساتھ پھر میں نے ایک اور لاش دیکھی اور اسے دیکھ کر ایک بار پھر میرے ذہن کو شدید جھٹکا لگا۔ یہ اسٹیل کی لاش تھی اسٹیل مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا کہ ڈاکٹر ہرین اور ان کے ساتھی ہیلہ شیگا اور مینی کین کا شکار ہو گئے کیوں اور کیسے اس بات کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں بہت دیر تک یہاں گھومتا رہا۔ اب کسی قدر بے خوف ہو گیا تھا ان لاشوں میں سے کسی کے پاس مجھے اسلحہ نہیں ملا تھا۔ نہ ہی ان میں ہیلہ شیگا کے کسی ساتھی کی لاش نظر آئی تھی۔ بہر حال بڑی افسوسناک صورتحال تھی اور میں تو اپنے ذہن میں پہلے ہی تصور کر چکا تھا کہ خزانوں کے کھیل ایسے ہی ہوتے ہیں اور ان میں یہ سب کچھ ہوتا ہے میرے ساتھ ملو جو لڑکی بھی سپاٹ نگاہوں سے ان لاشوں کو دیکھ رہی تھی بہت دیر تک میں ان کا تجزیہ کرتا رہا میرے اپنے ذہن میں کوئی تصور نہیں تھا البتہ یہ خیال ضرور تھا کہ ہیلہ شیگا اور مینی کین اپنا یہ خونی کارنامہ سرانجام دینے کے بعد یہاں سے آگے بڑھ گئے ہوں گے لیکن انہیں کسی سے خطرہ تو ہے نہیں وہ زیادہ برق رفتاری سے سفر نہیں کریں گے اب جبکہ میں اس راہ پر نکل ہی آیا ہوں تو مجھے اپنے بچاؤ کا خیال رکھنا چاہیے اور فوری طور پر ابھی یہاں سے نہیں آگے بڑھنا چاہیے بلکہ اب وہ ادھر کا رخ کریں گے بھی نہیں کیونکہ یہاں سے اپنا کام ختم کر کے چلے گئے ہیں میرا

”آہ یہ کیا تم ہی ہو عارف عارف میرے دوست کیا یہ تم ہی ہو۔“

وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گیا تھا امیر حماد وحدت عالی اور دوسرے افراد میرے ارد گرد بکھر گئے امیر حماد عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کی نظریں لڑکی کی جانب بھی اٹھ رہی تھیں جو کہ ایک مخصوص لباس میں ملبوس پرسکون نظر آرہی تھی اس کے اندر کوئی اضطراب نہیں پایا جاتا تھا پھر وہ لوگ مجھے لے کر چل پڑے امیر حماد نے کہا۔

”خیمے لگا دو ہم اسی جگہ قیام کریں گے۔“ اور بہت سے افراد خیمہ زنی میں مصروف ہو گئے خاص طور سے اس تصور کے ساتھ کہ یہ لوگ اسلحے سے لیس ہیں غرض یہ کہ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔

وحدت عالی وغیرہ میرے پاس موجود تھے لیکن ابھی انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا تھا پھر میں نے وہ اور شخصیتوں کو دیکھا اور انہیں دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئی ان میں ایک ہنس تھا اور دوسری اس کی بیٹی کلاڈیا ہنس بے ہوش تھا اور کلاڈیا اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی انہیں دیکھ کر بھی میں حیران رہ گیا لیکن ابھی کوئی سلسلہ گفتگو شروع نہیں ہوا تھا۔ عفان البتہ میرے پاس تھا اور امیر حماد نے اسے حکم دیا تھا کہ میرا خیال رکھے میں نے عفان سے صرف اتنا کہا۔

”عفان رائل بر داروں کو مستعد کر دو اور اس بات کی ہر لمحہ توقع رکھو کہ یہی کین اپنے گروپ کے ساتھ واپس آ سکتا ہے اور وہ بہت خطرناک ہے خصوصاً ہیلہ شیکا کے گردہ کے ساتھ۔“

”ٹھیک ہے۔“ عفان نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا اس دوران خیمے نصب کر دیئے گئے تھے امیر حماد کے ساتھ خاصے لوگوں کی تعداد تھی اور ان میں سے بیشتر میرے لئے اجنبی تھے پتا نہیں امیر حماد نے ان لوگوں کو کہاں سے حاصل کیا تھا لیکن وہ جس ساز و سامان کے ساتھ تھے وہ بھی قابل دید تھا۔ ہیلہ شیکا کے پاس بھی اتنا شاندار سامان نہیں تھا امیر حماد نے اتنی برتری انوکھے ہی انداز میں دکھائی تھی خیمے میں پہنچنے کے بعد عفان نے کہا۔

”اگر تم چاہو تو آرام کر سکتے ہو عارف۔ امیر کا کہنا ہے کہ تمہیں ہر سہولت دی جائے۔“

”نہیں میں ٹھیک ہوں۔ میں نے جواب دیا۔“

”کہاں ٹھیک ہو گے نہ جانے کیسے کیسے حالات سے نمٹتے رہے ہو ویسے تم بے خواب۔“

مشکل ہو گیا آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا جو دیکھ رہا تھا وہ ایک وہم محسوس ہو رہا تھا یہ عفان تھا سو فی صدی عفان امیر حماد وحدت عالی اور باقی افراد مجھے یاد آ گئے اور میں گردن اٹھا اٹھا کر دور دور تک دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ کم از کم پندرہ خیر ساز و سامان سے لدے ہوئے ہیں اور بہت سے گھڑ سواران لاشوں کے درمیان بھٹک رہے تھے جو وہاں پڑی ہوئی تھیں میں خاموشی سے یہ منظر دیکھتا رہا پھر میں نے امیر حماد وحدت عالی اور دوسرے افراد کو بھی دیکھا اور میری آنکھیں بند ہونے لگیں۔ یہ سب اس قدر غیر متوقع تھا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا امیر حماد گھوڑوں کا شوقین اس نے منفرد ہی طریقہ کار اختیار کیا تھا اور وہ بھی انہی علاقوں میں بھٹک رہا تھا لیکن واقعی مجھے ان کے مل جانے کی امید نہیں تھی اب سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں انہیں دیکھتا رہا پھر وہ سب لوگ گھوڑوں سے اتر گئے اور انہوں نے اپنا کمپ قائم کر لیا امیر حماد کے اشارے پر دور دور تک پڑی ہوئی لاشوں کو کیجا کیا جانے لگا۔

ان لوگوں کے ہاتھوں میں رائفلیں دبی ہوئی تھیں۔ ہر شخص مستعدی سے اپنا کام کر رہا تھا کچھ افراد اسلحہ تان کر کھڑے ہو گئے تھے اور ان کی نگاہیں دور دور تک بھٹک رہی تھیں دل کو ایک عجیب سی خوشی کا احساس ہو رہا تھا یہی کین اور ہیلہ شیکا نے ڈاکٹر ہرین اور دوسرے لوگوں پر قابو پالیا لیکن امیر حماد زیادہ مستعدی سے اپنا کام سرانجام دے رہا ہے بڑا غلط فیصلہ کیا تھا میں نے اس کے بارے میں کہ وہ ان میں سے سب سے زیادہ ناکام آدمی رہا ہے حالانکہ اب یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ امیر حماد ہی سب سے زیادہ کامیاب انسان ہے اور اب وہ یقینی طور پر مستعدی سے اپنا کام سرانجام دے رہا ہے جبکہ دوسرے لوگ مصیبتوں کا شکار ہو گئے ہیں اب ضروری تھا کہ میں امیر حماد کے سامنے آؤں چنانچہ میں نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا سائبانی چٹان سے نیچے اتارا اور اس کے بعد ٹیلے کی آڑ سے نکل کر ایسی نمایاں جگہ آگے بڑھنے لگا جہاں سے وہ لوگ مجھے دیکھ لیں اور کسی قسم کی بدگمانی کا شکار ہو کر مجھ پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔

سب سے پہلے عفان ہی نے مجھے دیکھا تھا پہلے اس نے چونک کر آنکھیں پھاڑیں اور اس کے بعد اس کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں پھر وہ برق رفتاری سے میری جانب دوڑا تھا اس کے اس طرح چیخنے اور دوڑنے سے باقی لوگ بھی میری جانب متوجہ ہوئے اور پھر میں نے انہیں بھی اپنی جانب دوڑتے پایا چند لمحوں کے بعد عفان میرے پاس پہنچ گیا اور اس نے چیختی آواز میں کہا۔

”تقریباً تمام ہی سوائے خاتون فقرہ کے علاوہ بھی موجود ہے اور ربانی بھی۔“ غفان نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور میں مسکرا کر خاموش ہو گیا اور امیر حماد دوسرے کاموں میں مصروف تھا ڈاکٹر ہرین اسٹینڈا اور یہاں موجود تمام لاشوں کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا تھا اور امیر حماد کے ساتھی ایک گڑھا کھودنے میں مصروف تھے گڑھا تو کیا ان چٹانوں میں کھودا جاتا پس اتنی جگہ بنائی گئی تھی کہ مرنے والوں کو پاس پاس لٹایا جاسکے امیر حماد انسانیت کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں اس طرح چٹانوں میں گدھوں کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتا تھا چنانچہ قرب و جوار سے چھوٹے بڑے پتھر حاصل کئے گئے اور ان لاشوں کو ان پتھروں میں چھپا دیا گیا تھا اس طرح ایک اجتماعی قبر تیار کی گئی تھی ادھر رائفل برادر بھی مستعد تھے لیکن ہیلہ شیگا گروپ کو اس بات کا علم نہیں ہو سکا تھا کہ امیر حماد ان کے عقب میں اس طرح آگیا ہے پھر جب تمام کاموں سے فراغت ہو گئی تو پہرے داروں کو مستعدی سے پہرہ دینے کی ہدایت کرنے کے بعد وہ سب میرے گرد جمع ہو گئے پس سخت زخمی تھا اور مجھے اس کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہوئیں پہلے وہ لوگ مجھ سے میرے بارے میں سوال کرنے لگے تو میں نے امیر حماد سے کہا۔

”حالات چونکہ بالکل ہی نیا رخ اختیار کر گئے تھے اس لئے مجھے بھی بھٹکانا پڑا۔“

”سب کچھ معلوم ہو چکا ہے مجھے کلاڈیا نے سب کچھ بتا دیا ہے اصل میں آخری معرکہ جو ان لوگوں کے درمیان ہوا وہ تفصیل سے تو بعد میں ہی معلوم ہوگا لیکن یوں سمجھ لو کہ پس اور ڈاکٹر ہرین کے بہت سے ساتھی جان بچا کر پہاڑوں میں جا چھپے ہیں اور شاید اب وہ ہمیں دوبارہ نہ مل سکیں پس بھی اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے بھاگ نکلا تھا لیکن اس کے کئی گولیاں لگی ہیں اور وہ شدید زخمی ہو گیا ہے تم فکر مت کرو ہم یہیں قیام کریں گے اور اگر ہیلہ شیگا گروپ نے واپس آنے کی کوشش کی تو ان کا بھی یہی حشر کریں گے جو انہوں نے ڈاکٹر ہرین کا کیا ہے ہم ان کی قبر بھی نہیں بنائیں گے۔“

امیر حماد غصیلے لہجے میں بولا میں دل ہی دل میں مسکرا دیا امیر حماد کو شاید ڈاکٹر ہرین کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ اس نے امیر حماد کے خلاف کیا سوچا تھا۔ ویسے بھی امیر حماد اچھی فطرت کا مالک تھا۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ یہ معلومات حاصل ہونے کے بعد بھی ڈاکٹر ہرین کے مرجانے کے بعد اس کے لئے وہ کوئی بری بات نہ سوچے پھر باقی تمام تفصیلات بھی میں نے

اس کے گوش گزار کر دیں اور اسے بتایا کہ کیا صورت حال پیش رہی ڈاکٹر ہرین کے بارے میں سن کر امیر حماد نے افسوس کا اظہار کیا تھا۔

پھر دوسری صبح پس انتہائی بہتر حالت میں نظر آیا۔ ہوش میں تھا اور کلاڈیا سے ناشتا کرا رہی تھی غالباً کلاڈیا نے اسے میرے بارے میں بتا دیا تھا چنانچہ جونہی اس کی حالت سنبھلی تو اس نے گزرے ہوئے واقعات کی تفصیل بتائی اس نے کہا۔

”اور تم اچانک ہی ان کے درمیان سے غائب ہو گئے ہم تو خیر ان کے ساتھ قیدیوں کی طرح تھے ہی جو ہدایات وہ دے رہے تھے ہم ان پر عمل کر رہے تھے۔ نہ جانے تم نے کیا طریقہ کار اختیار کیا کہ راتوں رات اتنی دور نکل گئے مینی کیمن اور ہیلہ شیگا نے اتنی برق رفتاری سے تمہیں تلاش کیا کہ تم کہیں بھی ہوتے مل جاتے لیکن تمہارا طریقہ کار کیا تھا اس بات کا ڈاکٹر ہرین بھی اندازہ نہیں لگا پایا تھا بلکہ اسنے یہی کہا تھا کہ عارف اتنا ہی ذہین انسان ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ اب نہیں آسکتا اور یقینی طور پر اس نے کوئی بہت ہی منفرد طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ ہرین کو مینی کیمن اور ہیلہ شیگا کے ناکام ہو جانے کی خوشی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ہیلہ شیگا پر جو جنون سوار تھا وہ انتہائی خوفناک تھا اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے دو آدمیوں کو قتل کر دیا تھا بس ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھی جیسے بھی ہو سکے جس طرح بھی ہو سکے تمہیں اور لڑکی کو تلاش کیا جائے اور اس کے آدمی خود بھی اس سے برگشتہ نظر آ رہے تھے ادھر ڈاکٹر ہرین نے ایک غلط منصوبہ بندی کی اس نے فیصلہ کیا کہ اس وقت جبکہ ہیلہ شیگا اور اس کے گروپ کے افراد افراتفری کا شکار ہیں کیوں نہ ہیلہ شیگا اور مینی کیمن سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اس نے اسلحے کے بارے میں پتا لگا لیا کہ وہ کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے پھر رات کی تاریکی میں ڈاکٹر ہرین نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسلحے پر چھاپ مارا اور کافی اسلحہ حاصل کر لیا میرے ساتھی بھی اس کام میں شریک تھے لیکن ہیلہ شیگا بہت خطرناک عورت نکلی ہم لوگوں نے فائرنگ شروع ہی کی تھی کہ اسے اندازہ ہو گیا ان کے اپنے پاس تو ہتھیار موجود تھے ہی اس نے کچھ ایسی منصوبہ بندی کی کہ ڈاکٹر ہرین کا منصوبہ ناکام ہو گیا وہ اور اس کی بیٹی بھی مارے گئے اس کے علاوہ میرے اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے لیکن ہم ہیلہ شیگا کے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے اور انہوں نے ہم لوگوں کو فرار ہونے پر مجبور کر دیا ہم اپنی چال کا شکار ہو گئے تھے پھر اس کے بعد مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہو سکا تھا لیکن میری

بیٹی مجھے سنبھالے ہوئے نہ جانے کہاں بھٹکتی رہی میں نے آخر میں امیر حماد کو دیکھا تھا اور اس کے بعد بے ہوش ہو گیا تھا۔“

اسی داستان کی توقع تھی مجھے اور یہ اندازہ بھی ہو گیا تھا کہ ہیلنا شیگا اور بیٹی کین اب بھی میری تلاش میں مصروف ہوں گے کیونکہ میرے بغیر ان کے منصوبے کی تکمیل نہیں ہو سکتی تھی امیر حماد نے کہا۔

”سفر تو ہمیں بھی اسی راستے پر کرنا ہے لیکن اب ذرا مختلف انداز میں مسٹر ہینسن میں انسانوں کی قدر کرتا ہوں۔ انسانی جان ہر خزانے سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ لوگوں کا جو بھی منصوبہ تھا آپ کو آپ کی بددیانتی کی سزا مل چکی ہے میں وحدت عالی اور میرا سارا گروپ صرف ایک بات پر یقین رکھتا ہے کامیابی اگر ہمارے مقدر میں ہے تو ہمارا راستہ کوئی نہیں روک سکتا اور اگر ہماری تقدیر میں یہ سب کچھ نہیں ہے تو ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوگا آپ اگر چاہیں تو ہمارے ساتھ شریک رہ سکتے ہیں۔“

”میں تو اب ایک بے بس اور لاچار مہرہ ہوں جس کا کوئی مصرف نہیں ہے آپ لوگ اگر مجھ پر عنایت کریں تو مجھے اپنے ساتھ رکھیں اگر آپ کو خزانہ دستیاب ہو گیا تو میں یا میری بیٹی بھول کر بھی یہ لفظ نہ کہیں گے کہ اس میں سے ہمیں ایک پیسے کا بھی حصہ دیا جائے کیونکہ ہم اپنے مقصد میں ناکام ہو چکے ہیں اگر ہماری زندگی کا تحفظ کر سکتے ہیں آپ تو ہمیں اپنے ساتھ ہی رکھیں۔“

”تم بالکل بے فکر ہو جاؤ مسٹر ہینسن کوئی بات نہیں ہے سب ٹھیک ہے۔“

پھر امیر حماد نے بڑی فراخ دلی سے ہینسن کو اپنے درمیان جگہ دے دی۔ جب ہم لوگ یہاں سے روانہ ہوئے تو امیر حماد نے کلاڈیا اور ہینسن کو ایک ہی گھوڑے پر سوار کرایا تھا تا کہ کلاڈیا زخمی ہینسن کو سنبھالتی رہے امیر حماد کے ساتھ عفان بھی موجود تھا اور عفان تھوڑی سی میڈیکل میں شد بد رکھتا تھا چنانچہ وہ ہینسن کی ڈریسنگ وغیرہ کر دیا کرتا تھا ہم لوگ ذرا ست روی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس کی وجہ زخمی ہینسن بھی تھا اور اس کے علاوہ یہ احساس تھا کہ ہیلنا شیگا اور بیٹی کین قریب و جوار میں مل ہی نہ جائیں۔

”اس تمام داستان کی تفصیل کے بعد امیر حماد زیادہ محتاط ہو گیا تھا اور اسکے ساتھی ہر لمحے چاروں طرف نگاہیں جمائے رہتے تھے۔ مجھے بھی اب زیادہ اعتماد ہو گیا تھا کیونکہ پہلے تو

ہمارے ہتھیار وغیرہ چھین لئے گئے تھے لیکن اب ہم ان سے زیادہ بہتر طور پر مسلح تھے۔ پہلی رات کے قیام میں سب لوگ میرے پاس جمع ہو گئے۔ ساری چنڈال چوڑی موجود تھی۔ علاوہ شائیہ ربابی عفان اور میں۔ یعنی یہ اس مشن سے ذرا الگ کے لوگ بھی تھے اور ہماری زندگی میں دوسرے لوگوں کے خیالات کے علاوہ بھی کچھ ایسی چیزیں موجود تھیں جن پر ہم گفتگو کر سکتے تھے۔ ربابی ایک شرمیلی سی لڑکی تھی لیکن اب میں نے اس کے اندر کچھ نمایاں تبدیلیاں پائی تھیں۔ پہلے وہ تبھی براہ راست مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی تھی لیکن آج موقع ملنے ہی اس وقت جب میں ان لوگوں کے ساتھ موجود نہیں تھا۔ وہ میرے نزدیک آگئی۔ اس نے عقب سے مجھے آواز دی۔

”مسٹر عارف!“ اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ربابی کی آواز ابھی تک میرے لئے کچھ اجنبی اجنبی سی تھی لیکن اسے دیکھ کر میں سنبھل گیا۔

”ہیلو۔“ میں نے کہا۔

”چلیے۔ سب لوگ موجود ہیں۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟“

”کچھ نہیں۔ مس ربابی۔“

”معاف کیجئے گا۔ ایک سوال میرے دل میں پیدا ہو رہا ہے۔“

”جی۔“ میں نے نرمی سے کہا۔

”کیا آپ اداس ہیں؟“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”مجھے محسوس ہو رہا ہے۔“

”نہیں مس ربابی۔ پتا نہیں آپ کو ایسا کیوں لگا۔“

”ایک خیال کے تحت۔“

”کیا خیال؟“

”اسٹیل!“ ربابی نے کہا۔ میں نے حیرانی سے اسے دیکھا پھر اس کا مطلب سمجھ کر مسکرا دیا پھر میں نے کہا۔

ویسے تو ہر انسان چاہے وہ اسٹیل ہو ڈاکٹر ہرین ہو یا وہ ہوں جو اس حادثے میں زندگی کھو بیٹھے ہیں۔ سب ہی کی موت افسوسناک ہے اور جو ہوا ہے بہت برا ہوا ہے لیکن

”ہاں۔ میرے اور تمہارے درمیان گولیاں چلوانے کی سازش کر رہی ہیں مس شاہیہ!“
جواب میں عفان نے قہقہہ لگایا تھا اور سب ہنسنے لگے تھے۔ مس علاقہ کی شرمائی نگاہیں
میرا جائزہ لے رہی تھیں۔ بہر حال زندگی کے اس رخ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چاہے یہ
ہولناک ویرانہ ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے عفان سے کہا۔

”مسٹر عفان۔ یہ بہت بڑے لوگ نہ جانے ایسی مہمات میں خواتین کو کیوں ساتھ رکھ
لیتے ہیں۔ کس قدر خطرات پیش آسکتے ہیں اور ان کے تحفظ کے لئے ہمیں اپنے آپ کو دو
حصوں میں تقسیم کرنا پڑتا ہے۔“

”بس۔ بس رہنے دیجئے جناب! ہم پر یہ الزامات پہلے بھی لگائے جاتے رہے ہیں۔
آخر آپ لوگ ہمارے راستے کاٹنے پر کیوں تلے رہتے ہیں۔“ شاہیہ نے جلدی سے کہا پھر
اسٹیلا زیر بحث آگئی اور عفان اس کے بارے میں بات کرنے لگا۔ ان لوگوں نے ایک بار پھر
ان واقعات کی تفصیل بتائی۔ جن کے تحت ڈاکٹر ہرمن کے اور امیر حماد کے درمیان اختلاف
پیدا ہو گیا تھا۔ عفان نے کہا۔

”ڈاکٹر ہرمن ویسے ایک خود غرض انسان تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ایک ٹیم
بن جاتی ہے تو اس کے بعد آپس ہی میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کے بارے میں کیوں
سوچا جاتا ہے۔“ کسی نے اس بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اس کے بعد موضوع اس لڑکی کی
طرف آ گیا۔ عفان نے کہا۔

”ویسے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سلسلے میں تم نے جادوگری کی ہے مسٹر
عارف۔ وہ لڑکی اس طرح تمہارے ساتھ چپکلی رہتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے کیا اسے کنٹرول
کرنے میں تمہیں کوئی دقت پیش آئی؟“

”نہیں۔ اسے کنٹرول کرنا اتنا مشکل ثابت نہیں ہوا میرے لئے۔ یہ بات صرف اتنی
سی ہے کہ امیر حماد نے اسے بہت غلط آدمی کے سپرد کر دیا تھا یا پھر وہ سمجھا نہیں تھا کہ امیر کیا
چاہتے ہیں۔ لڑکی کے ساتھ نارمل رویہ اختیار کیا گیا تو وہ خود بھی نارمل ہو گئی۔“

”کیا اس سلسلے میں آپ نے اس سے کوئی مدد حاصل کی؟“

”نہیں۔ ابھی تک نہیں۔“

”اب کیا ارادہ ہے؟“

اگر آپ کسی اور نقطہ نظر سے اسٹیلا کے بارے میں مجھ سے یہ سوال کر رہی ہیں تو ایسی بات نہیں
ہے مس ربابی۔ وہ ایک اچھی لڑکی تھی بس جو کچھ اس کے ذہن میں تھا۔ افسوس میں اسے اپنے
ذہن تک نہیں لاسکا۔“

”مگر علاقہ کا خیال تو ہے کہ اسٹیلا نے آپ پر مکمل طور پر قبضہ جمالیا تھا۔“

”اگر مس علاقہ کا یہ خیال ہے تو ظاہر ہے میں ان کے خیالات پر کیا تبصرہ کر سکتا ہوں۔“

”گویا۔ اب علاقہ کے لئے میدان صاف ہے؟“

”جی نہیں۔“ میں نے ہیونٹ سکورڈ کر کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

”کیا مطلب؟“

”بس مس ربابی میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ زندگی کے رخ کو اس جانب موڑ
سکوں۔“

”آئیے ناں۔ ادھر چلتے ہیں سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔“ ربابی نے کہا اور میں نے

اس جانب قدم بڑھا دیئے۔ ربابی بولی۔

”اب اگر آپ اپنے آپ پر کسی خاص کیفیت کا خول چڑھائے رکھنا چاہتے ہیں تو
الگ بات ہے۔ ورنہ صحیح معنوں میں زندگی کے یہی دن تو ہنسنے کھیلنے کے ہوتے ہیں اور اس کے
بعد ہم کسی نہ کسی شکل میں ایسی ذمے داریوں میں پھنس جاتے ہیں جنہیں ٹالنا ہمارے بس کی
بات نہیں ہوتی۔“

”گویا آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میں زندگی کے ان لمحات سے لطف اٹھاؤں۔“

”بالکل میں یہی کہنا چاہتی ہوں۔“

”شکر یہ مس ربابی۔ البتہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ عفان کا مستقبل روشن ہے۔“ اس نے
مجھے دیکھا اور میری آنکھوں میں شرارت دیکھ کر مسکرا دی۔ کچھ لمحوں کے بعد ہم ان لوگوں کے
درمیان پہنچ گئے۔ شاہیہ نے فوراً ہی قہقہہ لگایا اور بولی۔

”واہ۔ کچھ نئے لوگوں کے درمیان دوستی دیکھ رہی ہوں میں۔“

”آپ دہشت گرد ہیں مس شاہیہ۔“ میں نے اس ماحول سے لطف لیتے ہوئے کہا اور

ان کے درمیان جا بیٹھا۔

”دہشت گرد۔“ عفان نے چونک کر پوچھا۔

کہیں گھنے درخت تھے اور کہیں یہ درخت خاصی کھلی کھلی جگہوں پر تھے لیکن یہاں اونچے اونچے پہاڑی ٹیلے بکھرے ہوئے تھے صحیح معنوں میں اس جگہ کا سفر ایک مشکل سفر تھا۔ جنگل میں پر اسرار خاموشی چھانی ہوئی تھی۔ بس گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں اور کبھی کبھی ان کے ہنہانے کی آوازیں سنائی دے جاتی تھیں۔ بہر حال ہم آگے بڑھتے رہے اور بہت دیر تک یہ سفر جاری رہا۔

اس رات ہم نے جنگلوں ہی میں قیام کیا تھا۔ خاصے گھنے علاقے میں تھے اور یہ درخت بھی کچھ اجنبی اجنبی سے معلوم ہوتے تھے۔ عجیب سی صورت حال کا اندازہ ہو رہا تھا۔ آسمان پر تارے نکل آئے لیکن زمین پر ان کی چھاؤں تک نہیں پہنچی تھی جس کی وجہ سے گہری تاریکیاں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں۔ پر اسرار ماحول، گہری رات، آج ذہنوں میں ایک عجیب سی سنسنی طاری ہو گئی تھی اور کوئی محفل نہیں جمی تھی۔ سب اپنے اپنے طور پر آرام کر رہے تھے میں بھی لڑکی کے قریب ہی موجود تھا۔ اگر میرے خیمے میں اچانک کوئی گھس آتا جیسے علاقہ وغیرہ یا کوئی بھی۔ تو میری پوزیشن صاف نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ لڑکی کو اب میرے بازو پر سر رکھ کر سونے کی عادت ہو گئی تھی اور اس کی معصومیت کی بناء پر میں بھی اس سے انکار نہیں کرتا تھا بلکہ یہ حقیقت تھی کہ اب اس کا لمس میرے ذہن میں کوئی غلط تصور نہیں پیدا کرتا تھا۔ میں نیم غنودگی کی کیفیت میں تھا کہ ایک عجیب سی سرسراہٹ فضاء میں ابھری اور میں چونک پڑا۔ لڑکی نے ایک دم سر اٹھایا تھا اور فضاء میں کچھ سو گھنے لگی تھی۔ بہت دیر تک وہ اس کیفیت کا شکار رہی۔ یہ بالکل نیا انداز تھا اس کا جسے میں حیرانی سے دیکھتا رہا۔ دیر تک وہ بلی کی طرح گردن اٹھائے ادھر ادھر دیکھتی رہی اور میں اس کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دوبارہ میرے بازو پر سر رکھ لیا اور خاموش ہو گئی لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اچانک ہی مجھے ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔

”عارف۔“ میں اچھل پڑا۔ آواز لڑکی نے بھی سن لی تھی اور پھر گردن اٹھالی تھی اس نے۔ میں نے اس کا سر نیچے رکھ کر اس کے رخسار پر ہلکی سی تھپکی دی اور کہا۔

”میں باہر جا رہا ہوں تم اطمینان سے یہاں رکو۔“

آواز دوبارہ سنائی دی تھی اور میں نے اسے پہچان لیا تھا یہ عفان کے علاوہ کسی اور کی آواز نہیں تھی۔ میں خیمے کے دروازے پر آگیا اور میں نے کہا۔

”ارادہ تو امیر حماد کا ہی ہو سکتا ہے۔ بھلا میں کیا ارادہ کر سکتا ہوں بہت دیر تک ہم لوگ اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے تھے اور ہمیں خاصی ذہنی شگفتگی حاصل ہوئی تھی۔ کیونکہ درمیان میں چھوٹے چھوٹے چٹکے بھی جاری رہے تھے۔ البتہ اس خطرے کے بارے میں بھی گفتگو ہوئی تھی جھیل اشیکا اور مینی کین سے ہو سکتا تھا وہ لوگ مجھ سے کافی دیر تک اس بارے میں گفتگو کرتے رہے پھر جب رات زیادہ ہو گئی تو ہم لوگ سونے کیلئے اٹھ گئے۔ علاقہ چند قدم آگے بڑھی اور بولی۔“

”کیا یہ نہیں ہو سکتا مسٹر عارف کہ لڑکی الگ خیمے میں رہے اور آپ الگ؟“ یہ ایک براہ راست سوال تھا۔ میں نے علاقہ کو دیکھا اور کہا۔

”نہیں۔ امیر حماد کی طرف سے میری یہی ذمہ داری ہے۔“

”سواری۔ مگر نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے جیسے....“

”جی مس علاقہ۔“

”آپ برا مان جائیں گے۔ میں ذرا صاف گو ہوں۔“

”آپ کی صاف گوئی کا بھلا میں کیوں برا مانوں گا۔“ میں نے کہا۔

”یوں لگتا ہے جیسے کوئی ذمہ دار شوہر پورا دن دوستوں کے درمیان گزارنے کے بعد شام کو اپنے گھر واپس چلا جاتا ہے۔“ علاقہ نے کہا۔ میں نے کچھ لمحے علاقہ کی شکل دیکھی پھر آہستہ سے بولا۔

”خدا حافظ۔“ اور یہ کہہ کر میں اپنے خیمے کی جانب چل پڑا۔

دوسرے دن صبح سفر کی تیاریاں جاری ہو گئیں۔ ہم لوگ بہر حال آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ ہم تمام ضروریات سے فارغ ہو گئے۔ امیر حماد نے پھر مجھ سے ملاقات کی اور بولا۔

”نقشوں کے مطابق ابھی تک ہم صحیح راستوں پر جا رہے ہیں اور یہ نقشے مینی کین کے پاس بھی موجود ہیں۔ چنانچہ اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ مینی کین سے کہیں نہ کہیں ضرور ملاقات ہوگی۔“

”دیکھا جائے گا جناب۔ ہمیں بہر طور اپنے طور پر ہوشیار تو رہنا ہی ہے۔“

”ہاں۔“ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ گھوڑوں پر سواری کی جارہی تھی اور تمام انتظامات کر لئے گئے تھے آگے چلنے کے بعد ہم عجیب سے جنگلوں میں داخل ہو گئے۔ کہیں

”میں صرف ایک بات سوچ رہا ہوں۔“ عفان نے کہا۔
”کیا؟“

”اگر پنی کین اور ہیلا شیگا ہمارے اطراف میں ہیں تو یقینی طور پر وہ ہمارے ارد گرد حصار قائم کر رہے ہوں گے اور ہم اس وقت کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کریں تو خطرے میں پڑ سکتے ہیں۔“

”سب سے پہلا کام یہ کرو کہ امیر حماد کو اس خطرے سے آگاہ کر دو۔“ میں نے کہا اور اس کے بعد ہم مستعد ہو گئے۔ البتہ زمین پر ہم چاروں ہاتھ پاؤں کے بل چلتے ہوئے امیر حماد کے خیمے تک پہنچے تھے۔ امیر حماد کو جگایا تو وہ بھی حیران رہ گیا۔
”کیا بات ہے خیریت؟ یقینی طور پر کوئی خطرہ ہے۔“

”ہاں۔ امیر حماد۔ ہم اس خطرے سے آپ کو بے خبر نہیں رکھ سکتے۔“

”کیا مطلب؟“ امیر حماد نے کہا اور عفان نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔ حماد نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

”کیوں عارف تم نے بھی یہی محسوس کیا ہے؟“

”یقیناً جناب!“

”تو پھر ٹھیک ہے اتنی ہی احتیاط کے ساتھ سب سے پہلے اپنے ہتھیاروں پر قبضہ جمانا اور کوئی عمل نہ کرو۔ بالکل خاموشی کے ساتھ سب کچھ کرنا ہے۔“

”ٹھیک ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور پھر پورے کمپ میں کھلبلی مچ گئی ایک ایک شخص کو جگا دیا گیا لیکن اتنی احتیاط کے ساتھ کہ کسی کو یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ ان خیموں میں کوئی جاگ رہا ہے۔ صورت حال خاصی مشکل ہو گئی تھی۔ ہم لوگ رائفلیں سنبھالے دشمن کی طرف سے کسی عمل کا انتظار کر رہے تھے لیکن رات آہستہ آہستہ گزرتی چلی گئی ایک ایک لمحہ ذہن میں دھمک بن کر گزر رہا تھا پھر صبح کی روشنی نمودار ہونے لگی۔ اس بات سے ہمیں اطمینان ہوا تھا کہ اگر پنی کین یا دوسرے لوگوں نے ہمارے گرد حصار قائم کیا ہے تو کم از کم انہوں نے رات میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ ورنہ وہ تو بہتر پوزیشن میں تھے اگر وہ خیموں پر گولیاں برسانا شروع کر دیتے تو ہمیں یقینی طور پر نقصان اٹھانا پڑتا۔ نہ جانے انہیں یہ عمل نہ کرنے کی کیا وجہ تھی پھر روشنی پھیل گئی اور ہم لوگ دور دور تک دیکھ سکتے تھے لیکن صبح کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ قرب و

”کیا بات ہے خیریت عفان؟“

”عارف۔ کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے۔“
”کیا؟“ میں نے کہا۔

”میں نے انسانی قدموں کی آوازیں سنی ہیں اور وہ آوازیں ہم میں سے نہیں تھیں۔ اوہ ہو۔ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ دیکھو۔ سنو۔ میں غلط نہیں کہہ رہا تھا۔“ عفان نے کہا اور ہم دونوں خیمے کے دروازے کے پاس ہی زمین پر بیٹھ گئے ہم نے دم سادھ لیا تھا۔ پراسرار آوازیں دیر تک گونجتی رہیں ہم ان آوازوں کو بخوبی سن رہے تھے اور یہ اندازہ لگا رہے تھے جیسے چار چار بیٹھے ہیں اور آٹھ آٹھ افراد ادھر سے ادھر جا کر جگہیں تبدیل کر رہے ہوں۔ ہم خاموشی سے ان آوازوں کا جائزہ لیتے رہے۔ جو وقفے وقفے سے مسلسل ابھر رہی تھیں اور سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہے۔ رات کی تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دور تک دیکھا لیکن کوئی شے نظر نہیں آئی۔ میں نے عفان سے کہا۔

”کیا ہو سکتا ہے۔ تمہارے خیال میں؟“

”وہ پوزیشنیں بنا رہے ہیں۔“

”مگر کون؟“

”کیا کہا جاسکتا ہے۔“

”ہو سکتا ہے پنی کین۔“

”ہاں۔ ہو سکتا ہے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی اور ہو۔ کیا جائے۔ دوسرے لوگوں کو

اس بارے میں کوئی علم ہے؟“

”پتا نہیں۔“

”مطلب یہ کہ تم صرف میرے پاس ہی آئے ہو۔“

”ہاں۔“

”تو کیا دوسروں کو اس سے ہوشیار کیا جائے؟“

”سمجھ میں نہیں آتا اگر یہ صرف ہمارا وہم نکلا تو؟“

”نہیں۔ اب یہ وہم نہیں ہے۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ آہستہ

آہستہ امیر حماد وغیرہ کو جگا دیا جائے۔“

جوار میں کوئی بھی نہیں تھا۔ ہم نے دور دور تک نگاہیں دوڑائیں لیکن کوئی ایسی جگہ یا کوئی عمل نظر نہیں آیا جس سے رات کی بات کی تصدیق ہو سکتی لیکن صورتحال بہت حیران کن تھی۔ وحدت عالی نے کہا۔

”لگتا ہے جنگل کے بھوت ہمارے گرد ریس لگا رہے تھے اور ہم نے ان کے قدموں کی آوازیں سنیں۔“

”مگر یہ ہوا کیا۔ اگر کوئی تھا تو ہم سے دور کیوں ہٹ گیا۔“

”کیا کہا جاسکتا ہے۔“

”عارف ایک بات کا خیال رکھنا قدموں کے نشانات وغیرہ پر غور کرنا۔ ہو سکتا ہے کوئی گہری سازش کی جارہی ہو ہمارے خلاف۔“ اس کے بعد ہم نے برق رفتاری سے تمام تیاریاں کیں اور ایک ایک قدم وہاں سے آگے بڑھنے لگے۔ درخت خاصے گھنے ہو رہے تھے اور ہم انہیں عجیب و غریب درخت کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ ان کی صورت اور شکل ہمارے لئے بالکل اجنبی تھی لیکن جوں جوں ہم آگے بڑھتے رہے جنگل گھنا ہوتا گیا اور پھر اس وقت دن کے تقریباً ساڑھے گیارہ یا پونے بارہ بجے تھے کہ اچانک ہی فائروں کی آواز سے گہرا سناٹا ٹوٹ گیا۔ گولیاں اولوں کی طرح برستی ہوئیں ہمارے سروں پر سے گزرتی ہوئی شاخوں اور تنوں میں پیوست ہونے لگیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی پوری فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ ایک لمحے کے اندر ہم سب اپنی جگہ رک گئے اور دوڑ دوڑ کر درختوں کی آڑ لینے لگے۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کو بھی ان گولیوں سے بچانے کی کوشش کی تھی اور اگر لمحوں کی تاخیر ہو جاتی تو ہمارے لئے بڑے نقصان کا پیش خیمہ ثابت ہوتی اگر ہم بچ بھی جاتے تو ہمارے گھوڑے تو یقینی طور پر گولیوں کا شکار ہو جاتے۔ دہشت سے سبھی کے رونٹے کھڑے ہو گئے تھے ہمارے دشمنوں کو ہماری پوزیشن کا اچھی طرح احساس تھا اور وہ یقیناً اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ ہم ان کے مطلوبہ مقام تک پہنچ جائیں تو وہ ہم پر فائرنگ کریں۔ گولیاں مسلسل چل رہی تھیں اور ہمارے اوپر دائیں بائیں سنسناتی ہوئی گزر رہی تھیں درختوں کی شاخیں اور پتے گولیوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے تھے اور کچھ ہی دیر کے اندر ٹوٹی ہوئی شاخوں اور پتوں کا انبار ہمارے سامنے جمع ہو گیا ہمارے بدن بھی ان کی آڑ میں چھپ گئے تھے میں نے اس ڈھیر میں سے گردن اٹھائی اور حملہ آوروں کا جائزہ لینے کی کوشش کرنے لگا۔ مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ فائرنگ کرنے

والے مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اور ہمارے گرد حلقہ قائم کر رہے ہیں ہم خاموش ہی رہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد فائرنگ کی شدت میں کمی پیدا ہو گئی۔ آہستہ آہستہ گولیاں چلنا بند ہو رہی تھیں پھر ہم نے ان لوگوں کو دیکھا اور دوسرے لمحے امیر حماد کے منہ سے نکلا۔

”نہیں۔ یہ ہینی کین کے گروہ کے لوگ نہیں ہیں۔ اوہ میرے خدا۔ ذرا دیکھو تو سہی ان کی تعداد کتنی ہے اور اس کے بعد ہم نے انہیں بغور دیکھا بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے چاروں طرف سے ٹڈی دل آگیا ہو۔ درختوں کے درمیان جدھر بھی دیکھا جاسکتا تھا ہمیں وہی نظر آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں اور وہ آگے بڑھ رہے تھے۔ یقینی طور پر یہ کورینی قبائلی تھے اور ہینی کین وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔“

ان کی تعداد اتنی تھی کہ اگر ہم اپنا سارا ایمونیشن بھی ختم کر دیتے تو ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ ان سب کے چہرے ہماری طرف تھے اور ان کی آنکھیں ہم پر جمی ہوئی تھیں۔ رائفلوں کی نالیں ہماری طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ مستعدی سے ایک ایک لمحہ آگے بڑھ رہے تھے۔ ایک دراز قامت شخص کو ہم نے دیکھا جو ان سب سے آگے چل رہا تھا پھر ہم سے کافی فاصلے پر آکر وہ رک گئے اور اس شخص نے نامانوس زبان میں کچھ کہا۔ اس کے ساتھ ہی اشارہ بھی کیا۔ جسے ہم نے بخوبی سمجھ لیا۔ ہم نے اس کے اشارے پر اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور ایک جگہ جمع ہونے لگے۔ شاخوں اور پتوں میں سے ایک ایک شخص باہر نکل آیا تھا پھر اس نے دوسرا اشارہ کیا جو انتہائی کرخت زبان میں تھا اور اس سے اس کے اندازے کا احساس ہوتا تھا۔ امیر حماد نے کہا۔

”ہمیں ہتھیار پھینکنے کی ہدایت کی جارہی ہے۔ جتنے افراد یہاں موجود ہیں اگر وہ لوگ ہم پر پیدل بھی یلغار کر دیں تو ہمارے بدن پس کر رہ جائیں گے اس لئے فوراً ہتھیار پھینک دو۔“ میں بھی اس سے متفق تھا اور اس نے اس وقت یہ الفاظ جس لہجے میں کہے تھے اس میں حکم تھا اور حقیقت ہے کہ امیر حماد اس وقت ہم سب کا جرنیل ہی تھا۔ بہر حال ہم نے فوراً ہی ہتھیار پھینک دیئے اور غالباً اسی عمل نے انہیں کسی قدر مطمئن کیا۔ اس شخص نے پیچھے ہاتھ کر کے کچھ لوگوں کو اشارہ کیا اور وہ سب کے سب ہمارے پاس پہنچ گئے پھر آنے والوں نے ہماری تلاشی لی اور جو کچھ ہمارے پاس تھا چھین کر ایک طرف ڈھیر کر دیا۔ اس ڈھیر میں ہمارے تھیلے اور تھیلوں میں بند کھانے پینے کا سامان تھا۔ ہر چیز جیب سے نکال لی گئی تھی اور وہ

لوگ ان تمام چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنے میں مصروف ہو گئے تھے پھر انہوں نے دوسرا عمل کیا۔ رسیوں کے لچھے انہوں نے اپنے لباس سے نکالے اور ہمارے سب کے ہاتھ پشت پر کس دیئے گئے۔ یہاں تک کہ لڑکیوں تک کو نہیں چھوڑا گیا تھا میں نے خصوصی طور پر ایک بات کا جائزہ لیا تھا کہ کہیں لڑکیوں کو تو ان سے خطرہ نہیں ہے لیکن ظاہر یہی لگتا تھا جیسے وہ لوگ لڑکیوں پر بھی توجہ نہ دے رہے ہوں۔ تمام لڑکیاں بری طرح خوفزدہ تھیں پھر وہ شخص پیچھے ہٹ گیا ہمیں ایک جگہ جمع کیا گیا اور اس کے بعد انہوں نے ہمیں آگے ہانکنا شروع کر دیا۔ رسیوں کے سرے ان میں سے چند لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے۔ کبھی خاموش تھے اور کوئی بھی کسی سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ کہنے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ ہم آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے اور گھٹے جنگلوں میں سے گزر کر آخر کار ایک دریا کے قریب پہنچ گئے۔

”ٹھنڈی ہوا کے فرحت بخش جھونکوں اور درختوں کے خوشگوار سایوں نے استقبال کیا۔ دریا کے پار دوسرے کنارے ایک عجیب سی آبادی نظر آرہی تھی۔ کچے پکے مخصوص طرز کے مکانات یہاں بکھرے ہوئے تھے ہمارے وحشی نگہبانوں نے ہمیں دریا پر پانی پینے اور منہ دھونے کی اجازت دے دی لیکن ہمارے ہاتھ نہیں کھولے گئے تھے۔ بہر حال اس کی ضرورت کوئی بھی محسوس نہیں کر رہا تھا پھر ہم دریا پار کی طرف چل پڑے ایک جگہ لکڑی کا ایک بہت بڑا پل بنایا ہوا تھا وہ اسی پل سے گزر رہے تھے پل بہت مضبوط اور کسی خاص تکنیک پر بنایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ ہم دریا عبور کر کے دوسری جانب پہنچ گئے انوکھی سی بستی آباد تھی۔ جس کا طرز تعمیر بھی مختلف تھا۔ ہماری تعداد چونکہ بہت زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے ہمیں ایک بڑے سے احاطے میں پہنچا دیا گیا۔ ہمیں مخاطب کر کے اپنی زبان میں کچھ کہا الفاظ تو اب بھی سمجھ میں نہیں آسکے تھے لیکن اشارہ سمجھا جاسکتا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ انہوں نے ہمارے ہاتھ بے شک کھول دیئے ہیں لیکن اگر ہم نے کوئی حرکت کی تو ان رانٹلوں سے ہماری زندگیاں ختم کر دیں گے ہم جانتے تھے کہ ہم ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے چنانچہ ہم نے زور زور سے گردن ہلا کر انہیں اس بات کا اطمینان دلایا کہ ہم ان کے خلاف کوئی بھی عمل نہیں کر سکتے غرض وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا اس بڑے سے احاطے میں کچی دیواروں اور فرش کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا ہم سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے پھر جب وہ چلا گیا اور ہم نے اپنے آپ کو کسی قدر بہتر حالت میں محسوس کیا تو امیر حماد نے کہا۔

”محسوس کر رہے ہو وحدت عالی اور تم لوگ بھی یہ یقینی طور پر کورنیاں قبائل کے لوگ ہیں اور ہمیں جو کچھ بھی سمجھا ہو انہوں نے لیکن بہر حال ہم بری حالت میں ہیں۔ اب اس کے بعد جو بھی قدم اٹھانا ہے وہ سوچ سمجھ کر اٹھانا ہے۔“

”لیکن قدم کیا اٹھانا ہے؟“ وحدت عالی نے پوچھا۔

”ابھی کچھ بھی نہیں ہر شخص کو ہدایت کر دو کہ اپنے آپ کو سنبھالے رکھیں اگر کسی کو زندگی کھونے سے کوئی دلچسپی ہے تو وہ کوئی عمل کرے ورنہ سب احتیاط رکھیں۔“ میں نے اس دوران اس لڑکی کو بھی اپنے ساتھ مکمل تعاون کرتے ہوئے پایا تھا اور خصوصی طور پر اس کا جائزہ لیتا رہا تھا اس احساس کے ساتھ کہ ان قبائلیوں کو دیکھ کر اس کے اندر کوئی تبدیلی رونما ہوتی ہے یا نہیں لیکن ایسا نہیں ہوا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی ان سے ناواقف اور خوفزدہ ہے بہر حال وقت گزرتا رہا ہم خاموشی سے بیٹھے رہے تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد مزید تحریک ہوئی وہ لوگ ہاتھ میں لکڑی کے بنے ہوئے پیالے لائے تھے اور ان کے ساتھ ہی بڑے بڑے برتن بھی تھے انہوں نے پیالوں میں کوئی چیز ڈالنا شروع کر دی یہ چاول کا شوربہ اور کسی جانور کے گوشت کی بوٹیاں تھیں یہ پیالے ہمیں غذا کے طور پر پیش کئے گئے تھے بہر حال جو کچھ بھی تھا میرے لئے تو ابھی اس بات کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ میں یہ غذا کھاؤں باقی افراد نے بھی وہ چیز لے لی تو لی تھی لیکن کسی نے بھی کچھ نہیں کھایا تھا وقت گزرتا رہا اس کے بعد ہمیں غذا وغیرہ بھی دی گئی لیکن یہ غذا ہمارے کھانے کی نہیں تھی اور ہم سب پریشانی کا شکار تھے کہ اب آگے کیا ہوگا پھر رات ہو گئی اور ہماری پلکیں جڑنے لگیں دن بھر کی تھکن رنگ دکھا رہی تھی ہم سب بھی اسی حالت میں تھے لیکن نیند نے جیسے ہم پر حملہ کر دیا تھا چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ نیند گہری ہو گئی اگرچہ سب ہی کے بدن کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا لیکن نیند اپنی جگہ ایک الگ حیثیت رکھتی ہے چنانچہ کوئی بھی نیند کی گرفت سے دور نہ رہ سکا۔

دوسرے دن سورج کی روشنی نے ہی ہمیں جگا دیا تھا ہم جاگنے کے بعد ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئے تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کریں وقت آہستہ آہستہ گزرنے لگا سب ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے وہ لوگ زیادہ خوفزدہ تھے جن کا تعلق ہم سے نہیں ہے یعنی وہ جنہیں امیر حماد نے کسی طرح اپنے ساتھ شامل کیا تھا لڑکیاں واقعی کچھ زیادہ ہی خوفزدہ نظر آرہی تھیں اور وہ لڑکی بھی کسی قدر پریشان نظر آرہی تھی میرے پاس بھی اس صورت حال کا

بارے میں کچھ کہا اور وحدت عالی دوڑتا ہوا میرے پاس پہنچ گیا تھا۔
 ”کیا آپ لوگ اس احاطے میں زندگی گزارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں؟“ میں نے کہا۔
 ”نہیں نہیں مگر۔“

”تھوڑا سا جائزہ تو لیا جائے کہ صورت حال کیا ہے۔“
 ”اگر تم مناسب سمجھو تو میں ان لوگوں کے ساتھ رہوں۔“ عفان نے کہا۔
 ”جیسا آپ لوگ مناسب سمجھیں۔“

”تم واپس تو آؤ گے ناں؟ وحدت عالی نے سوال کیا۔“

میں نے مدہم سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھا اور اس کے بعد احاطے سے دوسری جانب کود گیا یہ خطرہ میں نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا تھا لیکن اسے مول لئے بغیر چارہ کار نہیں تھا کم از کم پتا تو چلے کہ کیا صورت حال ہے اور یہ بھی پتا چلے کہ فرار کا کوئی راستہ ہو سکتا ہے یا نہیں میرے خیال میں یہ افراتفری ختم جائے تو شاید وہ لوگ میری کمی محسوس نہ کریں میرا مطلب ہے وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گرفتار کیا تھا چنانچہ میں احاطے سے باہر نکل آیا۔ ادھر ادھر دیکھنے لگا ایک طرف سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اسی سمت جارہے ہیں اور نہ جانے کس پر گولیاں برس رہی ہیں بہر طور میں نے بھی انہی کے انداز میں بھاگنا شروع کر دیا یہ ایک صحیح عمل تھا ورنہ اگر مجھے تنہا بھاگتے ہوئے دیکھا جاتا تو کوئی بھی گولی میرے بدن کو چاٹ سکتی تھی اور پھر میرے پاس تو ہتھیار نام کی کوئی چیز بھی نہیں تھی میں اس طرف پہنچ گیا جہاں وہ لوگ بری طرح چیخ رہے تھے اور گولیاں برس رہی تھیں اور پھر میں نے ایک سنسنی خیز منظر دیکھا وہ بٹنی کین اور ہیلٹا شیکا کا گروپ تھا جو نہ جانے کس طرح یہاں تک پہنچ گیا تھا اب یا تو اس نے جان بوجھ کر ان لوگوں پر حملہ کیا تھا جو میرے اپنے خیال میں دیوانگی کے مترادف تھا یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گرفتار ہو کر آئے ہوں اور اب فرار کا راستہ چاہتے ہوں لیکن یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ہوا کیا ہے وہ مسلسل مقابلہ کر رہے تھے اور آبادی کے لوگ شاید انہیں قابو میں نہیں کر پا رہے تھے۔

میں ایک لمحے کے لئے سوچتا رہا اور پھر اچانک ہی میں نے ایک طرف دوڑنا شروع کر دیا تھا میرا خیال تھا کہ ایک مناسب راستہ تلاش کر لوں تو یہاں سے سب کو نکالنے کی کوشش کروں چنانچہ میں تھوڑا سا آگے بڑھ گیا لیکن اچانک ہی کچھ گولیاں میرے آس پاس سے

کوئی حل نہیں تھا ہمیں دوپہر کا کھانا دیا گیا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگوں نے وہ کھانا قبول کر لیا تھا اس کھانے میں بس ایک خاص فرق تھا وہ یہ کہ سیب نما ایک پھل بھی ساتھ ساتھ رکھا گیا تھا اور کئی گھنٹے کے بعد یہ پھل میں نے معدے میں اتارا تو بدن میں کچھ تھوڑی سی توانائی محسوس ہوئی لیکن میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس صورت حال سے بچنا ذرا مشکل ہی نظر آتا ہے کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آرہی تھی لیکن دوپہر کے بعد جب سورج ڈھل رہا تھا۔ اچانک کچھ افراتفری مچی اور اس کے بعد گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں سب چونک پڑے تھے کہیں شور مچ رہا تھا اور آبادی کے لوگ ادھر ادھر بھاگتے دوڑتے پھر رہے تھے خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ یہ کیا ہوا تھا لیکن ہم خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے آنے جانے والے لوگ برق رفتاری سے ادھر سے ادھر بھاگ رہے تھے ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں ایک تصور پیدا ہوا ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے اور میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ جو پہرے دار ہم پر پہرہ دے رہے تھے وہ کچھ غافل ہو گئے ہیں اور اب دوسری مشکل کا شکار ہو گئے ہیں چنانچہ کیوں نہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی جائے کہ کیا ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں کسی سے کچھ کہنا بھی مناسب نہیں تھا بہر حال میں اپنے طور پر تو فیصلہ کر سکتا تھا حالانکہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جانے کا تصور میرے ذہن میں نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی میں نے فیصلہ کر لیا کہ باہر کا جائزہ لوں اور میں آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس احاطے کے آخری حصے کے قریب پہنچ گیا۔

امیر حماد اور دوسرے لوگوں نے مجھے حیرت سے دیکھا لیکن کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پایا کہ کیا کرنا ہے میں اس وقت یہ محسوس کر رہا تھا کہ باقی لوگ اگر جان بچانے کی کوشش کر بھی لیتے تو ان لڑکیوں کا مسئلہ تھا اسی وقت عفان دوڑتا ہوا میرے پاس پہنچ گیا اس نے کہا۔

”عارف کیا کرنے جا رہے ہو؟“

”اگر تم مناسب سمجھو تو میرا ساتھ دو۔“

”مطلب؟“

”تھوڑا سا اندازہ لگانے کی کوشش کرنی ہے کہ ہمارے فرار کا کیا راستہ ہو سکتا ہے ورنہ کیا انہی کے درمیان وقت گزارتے رہو گے۔“ عفان نے خشک ہونٹوں پر زہان پھیر کر کہا۔

”کیا میں باقی لوگوں کو اس بات سے آگاہ کروں؟“

”پھرتی کے ساتھ وقت نہیں ہے۔“ عفان نے امیر حماد اور وحدت عالی سے اس

گزریں۔

میں نے دہشت بھری نگاہوں سے پلٹ کر دیکھا قبائلیوں میں سے دس بارہ افراد میری جانب دوڑے چلے آ رہے تھے غضب ہو گیا میں نے دل میں سوچا انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے اور اب شاید وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے چنانچہ میں نے پھرتی سے وہاں سے آگے دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ لوگ مسلسل گولیاں چلا رہے تھے اور کوئی بھی لمحہ ایسا ہو سکتا تھا کہ کوئی گولی میرے بدن کو چھو جاتی یہ بھی صرف تقدیر ہی کی خوبی تھی کہ میں اتنے سارے لوگوں کی چلائی ہوئی گولیوں سے بچ رہا تھا اب یہ دیکھنے کا موقع نہیں تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں بس دوڑ رہا تھا اور وہ لوگ بھی دیوانگی کے عالم میں میرا پیچھا کر رہے تھے میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کچھ دیر کے بعد جنگل نے میری مدد کی اور میں گھنے درختوں میں گھس گیا لیکن ان کی چلائی ہوئی گولیوں سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کسی بھی قیمت پر میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ گولیاں درختوں کے تنوں میں لگ رہی تھیں شاخیں ٹوٹ رہی تھیں لیکن میں دوڑتا چلا جا رہا تھا پھر نہ جانے میں کتنی دور نکل آیا۔ اچانک ہی میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور میں نے آنکھیں بند کر لیں میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں کوئی پانچ فٹ نیچے گرا تھا اور اس کے بعد پیروں کے نیچے نرم اور گیلی زمین آگئی تھی یہ غالباً خشک جوہڑ تھا جس میں میں گر گیا تھا اور اسے گھاس نے ڈھکا ہوا تھا میں سوچ رہا تھا کہ ابھی چند لمحوں کے بعد وہ لوگ یہاں پر بھی پہنچ جائیں گے بلکہ ممکن ہے دوڑتے ہوئے وہ بھی جوہڑ میں ہی آکودیں لیکن بہر حال میں نے اپنے آپ کو سمیٹ لیا اور آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگا۔ میرے کان ان کی آوازوں پر لگے ہوئے تھے اور اچانک ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس جوہڑ کے اوپری حصے سے گزر رہے ہوں وہ مسلسل گولیاں برس رہے تھے اور آگے چلے جا رہے تھے شاید انہیں اس گڑھے کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا اور وہ یہ نہیں سمجھ پائے کہ میں گڑھے میں گر گیا ہوں میرا سینہ دھونکنی کی مانند چل رہا تھا حواس بے حال ہوئے جا رہے تھے لیکن میں آخری حد تک خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا پھر اچانک ہی میرے منہ سے سی کی ہلکی سی آواز نکل گئی اور میرا ہاتھ بے اختیار اس جگہ جا لگا جہاں ایک عجیب چھین کا احساس ہوا میں نے ایک دم اندازہ لگانے کے لئے کہ یہ چھین کیسی ہے اپنی پنڈلی کے اس حصے کو ٹوٹا تو اپنی چیخ نہیں روک سکا۔

وہ دو دو تین تین انچ لمبی سرمئی رنگ کی جونکیں تھیں جو بدن کے کھلے ہوئے حصوں

پر حملہ آور ہو گئی تھیں میری پنڈلی کے علاوہ گردن اور کلائی پر بھی دو تین جونکیں چمٹ گئی تھیں میں نے دیوانوں کی طرح ان جونکوں کو اپنے بدن سے جدا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس طرح جسم میں پیوست ہو گئی تھیں کہ بیان نہیں کر سکتا جب میں انہیں کھینچتا تو وہ ربر کی طرح لمبی ہو جاتیں لیکن کھال سے الگ نہ ہوتیں جونکوں کے بارے میں مجھے یہ علم تھا کہ وہ خون چوستی ہیں میری کوئی کوشش انہیں اپنے آپ سے جدا کرنے میں کارگر نہیں ہوئی اور میں خوفزدہ لگا ہوں سے انہیں دیکھتا رہا اوپر مسلسل گولیاں برس رہی تھیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا پھر جونکوں نے اتنا خون پی لیا کہ وہ خود بخود گوشت سے جدا ہو گئیں لیکن اس گڑھے میں نہ جانے کتنی جونکیں ہوں گی یہ تو لمحوں میں میرا سارا خون نچوڑ لیں گی چنانچہ یہاں سے نکلنا ضروری تھا اور میں نے گڑھے سے نکلنے کی کوششیں شروع کر دیں موٹی گھاس کی جڑوں نے میری مدد کی ورنہ اس گڑھے سے نکلنا بھی آسان کام نہیں ہوتا بمشکل تمام میں اس سے نکلا تھا۔

باہر بھی خطرہ تھا اور نیچے لیکن نیچے کا خطرہ زیادہ ہولناک تھا اگر موت ہی آتی ہے تو کم از کم ایسی گندی جگہ تو نہ آئے چنانچہ میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا کچھ فاصلے پر گھنی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں میں ان جھاڑیوں میں جگہ بناتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور کافی فاصلہ اسی طرح طے کر لیا میرے دائیں جانب ایک بلند ٹیلوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے اسی طرف رخ کیا اور آگے بڑھتا رہا اب صورت حال بالکل بدل گئی تھی۔ اتنا زیادہ حوصلہ شاید کوئی بھی نہ کر سکے کہ اپنی زندگی بلاوجہ داؤ پر لگا دے میں نہیں جانتا تھا کہ اگر میں واپسی کا سفر طے کروں تو کیا صورت حال پیش آئے وہ لوگ مجھ سے پچھڑ گئے تھے اب تو وہ لڑکی بھی میرے ساتھ نہیں تھی ایک طرح سے میں تنہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ اگر واپسی کا سفر طے کیا تو زندگی اور موت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رہے گا چنانچہ میں آگے ہی بڑھتا رہا۔

میرا ذہن خواب کی سی کیفیت کا شکار ہو گیا اب بہت کچھ اوجھل ہو گیا تھا لگا ہوں سے اور سوچنے کا انداز بدل گیا تھا ایک تو بھوک کی نقاہت دوسرے کمبخت جونکیں اتنا خون پی گئی تھیں کہ بدن میں ایک سنسنی کا سا احساس ہو رہا تھا نجانے کتنی دور نکل آیا تھا اب میرے اطراف میں گھنا جنگل تھا اور یہ جنگل ضرورت سے زیادہ گھنا تھا درخت ایک دوسرے میں پیوست تھے اور ان کی شاخیں آپس میں اتنی جڑی ہوئی تھیں کہ دن کی روشنی مشکل سے جنگل کے اندر پہنچ پارہی تھی اور اچھا خاصا اندھیرا سا محسوس ہو رہا تھا میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا

اور فاصلے طے ہوتے رہے مختلف مقامات پر جانوروں کی گلی سڑی ہڈیاں اور آنتیں پڑی نظر آرہی تھیں دن کا وقت تھا لیکن چھراستے تھے کہ خدا کی پناہ مرطوب آب و ہوا کے باعث ان کے بادل کے بادل ایک جگہ سے اٹھتے اور دوسری طرف جاتے دکھائی دیتے۔

نہ جانے کتنا فاصلہ اسی طرح طے ہوا اس کے بعد فضا میں تبدیلی رونما ہونے لگی میں جنگل کے اس انتہائی دشوار گزار اور گھنے حصے سے باہر نکل آیا تھا ہوا میں نمی تھی جس سے یہ اندازہ لگانے میں بالکل دشواری نہیں ہو رہی تھی کہ کوئی دریا جنگل کے بالکل قریب ہے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے ایک کھلا میدان دکھائی دیا جس کے دوسری جانب سرمئی پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا جو شمال سے جنوب تک تاحد نظر چلا گیا تھا۔

سرمئی پہاڑوں کے اس طویل سلسلے کو دیکھ کر میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہاں تک پہنچ جاؤں تو شاید زندگی کی کوئی امید بندھ جائے چنانچہ میں آگے بڑھتا رہا ان لوگوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا جو میرے پیچھے دوڑے تھے بہر حال اس طویل ترین فاصلے کو طے کرتے ہوئے وہ مجھے نظر نہیں آئے تھے میں لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھتا رہا پھر اچانک ہی کہیں دور سے ایک فائر کی آواز سنائی دی پھر دوسرا اور تیسرا فائر اور میں ایک دم سے زمین پر بیٹھ گیا۔

میں نے خوفزدہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا لیکن وسیع و عریض میدان میں کہیں بھی کوئی حرکت نہیں محسوس ہو رہی تھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ گولیاں کون چلا رہا تھا اور کس پر چلا رہا ہے۔ خاصی دیر اسی طرح گزر گئی اور اس کے بعد پھر خاموشی طاری ہو گئی آہ میں کیا کروں کیا کرنا چاہیے مجھے میں نے دل ہی دل میں سوچا اب حواس آہستہ آہستہ جواب دیتے جارہے تھے اور دل چاہ رہا تھا کہ ماحول سے بالکل بے نیاز ہو جاؤں جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا البتہ یہ اندازہ مجھے اچھی طرح ہو گیا تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں اور میری مسلسل تلاش کی جارہی ہے۔



نہ جانے کتنا وقت اسی طرح گزر گیا آہستہ آہستہ پھر ہمت ساتھ دینے لگی تھی اب اس طرح تو اپنے آپ کو نہیں چھوڑ سکتا جس حد تک آگے بڑھ سکتا ہوں بڑھتا رہوں چنانچہ میں آگے بڑھنے لگا دور دور تک کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی میں کب اور کس طرح پہاڑوں کے نزدیک پہنچا اب مجھے اس کا احساس بھی نہیں تھا۔ لیکن پہاڑوں کے دامن میں درختوں کے جھنڈ نظر آرہے تھے جنہیں میں دور سے نہیں دیکھ پایا تھا ان درختوں کے درمیان گھرا ہوا ایک پٹائی سرا مجھے نظر آیا جس کے دامن میں ایک بڑا سوراخ نظر آ رہا تھا جگہ بہت حسین تھی لیکن اس وقت اس جگہ سے لطف لینے کی ہمت نہیں تھی بس میں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی ایسا پرسکون گوشہ مل جائے جہاں میں کچھ وقت گزار کر اپنے آپ کو بہتر حالت میں لاسکوں چنانچہ یہ اندازہ لگائے بغیر کہ اس غار میں کیا ہو سکتا ہے اس میں داخل ہو گیا۔

غار کی سطح ہموار تھی وہ بالکل تاریک تھا لیکن اس میں آگے بڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ میرا تو اندازہ یہی تھا کہ وہ صرف چھوٹا سا ایک غار ہے لیکن اندر داخل ہو کر پتا چلا کہ وہ کوئی غار نہیں بلکہ شاید کوئی وسیع سرنگ تھی پتا نہیں اس سرنگ کا اختتام کہاں ہو میں سوچنے لگا لیکن چلتا رہا اور دل میں یہ خیال قائم کئے رہا کہ اس سرنگ کو عبور کر کے مجھے اس کے دوسرے سرے پر نکلنا ہے بس یہی ایک بہتر طریقہ ہے میں آگے بڑھتا رہا۔

رفتہ رفتہ آنکھیں تاریکی سے شناسا ہوتی جا رہی تھیں میرے دائیں بائیں سرنگ کی دیواریں تھیں جن میں بعض جگہوں پر ایسے پتھر ابھرے ہوئے تھے کہ اگر میں ان سے ٹکرا جاتا تو زخمی ہو سکتا تھا لیکن بہر حال میں ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے آگے بڑھتا رہا پھر کافی

آپ کو اس پلاسٹک کی خول میں شاید کسی خاص بچاؤ کے لئے قید کر رکھا تھا میں خشک ہونٹوں پہ رہاں پھیر کر انہیں دیکھتا رہا کسی کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی تھی پھر عقب سے بھی یہی آوازیں نکلتیں اور ایک بار پھر میں گھوم گیا۔ ادھر بھی چھ ہی افراد تھے۔

میں یہ بات جان گیا تھا کہ وہ مجھے قید کرنا چاہتے ہیں اور غالباً انہوں نے یہ خول جو پہنے ہوئے ہیں۔ یہ بلٹ پروف ہوں گے اور گولی ان پر اثر انداز نہ ہوتی ہوگی لیکن مجھے ہنسی آنے لگی۔ میرے پاس تھا ہی کیا۔ بلا وجہ ان لوگوں نے اتنی کاوش کی تھی چنانچہ میں نے دونوں ہاتھ بلند کر دیئے پھر ان میں سے ایک نے اپنی گن کا رخ تبدیل کیا اور اچانک ہی اس سے ایک ہلکا سا غبار نکلا جو ایک شعاع کی شکل میں میرے چہرے کی جانب بڑھا۔ میں حیران رہ گیا تھا ایک ہلکی سی آواز ہوئی تھی جس طرح کسی بوتل کا کارک کھلتا ہے لیکن میں جانتا تھا کہ یہ غبار کا گولہ بے مقصد نہیں ہے اور نشانہ میرا چہرہ ہے ایک لمحے کے اندر میں اس غبار کے جال میں گرفتار ہو گیا لیکن یہ بھی ایک عجیب بات تھی کہ میرا پورا بدن بھیگ گیا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے پانی میں ڈبو دیا ہو اور پھر میں نے اپنے بدن کو جنبش دینے کی کوشش کی۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ میں مفلوج ہو گیا ہوں اور اپنے اعضاء کو جنبش نہیں دے سکتا لیکن میرے دل و دماغ پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ بس بدن ساکت ہو گیا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی تمام قوتیں موجود تھیں۔

حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے مجھ پر اور میں ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ جواب آہستہ آہستہ مشینی انداز میں آگے بڑھ رہے تھے یہ اندازہ تو مجھے بخوبی ہو گیا تھا کہ وہ رובوٹ نہیں ہیں لیکن ان کے چلتے کا انداز ایسا ہی تھا اور غالباً اس کی وجہ ان کے جسموں پر موجود پلاسٹک یا اس جیسی کسی شے کے خول تھے پھر انہوں نے قریب سے مجھے دیکھا اور اس کے بعد مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے گنیں زمین پر رکھیں اور سارے خول اتار دیئے۔

میری زبان میرے ہونٹوں پر گردش کر رہی تھی۔ غالباً گردن سے اوپر کا حصہ ہی متحرک تھا۔ باقی جسم میرا اپنا جسم نہیں رہا تھا اور اس وقت بھی میں نے دلچسپی سے اپنے آپ کو دیکھا۔ جب ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر مجھے اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ یہ قوی ہیکل آدمی تھا اور اس کے چہرے پر نرمی کے آثار تھے رخساروں پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔ اس نے مجھے اٹھایا تو میں نے یہ بھی دیکھا کہ میرا پورا جسم لکڑی کی طرح اکڑا ہوا ہے۔ پاؤں پھیلے ہوئے ہیں۔ گویا اب میں ایک بے جان مجسمے کی حیثیت رکھتا تھا لیکن ایسا مجسمہ جو سوچ سکتا ہے محسوس کر سکتا ہے۔

فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ سرنگ میں گٹھن نہیں ہے جب کہ کسی غار کے سوراخ میں اتنی دور تک نکل آنے کا مقصد ہو سکتا ہے کہ وہاں ہوا کا گزر نہ ہو اور سانس گھٹ جائے لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا آخر کار اس سرنگ کا اختتام ہو گیا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض ہال میں پایا جس میں چاروں طرف خوفناک دیواریں مجھے گھور رہی تھیں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا لیکن اب آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں اور جو کچھ میں نے اس ہال میں دیکھا اسے دیکھ کر ایک بار پھر میرے دل کی دھڑکنیں رکنے لگیں۔

یہ سب کچھ اجنبی، انوکھا اور ناقابل یقین تھا۔ جن راستوں کو عبور کر کے ہم یہاں تک پہنچے تھے اس کے بعد ایسے پراسرار پہاڑی سلسلوں میں اس طرح کی کوئی چیز نظر آنا ناقابل یقین تھا ہال کی پتھریلی دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی پیشیاں کارٹن چنے ہوئے تھے اور ان کی تعداد غیر معمولی تھی اتنا عظیم الشان سامان ان پہاڑی علاقوں تک پہنچانے کا کیا ذریعہ ہو سکتا ہے کس طرح یہ سب کچھ یہاں تک پہنچا اور اسے یہاں لانے والے کون ہو سکتے ہیں؟ میں پر خیال نگاہوں سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا اور میرے ذہن میں چرخیاں سی چلنے لگیں۔ بہت سے خیالات دل میں آرہے تھے۔ آخری بات میں نے یہی سوچی تھی کہ چونکہ کورنیاں قابل حکومت کے خلاف صف آرا ہیں اور اس وقت دنیا کا ایک ہی انداز ہے جہاں بھی جو کچھ ہو رہا ہوتا ہے اس میں کسی ترقی یافتہ ملک کا ہاتھ ہوتا ہے۔ معصوم لوگوں کو اسلحہ سپلائی کر کے کوئی ایسی کارروائی کر دی جاتی ہے جس کی بناء پر وہ مشتعل ہو جائیں اور مشتعل ہو کر ہتھیار اٹھائیں اور اس کے بعد ظاہر ہے جنگ و جدل کے علاوہ اور کیا رہ جاتا ہے اور جب ہتھیار پاس ہوتے ہیں تو خونریزی کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ مجھے یاد آ گیا کہ جن وحشی قبائل نے امیر حماد وغیرہ پر قابو پالیا تھا۔ وہ جدید ترین اسلحہ سے لیس تھے۔ یقیناً یہ انہی کا ذخیرہ ہے۔

میں یہ تمام باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک ہی عقب میں آٹھیس محسوس ہوئیں اور میں نے گردن گھمائی ایک بار پھر مجھ پر حیرت کے شدید جھٹکے لگے تھے وہ چھ آدمی تھے لیکن انہوں نے سر سے پاؤں تک پلاسٹک کا ایک عجیب سا خول پہنا ہوا تھا جس کے آر پار نظر آ سکتا تھا۔ بس ان کے پیروں کی جگہ کھلی ہوئی تھی اور پلاسٹک کے خول میں سوراخ تھے جن سے ان کی عجیب و غریب انداز کی گنیں جھلکتی نظر آرہی تھیں ان گنوں کی نالیں کوئی دو انچ چوڑی تھیں۔ ویسے پلاسٹک کے خول کے اندر ان کے لباس بھی نظر آرہے تھے اور چہرے بھی۔ انہوں نے اپنے

خزانے کا دروازہ کھولا جائے۔ نہ جانے کیا کیا کچھ نظر آتا ہے۔ کم از کم اور کچھ نہیں تو وقت گزاری کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ میں کافی دیر تک وہاں لی۔ ان تمام باتوں پر غور کرتا رہا۔

وقت کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکا تھا۔ بدن بے جان تھا دماغ متحرک اور سوچوں کے علاوہ میرے پاس کرنے کے لئے اور کچھ نہیں تھا۔ بھوک وغیرہ کا بھی کوئی احساس نہیں تھا نہ کسی شے کی طلب محسوس ہو رہی تھی لیکن ان لوگوں نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا۔ یہ الگ بات ہے کہ میں وقت کا تعین نہیں کر سکتا تھا۔ وہ آدمی آئے تھے اور ان میں سے ایک کے ہاتھوں میں کھانا وغیرہ موجود تھا۔ ان میں سے ایک نے میرے قریب پہنچ کر میرے جسم کو سیدھا کیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا چھوٹا سا پستول میری جانب کر کے فائر کر دیا۔ ہلکی ہلکی نرم شعاعیں میرے بدن کی جانب لپکی تھیں اور چند ہی لمحوں میں میرے بدن میں خون کی روانی متحرک ہو گئی۔ بدن میں ایک شدید سنسنی کا احساس ہو رہا تھا لیکن یہ لحاظ بہت مختصر تھے اور مجھے کسی ناگوار کیفیت کا احساس بھی نہیں ہوا تھا پھر میرا بدن جنبش کرنے لگا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ کیفیت اسی خاص ذریعے سے ختم کر دی گئی ہے جس خاص ذریعے سے مجھ پر طاری کی گئی تھی میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دوستوں۔ خوب شہیدے دکھا رہے ہو۔ میں تمہارے ان شہیدوں سے متاثر ہوں۔ بے شک یہ ایک عجیب سی چیز ہے۔“

”سنو۔ تم یہاں ہمارے قیدی ہو۔ کیا تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو۔“

”میرے تسلیم نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔“

”لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تمہیں ایک پیش کش بھی کی جاتی ہے۔“

”کیا؟“

”دیکھو۔ یہ سب کچھ اتنا مستحکم ہے کہ تم اگر اعلیٰ درجے کے ذہین انسان ہو تب بھی یہاں اپنے لئے کوئی ایسا راستہ تلاش نہیں کر سکتے جو ہمیں نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن سکے۔ ہم سب محفوظ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا محفوظ رہنا ضروری ہے اگر تم کوئی کارروائی کرو گے تو بے شک ہو سکتا ہے تم اپنی ذہانت سے ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکو لیکن اس کے بعد تمہیں پھر ہمارے چنگل میں آنا ہوگا البتہ اس کا فیصلہ تم خود بھی کر سکتے ہو کہ جب کوئی کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو

وہ مجھے لئے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ایک اور سوراخ میں داخل ہو کر وہ ایک لمبی سرنگ سے گزرے اور آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ سرنگ کشادہ تھی روشن تھی اور میں تمام چیزوں کو دیکھ کر ششدر تھا۔ ذہن بدستور کام کر رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کورنیاں قبائل جو کچھ کر رہے ہیں وہ کسی بہت بڑی طاقت کی ایما پر کر رہے ہیں اور اس طاقت نے یہاں اپنے طور پر ایک پورا کارخانہ حیات بنا رکھا ہے یہاں سے وہ اپنے مشن کو کنٹرول کر رہی ہے اور بڑے اعلیٰ پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔ یہ تو دنیا بھر میں ہو رہا ہے ہر جگہ کوئی نہ کوئی کسی قسم کا جال پھیلائے ہوئے موجود ہے اور معصوم لوگ ہمیشہ آلہ کار بنتے ہیں۔

سرنگ کا خاتمہ بھی غاروں ہی کے ایک سلسلے میں ہوا۔ آہستہ آہستہ میری حیرت رفع ہوتی جا رہی تھی اور اب میں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اصل قصہ کیا ہے۔ چنانچہ اس ہال میں داخل ہونے کے بعد وہ لوگ مجھے ایک ایسی جگہ لے گئے جسے کمر اکھا جاسکتا تھا۔ پتھروں سے آراستہ تھا اور اس میں بستر وغیرہ پڑا ہوا تھا۔ بڑی عمدگی سے اس جگہ کو آراستہ کیا گیا تھا۔ مجھے ایک بستر پر لٹا دیا گیا اور میں خاموشی سے اپنی جگہ لیٹ گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ لوگ چلے گئے تھے۔ انہیں اس بات کا اعتبار تھا کہ اب میں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔ جب بدن ہی مفلوج ہو جائے تو پھر باقی انسان اور کیا کر سکتا ہے۔ جب وہ چلے گئے اور چاروں طرف مکمل خاموشی طاری ہو گئی تو میں نے اپنی اس نئی افتاد کے بارے میں سوچا اور دل ہی دل میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

”مائی ڈیئر۔ ابھی تو دیکھو نہ جانے زندگی کے کون کون سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے

ویسے ایک دلچسپ بات ہے اور اگر انسان خوش ذوق ہو تو سوچ سکتا ہے کہ زندگی میں کیا کیا دلچسپیاں پیدا ہو جاتی ہیں کیسے کیسے مسائل سے انسان گزرتا ہے وہ تو گویا زندگی نہیں گزارتے جو ایک جگہ پیدا ہوتے ہیں نوکریاں کرتے ہیں شادیاں کرتے ہیں بچے پیدا کرتے ہیں بوڑھے ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ بس زندگی کی کہانی اگر اتنی ہی مختصر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں تو ہزاروں زندگیوں کا مالک تھا۔ میری زندگی میں تو اتنے واقعات آچکے تھے کہ اب اگر میں انہیں جمع کرنے کی کوشش کرتا تو شاید اس میں میری یادداشت میرا ساتھ نہ دے پاتی۔ یادداشت کے تصور سے ایک بار پھر ذہن میں ماضی کی یادیں تازہ ہو گئیں اور ماضی درحقیقت ایک ایسا خزانہ ہوتا ہے جو انسان کی اپنی ذات میں پوشیدہ ہوتا ہے اور جب بھی اس

پھر دوسرا بھی اسے نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچتا ہے۔

”ٹھیک ہے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا تو میں بھی بے وقوف آدمی نہیں ہوں۔“

”بس ہم یہی چاہتے ہیں تم سے یہ ساری گفتگو کی جائے گی کہ تمہیں یہاں کیوں قید کیا گیا ہے۔ ہم تم سے کیا چاہتے ہیں کیا مقصد ہے ہمارا لیکن اس کے لئے تھوڑا سا وقت درکار ہوگا۔ اس دوران تم بالکل پرسکون رہو۔ یہ جگہ تمہارے لئے نہایت موزوں ہے۔ تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔“ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور ان سے کہا۔

”میں اس کے لئے شکر گزار ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ جب تک کوئی ایسی مجبوری درپیش نہ ہو جس کے تحت مجھے اپنے ذہن کے خلاف کام کرنا پڑے۔ میں یہاں کچھ نہیں کروں گا۔ پرسکون رہوں گا۔“

”شکریہ۔ انسان کو انسان پر اتنا بھروسہ ہونا چاہیے۔ جس وقت یہ بھروسہ ختم ہو جائے گا میرا خیال ہے انسانیت کا نام لغت سے مٹا دیا جائے گا۔ ہم تم پر مکمل اعتبار کرتے ہیں۔“

اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے واپس چلے گئے۔ میں نے دلچسپی اور حیرت سے شانے اچکائے۔ واقعی بڑے عجیب لوگ تھے۔ یہ تو کچھ بہت ہی پراسرار سلسلہ ہے۔ ان لوگوں کا کوئی خاص مشن ہے کیا۔ جس شرافت کا یہ مظاہرہ کر رہے ہیں عموماً ایسا ہوتا تو نہیں ہے لیکن اس شرافت کے جواب میں شرافت ہی کا سلوک کیا جائے تو کم از کم اپنا معیار متاثر نہیں ہوتا۔ کھانے کی جانب متوجہ ہوا۔ پھل تھے دودھ کی بنی ہوئی اشیا تھیں پانی تھا اور بس۔ اس کے بعد ایک شخص بہت عمدہ قسم کی کافی بھی لے کر آیا تھا اور اس نے کافی کے برتن میرے سامنے رکھ دیئے تھے۔ میں نے بے تکلفی سے کھانا کھایا اور اس کے بعد کافی پی پھر یہ دیکھا کہ بدن کو متحرک رکھنے کے لئے کیا ضروری ہے۔ چنانچہ بہت دیر تک چہل قدمی کرتا رہا اور جب کچھ نہ رہا تو آرام سے بستر پر لیٹ گیا۔ وہ لوگ جیسے ایک معزز مہمان کی حیثیت دے رہے تھے مجھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ کچھ میگزین لے آئے۔ تازہ ترین میگزین تھے جنہیں انہوں نے میرے سامنے رکھ دیا۔ اخبارات بھی تھے میں نے حیرت سے یہ ساری چیزیں دیکھی تھیں۔ کوریاں کے جس علاقے تک میں نے سفر کیا تھا۔ وہاں ان تمام چیزوں کا حصول بھی ایک عجوبہ ہی تھا۔ کیونکہ پتا نہیں ان کے ذرائع کیا تھے۔

یہاں تک کہ تین دن گزر گئے اور مجھے یہاں کوئی بے سکونی نہ ہوئی۔ ان لوگوں کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ میں ان کے لئے بے ضرر آدمی ہوں۔ چنانچہ ان کے انداز میں مزید دوستی بڑھ گئی تھی۔ کبھی کبھی مجھے کچھ ایسی آوازیں سنائی دیتیں جیسے کچھ مشینیں چل رہی ہوں۔ میں ان کے بارے میں یہی اندازہ لگاتا کہ یہ ایک پورا کارخانہ ہے جس میں نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے تیسرے دن رات کے کھانے کے بعد کھانے کے برتن واپس لے جانے والے ایک شخص نے مجھ سے کہا۔

”کل آپ کو ہائی کمانڈ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟“

”میرے بھائیو! تم لوگوں کا رویہ میرے ساتھ جس قدر اچھا رہا ہے اس کے بعد تو سچی بات یہ ہے کہ مجھے کسی بھی سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ پھر ناشتے کے بعد کچھ لوگ میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ یہاں پہاڑوں، سرنگوں اور غاروں کا ایک عظیم جال پھیلا ہوا تھا۔ مجھے کئی بیچ دربیچ سرنگیں عبور کرنا پڑیں اور اس کے بعد میں ایک ایسے ہال میں پہنچا جس کے بارے میں کچھ کہنا بس کہنا ہی ہے۔ ایک ناقابل یقین دنیا یہاں آباد تھی اور جس شخصیت کے سامنے مجھے پیش کیا گیا۔ وہ دلکش شکل و صورت کی مالک ایک درمیانہ عمر کی عورت تھی بڑے خوبصورت اور نفیس لباس میں ملبوس۔ ایک ایسی نیم دائرے کی شکل کی میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی جس کی سطح پر لا تعداد ڈائل اور بٹن بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے بغور عورت کو دیکھا۔ وہ بھی مجھے نرم نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

ایک عجیب پر سحر چہرہ تھا جو میرے دل پر نجانے کیسے کیسے اثرات قائم کرتا تھا میں اس کے سامنے پہنچا دیا گیا اور پھر خصوصی طور پر وہ لوگ ایک عجیب سی ٹرائی نما میز دھکیل کر لائے۔ جو اس عورت کی میز کے بالکل سامنے کر دی گئی۔ میز ہی کے درمیانی حصے سے ایک آٹو بینک کرسی باہر نکل آئی اور مجھے اس پر بیٹھنے کی پیشکش کی گئی پھر اس میز کے مختلف حصوں کو کھول کر انہیں میرے ارد گرد پھیلا دیا گیا۔ میری کرسی کی ٹیبلٹی سطح سے ایک اسٹینڈ اوپر کھینچا گیا۔ جس پر ایک گول چھتری نما چیز لگی ہوئی تھی اور اس کے نیچے ننھے ننھے بلب نظر آ رہے تھے۔ ایک عجیب کارروائی کی گئی تھی لیکن میں نے اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ جب وہ لوگ اپنے اس کام سے فارغ ہو گئے تو عورت نے جو دم دم مسکراہٹ کے ساتھ مجھے دیکھ رہی تھی۔ مجھ

سے کہا۔

”معزز مہمان! ان تمام باتوں پر تمہیں حیرت تو ہو رہی ہوگی لیکن تم ہمارے بن بلائے

مہمان بنے ہو۔ ہم تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ چنانچہ سب سے پہلی آرزو

تو انسان کی یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مہمان کے بارے میں جان لے۔ ہم نے ذرا مختلف

طریقہ کار اختیار کیا ہے عموماً اس قسم کے دوستوں کے ساتھ سختی اور زیادتی ہوتی ہے اور دنیا

بھر میں تشدد کے ذریعے انسان سے اس کی شخصیت کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے ہم

عدم تشدد کے قائل ہیں اور ہم نے ایسی مشینیں ایجاد کی ہیں جن کی بناء پر انسان کا ذہن سوچتا

ہے اور زبان بولتی ہے۔ ذہن کے ہر اس خانے کو متحرک کیا جاتا ہے جس سے کچھ معلوم کرنا

مقصود ہو۔ چنانچہ اب ہم تم سے جو سوال کر رہے ہیں تمہاری زبان اس کا جواب دے گی اور

ہمارا کام مکمل ہو جائے گا۔ تم اب تک ہمارے ساتھ بہترین تعاون کر رہے ہو۔ اس کے لئے

میں دلی طور پر تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے عدم تشدد کا موقعہ دیا۔ ہاں اگر تم مجھ سے

میرے بارے میں کوئی سوال کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں جواب دوں گی۔“

”سوالات تو میرے ذہن میں بھی بہت سے ہیں میڈم! لیکن وہ صرف اپنے تجسس کی

تکمیل کے لئے ہیں۔ جو انسانی فطرت کا ایک حصہ ہوتا ہے تاہم میں آپ سے کوئی سوال نہیں

کرتا۔ آپ نے جو کچھ کہا وہ میرے لئے بہت عجیب ہے اور میں اس میں دلچسپی لے رہا

ہوں۔ میں بھی ذرا دیکھوں کہ میری مرضی کے بغیر میری زبان کیسے بولتی ہے۔“ عورت کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

”تو پھر تمہاری اجازت ہے؟“

”اجازت لینے کا بہت بہت شکریہ۔“ میں نے جواب دیا۔

عورت نے ایک بٹن دبایا اور ایک مدھم سی گونج میرے سر پر پیدا ہوگئی۔ اچانک ہی

اس چھتری نما شے میں ایک چرخی سی چلنے لگی تھی اور روشنیاں گھومنے لگی تھیں پھر ان کی رفتار تیز

سے تیز تر ہوتی گئی اور مجھے ہلکا سا چکر آ گیا۔ میں نے عورت پر نگاہیں جمادی تھیں۔ تھوڑی دیر

تک عورت نے اپنا یہ عمل جاری رکھا۔ اس کے بعد بٹن بند کر دیا اور چرخی رک گئی لیکن پھر ایک

سفید لائٹ اوپر سے میرے دماغ پہ پڑی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سر میں ایک کھجلی

سی ہو رہی ہو۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر سر کو اس جگہ سے کھجایا اور اسی وقت عورت کی آواز ابھری۔

پھر اس کے بعد نہ جانے کتنی دیر گزر گئی عورت چلی گئی تھی اور میں یہ سوچتا رہا تھا کہ آخر یہ سب کچھ ہو کیا رہا ہے لیکن پھر وہی طریقہ اپنایا جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کے بارے میں سوچ کر اپنے آپ کو پریشان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں البتہ ایک تبدیلی کو میں نے کچھ وقت کے بعد محسوس کیا تھا وہ یہ تھی کہ آہستہ آہستہ میرے ذہن میں بھی اضطراب پیدا ہوتا جا رہا تھا مجھے یوں لگا تھا جیسے میں نے ماضی کی کوئی جھلک دیکھی ہو ایک ایسی جھلک جس کے بارے میں میرا دل کہتا ہے کہ وہ میرا ہی ماضی تھا لیکن میری اس سے کوئی واقفیت نہیں نہ جانے کتنا وقت گزر گیا ایک بار پھر مجھے تنہائیوں سے واسطہ پڑا تھا۔



حماد اور خاتون نقرہ سے ملا تھا۔ وہ ساری کہانی بے شک میری تھی۔ لیکن اس سے پہلے کی کہانی کس کی تھی میرا ذہن اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا اور پھر یہ عورت! عجیب سی بات تھی عجیب سی بات۔ عورت اس کے بعد خاموش ہو گئی۔

عورت نے چند لمحات توقف کیا پھر اس نے تمام سوچ اور ہٹن آف کر دیئے جو اس کے سامنے لگے ہوئے تھے پھر وہ اپنی جگہ سے باہر نکل آئی تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی مجھ تک پہنچی اس نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ لئے انہیں ہونٹوں سے لگا کر چوما پھر ادھر ادھر دیکھنے لگی وہ تمام لوگ جو وہاں موجود تھے حیرت بھری نگاہوں سے عورت کی یہ کیفیت دیکھ رہے تھے۔ عورت کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگے پھر اس نے رندھی آواز میں کہا۔

”آؤ اسے کھولا اور گرین فور لے چلو۔“

”جی میڈم!“ ان سب نے کہا میں حیرانی سے اس عورت کو دیکھ رہا تھا اب میرے ذہن میں کچھ بھی نہیں تھا میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ میں کیا کیا باتیں اس کے سامنے کر گیا ہوں میرا ذہن کھویا کھویا سا تھا بس اتنا یاد تھا مجھے کہ امیر حماد کے ساتھ یہاں آیا ہوں اور امیر حماد اور دوسرے لوگ مشکل میں پھنس گئے ہیں۔

بہر حال خاموشی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا یہ تمام سوچیں میری اپنی تھیں اگر میں عورت سے کہوں کہ میرے ساتھ رعایت اور انصاف برتتے تو پتا نہیں وہ کیا سوچے گی کیا کرے گی۔ چنانچہ میں نے وعدے کے مطابق اپنے آپ کو پرسکون ہی رکھا اور جب وہ لوگ مجھے لے کر چلے تو میں خاموشی سے چل پڑا۔ عورت ہمارے ساتھ ساتھ آرہی تھی اور میں محسوس کر رہا تھا کہ مجھے آگے لے جانے والے سخت متحیر ہیں کیوں؟ میں نہیں جانتا تھا غالباً عورت نے جس انداز میں میری پذیرائی کی تھی اس سے میں عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا لیکن میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ عورت کون تھی اور میرے ساتھ یہ رویہ اس نے کیوں اختیار کیا تھا ایک اور سرنگ عبور کرنے کے بعد ہمیں سیڑھیاں ملے کرنی پڑیں پھر ایک پلیٹ فارم جیسی جگہ سے گزر کر ہم ایک اور بہت بڑے ہال میں داخل ہو گئے اب میں باقی باتیں تو بھول چکا تھا۔ یہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ جو میرے سامنے ہے وہ انسانی ہاتھوں کی کاری گری کی انتہا ہے مجھے ایک اور آراستہ کمرے میں پہنچا دیا گیا یہاں بھی زندگی کی تمام آسائشیں موجود تھیں۔

”بھلا دانش منصور کا یہ چہرہ کیسے ہو سکتا ہے لیکن وہ جو کہانیاں کائنات میں بکھری پڑی ہیں جن میں کہا جاتا ہے کہ آنکھ غلط کہتی ہے، دل صحیح سوچتا ہے میں تمہیں اس کے پاس چھوڑے جاتی ہوں اس کے دل میں اپنی جگہ تلاش کرو یاں بس میں تمہیں یہ یقین دلانا چاہتی ہوں کہ یہ دانش منصور ہی ہے میں چلتی ہوں اور ایک بات تم ذہن نشین کر لو ہماری تقدیر ہے کہ دانش منصور اتفاقاً خود ہی ہم تک پہنچ گیا ہے اور میں اسے بھی قدرت کا ایک عمل سمجھتی ہوں۔ دانش منصور کو جتنے عرصے ہم سے جدا رہنا تھا وہ رہا اور آخر کار تمہاری دعائیں رنگ لائیں۔ اب تم دل کے راستوں کو دیکھو میں عمل کا راستہ دیکھتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ آخر کار سب کچھ ٹھیک کر لوں گی میں چلتی ہوں۔“

وہ وہاں سے واپس نکل گئی یہ گفتگو میں نے بھی سنی تھی لیکن عقل نے کوئی ایسی بات تسلیم نہیں کی تھی بھلا میں دانش منصور کہاں سے ہوں میں تو لائن ہارٹ ہوں اور وقت مجھے مختلف نام دیتا رہا ہے اگر یہاں دانش منصور کے نام سے زندگی مل سکتی ہو تو دانش منصور ہی سہی زندہ تو رہنا ہی ہے جب تک سانسوں کی آمد و رفت باقی ہے۔ وہ لڑکی مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر آہستہ سے چل کر میرے قریب آ گئی اور سرسراہتی آواز میں بولی۔

”تم دانش منصور ہو؟“ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

”وہ رحم دل خاتون جو مجھ پر انتہائی مہربان رہی ہیں جو کچھ تم سے کہہ گئی ہیں اگر تم چاہو تو اسے تسلیم کر لو البتہ ایک بات میں تم سے کہنا چاہتا ہوں لڑکی کیا نام ہے تمہارا؟“ لڑکی نے مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔

”رخسار۔“

”تو رخسار کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر اپنے آپ کو اس طرح داغ دار نہ کر لینا کہ غلط فہمی دور ہونے کے بعد تمہیں دکھ ہو ویسے دانش منصور سے تمہارا کیا رشتہ تھا؟“

لڑکی کے ہونٹوں پر ایک مدہم سی مسکراہٹ ابھری آنکھوں میں زندگی کی چمک پیدا ہوئی اور اس نے کہا۔

”دانش منصور سے میرا روح کا رشتہ تھا۔“

”روح کا رشتہ؟“

پھر میں نے پہلی بار ایک اور شکل دیکھی وہ ایک نوجوان اور حسین لڑکی تھی جو عورت کے ساتھ میرے پاس آئی تھی اور دونوں میرے سامنے بیٹھ گئی تھیں لڑکی کا چہرہ پتھر کا بنا معلوم ہوتا تھا اس کی آنکھوں میں غم کے ایسے گہرے تاثرات تھے کہ جسے دیکھ کر دل کو ایک شدید دکھ کا احساس ہوتا تھا ایک لمحے کے لئے اس لڑکی کو دیکھ کر میرے دل کی دھڑکنوں میں جو بے ترتیبی پیدا ہوئی تھی میں اس کی وجہ نہیں سمجھ پایا تھا بس یوں لگا تھا جیسے کوئی چیز دل کو چھوٹی ہوئی گزر رہی ہو عورت نے لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”رخسار کیا تمہیں مجھ پر یقین ہے؟“ لڑکی چونک کر عورت کو دیکھنے لگی اس کے پتھر یلے چہرے پر زندگی کی ایک جھلک نمودار ہوئی اور اس نے ہچکچاتی نگاہوں سے عورت کو دیکھا۔

”میں نے ہمیشہ آپ پر اعتماد کیا ہے۔“

”تمہاری ذہنی کیفیت سے میں ناواقف نہیں ہوں۔ بہر حال انسان انسان ہی ہوتا ہے اور اس کی کمزوریاں اگر اس سے دور ہو جائیں تو وہ ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو وہ درویش بن جاتا ہے یا پھر مر جاتا ہے لیکن رخسار میری زندگی یہ دانش منصور ہی ہے اور جو کچھ اس پر گزری ہے اگر تم اسے سن لو تو تمہارا کلیجہ پھٹ جائے۔“

”میک اپ ہے۔“ اس لڑکی نے جسے رخسار کے نام سے پکارا گیا تھا پوچھا۔

”نہیں بلکہ قدرت کا ایک ایسا مسئلہ جس کے بارے میں انسانی دماغ نہیں سوچ

سکتے۔“

”یعنی یہ چہرہ اصلی ہے؟“

بھی نہیں ہو سکتی اگر وہ دل کی بات کہہ گئی ہے مجھ سے تو یقین کرو کہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے دل میں کبھی کوئی ایسی چیز نہیں بسائی جو بعد میں مجھے داغدار کرے لیکن اب تمہاری آواز تک اجنبی ہونے کے باوجود میں یہ بات دل سے تسلیم کرنے لگی ہوں کہ تم دانش منصور ہو۔“

”ٹھیک دانش منصور سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟“

”میں نے کہا تھا نا کہ زندگی کے وہ تمام رشتے جو اس دنیا میں ہوتے ہیں میں موت کے بعد کی بات نہیں کرتی کیونکہ اس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔“

”ٹھیک ہے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“

”کچھ نہیں اب میں تمہاری خدمت کروں گی۔“

”اچھا خیر چھوڑیے آپ یہ بتائیے کون میکو یا کون ہے؟“

”ابھی کچھ نہیں بتاؤں گی جب تک کہ وقت تمہیں سب کچھ یاد نہ دلا دے۔“

”ٹھیک ہے مجھے بھی وقت کا انتظار رہے گا البتہ ایک بات کہوں آپ سے؟“

”ہزاروں باتیں کہو جو تمہارا دل چاہے کہو۔“

”اپنے آپ کو سنبھالے رکھیے آپ یقین کیجئے محترمہ رخسار کہ مجھے خود آپ کو دیکھ کر ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہوتا ہے ایک تصور جو پرچھائیں کی شکل میں میرے ذہن سے گزرتا تھا مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے ذہن میں زندہ ہو گیا ہو مگر میں کیا کہوں کیسے مان لوں کہ ماضی میں میرا نام دانش منصور تھا آپ مجھے بتائیں کہ اگر یہ سب کچھ تھا تو میں یہ سب بھول کیسے گیا؟“

”نہیں تمہیں کچھ یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے کون کہتی ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا بس مجھے ایک بات کی اجازت دو۔“

”کیا؟“

”مجھے اپنے قریب رہنے دو مجھے اپنی خدمت کرنے دو۔“

”یہ تو آپ کی عنایت ہے۔ یہاں کوئی بھی میرے قریب رہ سکتا ہے میں کیسے انکار کر سکتا ہوں اچھا یہ بتائیے کہ اگر کچھ اور سوالات کروں میں آپ سے تو آپ ان کے جوابات دینا پسند کریں گی؟“

”تم اس سے شدید محبت کرتی ہو؟“

”ہاں میری کائنات ہے وہ۔“

”وہ۔ میں نہیں۔ میں نے جواب دیا۔“

”اب میرا دل مجھ سے کہتا ہے کہ تم دانش منصور ہو اپنے آپ کو کتنا ہی بدل لو کسی بھی آواز میں بول لو میرے سامنے لیکن کون میکو دیا کہہ گئی ہے کہ تم دانش منصور ہو تو اس کا مطلب ہے کہ تم ہو۔“

”خیر یہ تمہارے ذاتی معاملات ہیں میں نے تو اس عورت کا نام بھی پہلی بار سنا ہے۔“

”اور میرا؟“

”معاف کرنا تمہارا بھی؟“

”کون کہتی ہے کہ تم یادداشت کھو بیٹھے ہو۔“

”ہاں اس سے انکار نہیں کروں گا۔ مجھے میرا ماضی یاد نہیں عمر کے ایک ایسے حصے تک میں اپنے آپ کو بھول چکا ہوں جسے جوانی کہا جاتا ہے جوانی ہی کے عالم میں کسی نے مجھے میرا نام لائن بارٹ بتایا تھا اور اس کے بعد ہوش و حواس کے عالم میں میرے مختلف نام میرے ذہن تک آئے لیکن میں نے انہیں تسلیم نہیں کیا میں اپنے اس ماضی کی تلاش میں ہوں جس میں بچپن بھی ہے اور جوانی کے اس دور کے واقعات بھی جس دور سے میں نے اپنے آپ کو جانا آخر میرا ماضی کہاں گیا۔“ رخسار مسکرا دی پھر بولی۔

”اور تمہارا ایک ایک لفظ مجھے یقین دلاتا جا رہا ہے کہ میری تقدیر کے ستارے گردش سے نکل آئے ہیں۔“

میں دل ہی دل میں ہنسا اور میں نے سوچا آپ کی تقدیر کے ستاروں کی گردش کا آغاز تو اب ہوا ہے کیونکہ آپ ایک اور بیوقوف لڑکی کی طرح نہ جانے کن خیالات میں گم ہو گئی ہیں۔ وہ جو اپنے اصل شوہر کو پانے کے بعد نہ جانے کیسی کیسی سوچوں سے گزری ہوگی اور آپ اس کا آغاز کر رہی ہیں میں نے ایک دم پوچھا۔

”آپ ایک بات بتائیے محترمہ رخسار؟“

”پوچھو اب جو دل چاہے پوچھو میں کسی جذباتی کیفیت کا مظاہرہ نہیں کروں گی کون غلط نہیں سوچ سکتی اس نے آج تک کوئی غلط بات نہیں کہی وہ اس قدر ذہین ہے کہ غلط فہمی کا شکار نہیں ہو سکتی۔“

”بروہ بات پسند کروں گی جو تمہیں پسند ہو دانش۔“

عورت نے رندھی ہوئی آواز میں کہا عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے ہونٹوں پر مسکراہٹ چہرے پر سرخی شدید جذباتی ہیجان کا شکار تھی وہ رحم آنے لگا مجھے اس پر اور ویسے بھی میں نے سوچا کہ شاید واقعی میرا ماضی ایسا ہی ہو جس میں یہ عورت شامل ہو آہ کاش وہ مجھے یاد آ جائے لیکن یہ بھی فیصلہ کر لیا تھا میں نے کہ سب کچھ یاد آنے سے پہلے اس عورت کو کوئی غلط احساس نہیں دلاؤں گا اتنی اچھی پاکیزہ اور معصوم سی لڑکی کو اگر کبھی کسی دکھ کا سامنا کرنا پڑے تو میں خود ہی اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکوں گا میں نے اس سے کہا۔

”رخسار! آپ میرے ساتھ رہ سکتی ہیں میں آپ کا احترام کروں گا۔“

”شکریہ دانش شکریہ میری روح میری زندگی۔“ اس نے لرزتی آواز میں کہا اس کے انداز میں ایسا کوئی جذباتی ہیجان نظر نہیں آیا تھا کہ وہ دوز کر مجھ سے لپٹ جاتی اور میں نے اسے بتا دیا تھا کہ میں یہ اجازت اسے نہیں دوں گا پھر وہ میری ہر چیز کا خیال رکھنے لگی میں نے اپنے سوال کا ارادہ ترک کر دیا تھا البتہ رات کو بھی جب اس نے میرے کمرے میں یعنی اس جگہ جہاں میں موجود تھا سونا چاہا تو میں نے اس سے کہا۔

”آپ سے ایک بات کہوں رخسار؟“

”کہو۔“

”آپ یہیں سوئیں گی؟“

”ہاں۔“

”لیکن اس کی اجازت میں نے آپ کو نہیں دی ہے ابھی۔“

”کوئی بات نہیں ہے میں صرف اس لئے یہاں سونا چاہتی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ رات میں تمہیں کسی شے کی ضرورت پیش آ جائے ایسا کرتی ہوں باہر اپنے لئے جگہ بنا لیتی ہوں وہاں سو جاؤں گی۔“

”رخسار میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا۔“

”اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دو۔“

”مطلب؟“

”اب مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔“

”پھر دوسری صبح اس سے ملاقات ہوئی میرے لئے صبح کی چائے لے کر آئی تھی خود بڑی نکھری نکھری سی نظر آرہی تھی ایسا لگتا تھا جیسے کسی خاص خیال نے اس کے ذہن سے تمام تھکن اور افسردگی نچوڑ لی ہو میں نے اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا تو وہ بولی۔

”چائے اور اس کے ساتھ یہ بسکٹ اس لئے کہ یہ تمہارا معمول تھا۔“

”گڈ اچھی بات ہے اور یہ مجھے برے نہیں لگیں گے لیکن محترمہ آپ کی چائے کہاں ہے؟“

”پی لوں گی میں۔“

”بھئی آپ کہہ چکی ہیں کہ میرا آپ سے اتنا گہرا رشتہ ہے تو پھر آپ نے خاماؤں کا انداز کیوں بنا رکھا ہے۔“

”میں تمہارے پاؤں کی خاک ہوں دانش۔“

”نہیں پلیز ایسی باتیں نہ کریں میں آپ کا احترام کرتا ہوں چائے لے آئیے ورنہ میں نہیں پیوں گا۔“ وہ ہنسی اور بولی۔

”ابھی لاتی ہوں۔“ پھر وہ میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئی اور چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگی میں نے اپنی پلیٹ سے ایک بسکٹ لے کر اس کی طرف بڑھایا تھا۔

”لیجئے۔“

”نہیں اور ہیں بسکٹ میں لے لوں گی۔“

”یہ لے لیجئے۔“

”ٹھیک ہے۔“ اس نے کہا اور پر مسرت انداز میں بسکٹ اپنے دانتوں سے کترنے لگی۔

”بہر حال اچھی شخصیت تھی اور میں اپنے دل میں اس کے لئے خاصی گنجائش محسوس کر رہا تھا جس عورت کو اس نے کونن میکوویا کے نام سے پکارا تھا وہ بھی اکثر میرے پاس آتی رہتی تھی بہت پر محبت باتیں کرتی تھیں یہ دونوں ہمیں اس مشینی کارخانے کو بالکل نہیں سمجھ پایا تھا نہو اور مجھے مسلسل اس بات پر حیرت تھی کہ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں پھر ایک صبح کونن میکوویا آئی تو اس کے بدن پر ڈاکٹروں جیسا ایپرن بندھا ہوا تھا میرے لئے اسٹریچر لایا گیا تھا اور رخسار نے مجھ سے چلنے کے لئے کہا تو میں ہنس کر بولا۔“

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں کسی غار میں کیسے آگیا۔ معاوہ پٹیاں یاد آئیں جو کچھ دیر قبل چہرے پر کسی ہوئی تھیں لیکن اب ان کا نام و نشان نہیں تھا میں نے حیران نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور اپنی کیفیت کو محسوس کرنے لگا پھر میری نگاہیں سامنے ایک سوراخ پر پڑیں جس پر خوبصورت سا دروازہ لگا ہوا تھا۔ دروازے کے قریب ہی ایک بٹن موجود تھا میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس سوراخ کے پاس پہنچ گیا میں نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ دروازہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ مجھے وہ بٹن نظر آگیا تھا جو بیرونی حصے پر لگا ہوا تھا۔

میں نے اس بٹن پر انگلی رکھی تو دروازہ بے آواز پتھر کے ایک خلا میں داخل ہو گیا اور میں اس سلائیڈنگ دروازے کے دوسری طرف جھانکنے لگا۔ یہ بہت ہی عمدہ قسم کا واش روم تھا میری حیرت انتہا کو پہنچ گئی۔ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے پہاڑوں کے اندر یہ سب کچھ تراشا ہے لیکن اتنا حسین تھا یہ سب کچھ کہ دیکھ کر انسان کی کاریگری پر حیرت ہوتی تھی اندر وہ تمام لوازمات موجود تھے۔ میں نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ شیو تک بنی ہوئی تھی نہ جانے بے ہوشی کے عالم میں یہ لوگ میرے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے رہے تھے۔

لیکن یہ تھے کون؟ کیا یہ پہاڑی مصنوعی ہے یا قدرتی منہ دھویا بال سنوارے پھر اس دوسرے دروازے کے بارے میں سوچنے لگا جو ایسے ہی غار کے دہانے پر لگا ہوا تھا۔ اسے کھولنے کا بھی یہی انداز ہو سکتا ہے میں وہاں سے باہر نکلا۔ جونہی میں باہر نکلا تو میں نے اس دوسرے دروازے سے کسی کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور یہ دیکھ کر میرے دل و دماغ کو شدید جھٹکا لگا کہ وہ رخسار تھی۔

میری زندگی، میری روح، میرے لئے دنیا کی سب سے حسین عورت۔ جسے میں دل و جان سے چاہتا تھا۔ رخسار مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ تو میں تیز قدموں سے آگے بڑھا اور میں نے قریب پہنچ کر اسے اپنے سینے میں سموتے ہوئے کہا۔

”رخسار تم یہاں؟“ رخسار کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی پھر وہ بے اختیار رونے لگی۔ میں نے اسے اپنے سینے سے لپٹائے رکھا۔

”نہیں رخسار پلیز۔ روتے نہیں۔ میری زندگی میری روح میں نہیں جانتا میں کتنے عرصے تم سے جدا رہا ہوں لیکن یہ کون سی جگہ ہے اور میں یہاں کیسے پہنچ گیا ہوں اور تم۔ تم اوہ میرے خدا۔ کیا میں کوئن میکویا کے پاس ہوں؟“

”کیوں خیریت اب کیا میرے دل گردے کبھی نکالنے کا پروگرام ہے یہ ماحول کیوں پیدا کیا گیا ہے۔“

”کچھ تھوڑی سی تکلیف دینا ہوگی تمہیں مائی ڈیر دانش منصور۔“ کوئن میکویا نے کہا۔

”آپ لوگ اتنے اچھے ہیں کہ آپ کے کہنے پر میں ہر تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں تھوڑا سا کچھ بتایا نہیں جائے گا مجھے۔“

”جب اس حد تک ہم پر اعتماد کرتے رہے ہو تو پھر اس اعتماد کو قائم رہنے دو۔“

”ٹھیک ہے چلیے مگر یہ اسٹریچر کی کیا ضرورت ہے۔“

”صرف ایک روایت۔“ کوئن میکویا نے کہا۔

”ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔“ میں اسٹریچر پر لیٹ گیا اور پھر مجھے ایک ایسی جگہ پہنچا دیا گیا ہے جسے آپریشن تھیٹر ہی کہا جاسکتا تھا لیکن ایسے ایسے آلات وہاں موجود تھے جو میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہے تھے ایک بڑا سا اسکرین جو آپریشن ٹیبل کے پیچھے لگا ہوا تھا لا تعداد مشینیں میرا لباس تبدیل کر رہا تھا اور اس کے بعد مجھے آپریشن ٹیبل پر لیٹنا پڑا مجھے بے ہوش کرنے کے لئے ایک گیس استعمال کی گئی تھی جس کے بعد میں سو گیا تھا گہری نیند جو نہ جانے کتنی طویل ثابت ہوئی تھی البتہ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک بیڈ پر تھا میرے چہرے پر پٹیاں کسی ہوئی تھیں میرے ہاتھ پاؤں آزاد تھے میں نے حیرت سے ان پٹیوں کو ٹٹول کر دیکھا نہ جانے یہاں کیسے آگیا۔ شاید میں زخمی ہو گیا ہوں پھر مجھے یاد آیا کہ واقعی جزیرے پر مجھے ایک واقعہ پیش آیا تھا ایک انتہائی مہلک حادثہ جس میں میں نے اپنے وجود کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے محسوس کیا اور اس لمحے کے بعد مجھے یہ اندازہ ہوا کہ میں زندہ بچ گیا ہوں۔ میرا پورا چہرہ زخمی ہے لیکن مجھے اپنے چہرے کے کسی زخم کا کوئی احساس نہیں تھا ذرہ برابر تکلیف نہیں ہو رہی تھی میں نے اتنا ہی سوچا تھا کہ اچانک مجھے ایک ہلکی سی ناگوار بو محسوس ہوئی گویا یہ ایک خوشبو تھی لیکن بتائیں میرے اعصاب اس سے متاثر ہوئے تھے البتہ یہ کوئی خواب آور گیس تھی جس سے مجھے ایک بار پھر بے ہوش کر دیا گیا تھا اور مزید مجھے نہ جانے کتنی دیر بے ہوش رہنا پڑا تھا پھر ہوش آیا تو اس جگہ تنہا تھا جہاں میرا بستر پڑا ہوا تھا لیکن قرب و جوار کی دیواریں ناقابل یقین تھیں۔ محسوس ہوتا تھا کہ باقی سارا ساز و سامان تو غیر قدرتی ہے لیکن یہ جگہ جہاں میں موجود ہوں کسی پہاڑ کے اندر موجود غار ہے۔

رخسار روتی رہی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ بہر حال ماضی کی ہر بات میرے ذہن میں تھی اور میں جانتا تھا۔ اپنی مہم پر میں کس حادثے کا شکار ہوا تھا اور اس کے بعد غائب ہوئے ہوش ہو گیا تھا۔ رخسار روتی رہی۔ میں نے اس سے کہا۔

”رخسار۔ کیا یہ کوئی ایسی جگہ ہے جو ہمارے لئے خطرناک ہو؟“
”نہیں۔“ اس نے سسکی لے کر کہا۔

”تو پھر اتنا رو کیوں رہی ہو۔ اب تو میں ہوں نا تمہارے پاس۔“
”تم دانش ہونا؟“

”ارے۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا میرا چہرہ بدل گیا ہے مگر میں نے تو ابھی اس واٹر روم کے آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھا ہے۔“

”تم دانش ہونا؟“ رخسار نے پھر اسی انداز میں سوال کیا۔
”رخسار کیا میں تمہیں اجنبی لگتا ہوں؟“ میں نے کہا۔
”نہیں۔“ وہ آہستہ سے بولی پھر کہنے لگی۔
”کچھ کھانے کو لاؤں تمہارے لئے۔“

”پہلے یہ بتاؤ کہ میں یہاں کیسے پہنچا کیا میں بے ہوش تھا۔“
”ابھی نہیں۔ کون تمہیں یہ سب کچھ بتائیں گی۔“ رخسار نے کہا۔

”یہ تو میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ کون میکوویا ہی کا ٹھکانہ ہے لیکن تم لوگ مجھے سمندر سے کیسے نکال کر لائے۔ کیا میں کون کے ہاتھ لگ گیا تھا۔“

”یہ سب کچھ تمہیں کون ہی بتائیں گی۔“ رخسار نے بدستور سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔
”ارے بابا ٹھیک ہے مگر تم رونا تو بند کرو۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تمہارے رونے سے مجھے کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔“

رخسار نے آنسو خشک کرنے لگی تھی۔ میں اسے غور سے دیکھتا رہا نہ جانے کیوں رخسار کے انداز میں ایک پراسراری کیفیت میں صاف محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ دیوار میں لگے ہوئے ایک اسپیکر سے آواز آئی۔

”رخسار۔“ اور رخسار چونک پڑی۔ میں نے بھی کون میکوویا کی آواز صاف پہچان لی تھی۔ رخسار نے وہیں سے کہا۔

”ایس کون۔“

”کیا حال ہے مجھے لگ رہا ہے کہ دانش ہوش میں آگئے ہیں؟“

”ایس کون۔“

”انہیں لے آؤ۔ میں بال نمبر پانچ میں ہوں۔“

”بہت بہتر کون۔“ آواز بند ہو گئی۔ میں نے خود کون سے مخاطب ہونے کی کوشش نہیں کی

تھی۔ البتہ جب آواز بند ہو گئی تو میں نے رخسار سے پوچھا۔

”یہ وہی علاقہ ہے نا۔“

”کون سا؟“

”جہاں کون نے اپنا شہر بسا رکھا ہے۔“

”نہیں۔“

”کیا مطلب کوئی اور جگہ ہے یہ؟“

”تمہیں یاد نہیں ہے دانش۔“

”مجھے تو یاد ہے لیکن۔“

”کیا وہ جگہ اس طرح پہاڑوں میں بسی ہوئی تھی۔“

”مگر جو کچھ یہاں موجود ہے وہ تو۔“

”یوں سمجھ لو کہ یہ کون کی ایک نئی دنیا ہے۔“

”کون سے علاقے میں؟“

”یہ جگہ کورنیاں کہلاتی ہے۔“

”کورنیاں۔“

”ہاں۔“

”میرے لئے اجنبی نام ہے۔ کون سے براعظم میں ہے؟“

”آؤ۔ اصل میں یہ حق کون کے پاس محفوظ ہے میں تمہیں اپنی زندگی کی ہر شے دے

سکتی ہوں لیکن جو حقوق کون کے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ ہمیں پامال نہیں کرنے چاہیں۔

”چلو کون کے پاس چلتے ہیں۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے کون میکوویا پہلے سے زیادہ

”کچھ نہیں۔ تم حادثے کا شکار ہوئے تھے ناں۔“

”ہاں کوئن۔ مگر اس کے بعد بہت سی باتیں میرے ذہن میں سوال بن کر اٹکی ہوئی ہیں۔“ میں نے کہا۔

”مثلاً؟“ کوئن مسکرا کر بولی۔

”اصل میں آپ لوگوں کا انداز اس قدر پراسرار ہے کوئن کہ میرا ذہن الجھتا ہے۔“

”نہیں۔ میں تمہارے ذہن کو الجھانا نہیں چاہتی۔ میں نے تم پر جس قدر محنت کی ہے تم

سوچ بھی نہیں سکتے۔“

”کوئن یہ تو میں جانتا ہوں۔ ظاہر ہے میں اس طرح یہاں نہ پہنچ پاتا۔ آپ نے مجھ پر جو کچھ محنت کی ہے۔ میں آپ کا شکریہ نہیں ادا کروں گا۔ کیونکہ اس کیلئے آپ خود ہی مجھے منع کر چکی ہیں۔“

”اور تم نے میرے لئے اپنی زندگی میں جتنی محنت کی ہے دانش میں بھی اس کا شکریہ

نہیں ادا کروں گی۔ کیونکہ ہم دونوں کے درمیان تکلف کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔“

”مانتا ہوں کوئن لیکن تجس میرے ذہن میں ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسی وجہ ہے جس کے تحت آپ مجھے کچھ بتانے سے گریز کر رہی ہیں تو پھر میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ ظاہر ہے اس کی بھی کوئی مناسب ہی وجہ ہوگی۔“ کوئن پھر مسکرا دی اور بولی۔

”ٹھیک ہے دانش۔ میں تم پر احسان نہیں جتانا چاہتی لیکن تم اگر اس بات کے لئے بعد ہو کہ میں تمہیں گزرے ہوئے واقعات بتاؤں تو پھر سنو۔ تم سا لہا سال ہم سے دور رہے ہو اور تمہاری زندگی سے ایسی ایسی داستانیں وابستہ ہوئی ہیں کہ سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔“

”سا لہا سال؟“ میں نے تعجب بھرے لہجے میں سوال کیا۔

”ہاں۔“

”لیکن کوئن۔ میں کیا زخمی حالت میں رہا ہوں۔“

”نہیں۔“

”تو پھر؟“

”دانش۔ اس حادثے نے تمہارے بدن کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ تم زندہ سلامت نظر آ رہے ہو۔ میں اتنی سائنسی قوتیں حاصل کرنے کے باوجود اس سب سے بڑی قوت کی

پراسرار ہو گئی ہے۔“ ہم دونوں اس ہال کے گول دروازے سے باہر نکل آئے۔ رخسار مجھے سنبھل کر بائیں سمت چل پڑی اور میں اس عظیم الشان ہال کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پہاڑوں کے اندر اگر یہ سرنگیں قدرتی ہیں تو ہم انہیں دنیا کا ایک عجوبہ کہہ سکتے تھے۔ ہم ایک دروازے پر بسکے جہاں ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ جسے دبانے سے دروازہ کھل گیا اور اس کے بعد ہم اندر ایک ہال میں داخل ہو گئے ایک بہت بڑے صوفے پر کوئن میکدو یا بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم دونوں کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

پورے ہال میں اس وقت ہم تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ میکدو یا چند قدم آگے بڑھی اور میرے سامنے پہنچ گئی۔ وہ مسکراتی لگا ہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

”بیٹھو۔“ کوئن نے سامنے پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں اور رخسار بیٹھ گئے۔ کوئن بھی بیٹھ گئی تھی۔ اس نے رخسار کی طرف دیکھا اور بولی۔

”میں نے تم سے وعدہ کیا تھا ناں۔“

”ہاں کوئن۔“ رخسار نے پھر سسکی لے کر کہا۔

”اوہ۔ بیوقوف لڑکی۔ جب انسان کو اس کی کھوئی ہوئی چیزیں مل جاتی ہیں تو وہ روتا نہیں ہے ہنستا ہے۔ میں تمہیں ہنستا دیکھنا چاہتی ہوں۔ کیوں دانش ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں میں؟“

”ہاں کوئن۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن آپ یقین کیجئے میں سخت متحیر ہوں۔“

”وہ کیوں؟“

”میں ایک ایسے ویران جزیرے میں حادثے کا شکار ہوا تھا جہاں مجھے کسی کے پہنچنے کی امید نہیں تھی اور حادثہ بھی خدا کی پناہ۔ مجھے تو یوں لگا تھا جیسے میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہو۔“ کوئن نے پھر رخسار کی طرف دیکھا اور مسکرا دی۔

”آپ کی مسکراہٹ بڑی پراسرار ہے کوئن سوال کر سکتا ہوں کہ کیوں؟“

”سوال نہ کرو۔“ کوئن نے کہا۔

”لیکن نہیں۔ ٹھیک ہے۔“ میں نے فوراً بولنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

”نہیں کہو۔ کیا کہہ رہے تھے؟“

”میں جاننا چاہتا ہوں کوئن کہ یہ سارا گورکھ دھند کیا ہے؟“

رہے ہوں گے۔ اب تو کچھ یاد نہیں تھا۔ بہر حال میں کافی دیر تک اس تاثر میں ڈوب رہا پھر میں نے مسکرا کر رخسار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر خدا نخواستہ میں اپنی اصل حیثیت میں واپس نہ آتا تو کون تو میری رخسار مجھ سے دور ہو جاتی۔“ رخسار کی آنکھوں سے آنسو اہل پڑے تھے کون نے کہا۔

”تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ رخسار نے تمہارے بغیر یہ زندگی کس طرح گزاری ہے۔“

”میں تصور کر سکتا ہوں کون لیکن کون اب ایک اور سوال میرے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔“

”وہ بھی پوچھو۔ میں آج کا وقت تمہارے لئے مخصوص کر چکی ہوں۔“

”یہ کورنیاں کون سا علاقہ ہے کون۔ کیا آپ کی اس لیبارٹری کے آس پاس کا؟“

”لیبارٹری۔“ کون نے افسوس بھرے انداز میں کہا۔

”کیوں؟“

”وہ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔“

”کک..... کیا؟“

”ہاں۔ یہاں ان پہاڑوں میں میں نے جو مختصر سے انتظامات کئے ہیں۔ تم یوں سمجھ لو

یہ میری زندگی کا بہت بڑا المیہ ہے۔“

”کون اس کا مطلب ہے کہ ہم۔“

”ہاں۔ اس پرانی جگہ سے ہزاروں میل دور۔ اب ہم وہاں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔“

”مگر..... مگر“

”تم محسوس نہیں کرتے۔“

”محسوس تو کر رہا ہوں کون لیکن یہ سوچا تھا میں نے کہ آپ کے لئے یہ سب کچھ تعجب

خیز نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ آپ یہ سب کچھ کسی بھی جگہ بنا سکتی ہیں۔“

”ایسا ہی ہوا ہے۔“

”مگر وہاں کیا ہوا تھا؟“

”بس کچھ سازشی عناصر ہمارے درمیان گھس آئے تھے۔ وہ کئی ملکوں کے نمائندے تھے

اور انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مجھے تباہ و برباد کر کے رہیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے

دل و جان سے قائل ہوں جو اپنی مخلوق کے لئے صحیح فیصلے کرتی ہے۔ تمہارا زندہ بچ جانا ایک عجوبہ ہے۔ غالباً تمہیں کسی ایسی شخصیت نے حاصل کر لیا۔ جو سرجری میں کمال رکھتی تھی اور پھر تم اس کے پاس رہے وہ ایک جزیرہ تھا لیکن کون سا جزیرہ یہ بات تمہارے اپنے ذہن میں بھی نہیں ہے وہاں سے تم ایک سمندری جہاز کے ذریعے چلے اور اس کے بعد زندگی کی اتنی الجھنوں میں گرفتار ہوئے کہ اگر ان کی کہانی ترتیب دینے بیٹھا جائے تو ایک طویل کتاب بن سکتی ہے اور اس کے بعد تم کورنیاں پہنچے اور مجھے اس طرح ملے کہ تمہاری شکل بالکل تبدیل تھی لیکن بس تقدیر ہم پر مہربان تھی کہ ہمیں تمہارے بارے میں علم ہو گیا کہ تم دانش منصور ہو اور پھر ظاہر ہے دانش میری زندگی کی کاوشیں اگر تمہارے کام نہ آتیں تو میں ان کاوشوں پر لعنت بھیج دیتی۔“

”کیا واقعی کون؟“ میں نے شدید متحیرانہ انداز میں کہا۔

”ہاں ایسا ہے۔ رخسار سے پوچھ لو۔ جس نے تمہارے بغیر ایک طویل زندگی گزاری ہے۔“

”اوہ میرے خدا۔ یہ تو واقعی بڑی عجیب کہانی ہے لیکن کون میرا چہرہ۔“

”تمہارا چہرہ از سر نو تبدیل کیا گیا ہے۔ میں نے اور رخسار نے مل کر یہ کام کیا ہے۔“

”یعنی میرا چہرہ بالکل اجنبی ہو چکا تھا؟“

”اتنا کہ اگر تم اسے دیکھ لیتے تب بھی نہ پہچان پاتے۔“

”خدا کی پناہ اور کون جو داستانیں میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ کیا آپ کو ان کے بارے

میں بھی تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں؟“

”کسی حد تک صرف تمہاری زبانی۔“

”کیا وہ داستانیں میرے علم میں آ سکتی ہیں کون؟“

”نہیں۔“ وہ خوابوں کی کہانیاں تھیں۔ آنکھ کھل جانے پر خواب پس منظر میں چلے

جاتے ہیں۔“

میں نے ایک گہری سانس لی اور رخسار کو دیکھنے لگا۔ اب یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ کون یا

رخسار چھوٹ بول رہی تھیں لیکن یہ حقیقت تھی کہ یہ سب کچھ میرے لئے بڑا عجیب تھا۔ نہ

جانے وہ کیا کیا داستانیں ہوں گی۔ نہ جانے کون کون لوگ میری اس اجنبی زندگی سے وابستہ

اپنی قسم پوری کر دی۔ کاش وہ زندہ بچ جاتے تو میں انہیں خوش آمدید کہتی اور مبارک باد دیتی۔
”تو وہ۔ وہ۔“

”ہاں۔ انہوں نے ہماری برسوں کی کاوش پر پانی پھیر دیا، تباہ کر دیا۔ ہماری اس لیبارٹری کو۔ ان کا تعلق دنیا کے کئی ملکوں سے تھا اور ساری دنیا نے مل کر میری اس لیبارٹری کا پتہ لگایا تھا اور پھر انہوں نے اپنی زندگیاں دے کر میری وہ تجربہ گاہ تباہ کر دی۔“
”مکمل طور سے“

”تقریباً یہی سمجھ لو۔ بس تھوڑا بہت سامان بچا تھا جسے میں اپنے ذرائع سے نکال کر لے آئی اور پھر میں نے وہاں سے اتنے فاصلے پر کورنیاں کے اس علاقے میں اپنی یہ تجربہ گاہ بنائی۔“

”گویا۔ میری بے ہوشی اور خود فراموشی کا یہ عرصہ اتنا طویل رہا۔“
”اس سے بھی زیادہ طویل۔ اگر تم نے ان پہاڑوں کا اندازہ لگایا ہے تو سمجھ لو یہ کتنے عرصے میں اس قابل ہوئے ہوں گے۔“

”اور اتنے عرصے میں آپ سے دور رہا کون۔“
”مجھ سے بھی اور رخسار سے بھی۔“ کون نے جواب دیا۔
”لیکن وہ۔ وہ لوگ۔“

”میں نے کہا ناں انہوں نے اپنے قومی جذبوں کے تحت میری وہ لیبارٹری تباہ کی۔ حالانکہ وہ سب کچھ غلط تھا۔ ارے کم از کم مجھ سے میرا موقف تو معلوم کر لیتے۔ جو کچھ میں کر رہی ہوں۔ انسانیت کی بھلائی کے لئے ہی تو کر رہی ہوں۔ میں نے کون سی دنیا میں تخریب کاری کی ہے۔“

میں خاموشی سے کون کی یہ باتیں سنتا رہا۔ واقعی کون بہت غم زدہ تھی جو کچھ اس نے کیا تھا وہ میں دیکھ چکا تھا اور وہ سب کچھ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی اور پھر ایک ایسا انسان جس کی عمر ڈھل رہی ہو اور اسے یہ امید نہ ہو کہ اب اپنی زندگی میں وہ سب کچھ کر سکے گا جو اس نے کیا تھا کون کے دل میں بھی گہرے گھاؤ ہیں۔ میں ان کی تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ کافی دیر تک میں خاموش رہا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

”لیکن آپ فکر نہ کریں کون۔ میں اب بھی آپ کے مشن کا ساتھی ہوں۔ جن ممالک

نے آپ کے خلاف یہ ساری کارروائی کی ہے۔ میں ان سے انتقام لوں گا۔ ماضی میں بھی یہی کرتا رہا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ وقت نے ایک بار پھر مجھے اس کا موقع دیا ہے۔“ کون کے ہونٹوں پر ایک مدہم مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔
”نہیں دانش میں اپنی غرض کے لئے اب تمہاری زندگی سے اس سے زیادہ نہیں کھیل سکتی۔“

”میں سمجھا نہیں کون؟“

”اب تم گھریلو زندگی گزارو۔ تمہیں رخسار کو دیکھنا ہے۔ تمہارا اپنا ایک موقف ہے۔ ایک خاندان ہے ایک انداز ہے میرا کیا ہے میں تو اسی طرح اپنی کارروائیاں کرتے کرتے آخر کار ایک دن فنا ہو جاؤں گی۔“

”کون آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ کیا مجھ سے کوئی شکایت پیدا ہوگئی ہے آپ کو؟“
”خدا کی قسم بالکل نہیں لیکن بس بہت عرصہ ہو گیا۔ اب تمہیں دوسرے انداز کی زندگی گزارنی ہے۔“ میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر میں نے افسردہ لہجے کہا۔

”میری زندگی کا کوئی دوسرا انداز نہیں ہے کون۔ آپ جانتی ہیں کہ میری زندگی میں اگر کچھ ہے تو صرف اور صرف رخسار ہے۔ رخسار میرے قریب موجود ہے اور آپ نے جس طرح رخسار کو اپنے ساتھ رکھا ہے اور جس طرح اس کی حفاظت کی ہے۔ بس اس کے لئے میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کے مقصد کے لئے کام کروں۔“

”دانش! جب میں نے یہ سوچا کہ تمہیں اپنے کام کے لئے استعمال کروں تو اس میں میں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اب جب میں یہ سوچ رہی ہوں کہ میرا کام تو ویسے بھی مختصر ہو گیا ہے اور میں اپنی گاڑی چلا رہی ہوں اور مجھے کوئی دقت نہیں ہے تو پھر اب کم از کم میں تمہیں اپنے مقصد کے لئے اپنی قید میں نہیں رکھنا چاہتی۔“

”یہ قید نہیں ہے کون۔ یہ میری خوشی ہے۔“

”اور وہ میری خوشی ہے۔“

”یعنی۔ یعنی۔ یعنی۔“ میں نے کہا

”میں نے کہا ناں اب تم گھریلو زندگی گزارو۔ رخسار کو ایک گھر دو۔“

مجھے اس کا موقع نہیں دینا چاہتے۔“

میں شکست خوردہ لگا ہوں سے کون کون کیلئے لگا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔ ”جیسا آپ مناسب سمجھیں کون۔“

”بہت بہت شکر یہ رخسار۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار ایک دن تمہارا دانش تمہیں ملے گا۔ میں اس کے لئے کاوشیں کروں گی اور مجھے خوشی ہے کہ قسمت نے مجھے اس کا موقع دیا ہے اب آرام کرو میں دیکھتی ہوں کہ میں تمہارے لئے کہاں جگہ بنا سکتی ہوں۔“

پھر میں اور رخسار وہاں سے اٹھ گئے لیکن میرے ذہن پر ایک عجیب سا بوجھ طاری ہو گیا تھا کون کو جو نقصان پہنچا تھا وہ واقعی ایسا تھا کہ کوئی بھی شخص اس سے اپنے آپ کو ذہنی طور پر ملول ہونے سے نہیں بچا سکتا تھا لیکن کون ایسی عورت تھی کہ وہ ان لوگوں کی تعریف کر رہی تھی جنہوں نے اس کی لیبارٹری تباہ کی تھی۔ وہ ان کے ملی جذبات کو سراہتی تھی یہ اس کی عظمت کی انتہا تھی۔ رخسار اور میں ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو ایک باقاعدہ کمرے کی شکل رکھتی تھی ایک خفا تھا۔

دیسابھی دروازہ لگا ہوا تھا۔

”بیٹھو رخسار۔ میں مضمل ہو گیا ہوں۔“ رخسار بیٹھ گئی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کچھ دیر خاموشی طاری رہی پھر میں نے کہا۔

”رخسار۔ کون کے بغیر تم مجھے کچھ نہیں بتانا چاہتی تھیں کیا اب بھی ایسی ہی بات ہے۔“

رخسار نے میرے لہجے میں کوئی خاص بات محسوس کی اور ٹپ کر بولی۔

”اگر تم سمجھتے ہو دانش کہ میں تمہاری کسی بات سے منحرف ہوں تو یہ میرے ساتھ زیادتی ہوگی مجھے بتاؤ تمہارے بغیر میں کیا کرتی؟“

”میں جانتا ہوں۔ ویسے کیا کون نے یہ علاقہ خاص طور سے منتخب کیا ہے؟“

”ہاں اس سلسلے میں اس نے بڑی ذہانت سے کام لیا اور خاصے مشکل ذرائع استعمال

کئے اتنے ساز و سامان کا یہاں پہنچنا کتنا مشکل کام ہو سکتا ہے شاید تمہیں اس کا اندازہ نہ ہو۔“

”مجھے تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہے رخسار! میں تو ایک نومولود بچے کی مانند ہوں۔“

”بہت مشکلات پیش آئی تھیں وہاں جو کچھ تھا وہ تباہ ہو چکا تھا ان سیکرٹ ایجنٹوں نے نہ جانے کس کس طرح وہاں رسائی حاصل کر لی تھی اور اس کے بعد انہوں نے وہاں تباہی پھیلانی وہ سب کچھ ختم ہو گیا جو کون کی زندگی بھر کی کاوشوں کا نتیجہ تھا وہ حوصلہ مند عورت دکھ

”لیکن میں اس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کون۔“

”دانش۔ شاید تم زندگی میں پہلی بار مجھ سے اس قدر ضد کر رہے ہو۔ ورنہ عموماً یہ ہوتا چلا آیا ہے کہ میں نے کوئی موقف اختیار کیا اور تم نے اس کی حمایت کی۔“

”مگر میں آپ سے جدا نہیں ہونا چاہتا کون۔“

”تم سے جدا کون ہو رہا ہے دانش۔“

”آپ مجھے بالکل اسی طرح کام کرنے کا موقع دیں جس طرح میں کام کرتا رہا ہوں۔“

”اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

”تو ٹھیک ہے کون۔ اگر آپ مجھے یہ موقع فراہم نہیں کر سکتیں تو آپ کی مرضی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔“ کون نے سنجیدہ ہو کر مجھے دیکھا پھر بولی۔

”کیا کرنا ہے تمہیں۔ معلوم کر سکتی ہوں میں؟“

”ہاں۔ ان ممالک کے نام معلوم کر کے میں ان سے انتقام لوں گا۔“

”نہیں دانش پلیز۔ اس موضوع پر اتنی زیادہ گفتگو نہ کرو اور تم کچھ نہیں کرو گے۔ دیکھو ان ایجنٹوں نے اپنی زندگیوں قربان کر کے میری لیبارٹری تباہ کی۔ بے شک انہوں نے مجھے ایک ناقابل فراموش نقصان پہنچایا لیکن اپنی زندگیاں دے کر۔ میں ان کے موقف کو ختم نہیں کرنا چاہتی میں انہیں ان کے مشن میں سرخرو کرنا چاہتی ہوں۔“ میں خاموش ہو گیا کون کی

عظمت کو محسوس کر رہا تھا کیا عظیم سوچیں رکھتی تھی وہ عورت اور یقینی طور پر اسے ایک بڑا مرتبہ دیا جاسکتا تھا۔ میں نے ایک بار پھر ضد کی تو اس نے کہا۔

”مجھے اس جگہ نہ لے جاؤ دانش کہ میرا اور تمہارا ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے

میں تمہارے ذہن سے اپنا تصور مٹا دوں گی۔ میں تمہارا برین واش کر دوں گی۔ تمہارا بھی اور رخسار کا بھی اور اس کے بعد تمہارے ذہن میں کون نام کی کسی شخصیت کا تصور تک باقی

نہیں رہے گا تم ایک عام انسان کی حیثیت سے زندگی گزارو گے۔ یہ میں نہیں چاہتی دانش اگر تم میری بات اس وقت مان لیتے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان ایک رابطہ ایک رشتہ رہے گا

جب بھی میرا دل گھبرائے گا میں تم سے مل لوں گی۔ تمہارے پاس پہنچ جایا کروں گی۔ اس سے مجھے کم از کم یہ احساس رہے گا کہ میرا اور تمہارا تعلق قائم ہے جب میں اپنے ان ہنگاموں سے

تھک گئی دانش تو تمہارے پاس آ کر ایک عام انسان کی حیثیت سے آرام کیا کروں گی کیا تم

ابھی لحات سے گزریں تو ٹھیک ہے مجھے اعتراض نہیں ہے۔“
 ”بہر حال دل میں خواہش تو بہت سی ہوتی ہیں اور میں نہیں کہتا کہ کب یہ خواہشیں
 طوفانی شکل اختیار کر جائیں۔“
 ”خواہش؟“

”ہاں رخسار! دل تو چاہتا ہے کہ اپنے ان دشمنوں کو تلاش کروں جنہوں نے بہر حال
 دانش منصور کو تباہ کرنے کے لئے وطن کے اندر رہ کر کارروائی کی ہے۔“
 ”کیا فائدہ پھر ایک مشکل میں الجھ جاؤ گے۔“
 ”بس دل کی بات کر رہا تھا میں۔“
 ”ویسے دانش جہاں تک میرے علم میں ہے وہ دونوں ادارے تمہارے بدترین دشمن
 بن گئے تھے۔“

”روز آرگنائزیشن اور ڈان سنٹر۔“
 ”ہاں انہی کی بات کر رہی ہوں۔“
 ”بس رخسار! وہی بات ہے جب کوئی یہ نہیں چاہتی کہ میں مصروف عمل رہوں تو ان
 تمام باتوں کو نظر انداز کرنا ہوگا۔“
 ”ٹھیک ہے دیکھ لیں گے آگے تقدیر کیا گل کھلاتی ہے۔“ ہم لوگ ہاتھ کرتے رہے
 رخسار اب میری زندگی تھی۔



کا شکار رہی یہ دکھ اس نے اپنے وجود میں اتار لیا اور یقین کرو دانش اب وہ اس قدر خوش نہیں
 ہے جتنا پہلے تھی۔“

”وہ ضد کر رہی ہے رخسار ورنہ سچی بات یہ ہے کہ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔“
 ”وہ اس قدر بضد ہے کہ اگر ہم اسے مجبور کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ اپنے خیال کو
 عملی جامہ پہنا دے گی۔“ رخسار نے کہا۔
 ”نہیں میں یہ نہیں چاہتا ہمارا اس سے رابطہ ضروری ہے اگر وہ اس بات کی خواہش مند
 ہے کہ ہم اس سے علیحدہ رہ کر زندگی گزار دیں تو رخسار ہم ایسا کریں گے۔“
 ”دانش اگر ہم یہاں سے رخصت ہو جائیں تو کہاں جائیں گے۔“
 ”تمہارے ذہن میں کوئی تصور ہے رخسار؟“

”ویسے یقین کرو گھر بہت یاد آتا ہے۔“ رخسار نے کہا اور میرے دل کو ایک دھچکا سا لگا
 میں نے سوچا کہ گھر تو ہمارا تھا لیکن کیا تھا؟ کیسا تھا سب کچھ ختم کر دیا گیا رشید ناگی، مٹھل شاہ
 اور نہ جانے کون کون.... زندگی کے کیا کیا عیش نہیں کئے تھے حالانکہ یہ حقیقت تھی کہ میری
 زندگی تو مہمات میں ہی گزری کبھی کسی کے لئے کبھی کسی کے لئے خصوصی طور پر جو جذبہ اپنے
 وطن کے لئے میرے سینے میں موجزن تھے انہیں بری طرح پامال کیا گیا میں جس نے اپنا
 رواں رواں وطن کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا اس طرح نظروں سے گرا دیا گیا کہ اس
 کے بعد میرے لئے کوئی گنجائش ہی نہ رہی۔“ میں نے افسردہ لہجے میں کہا۔
 ”ہم وطن نہیں جائیں گے۔“

”کیا کریں گے وہاں جا کر۔“
 ”دنیا کا کوئی بھی گوشہ اپنا لیں گے جب خاموشی سے ہی زندگی گزارنی ہے تو ایسا ہی
 کیوں نہ کیا جائے۔“

”ہاں یہی ٹھیک ہوگا ہم اپنے نام بھی تبدیل کر لیں گے۔“
 ”بالکل اب ہمت نہیں ہے دیکھو ناں سب کچھ ہی تو چھن گیا بس چند افراد ہیں جن کی
 یاد دل میں چٹکیاں لیتی ہے الیاس بھائی، نازاں باجی اور وہ چھوٹا سا خاندان اس کے علاوہ ہمارا
 اور تھا کیا؟“ رخسار نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بہر حال ہم حوصلہ مندی سے کام لیں گے کوئی اگر یہ چاہتی ہے کہ ہم بھی زندگی کے

”ہوں۔“ وہ میرے سینے میں آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی۔

”رخسار ڈراؤ کھو تو سہی۔“

”کیا؟“ اس نے بوجھل لہجے میں کہا۔

”رخسار یہ وہ غار نہیں ہے۔“

”کون سا غار؟“

”جہاں ہم مقیم تھے۔“

”میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا نہ جانے کیوں میرا ذہن بوجھل ہے۔“ رخسار نے جواب

دیا۔

”رخسار ہم اس غار میں نہیں ہیں جہاں ہم سوئے تھے۔“

”کیا؟“ رخسار چونک پڑی۔

”ہاں دیکھو چاروں طرف دیکھو یہ تو کوئی بہت ہی عمدہ کمرہ محسوس ہوتا ہے۔“

رخسار بوجھل انداز میں آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھنے لگی پھر اس کے ذہن کو بھی

شاید کوئی جھٹکا ہی لگا تھا دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے اپنے بدن پر چادر سنبھال لی تھی پھر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی اور اس کے منہ سے سرسراہٹ آواز نکلی۔

”میرے خدا یہ کیا ہو گیا ہے؟“

”پتا نہیں ویسے تمہیں یاد ہے ناں کہ ہم غار میں سوئے تھے؟“

”یاد نہ ہونے کا کیا سوال ہے۔“

”تو پھر سوتے سوتے یہ جگہ....“

جو کچھ ہماری نگاہوں کے سامنے تھا وہ خواب نہیں تھا کمرے میں اعلیٰ قسم کے سازو

سامان رکھے ہوئے تھے ٹیلی ویژن، بیڈ روم سائز فریج، فرش پر قالین نہ جانے کیا کیا کچھ اور یہ

سب..... یہ سب کم از کم کورنیاں کے اس غار میں نہیں ہو سکتا تھا ہم دونوں پھٹی پھٹی

نگاہوں سے یہ سارا منظر دیکھتے رہے۔

رخسار کافی دیر تک خاموش رہی پھر بستر سے اتر گئی اس کے پاس میری بات کا کوئی

جواب نہیں تھا وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کھڑکی تک پہنچی جس پر وہ پردہ پڑا ہوا تھا اس نے

پردہ تھوڑا سا سرکایا اور باہر جھانکنے لگی پھر اس کے منہ سے ایک آواز سی نکلی تھی میں خود بھی

تقریباً ڈیڑھ مہینہ گزر گیا ہم لوگ غیر مطمئن نہیں تھے رخسار میرے ساتھ تھی اور ایک طویل عرصے کے بعد مجھے حاصل ہوئی تھی اس لئے میں نے زندگی کی دوسری خواہشات اپنے ذہن سے نکال ڈالی تھیں اس رات بھی ہم غار میں اپنے بستر پر سوئے تھے اور پرسکون نیند لیے رہے تھے لیکن یہ نیند کتنی پرسکون یا کتنی طویل تھی اس کا اندازہ مجھے نہیں ہو سکا اور نہ ہی رخسار کو البتہ جب سورج کی کرنیں ہم تک پہنچیں تو رخسار نے میرے بازوؤں میں انگڑائی لی ہم اپنے بستر پر آرام کی نیند سوئے تھے اور رات چپکے سے گزر گئی تھی اس نے مجھے دیکھا پھر میرے بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرتے ہوئے بولی۔

”جاگو گے نہیں سورج نکل آیا ہے۔“

”ہاں اٹھتے ہیں رخسار۔“ میں نے کہا اور ہم دونوں جاگ گئے اچانک ہی میری نظر

چھت پر پڑی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری آنکھیں مجھے دھوکا دے رہی ہوں چھت میں

اتنا خوبصورت فانوس لٹکا ہوا تھا کہ اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی لیکن چھت..... فانوس.....

میں نے چونک کر دیواروں کو دیکھا سفید رنگ کے پینٹ سے آراستہ دیواریں بہت صاف و

شفاف محسوس ہو رہی تھیں ان سے نگاہیں گزریں تو ایک کھڑکی پر پڑیں جس پر ایک خوبصورت

پردہ پڑا ہوا تھا اور اسی پردے کے کچھ رخنوں سے سورج کی روشنی اندر جھانک رہی تھی میری

نگاہیں چاروں طرف گھوم گئیں رخسار نے شاید ابھی تک اس ماحول کا جائزہ نہیں لیا تھا لیکن

میرے منہ سے سرسراہٹ ہوئی آواز نکلی۔

”رخسار۔“

پکٹ کھول لیا کاغذات کے ساتھ ٹریولر چیک تھے جو میرے نام پر بنے ہوئے تھے اور ان چیکوں کی مجموعی رقم تقریباً ساٹھ لاکھ پاؤنڈ تھی۔

میرا سر چکرا گیا ساٹھ لاکھ پاؤنڈ گویا کوئن میکوویا نے تمام بندوبست کر کے رکھ دیا ہے پھر اور کاغذات تلاش کئے اس دوران رخسار بھی میرے پاس پہنچ گئی تھی اور ان کاغذات کا جائزہ لینے لگی تھی ہمارے پاسپورٹ تھے اور یہاں آنے کے تمام کاغذات جو بالکل حقیقی شکل میں بنے ہوئے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی گلابی رنگ کا ایک لفافہ بھی تھا اور یہ لفافہ میری توجہ کا مرکز بن گیا کیونکہ یہ بند تھا میں نے اسے کھولا تو اس میں سے ایک بڑا سا کاغذ نکلا اور اس کاغذ پر کوئن میکوویا کی درج شدہ تحریر تھی۔

میری زندگی کے بہترین ساتھیو!

”رخسار اور دانش منصور!“ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم لوگوں نے میری زندگی میں ایک ایسا مقام حاصل کر لیا ہے جسے شاید میں آخری سانس تک فراموش نہ کر سکوں ویسے تو لا تعداد افراد سے میرا رابطہ رہا ہے بہت سے افراد نے میرے ساتھ بہت کچھ کیا ہے لیکن دانش تم نے محسوس کیا ہوگا کہ میں نے تمہیں اپنے دل میں ایک خاص مقام دیا تھا میں رشتوں سے ناواقف ہوں اور نہ ہی کسی رشتے کا نام لے کر تم سے اس قربت کا اظہار کروں گی۔ یہ ایک انوکھا رشتہ ہے جو میرے اور تمہارے درمیان قائم ہے دیکھو میں نے ماضی کا صیغہ نہیں استعمال کیا ہر بات میں ہے کہہ رہی ہوں اس لئے کہ میں بھی ہوں تم بھی ہو رخسار بھی ہے ہم ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ ہم رہیں مجھے اپنے آپ سے دور کرو گے تو مجھے دکھ ہوگا اور یہ دوری اسی شکل میں ہو سکتی ہے کہ تم میرے فیصلوں کو قبول نہ کرو اگر تم نے میرے فیصلوں کو قبول نہ کیا تو میں تم سے دور ہو جاؤں گی کیونکہ میں نے جو فیصلے کئے ہیں بہت سوچ سمجھ کر کئے ہیں اور یہ بات آج کی نہیں ہے بلکہ ان برسوں کی ہے جن برسوں میں دانش تم مجھ سے اور رخسار سے دور رہے ہو میں بڑے پچھتاؤں کا شکار رہی ہوں میں نے لا تعداد بار رخسار کو دیکھ کر سوچا کہ میرے کام کی تکمیل تو کسی نہ کسی طرح ہو ہی جاتی لیکن میں نے دو محبت بھرے دلوں کو اپنی غرض کے لئے ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے تم یقین کرو دانش خدا نخواستہ اگر تم کسی حادثے کا شکار ہو کر اس دنیا سے چلے جاتے تو اس بات کا یقین ہونے کے بعد میں یہ سب کچھ ختم کر دیتی اور خود بھی گوشہ نشین ہو جاتی اسی قدر جذباتی ہو گئی تھی تمہارے لئے لیکن امید کی کرن تھی جو میرے

اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔ غالباً ہم کسی عمارت کی بلندی پر تھے اندازے کے مطابق آٹھویں یا نویں منزل ہوگی کیونکہ دوسری طرف کی دنیا بڑی ہنگامہ خیز اور گہرائی میں نظر آرہی تھی ایک بہت چوڑی سڑک تھی اس کے دونوں طرف شاندار شوروم اور دکانیں بنی ہوئی تھی ٹریفک چل رہا تھا یہ دنیا کا کوئی جدید ترین شہر تھا پھر دکانوں پر لگے ہوئے سائن اور دوسری چیزوں سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ یہ لندن ہے ہم لندن کے کسی شاندار علاقے میں موجود ہیں مگر یہ کمراتیقینی طور پر کسی ہوٹل کا کمرہ ہے میں نے جلدی سے دروازے کی جانب دیکھا دروازہ بند تھا میں سنسنی خیز نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا پھر میں نے رخسار سے کہا۔

”یقینی طور پر ہم لندن میں ہیں۔“

”کیسے اندازہ لگایا؟“

”یہ سائن تم دیکھ رہی ہو۔“

”ہاں۔“

”غور کر لو۔“ کچھ لمحوں تک غور کرنے کے بعد رخسار نے کہا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔“

”گویا کورنیاں سے لندن آخر کیسے؟“

”کوئن میکوویا کے لئے یہ مشکل نہیں تھا۔“ رخسار نے کھڑکی بند کی واپس پلٹی ایک عجیب سا احساس ہم پر مسلط ہو گیا تھا جیسے ہم کسی طلسمی دنیا میں زندگی گزار رہے ہوں رخسار نے کہا۔

”ہمارے کپڑے وغیرہ۔“

”ایک منٹ۔“ میں نے کہا اور ایک طرف بنی ہوئی الماری کی جانب بڑھ گیا الماری کھول کر دیکھی تو میرا سر چکرا گیا ہمارے بے شمار لباس بڑی ترتیب سے لٹکے ہوئے تھے ایک طرف رخسار کے لباس دوسری طرف میرے ہر چیز موجود تھی میں نے ان میں سے ایک لباس منتخب کیا اور باٹھ روم کی جانب بڑھ گیا تھوڑی دیر کے بعد میں لباس وغیرہ تبدیل کر کے وہاں سے نکل آیا رخسار کو اشارہ کیا۔ شکر تھا کہ ابھی تک کوئی یہاں آیا نہیں تھا اس کے بعد میں دوسری چیزوں کی تلاشی لینے لگا۔

ایک طرف دو بڑے سوٹ کیس رکھے ہوئے تھے میں نے انہیں کھول کر دیکھا کوئی چیز لاک نہیں تھی ایک سوٹ کیس میں چند کاغذات وغیرہ مجھے پکٹ میں رکھے نظر آئے میں نے وہ

میں قبول کر لو اور میرے اور اپنے درمیان ان رابطوں کی گنجائش رہنے دو جو مستقبل میں کبھی کبھی رہیں گے۔ ہاں اگر تم نے ان سے اختلاف کر کے کوئی ایسا قدم اٹھایا جو مجھے یہ احساس دلائے کہ تم مجھ سے متفق نہیں تھے تو یقین کرو کہ زندگی میں کبھی تم میری صورت نہیں دیکھ پاؤ گے اب وہ سنو جو اس کے بعد کی کہانی ہے۔

تم سمجھ لو کہ جس طرح تم نے اب تک میری ہر ہدایت پر عمل کیا اور میرے لئے زندگی کی بازی لگاتے رہے ہو اسی طرح یہ میری آخری ہدایت ہے شاید اس کے بعد اگر کہیں ضرورت پڑے اور تم مجھے موقع دو تو میں تمہیں کوئی اور ہدایت دے سکوں اگر موقع نہیں دو گے تو جس طرح میں نے پہلے کہہ دیا ہے تو اب یہ سن لو کہ تمہارا نام دانش منصور نہیں ہے اپنے کاغذات اگر تم نے دیکھ لئے ہیں تو یہ سارے کے سارے کاغذات پرنس فیصل کے نام پر ہیں پرنس فیصل اور مسز رخسار فیصل سمجھ رہے ہوں پرنس فیصل کی حیثیت سے تم یہاں وقت گزارو گے ایک شخص کو میں نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے اور اس کا نام ہے ناصر درانی! ناصر درانی یوں سمجھ لو کہ وہ شخص ہے جسے میں نے اپنے آپ سے تمہارے لئے مخصوص کر کے بھیجا ہے اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اسے کیا کرنا ہے لیکن اسے بھی میں نے سمجھا دیا ہے اور میں جانتی ہوں کہ جو کچھ میں نے اس سے کہا ہے یہ وہی کرے گا کیوں؟ اس بارے میں نہ پوچھنا یہ شخص ناصر درانی لندن میں تمہیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرے گا۔ میں نے لندن کا انتخاب تمہارے لئے اس لئے کیا ہے کہ تم اپنی دنیا سے بہت دور نہ جاؤ تمہاری دنیا یعنی تمہارا وطن، تمہارا ملک ممکن ہے حالات اس طرح کا رخ اختیار کر جائیں کہ ایک بار پھر تم اپنے وطن کا رخ کرو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن تم خود سمجھو انسان ہو اس وقت اپنے وطن کی جانب رخ کرنا جب تم دیکھو کہ حالات تمہارے حق میں ہیں کسی جذباتی کیفیت کا شکار نہ ہونا لندن میں تمہیں ایک پرسکون رہائش گاہ ملے گی اور تم یہاں کے حلقوں میں اپنے لئے جگہ بنانے کی کوشش کرو یہ ایک تھوڑی سی رقم میں نے تمہارے لئے رکھ دی ہے لیکن اصل رقم تمہیں ناصر درانی فراہم کرے گا وہ ایک قابل اعتماد شخص ہے اس دوران وہ تمہارے لئے ایک مستقل رہائش گاہ کی کوشش میں مصروف ہے اور اس رہائش گاہ کو حاصل کر کے وہ تم سے ملاقات کرے گا عارضی طور پر میں نے تمہیں اس ہوٹل میں ٹھہرایا ہے تم یقیناً یہ سوچو گے کہ کورنیاں سے لندن تک کا سفر کس طرح طے ہوا اس کہانی کو میرے لئے چھوڑ دو تم خود جانتے ہو میرے پاس ایسے ذرائع

دل میں روشن تھی اور اس کا تعلق کسی سائنسی ذریعے سے نہیں تھا بلکہ اس قدرتی احساس سے تھا جس کا خالق کوئی اور ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ انسان کتنی ہی بلندیوں تک پہنچ جائے ہر جگہ اسے اپنے خالق کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے اور میں نے بھی ہمیشہ اس احساس کو اپنے دل میں زندہ رکھا مجھے یقین تھا کہ تم زندہ ہو اور آخر کار ہمارے درمیان پہنچ جاؤ گے میں نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ اگر ایسا ہو گیا تو پھر تمہیں اور رخسار کو اپنی زندگی سے ہٹا دوں گی کیونکہ میرا کام تو بہر حال جاری ہی ہے یہ اتفاق ہے کہ اس دوران بارسلونا میں ہماری وہ حیثیت ختم ہو گئی لیکن کوئی فرق نہیں پڑتا میں نے یہ سب کچھ دنیا کے لئے ہی کیا تھا اگر دنیا والوں نے اسے قبول نہیں کیا تو یہ ان کی مرضی ہے اور اب بھی میں یہ سلسلہ جب تک میری زندگی ہے جاری رکھوں گی کوشش یہ کروں گی کہ میرے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے اور کچھ مخلص ایسے موجود رہیں کہ جب دنیا اپنے برپا کئے ہوئے طوفان میں مبتلا ہو جائے تو جس حد تک میں یا میرے بعد کے لوگ اس کی مدد کر سکیں ضرور کریں تم سوچ رہے ہو گے کہ میں جذباتی ہو گئی ہوں اور جذباتی باتیں کر رہی ہوں میں یہ کہتی ہوں کہ جذبات ہی تو زندگی کی علامت ہوتے ہیں جذبات اگر انسان کے وجود سے ختم ہو جائیں تو پھر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ انسان انسانی طور پر کیا حیثیت رکھتا ہے تو تمہارے لئے بھی میرے دل میں کچھ جذبات تھے میں جانتی تھی کہ اگر میں تمہیں باقاعدگی کے ساتھ خود سے جدا کروں گی تو تم آخری وقت تک جدوجہد کرو گے لیکن میرا یہ فیصلہ بڑا اٹل تھا اور میں اس کے لئے کوئی گنجائش اپنے اندر نہیں نکال سکتی تھی دانش میرے دوست میرے بہت اچھے دوست بہت سے ایسے مرحلے آئے ہوں گے جب تمہیں میرے فیصلوں سے اختلاف رہا ہوگا لیکن تم نے ان کا اظہار نہیں کیا میں جانتی ہوں میرے اس فیصلے سے بھی تمہیں شدید اختلاف ہوگا کیا ایک ایسی شخصیت کا کوئی اختلاف تم قبول کر لو گے جس نے ہمیشہ تمہیں ایک الگ ہی مقام دیا اگر یہ اختلاف تمہارے دل میں ہے تو پہلی بار تم سے درخواست کروں گی کہ اسے قبول کر لو میرے لئے تمہاری یہ قبولیت ایک تحفہ ہوگی اور میں اس بات پر خوشی کا اظہار کروں گی کہ میں نے جو کچھ تم سے مانگا تم نے اس سے انکار نہیں کیا شاید یہ باتیں تم جذباتی نوعیت کی محسوس کرو اور یہ سوچو کہ میں نے لفاظی کا کھیل کھیل کر تمہیں اپنے مقصد سے متفق کرنے کی کوشش کی ہے نہیں ایسی بات نہیں ہے میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے ایک ایک لفظ میں سچائی ہے اور یہ حقیقتیں تمہیں ہر قیمت پر قبول کرنی ہی پڑیں بہتر یہ ہوگا کہ تم انہیں خوشدلی

ہیں کہ میں یہ کام کر سکوں یہاں کا عملہ تمہیں ایک شہزادے کی حیثیت سے خوش آمدید کہے گا۔
اپنے آپ کو اس حیثیت میں برقرار رکھنا بس اس سے زیادہ اور کیا کہوں مجھے یقین ہے کہ
مجھے میری تمام باتوں کو تسلیم کر کے خوش ہونے کا موقع دو گے
کوئن میکوویا۔“

میں نے یہ خط پڑھا دوسری بار پڑھا رخسار میرے شانے پر ٹھوڑی ٹکائے خود بھی
میرے ساتھ ساتھ خط پڑھ رہی تھی میں نے ایک گہری سانس لے کر خط اس کی جانب بڑھایا
تو وہ بولی۔

”میں نے پڑھ لیا ہے۔“ ہم دونوں اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک صوفے پر جا بیٹھے
دونوں ہی مضطرب تھے خط رخسار کے ہاتھ میں دے دیا تھا میں نے اور رخسار اب بھی اس پر
نگاہیں دوڑا رہی تھی میں نے کہا۔

”رخسار کیا کہتی ہو اس خط کے بارے میں؟“
”میں تمہاری زندگی کی ساتھی ہوں نا فیصل؟“

رخسار نے مجھے دانش کی بجائے فیصل کہہ کر پکارا تھا میں نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ
بولی۔

”ہاں اگر میں تمہیں فیصل کہہ کر مخاطب کر رہی ہوں تو تم اس سے میرے موقف کا
اندازہ لگا لو یعنی یہ کہ میں کوئن میکوویا کی بات ماننے کے لئے خلوص دل سے تیار ہوں۔“

میں نے مسکراتا رخسار کی جانب دیکھا تھا بہر حال اس بات کی خوشی تھی کہ رخسار نے
مستقبل کے لئے اس کا منصوبہ قبول کر لیا تھا اور اب مجھے اپنا فیصلہ سننا ہی تھی۔ تقریباً ایک ہفتے
تک ہم ان تمام جگہوں سے لطف اندوز ہوتے رہے بالکل نوخیز جوڑوں کی مانند ہم ہر جگہ سیر و
سیاحت کر رہے تھے ہر تفریح میں دلچسپی لے رہے تھے ایک ہفتے کے اندر رخسار کا چہرہ اس طرح
نکھر آیا تھا کہ حیرت ہوتی تھی لیکن میرے لئے ایک فکر پیدا ہو گئی تھی اور فکر مند ہونا شاید میری
زندگی کا حصہ تھا نیلے رنگ کی وہ کار مسلسل میرا تعاقب کرتی رہتی تھی جسے میں نے غالباً دوسرے
ہی دن محسوس کر لیا تھا لیکن صرف اتفاق سمجھا تھا تیسرے دن اور چوتھے پانچویں دن بھی وہ کار
میرے پیچھے لگی رہی تھی تو مجھے ذرا سی تشویش ہوئی میں جانتا تھا کہ دانش منصور نہ جانے کس کس
کے لئے قابل توجہ ہے اور اگر اسے کہیں دیکھا جاتا ہے تو بہت سے دلوں میں اس کے لئے

تشویش پیدا ہو جائے گی دل نہیں چاہتا تھا کہ اب ان ہنگاموں میں زندگی بسر کی جائے لیکن
ہنگامے خود میرا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے میں کیا کرتا رخسار کو میں نے اس کار کے بارے میں کچھ
نہیں بتایا تھا لیکن اپنے طور پر اب میں محتاط ہو گیا تھا چھٹے دن بھی جب وہ میرے پیچھے لگی رہی
اور میں نے یہ محسوس کیا کہ تمام تفریحات سے نمٹنے کے بعد جب میں ہوٹل میں داخل ہوتا
ہوں تب وہ کار ہوٹل تک پہنچتی ہے غالباً یہاں تک میرا تعاقب کر کے نگرانی کی جاتی ہے تو میں
نے فیصلہ کر لیا کہ ساتویں دن مجھے اس کے بارے میں آگاہ ہو جانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ
رخسار کو کوئی نقصان پہنچ جائے چنانچہ ساتویں دن ہم نے ایک ایسے علاقے کا رخ کیا جس کے
بارے میں مجھے اچھی طرح معلوم تھا یہ ایک ڈسٹرکٹ تھی لندن کا ایک نواحی علاقہ جہاں
خوبصورت رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں اور ایک ایسی جگہ بھی تھی جہاں سیر و سیاحت کے لئے جایا
جاسکتا تھا چنانچہ ہوٹل کی کار کے ڈرائیور نے میری ہدایت کے مطابق وہاں تک کا سفر کیا نیلے
رنگ کی کار کو میں نے بدستور اپنے ساتھ آتے دیکھا تھا۔

ایک مخصوص علاقے میں جہاں گھنے جنگلات بکھرے ہوئے تھے اور خوبصورت مصنوعی
آبشار بنائے گئے تھے لیکن یہاں عام دنوں میں کوئی بھی موجود نہیں ہوتا تھا بس کوئی سر بھرا ہی
ان دنوں میں یہاں پہنچ جائے تو الگ بات ہے میں نے اس سلسلے کے ڈراپ سین کا فیصلہ کر لیا
میں مسکراتا ہوا کار سے اترا اور رخسار کے ساتھ پہاڑی ٹیلوں گھاس کے قطعوں کا سفر طے کرتا
ہوا دور دراز اور سنسان علاقے میں جا نکلا میں نے اس دوران اپنے عقب کا بھرپور جائزہ لیا تھا
وہ ایک تندرست و توانا شخص تھا خوبصورت لباس میں ملبوس شکل و صورت کا تو مجھے اندازہ نہیں
ہو سکا تھا کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کافی فاصلہ تھا لیکن میں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ وہ
نیلے کار سے اتر کر میری جانب چل پڑا ہے پھر ایک انتہائی محفوظ جگہ میں اس سے نمٹ سکتا تھا
میں نے رخسار سے کہا۔

”رخسار ایک کھیل دیکھنا پسند کر دو گی۔“
”کیسا کھیل؟“

”شاید وہ تمہارے لئے پسندیدہ نہ ہو اور تم اسے دیکھنا مناسب نہ سمجھو۔“
”میں بالکل نہیں سمجھ پائی۔“
”میرا خیال ہے تم مجھے اس کی اجازت دو۔“

”سر آپ نے میرے لباس کی تلاشی لے لی کوئی اور ہتھیار نہیں ہے ناں میرے پاس اب کم از کم آپ اپنا پستول تو استعمال نہیں کریں گے میں آپ کی اجازت سے اٹھ کر بیٹھ سکتا ہوں؟“ اس نے کہا۔

”بیٹھ جاؤ۔“ میں غرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”سر! ویسے میں اس میں اپنا ہی قصور سمجھتا ہوں حد سے زیادہ محتاط ہو جانا بھی آپ یوں سمجھ لیجئے کہ عذاب مول لینے کے مترادف ہے۔“

”کون ہو تم؟“

”آپ کا غلام! آپ کا خادم۔“ اس نے جواب دیا۔

”دیری گڈ تو میرے غلام! میرے خادم سات دن سے تم میرے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہو۔“

”سر! اجازت دیجئے گا اور کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے بغیر میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد آپ کا جو بھی رد عمل ہوگا مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔“ میں تیز نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

رخسار نے ابھی تک اس معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی اور میری ہدایت کے مطابق اس جگہ خاموش کھڑی ہوئی تھی اس نے کہا۔

”آپ کی اجازت ہو تو میں جیب میں ہاتھ ڈال لوں؟“

”کیا مطلب؟“

”کچھ دکھانا چاہتا ہوں آپ کو آپ یہ دیکھ چکے ہیں کہ میرے پاس اور کوئی ہتھیار نہیں ہے اوہ میرے خدا مجھے اس بات کی امید نہیں تھی لیکن مجھے امید ہوئی چاہیے تھی مگر میں کیا کروں۔“

”تم فضول باتیں کر رہے ہو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اگر تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ کار سے تمہارے اور ساتھی نکل کر تمہاری مدد کو آجائیں تو یہ انہی کے حق میں برا ہوگا یقینی طور پر تم خالی پستول جیب میں نہ رکھتے ہو گے۔“

”سر بالکل نہیں! بالکل نہیں پلیز ویسے آپ یقین کیجئے کہ کار میں میں صرف اکیلا تھا میرے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔“

”بھئی کیا کہہ رہے ہو بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آرہی۔“

”دیکھو یہ ایک بہتر جگہ ہے تم یہاں اس چٹان کی آڑ میں ہو جاؤ۔“

”تو پھر؟“

”بس ہو جاؤ۔“

”چلی جاتی ہوں۔“ اس نے کہا اور چٹان کی آڑ میں جا چھپی میں نے بھی اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیا تھا میں نے رخسار کو ہدایت کردی تھی کہ وہ منہ سے کوئی آواز نہ نکالے اور خاموش کھڑی رہے رخسار کے چہرے پر تجسس ابھرا آیا تھا میں بھی دم سادھے انتظار کرتا رہا تھا کوئی تین یا چار منٹ گزرے ہوں گے کہ میں نے نیلی کار سے اترنے والے قوی شکل شخص کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا وہ تجسس انداز میں گردن اٹھا اٹھا کر شاید ہمیں ہی تلاش کر رہا تھا اور قدم قدم آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا پھر جیسے ہی وہ میرے نزدیک سے گزرا اور دو تین فٹ آگے بڑھا میں نے عقب سے نکل کر اس کی کمر پر زوردار لات رسید کی۔

وہ شخص حالانکہ اچھی خاصی جسامت کا مالک تھا لیکن اس بری طرح اچھل کر اونڈھنے منہ آگے گرا کہ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی میں نے فوراً ہی اس پر چھلانگ لگائی وہ اونڈھنے منہ گرا تھا چنانچہ میں اس کی پشت پر سوار ہو گیا اور میں نے اس کی بغل میں ہاتھ ڈال کر اس کے دونوں بازو قابو میں کر لئے اس کا چہرہ بری طرح زمین سے رگڑا گیا تھا۔ میں نے اس کی پشت پر گھنٹا جمایا اور اس کی دونوں کلاں اپنی گرفت میں لے لیں۔

”اگر تم نے ذرا بھی جنبش کی تو میں تمہیں یہیں زمین پر رگڑ کر ہلاک کر دوں گا۔“

”سر! سر! پلیز! سر! پلیز! اوہ خوفزدہ لہجے میں زور زور سے چیخا تھا۔“

میں نے اس کی جیب کی تلاشی لی وہ اپنی جیب میں ریوالور موجود تھا میں نے ریوالور نکال کر اپنے قبضے میں کیا پھر اس کے لباس میں یا بغلی بولسٹر میں دوسرا ہتھیار تلاش کرنے لگا لیکن اس ریوالور کے سوا اس کے پاس اور کوئی ہتھیار موجود نہیں تھا چنانچہ میں اس کی پشت سے اتر گیا اور میں نے اس کو سیدھا کر دیا۔

اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے سیدھا ہونے کے بعد اس نے خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھا میں نے ریوالور اس کی جانب سیدھا کر رکھا تھا دفعتاً اس کے حلق سے ایک قہقہہ آزاد ہو گیا عجیب خوفزدہ سا قہقہہ تھا اور میں اسے کڑی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

”پہن کیا کروں؟“

”سر آپ! یہ بتائیں آپ کو مجھ پر اعتبار تو آگیا؟“

”اب اعتبار نہ آنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔“

”مطلب یہ کہ اب میری پٹائی کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔“ اس نے تکلیف کے باوجود ہنسنے ہوئے کہا۔

”سوری ڈیئر سوری۔“ میں نے کہا اور اس کا لباس جھاڑنے میں اس کی مدد کرنے لگا پھر میں نے رخسار کو بھی آواز دے لی تھی۔

”اب یہ بتائیے مسٹر درانی آپ! اپنی کارڈرائیو کر سکیں گے یا میں کچھ اور بندوبست کروں اس کا؟“

”آہ کیسی عجیب بات ہے حالانکہ مجھے آپ کی خدمت کی ہدایت کی گئی تھی لیکن بہر حال میں کارڈرائیو کر لوں گا اور ہمیں کہیں دور نہیں جانا پڑے گا۔“

”آئیے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کارڈرائیو نہیں کر سکتے تو آپ تکلیف نہ کیجئے گا۔“ وہ تھوڑا سا چلا اپنی کمر کو دو چار جھٹکے دیئے اور پھر بولا۔

”میں کارڈرائیو کر سکتا ہوں آپ براہ کرم میرے ساتھ ساتھ میرا مطلب ہے اپنی کار میں میرے پیچھے آجائیے۔“

”آپ ایسا کریں کارڈرائیو نہ کریں ہوٹل کی کار کا ڈرائیو موجود ہے وہ ہمارے پیچھے اپنی کار کو لے آئے گا کار میں ڈرائیو کرتا ہوں آپ مجھے راستہ بتاتے جانیے کہ کہاں جانا ہے؟“

”شکریہ۔“ اس نے کہا رخسار عجیب سی نگاہوں سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی ظاہر ہے ابھی اسے صورت حال کا کچھ علم نہیں تھا میں نے کار کے ڈرائیو کو ہدایت دی کہ وہ ہمارے پیچھے پیچھے چلا آئے اور خود نیلی کار کا اسٹیرنگ سنبھال لیا ناصر درانی میرے پاس ہی بیٹھ گیا تھا وہ بار بار ہنس رہا تھا۔

پھر اس حسین علاقے کے مختلف حصے طے کرتے ہوئے ہم ایک فارم ہاؤس کے سامنے پہنچے اسے فارم ہاؤس کہا جاسکتا تھا حالانکہ یہ فارم ہاؤس نہیں تھا بلکہ اسی کی طرز کی بنی ہوئی ایک عمارت تھی بڑے سے احاطہ کا چوڑا گیٹ تھا اور اس گیٹ پر ایک چوکیدار متعین تھا جو غالباً نیپال

”بہت سی باتوں پر یقین کر لوں گا لیکن اس میں ذرا وقت لگے گا۔“ میں نے موڈ پرانے انداز میں کہا۔

”جیب میں ہاتھ ڈال سکتا ہوں؟“

”دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو۔“ میں نے کہا اور یہ تو اطمینان مجھے ہو چکا تھا کہ اب اس کے پاس ہتھیار نام کی کوئی چیز نہیں ہے یہاں یہ الگ بات ہے کہ وہ خود کشی کرنے کی کوشش کرے لیکن اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جو چیز نکالی وہ ایک سفید کارڈ تھا اور اس کے ساتھ ایک مڑا ہوا کاغذ میں نے بدستور اس پر نگاہیں جمائے رکھی تھیں اس نے کہا۔

”یہ میرا کارڈ ہے پلیز اگر آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو تو؟“ میں نے پستول سیدھا کئے ہوئے کارڈ اس کے ہاتھ سے لیا اور اس سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر کارڈ پر نگاہیں جمائیں

دیں ایک لمحے میں میرے ذہن کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا تھا اس پر ناصر درانی لکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی تھوڑی سی کچھ اور تفصیلات جس میں اس کی رہائش گاہ کے بارے میں درج تھا ناصر درانی کا نام کوئن میکوویا کے خط میں موجود تھا اور اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ ناصر درانی یہاں میرے معاملات سنبھالے گا میں اسے گھورنے لگا۔

”ہاں میں ناصر درانی ہوں یہ دوسرا کاغذ جو میری تصویر کے ساتھ میرا شناخت نامہ ہے۔“ اس نے دوسرا کاغذ بھی آگے بڑھا دیا تھا اور میں نے اس میں اس کی تصویر کے ساتھ اس کی شناخت دیکھی پھر میں نے کہا۔

”مگر مسٹر ناصر درانی! آپ نے یہ طریقہ کار اختیار کیا تھا؟“

”سر! یہ بھی کوئن ہی کی ہدایت تھی۔“ انہوں نے کہا تھا کہ ”ابتدائی کچھ دن میں دور رہ کر آپ کی نگرانی کروں اور یہ جائزہ لینے کی کوشش کروں کہ کوئی خاص طور سے آپ پر نظر تو نہیں رکھ رہا ہے سر سات دن سے اسی لئے میں آپ کے گارڈ کی حیثیت سے آپ کے پیچھے لگا پھر رہا ہوں ہنسی مجھے اس بات پر آئی تھی کہ میری کیا درگت بنی بس ایک ذرا سی بے احتیاطی کا ش

اس سے پہلے ہی اپنے آپ کو متعارف کروا دیتا آپ کو تو میری ریڑھ کی ہڈی میں یہ تکلیف نہ ہوتی۔“ میں اسے گھورتا رہا اور پھر میرے حلق سے بھی تھقہ آزاد ہو گیا تھا میں نے پستول نیچے کر کے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا اور اسے کھڑا کرتے ہوئے بولا۔

”سوری مسٹر درانی! لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا اب بتائیے

ہو سکتے تھے۔“ میں مسکرا کر خاموش ہو گیا تو وہ بولا۔
”پہلی بات یہ کہ یہ عمارت آپ کی ہے۔“ ناصر درانی نے کہا۔
”کیا مطلب؟“

”آپ کی یہی رہائش گاہ یعنی اگر آپ شہر کے ہنگاموں سے تنگ آ کر سکون کی زندگی اپنانا چاہیں تو اس عمارت میں قیام کر سکتے ہیں عمارت پرنس فیصل نے خریدی ہے اور ان کی یہی رہائش گاہ ہے کون میکوویا نے یہ آپ کے لئے مخصوص کر دی ہے یہاں اس وقت پانچ ملازم ہیں جس میں دو کا تعلق نیپال سے ہے دوسری لٹکن ہیں اور ایک ہندوستانی باشندہ ہے ان میں سے ہندوستانی باشندہ اور نیپالی آپ کا بچن انچارج ہے باقی کچھ چوکیداری کرتے ہیں اور دوسرے کام ان کو آپ کی کمپنی تنخواہ دیتی ہے۔“

”میری کمپنی؟“

”ہاں میں اس کمپنی کے تمام کاغذات آپ کو پیش کروں گا آپ اس کے سب سے بڑے شیئر ہولڈر ہیں وہ تمام چیزیں آپ کو اپنے فلیٹ پر ملیں گی یہاں نہیں۔“
”کیا چیزیں؟“

”میرا مطلب ہے کاغذات وغیرہ کمپنی آپ کو باقاعدہ منافع دیتی ہے جو آپ کے بینک میں جمع ہوتا رہتا ہے اس طرح مالی تحفظ حاصل ہے آپ کو اور آپ لندن میں کسی پرنس کی زندگی با آسانی بسر کر سکتے ہیں۔“

”اور فلیٹ کی کیا بات کہی آپ نے مسٹر ناصر؟“

”یہاں کے ایک خوبصورت علاقے میں آپ کا ایک حسین فلیٹ ہے جو آپ کی شہری رہائش گاہ کے طور پر آراستہ کر دیا گیا ہے وہاں پر بھی تین ملازمین ہیں ایک فرانسیسی ہے دو کا تعلق ہندوستان سے ہے آپ چاہیں تو ان میں دو بدل کر سکتے ہیں لیکن وہ قابل اعتماد ہیں ہندوستانی ملازمین مسلمان ہیں۔“

”ہوں۔“ میں نے مضحکہ خیز سانس لی رخسار بھی سحر زدہ یہ باتیں سن رہی تھی۔

”مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ یہ تمام چیزیں اطمینان کرنے کے بعد آپ کے حوالے کر دوں اور آج میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہا ہوں لیکن اس طرح نہیں میرا مطلب ہے کہ وہ تمام باتیں آپ کو سمجھائے دے رہا ہوں جن کے سمجھانے کی مجھے ہدایت کی گئی ہے آپ

سے تعلق رکھتا تھا چوکیدار نے نیلی کا ردیکھ کر فوراً دروازہ کھول دیا اس کے بعد ایک روش جو اصل عمارت تک چلی جاتی تھی اصل عمارت کے سامنے بڑا سا پور ٹیکو تھا جس میں شیڈ لگے ہوئے تھے اور پھر آگے جا کر اندر جانے کا راستہ جو آٹھ میٹر ہیوں سے گزرتا تھا لیکن حسین عمارت بنائی گئی تھی بڑے گیٹ کے دروازے پر بھی ایک چوکیدار تھا جس نے دروازہ کھولا تھا میں نے ناصر درانی کو سہارا دینا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اب وہ بہتر حالت میں ہے پھر وہ ہمیں لئے ہوئے اندر داخل ہو گیا لندن کی قدیم روایت کے مطابق یہ عمارت خوبصورت اور پرانے قسم کے فرنیچر سے آراستہ تھی لیکن ہر چیز دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی پہلی ہی جگہ ایک وسیع عریض ڈرائنگ ہال تھا جس میں شاندار فرنیچر پڑا ہوا تھا اس نے کہا۔

”اجازت ہو تو میں بیٹھ جاؤں؟“

”آپ بیٹھئے پلیز۔“ میں نے کہا۔ رخسار بھی حیران تھی ناصر درانی مسکراتا ہوا بیٹھ گیا اس وقت ہنسی اور تکلیف کا ایک انوکھا امتزاج اس کے چہرے پر پھیلا ہوا تھا اس نے کہا۔

”سر کیا کون میکوویا نے میرے بارے میں آپ سے کوئی بات کی تھی؟“

”ہاں یہ بتایا گیا ہے مجھے کہ آپ یہاں میرے مفادات کے نگران ہیں۔“

”بے شک اور دیکھیے کیا دلچسپ نگرانی کی میں نے آپ کے مفادات کی جس کے نتیجے میں ریڑھ کی ہڈی تڑوا بیٹھا۔“

”اگر آپ کو زیادہ تکلیف ہو تو میں ڈاکٹر وغیرہ کو.....“

”نہیں نہیں۔ سر! ٹھیک ہو جاؤں گا بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چوٹ زیادہ نہیں محسوس

ہوگی اب جب مجھے بہت زیادہ محتاط رہنے کا مزامل گیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ زیادہ تجسس نہ رکھوں ہو سکتا ہے آپ پھر کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر میری مرمت شروع کر دیں۔ دیکھیں میری بات کا برا نہ مانیے میری عادت ہے ہنسی مذاق کی۔“

”ہاں سنائیے کیا صورت حال ہے؟“

”سر! پروگرام تو یہ تھا کہ مزید دو چار دن آپ کی نگرانی جاری رکھوں دیے اس دوران ذرہ برابر اس بات کا احساس نہ ہو سکا کہ کوئی آپ پر نظر رکھ رہا ہے۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے آپ کے علاوہ اس دوران کسی نے مجھ پر نظر نہیں رکھی۔“

”اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ کس ٹائپ کے آدمی ہیں آپ تو خود میرے بھی محافظ

”سر آپ ذرا اس کی تفصیلات تو دیکھ لیں۔“

”تم نے جو کاغذات مجھے پیش کئے ہیں ناصر درانی، ان میں کیا تفصیلات موجود نہیں ہیں؟“

”ہیں سر!“

”تو پھر مجھے نئے سرے سے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔“

”سر! میرا خیال ہے اصولی طور پر مجھے بے ہوش ہو جانا چاہیے۔“

یہ حقیقت ہے کہ ناصر درانی ہمارے لئے بہت ہی عمدہ شخصیت ثابت ہوا تھا ہم آزاد بنچھی ہو گئے تھے لندن کی کھربلی فضا میں اور وہاں کے پر فضا مقامات نے نئے نئے منصوبے بھی بنائے تھے اور اب ان تمام جگہوں کو ذرا مختلف انداز میں دیکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

بہت سے کردار ایسے تھے جو دل و جان سے قریب تھے اور ان کی قربت کو دل چاہتا تھا ان میں کچھ ایسے بھی تھے جن کا اب اس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں رہا تھا لیکن وہ ہمیشہ یاد آتے تھے جنہوں نے ہمارے لئے اپنے آپ کو زندگی سے دور کر لیا تھا رشید ناگی، میرا پورا گروپ تمام لوگ جنہیں میں نے اپنے لئے مصروف عمل کر رکھا تھا۔ مٹھل شاہ اور بہت سے جو زندہ تھے ان میں صرف ایک ہی گھرانہ تھا۔ نازاں باجی، بھابھی اور اس کے علاوہ وہ چند دوسرے افراد باقی جہاں تک معاملہ میری اپنی ذات کی شناخت کا تھا تو سچی بات یہ ہے کہ وقت نے دل پر اب مرہم رکھ دیا تھا اور میں کچھ خوفزدہ سا ہو گیا تھا اس خیال سے کہ جب بھی میں اپنی ذات کی تلاش کے لئے سرگرداں ہوا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ میرے ماں باپ کون تھے تو مجھے کسی نہ کسی انتہائی مہلک حادثے کا سامنا کرنا پڑا۔ گویا میری تقدیر میں یہ نہیں تھا کہ میں زندگی کا ہر سکون حاصل کر لوں۔ ایک خلش جس نے ابتداء ہی سے سرگرداں کئے رکھا تھا۔ میری تقدیر کا ایک حصہ بن گئی تھی اور میں ساری دنیا اگر کسی تصور سے خوفزدہ تھا تو بس وہ یہی تصور تھا۔ رخسار میرے قریب تھی شاید میرے دل کی ہر بات وہ جانتی تھی اس نے بھی اس تذکرے سے گریز کیا تھا بلکہ اکثر ہم لوگ زندگی کے آئندہ معاملات پہ گفتگو کرتے رہتے تھے کیا ہمیں ایسے خاندانوں سے رابطہ قائم نہیں کرنا چاہیے جو ہمارے ہم وطن ہیں اور یہاں آباد ہیں۔

میں پر خیال انداز میں رخسار کو دیکھنے لگا، نہ جانے کیوں میرا ذہن ابھی اس طرف نہیں

گیا تھا۔

یہاں عیش و آرام کی زندگی بسر کریں آپ کے پاس تین کاریں ہیں جو آپ مختلف انداز میں استعمال کر سکتے ہیں ڈرائیور کے بارے میں ابھی طے نہیں کیا گیا یہ نیلی کار بھی آپ کی ہے اور میں اس کا ڈرائیور۔“

میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا لیکن کون میکو دیا کی محبت سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے ویسے بہت پہلے اس نے کہا بھی تھا کہ اس سلسلے میں جو آسانیاں حاصل ہو رہی ہیں ان کا ایک معاوضہ ہے جو مجھے بہر حال ادا کر دیا جائے گا۔ میں نے تو کبھی اس بارے میں سوچا بھی نہیں تھا لیکن آج کون میکو دیا نے اپنا وہ کہا پورا کر دیا۔ میں اس سے بہت متاثر تھا۔ ناصر درانی مجھے میرے اثاثوں کی تفصیلات بتاتا رہا پھر اس نے کہا۔

”اب میں ٹھیک ہوں جناب! کیا آپ میرے ساتھ اس عمارت کا معاوضہ پسند فرمائیں گے۔ آپ مجھے بتا دیجئے کہ یہاں کیا کیا کی ہے؟ میں اسے پوری کر دوں گا۔“

”دیکھو فیصل! بات اصل میں یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے فیصلے خود کبھی نہیں کر سکتا۔

ہم سے مذہباً کہا گیا ہے کہ ہم کبھی یہ نہ سوچیں کہ جو ہم سوچ رہے ہیں وہی ممکن ہے۔ ہماری تقدیر کی ڈور کہیں اور سے ہلائی جاتی ہے تو ہم اپنے آپ کو اپنی جگہ مکمل کیوں سمجھیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ ہم بہتری کے خواہش مند ہیں اور ہر وہ بات سوچتے رہیں جو ہمارے حق میں بہتر ہو اور اسی کے لئے ہم دعائیں مانگیں اور ایک بات اور بھی ہے اگر مستقبل کے فیصلے کر کے بیٹھ جائیں ہم تو کیا ہمارے راستے رک نہیں جاتے یہ تو ایک خوبصورت عمل ہے کہ ہم دوسرے دن کے بارے میں یہ نہ جان سکیں کہ وہ کیسا ہوگا۔ اسی میں زندگی کا حسن ہے۔“ میں نے رخسار کی باتوں سے اتفاق کیا تھا لیکن پھر بھی ہمیں اپنی حیثیت کی ترتیب کرنا تھی ہمیں مشاغل مل گئے تھے بہت سے لوگوں سے ہمارا رابطہ تھا لیکن میں نے مجموعی طور پر ناصر درانی کو طلب کر کے اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ جس طرح بھی دل چاہے معاملات کی ترتیب کرے۔ ایسے لوگوں کو مجھ تک بالکل نہ پہنچنے دیا جائے جن سے میرا براہ راست رابطہ ضروری نہ ہو اگر کوئی بہت ہی اہم ضرورت پیش آئے تو مجھے ضرور آگاہ کیا جائے۔ ورنہ ناصر درانی دوسرے تمام معاملات خود ہی دیکھتا رہے میں نے ناصر درانی سے بے دھڑک کہہ دیا تھا کہ جو معاوضہ وہ اپنی محنت کے صلے کے طور پر وصول کرتا ہے فی الحال میری طرف سے اسے دگنا کر لے اور ناصر درانی سکتے میں رہ گیا تھا۔ اس نے کہا۔

رخسار نے مجھے خاموش پا کر کہا۔

”میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو تمہیں تعجب ہو؟“

”نہیں رخسار۔ تم نے میرے ذہن میں ایک نیا دروازہ کھولی دیا ہے۔“

”کس سلسلے میں؟“ اس نے سوال کیا اور میں سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔

”یہاں بہت سے ایسے خاندان آباد ہیں رخسار۔ جن کا تعلق براہ راست ہمارے وطن

سے ہے۔ ہم ایسے کسی غریب خاندان کو منتخب کر لیں جو بہت زیادہ تعلیم یافتہ نہ ہو۔ یہاں گودی

پر اور دوسری جگہ پر ایسے لا تعداد مزدور مزدوری کرتے ہیں جن کا تعلق انتہائی غریب گھرانے

سے ہوتا ہے وہ تعلیم یافتہ بھی نہیں ہوتے اور یہاں صرف مزدوری کر کے وقت گزارتے ہیں

لیکن کبھی کبھی وہ وطن واپس ضرور جاتے ہیں۔“

”ہاں ایسا ہو سکتا ہے پھر؟“

”اور ایسے کسی شخص کو منتخب کرنے کے بعد ہم الیاس بھائی کو ایک پیغام بھیجیں اور ان

سے کہیں کہ وہ خاموشی سے لندن آجائیں مجھ سے ملاقات کریں اگر الیاس بھائی یہاں

آجائیں تو میں ان سے اپنے وطن کی بہت سی باتیں معلوم کر سکتا ہوں اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ ہم انہیں یہاں منتقل کر لیں ایک ایسے طریقے سے جو دوسروں کی نگاہوں میں نہ آ سکے۔“

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن جو پیغام تم ان تک بھیجو گے اگر وہ کسی اور کی نگاہوں

میں آ گیا تو؟“

”میں یہ پیغام ایسے خفیہ الفاظ میں کوڈ کروں گا کہ کسی کو اس کا اندازہ نہ ہو سکے۔“

”یہ ہو سکتا ہے۔“

”مگر میں یہ سوچتا ہوں رخسار کہیں کوئی اور مشکل نہ پیدا ہو جائے۔ اصل میں اب میں

تمہارے لئے ایک پرسکون زندگی چاہتا ہوں۔“

”نہیں فیصل! اب ضروری تو نہیں ہے کہ ہم دنیا سے بالکل ہی کٹ کر رہیں۔ کچھ نہ

کچھ تو بہر حال کرنا ہوگا یہ تو انسان کی ازلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے شناساؤں کے درمیان

ہو۔“

”ہونہ۔ اس موضوع پر غور کریں گے۔ کچھ سوچیں گے۔“ بات ٹل گئی۔ ہم لوگ اپنے

طور پر تفریحات کرتے رہتے تھے لندن کے پر فضا مقامات میں کچھ ایسی جگہیں بھی تھیں

جہاں ہمیں فائرنگ کی آواز سنائی دی اور میں نے جلدی سے کافی کی پیالی ہاتھ سے رکھ دی۔

”کوئی گڑبڑ ہے رخسار۔“

”ہاں لگ رہا ہے۔“

جو ہمیں بے پناہ پسند تھیں انہی میں بیچ تھا۔ بیچ بہت خوبصورت جگہ تھی سبزہ زاروں سے گھرا ہوا

سندر کا ساحل اور اس کے اطراف میں بکھرے ہوئے خوبصورت ٹرالر۔ اس جگہ کی پسندیدگی

کی وجہ سے میں نے ناصر درانی سے کہہ کر وہاں ایک انتہائی خوبصورت ٹرالر خریدا تھا اور جب

بھی کبھی ہمارا دل چاہتا تھا ہم اس چھوٹے سے گھر نما ٹرالر میں جا کر آباد ہو جاتے۔ ٹرالر میں

آسائش زندگی کی ہر چیز جمع کر لی گئی تھی ویسے عموماً وہاں ایک اینڈ پرش ہوتا تھا اور امراء و

رؤسا جن کے پاس اپنے ٹرالر موجود ہوتے تھے وہاں جا کر آباد ہو جاتے تھے پھر خوب رنگ

رلیاں ہوتیں ساحلوں پر زندگی بکھر جاتی اور ہم اس زندگی سے لطف اندوز ہوتے ان سارے

لوگوں میں ہمیں خود بھی لطف آتا تھا بلکہ وہاں کئی بار کچھ ایسے لوگوں سے ملاقات بھی ہو چکی تھی

جو ہمارے لئے اجنبی تھے لیکن ہم نے اپنی وہی پالیسی برقرار رکھی تھی یعنی کسی سے اس

قدرتعلق نہ بڑھایا جائے کہ زندگی کے راز فاش ہونے لگیں۔ اس رات بھی ہم وہیں یعنی

بیچ پر مقیم تھے یہ عام دن تھا اور عام دنوں میں ایک طرح سے ایک ویرانہ ہوتا تھا ٹرالر

خاموش کھڑے جیسے اپنے مالکوں کا انتظار کرتے رہتے تھے کہیں اکا دکا کوئی رومانی جوڑا عیش و

عشرت کی زندگی بسر کرنے کے لئے آ جاتے سو آ جاتے۔ کچھ ٹرالروں میں روشنی ہمیشہ ہی نظر

آ جاتا کرتی تھی لیکن زیادہ تر ٹرالر تاریک ہی پڑے رہا کرتے تھے سو اس شام بھی ہم ساحل

پر بہت دیر تک گھومتے رہے تھے اور اس کے بعد تھک کر واپس اپنے ٹرالر میں آ گئے تھے رخسار

نے بہت اچھا کھانا تیار کیا تھا اور کھانے سے فراغت حاصل کر کے ہم کافی پی رہے تھے سامنے

نئی ایک کھڑکی تھی جس سے باہر کے مناظر بھی نظر آرہے تھے۔ آج اتفاق کی بات تھی کہ کوئی

ٹرالر روشن نہیں تھا اور شاید بیچ پر اس وقت ہمارے علاوہ کوئی اور تھا بھی نہیں۔ ہم کافی کے

چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک دور سے کچھ ایسی بھاگ دوڑ

نظر آئی جس نے ہمیں اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ رخسار بھی اتفاق سے اس وقت اسی طرف دیکھ

رہی پھر ہمیں فائرنگ کی آواز سنائی دی اور میں نے جلدی سے کافی کی پیالی ہاتھ سے رکھ دی۔

”کوئی گڑبڑ ہے رخسار۔“

”ہاں لگ رہا ہے۔“

”روشنیاں بجھا دو۔“ میں نے کہا اور رخسار نے ٹرالر کے سوئچ آف کر دیئے۔ ہم شیشے

سے باہر دیکھنے لگے۔ بھاگ دوڑ ٹرالروں کے درمیان ہی نظر آرہی تھی اور کوئی ایسی مشکل تھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جو یہاں سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

”کیا خیال ہے رخسار! خاموشی سے انتظار کیا جائے؟“

”پتا نہیں کیا چکر ہو؟ جو کچھ بھی ہے تم اس چکر میں مت پڑو۔“ رخسار بولی۔

”نہیں پلیز۔ مجھے اجازت دو۔“

میں خاموشی سے ٹرالر سے نیچے اتر گیا۔ جس جگہ پر مجھے یہ بھاگ دوڑ نظر آئی تھی وہاں تک پہنچنے کے لئے میں نے دوسرے ٹرالروں کا سہارا لیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑے فاصلے پر پہنچنے کے بعد مجھے دو افراد نظر آئے جو ادھر ادھر دیکھ رہے تھے میں خاموشی سے اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا لیکن شاید ان لوگوں نے میری سانسوں سے یہاں میری موجودگی کا اندازہ لگا لیا۔ دوسرے لمحے میں نے انہیں محتاط ہوتے ہوئے دیکھا تھا مجھے فوراً اندازہ ہو گیا کہ وہ دونوں میری جانب رخ کرنے ہی والے ہیں اور میں نے اپنی جگہ تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ میں آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا ٹرالروں کے پیچھے والے حصوں کی جانب جانے لگا کہ دفعتاً عقب سے کسی نے میری گردن پر ہاتھ مارا۔ میں نے فوراً جھکائی دے کر اپنے آپ کو اس گرفت میں آنے سے بچا لیا اور اسے دیکھنے لگا وہ کسرتی بدن کا خوفناک صورت انسان تھا اس کا چہرہ رات کی تاریکی کے باوجود عجیب سے انداز میں چمکتا نظر آ رہا تھا اور بڑی بڑی آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی۔ دفعتاً ہی اس نے مجھ پر حملہ کر دیا اور زمین پر لوٹ لگا کر اس طرح پاؤں اوپر اٹھا لئے کہ میری کمر اس کے پیروں کی زد میں آ گئی پھر کچھ اس انداز سے اس نے یہ داؤ لگایا تھا کہ میں سمجھ نہیں پایا لیکن بہر حال اس نے مجھے اس طرح چکر دے کر عقب سے پکڑ لیا اور پھر اس طرح اوپر اٹھا لیا جیسے کوئی معمولی سا کھلونا ہوں۔ بلاشبہ وہ خاصا طاقتور اور جسیم آدمی تھا۔ مجھے اوپر اٹھا کر اس نے پوری قوت سے زمین پر دے مارا لیکن کم از کم اتنا تو میں بھی کر سکتا تھا کہ کمر کے بل یا سر کے بل زمین پر آنے کی بجائے پیروں کے بل زمین پر آؤ چونکہ زندگی انہی لمحات سے دو چار رہی تھی مجھے کوئی چوٹ نہیں لگی لیکن چند لمحوں کے لئے مجھے سنبھلنا ضرور پڑا تھا اسی وقت دوسرا آدمی بھی عقب سے آیا اور اس نے نہ جانے کس طرح سے جھک کر میری ٹانگ پکڑ لی۔ میں ایک بار پھر بری طرح گر پڑا۔ جبکہ میں پلٹ کر اس قوی ہیکل شخص پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ٹانگ پکڑ لینے کی وجہ سے میری جدوجہد ناکام ہو گئی اور قوی ہیکل شخص نے ایک بار پھر میرے اوپر چھلانگ لگا دی اس بار اس نے میری گردن کی ہڈی

میں ہاتھ ڈال دیا تھا اور پھر اس نے مجھے اسی طرح دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھا لیا۔ مجھے اپنی گردن کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں لیکن پھر میں نے صورت حال سے نمٹنے کے لئے خود بھی عمل کیا اور اپنا گھٹنا پوری قوت سے اٹھا لیا۔ قوی ہیکل شخص کے منہ سے ایک کراہ نکلی اور دوسرے لمحے میں اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ نیچے گرتے ہی پہلے آدمی نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور ایک طرح سے مجھ پر چھایا گیا میں نے محسوس کیا کہ اس نے ایک لمبے پھل کا چاقو نکال لیا ہے اور اب صورت حال زیادہ ہی خطرناک ہو گئی تھی اس نے پوری قوت سے یہ چاقو میرے پیٹ میں داخل کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے اپنی جگہ خالی چھوڑ دی اور چاقو زمین سے نکلایا۔ شاید اسی طرح زمین سے نکلانے سے یہ چاقو خود اس کے اپنے ہی ہاتھ میں لگا تھا لیکن اب بالکل ہی موقع نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو مہلت دوں۔ اس شخص نے اپنے ہاتھ سے نپکتے خون کو دیکھا پھر ہاتھ کو اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر انتہائی خونخوار کیفیت پھیل گئی وہ پھر پلٹ کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنے لگا لیکن اسی دوران دوسرا قوی ہیکل آدمی بھی میرے عقب میں آ گیا تھا اور میں فوراً ہی نیچے بیٹھ گیا تھا چاقو والے کا ہاتھ آگے بڑھا لیکن اس کا اپنا ساتھی اس کی زد میں آ گیا اور اس کے حلق سے ایک چیخ سی نکل گئی وہ غرائی ہوئی آواز میں کچھ بولا۔ جس کے الفاظ میری سمجھ میں نہیں آ سکے تھے اور اس کے بعد اس نے آگے بڑھ کر اس دوسرے شخص کا گریبان پکڑ لیا پھر اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر مجھے موقع مل گیا تھا میں نے وہاں سے اٹھ کر دوڑ لگا دی۔ وہ دونوں میرے پیچھے بھاگے تھے لیکن اب میں ان کے ہاتھ آنے والوں میں سے نہیں تھا میں نے ایک چالاکی کی۔ قریب ہی ایک ٹرالر موجود تھا اسکی پشت سے چڑھ کر میں اس کی چھت پر پہنچ گیا اور اس طرح بے آواز پہنچا کہ ان دونوں کو میری اس حرکت کا علم نہ ہو سکے میں نے ان دونوں کو ایک طرف دوڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تھا لیکن بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی تھی نہ جانے کیا ہو رہا تھا میں ان پر نگاہیں جمائے دیکھتا رہا ٹرالر کی چھت کافی اونچی تھی اور اس اونچی چھت سے میں انہیں مختلف ٹرالروں کے درمیان گردش کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ دیوانوں کی طرح مجھے تلاش کر رہے تھے لیکن شاید ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ میں کسی ٹرالر کی چھت پر بھی ہو سکتا ہوں۔ خاصی دیر تک میں یہاں رک کر ان کی بھاگ دوڑ دیکھتا رہا پھر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

ہیکل آدمی تھا عمدہ قسم کے سوٹ میں ملبوس لیکن تاریکی کے باوجود مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ زخمی ہے۔ میرے ہاتھوں میں خون کی بچھڑا ہٹ ہو گئی تھی۔ تاہم بمشکل تمام میں نے اسے باہر گھسیٹا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی صورت دیکھنے لگا پھر دفعتاً ہی میرے ذہن کو ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا تھا یہ چہرہ مقامی نہیں تھا بلکہ یہ کوئی مشرقی آدمی ہی تھا انتہائی پر رعب شکل اور اچھی جسامت کا مالک۔ میرے دل میں ہمدردی کی لہر اٹھی اور میں چانتا تھا کہ یہ لہر کسی نئی کہانی کا آغاز ہے۔

اندازہ یہ ہی ہو رہا تھا۔ میں نے اس شخص کو گہری نگاہوں سے دیکھا وہ بار بار آنکھیں پھینچ رہا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اپنے آپ کو ہوش میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن اس میں ناکامی محسوس کر رہا ہو۔ وزنی آدمی تھا اور پھر یہ احساس بھی تھا کہ زخمی ہے کندھے پر لادوں گا تو پورا لباس خراب ہو جائے گا لیکن پہلی بات تو یہ انسان تھا اب مسٹر جو کچھ بھی ہے وہ جانے اور اس کا کام لیکن اس وقت وہ ہمدردی کا مستحق تھا دوسری بات یہ ہے کہ اس کے چہرے نے مجھے متاثر کیا تھا۔ نقوش سو فیصدی مشرقی ہی تھے۔ ہندوستان یا پاکستان کا باشندہ معلوم ہوتا تھا اس احساس سے ذمہ داری اور بڑھ گئی تھی میں نے جھک کر اسے اپنے کاندھے پر اٹھایا تو وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”آہ تمہیں پریشانی ہوگی۔ مم میں میرا وزن۔ لیکن میں اسے لئے ہوئے اپنے ٹرالر کی طرف چل پڑا۔ بس یہ خوف تھا کہ کہیں وہ لوگ نہ آجائیں، جنہوں نے اسے زخمی کیا ہے اس کے بدن سے اب بھی خون بہہ رہا تھا اور میں اسے محسوس کر رہا تھا لیکن بہر حال میں اسے لئے ہوئے ٹرالر میں داخل ہو گیا رخسار بے چینی سے میرا انتظار کر رہی تھی اور خاصی الجھی ہوئی نظر آتی تھی۔ اسے دیکھ کر چونک پڑی۔ پھر صورت حال کا اس نے بھی اندازہ لگالیا اور جلدی جلدی ایک ایسی جگہ چلی کر دی جہاں میں اسے لٹا سکتا تھا اس نے اس شخص کو وہاں لٹانے میں بھی مدد کی تھی وہ ہوش میں ہی تھا میں نے جھک کر اس کا زخم دیکھا۔ اور ایک لمحے میں اندازہ ہو گیا کہ اس کے جسم پر گولیاں لگی ہوئی ہیں ایک گولی بالکل شانے کے پاس بغل کے قریب لگی تھی اور کسی ایسی رگ کو پھاڑتی چلی گئی تھی جس نے اس کے خون بہنے کی رفتار بہت تیز کر دی تھی دوسری گولی ران پر لگی تھی ویسے وہ بڑی اچھی صحت کا مالک تھا اور کچھ خصوصی صلاحیتوں سے آراستہ تھا ورنہ اس کی کیفیت میں کم از کم بے ہوش ہو جانا تو لازمی ہی بات تھی لیکن اپنی

تھوڑی دیر کے بعد میں نے کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور دور تک میری نگاہیں اس کار کو تلاش کرنے لگیں ساحل کے ایک حصے میں کار کی عقبی روشنیاں نظر آئی تھیں اور پھر وہ دور ہوتی چلی گئیں۔ اندازہ یہی لگایا جاسکتا تھا کہ یہ وہی لوگ ہو سکتے ہیں مگر خاصی گڑبڑ ہو گئی تھی۔ یہ قدم میں نے اٹھا تو ڈالا تھا لیکن مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ بے مقصد ہی رہا ہو اور اس سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو۔ کا پھر خاصا وقت اسی طرح گزر گیا اور اس کے بعد مجھے ایک دم رخسار کا خیال آیا اس کا خیال آتے ہی میرے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی اگر یہاں ان دونوں آدمیوں کے اور بھی ساتھی ہوئے تو کہیں رخسار کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ دوسرے لمحے میں پھرتی سے اپنی جگہ سے نیچے اتر اور میں نے اپنے ٹرالر کی جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ میں مختلف ٹرالروں کے درمیان سے نکلتا ہوا اس طرف جا رہا تھا کہ دفعتاً ہی مجھے ایک کراہ سنائی دی یہ کراہ ایک ٹرالر کے نچلے حصے سے ابھری تھی میرے قدم ٹھٹک گئے میرا ٹرالر یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اور اب میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے لیکن بہر حال انسان کی فطرت میں تجسس بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے میں رک گیا اور کوشش کرنے لگا کہ دوبارہ مجھے یہ آواز سنائی دے تو میں کچھ کوشش کروں یہ ایک دھوکہ بھی ہو سکتا تھا لیکن اب میں دھوکہ کھانے کے لئے بھی تیار تھا یعنی اگر کوئی چالاکی سے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو میں اس حملے کو ناکام بنا سکوں۔ کراہ کی آواز مجھے دوبارہ سنائی دی اور وہ ٹرالر بھی نظر آ گیا۔ جس کے نیچے سے آواز ابھری تھی۔ روشنی کا کوئی ذریعہ میرے پاس نہیں تھا لیکن میں اس ٹرالر کے نیچے جھک کر جھانکنے لگا۔ مجھے وہاں ایک انسانی جسم نظر آیا جو سیدھا سیدھا ٹرالر کے نیچے پڑا ہوا تھا اور کراہ کی آواز اس کے حلق سے ابھری تھی۔

”تم جو کوئی بھی ہو باہر نکل آؤ۔“ میں نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں خود باہر نہیں نکل سکتا میری مدد کرو۔“ مجھے ایک بھاری آواز سنائی دی اور میں سوچنے لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ انہی دونوں میں سے کوئی ہو یا پھر کوئی تیسری شخصیت جو خود میرے لئے ہی خطرناک نہ ہو جائے لیکن بہر حال بہت عرصے سے ذہن کسی ہنگامے کی تلاش میں تھا اور ہنگامہ قریب آ گیا تھا تو میں اس سے گریز کر رہا تھا اصولی طور پر تو اب یہی ہونا چاہیے کہ جو ہوگا دیکھا جائیگا چنانچہ میں اسے باہر نکالنے کے لئے تیار ہو گیا اور پھر میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں بازو پکڑ لئے اور اسے باہر گھسیٹنے لگا وہ ایک قوی

انتظامات تھے اس سلسلے میں نہ میں بے وقوف تھا۔ نہ رخسار ہم ضرورتوں کو اپنے قریب ہی رکھنے کے عادی تھے بہر حال میں نے ڈرائیونگ بہت تیز رکھی کچھ وقت کے بعد رخسار نے آہستہ سے کہا۔

”یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔“

اتنی دیر تک ہوش میں رہا یہ ہی بہت بڑی بات ہے۔

”کچھ اپنا سا نہیں لگتا۔“ رخسار بولی۔

”مطلب۔؟“

”ایسٹرن فیس ہے۔“

”ہاں۔“

”کچھ اندازہ ہوا کون ہے۔“

بالکل نہیں۔“ میں نے جواب دیا اور رخسار خاموش ہو گئی بہر حال ہم جس قدر برق رفتاری سے اپنا یہ سفر طے کر سکتے تھے اس طرح اپنے گھر پہنچے۔ پھر رات میں جاگنے والے ملازموں کی مدد سے میں نے اسے اندر ایک کمرے میں پہنچا دیا۔ رخسار جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے چنانچہ وہ فوراً ہی دوسرے کمرے کی جانب دوڑ گئی اور ہم ایسی ادویات لے آئے جس سے فوری طور پر اسے مدد دی جاسکتی تھی۔ زخم صاف کئے گئے وہ گہری بے ہوشی میں مبتلا تھا لیکن اسے مزید بے ہوش کرنے کے لئے میں نے اسے دو انجکشن دیئے پھر اس کے زخموں کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا ویسے ایک نگاہ میں اندازہ ہو گیا تھا کہ گولی کے نشانات ہیں لیکن بہر حال اس سلسلے میں فی الحال کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اگر اس شخص کو صورت حال معلوم ہوتی اور یہ پتا چل جاتا کہ اصل مسئلہ کیا ہے تو اسپتال کا بھی بندوبست کیا جاسکتا تھا اور اس سلسلے میں ناصر درانی سے مدد لی جاسکتی تھی جو ہر فن مولا تھا اور یہاں لندن میں ہماری تمام مشکلات کا حل تھا لیکن بہر حال یہ رات تو انتظار کرنا ہی تھا رخسار نے کہا۔

”کیا خیال ہے جاگتے رہو گے۔“

”ضرورت تو نہیں ہے مجھے صرف ایک بات کی پریشانی ہے۔“

”کیا۔؟“

”ٹرالر میں خاصا خون پڑا ہوا ہے اسے صاف ہونا چاہیے ہو سکتا ہے معاملہ پولیس کے

قوت ارادی سے کام لے کر خود کو ہوش میں رکھے ہوئے تھا میں نے رخسار سے کہا۔

”رخسار فی الحال ہم خون روکنے کے لئے کوئی بندوبست نہیں کر سکتے۔ تم یوں کرو تھوڑا سا کپڑا جلا کر مجھے دوتا کہ میں زخم پر رکھ کر خون روکنے کی کوشش کروں اس کے علاوہ میں گاڑی سے بریک آئل نکال کر لاتا ہوں بریک آئل اس کا خون روک دے گا پھر میں اپنی کار کی جانب چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ وہاں پہنچ گیا اس دوران رخسار اس کے زخم کی دیکھ بھال کرتی رہی تھی اس نے اس کا لباس اس جگہ سے پھاڑ دیا تھا اور کپڑا جلا کر اس پر برابر رکھے جارہی تھی پھر میں نے اس پر بریک آئل ڈالا اور اس شخص نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ایسے شدید زخم پر بریک آئل جو کام دکھاتا ہے وہ معمولی کام نہیں ہوتا لیکن بہر حال ہم اس کا خون روکنے میں کامیاب ہو گئے تھے پھر اس کے بعد وہیں سے کپڑا لے کر اس کے زخموں پر باندھ دیا گیا میں نے رخسار سے کہا۔“

”اب ان حالات میں ظاہر ہے ہم یہاں نہیں رک سکتے تم ایسا کر دو گاڑی بالکل قریب لے آؤ یہ بھی خطرہ ہے کہ یہاں وہ لوگ جنہوں نے اس شخص کو زخمی کیا ہے دوبارہ نہ پہنچ جائیں۔“

”ٹھیک ہے۔“ رخسار نے کہا اور چابی لے کر باہر نکل گئی ہماری گاڑی ٹرالر کے قریب آ کر رک گئی تو میں نے اس شخص کو گاڑی میں منتقل کیا اور اس کے بعد جس قدر برق رفتاری سے ممکن ہو سکتا تھا ہم اسے لے کر چل پڑے اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔“

میرا خیال ہے اب میری صلاحیتیں گم ہوتی جا رہی ہیں میں بے ہوش ہو جاؤں گا میرے دوست ایک آخری احسان اور کرو مجھ پر۔

”ہاں۔ کہو۔“

”کسی اسپتال میں نہ لے جانا اس کے علاوہ تمہارا جو دل چاہے کرو کیونکہ کسی بھی اسپتال میں موت میرے بہت قریب ہو جائے گی میں نے کوئی جواب نہیں دیا گاڑی ڈرائیو کرتا رہا ویسے بھی اسے کسی اسپتال میں لے جانا خود کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف تھا میں تو کچھ بھی جانتا تھا اس شخص کے بارے میں اگر اس کے بارے میں مجھ سے سوالات کئے گئے تو میں مشکل میں پڑ جاؤں گا لندن میں میری کوئی بھی حیثیت سہی لیکن دیار غیر تھا اور سخت قوانین کا شہر چنانچہ مجبوری تھی ویسے جہاں ہمارا قیام تھا وہاں دونوں جگہوں پر ہر طرح کے

ہاتھوں میں پہنچ جائے۔“ رخسار سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

”ٹرالر بند کر دیا گیا ہے ذرا سی صورت حال بہتر ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ اس کی صفائی وغیرہ کر دی جائے کیا ہم ناصر درانی کو اس سلسلے میں استعمال کریں۔“

”ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بعد میں اگر کوئی سنگین صورت حال ہوئی تو دیکھا جائے گا۔“

”تو پھر۔“

”میرا خیال ہے آرام کرو۔ صبح سے پہلے یہ ہوش میں نہیں آئے گا، ویسے اچھا خاصا خون بہہ گیا ہے۔“

”ہاں طاقتور آدمی ہے اور شاید قوت ارادی بھی زبردست ہے کیونکہ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود کافی وقت ہوش میں رہا تھا اور پھر شاید اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اب ہوش و حواس کو قائم رکھنا ممکن نہیں ہے چنانچہ اس نے اپنے بے ہوش ہونے کی اطلاع بھی ہمیں دے دی تھی پھر میں اور رخسار بیڈ روم میں پہنچ گئے ملازموں سے کہہ دیا گیا تھا کہ رات کی ڈیوٹی پر ذرا مستعد رہیں ویسے ہمارے ملازم بہت اچھے تھے رفتہ رفتہ ہم نے ان پر بے حد اعتماد قائم کر لیا تھا چنانچہ زیادہ فکر نہیں تھی انہیں سخت پہرہ دینے کی ہدایت کر دی گئی تھی پھر ہم گہری نیند سو گئے اور صبح کو رخسار ہی کی آنکھ کھلی اس نے جلدی سے مجھے جگایا اور پھر بولی۔“

”میں کچن میں جا رہی ہوں۔ ذرا دیکھوں۔ تم اگر مناسب سمجھو تو اس کے پاس چلے جاؤ۔“

”ہاں میں جا کر دیکھتا ہوں اسے۔ اس کے کمرے میں پہنچ کر میں نے حیرت سے دیکھا وہ جاگ رہا تھا اور آدھے دھڑ سے مسہری سے لٹکا بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔“

”اوہو۔ میں نے اب تمہارا چہرہ دیکھا ویسے رات کو تمہاری گفتگو بھی سنی تھی گو تم لوگ انگریزی میں بات کر رہے تھے لیکن اندازہ یہ ہوتا تھا کہ تم مشرق کے کسی ملک کے باشندے ہو۔“

”ہاں۔ ایسا ہی ہے۔“

”سنو۔ میں تم سے تمہارے بارے میں کوئی تحقیقات نہیں کر رہا اور نہ ہی کسی طرح سے تمہیں مزید پریشان کرنا چاہتا ہوں اصل میں زخم کم بخت ایسی جگہ لگے ہیں کہ مجھے چلنے پھرنے

میں بھی دقت ہوگی البتہ اگر کر سکتے ہو تو میرا ایک کام کرو۔“

”بولو۔“

”تمہارا شکریہ کہ تم مجھے اسپتال نہیں لے گئے اسپتال میں میرے لئے خطرہ موجود ہے مجھے دو تیز دھار چھریاں ایک الیکٹرک ہیٹر درکار ہے۔ اور اس کے علاوہ جو دوائیں تم نے خون روکنے کے لئے میرے بدن پر لگائی ہیں وہ اور کچھ اینڈرٹیج وغیرہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے پاس ان چیزوں کا معقول بندوبست ہے۔“

”تیز دھار چھریوں سے تم اپنے جسم میں لگی گولیاں نکالو گے۔“

”ہاں۔ وہ آہستہ سے بولا۔“

کچھ کھاپی لو اس کے بعد یہ کام کر لینا۔ اس نے احسان مندی کے انداز سے مجھے دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں کچھ وقت کے بعد رخسار باقاعدہ ناشتہ لے کر آگئی تھی۔ کافی اور اس کے ساتھ ہی ایک جگ میں دودھ بھی لائی تھی ملازموں کو اس نے نہیں آنے دیا تھا حالانکہ گھر میں ہر کام کے لئے ملازم موجود تھے لیکن رخسار جانتی تھی کہ اسے کس وقت کیا کرنا ہے ہم نے اسے سلاکس وغیرہ لگا دیئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی جواں مردی نے ہمیں متاثر کیا تھا۔ بڑے اطمینان سے اس نے سلاکس کھائے اور رخسار کا دیا ہوا دودھ کا گلاس پیا۔ پھر ہنستا ہوا بولا۔

”وہ دو بوائے انڈے جو اس پلیٹ میں رکھے ہوئے ہیں اصولی طور پر مجھے ملنے چاہیے اور اس کے ساتھ ہی ایک کپ کافی۔ کیونکہ کافی کی یہ خوشبو مجھے دیوانہ کئے دے رہی ہے۔ میں کافی کا شائق ہوں۔“

”ضرور ضرور۔ میں نے کہا اور رخسار نے انڈے اس کی جانب بڑھا دیئے اتنا شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ بڑی شان سے بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس نے کہا۔“

”میرا خیال ہے کہ بار بار شکریہ ادا کر کے کسی کو بیوقوف بنایا جاسکتا ہے لیکن احسان بہر حال احسان ہوتا ہے اب میں شکریہ وغیرہ ادا نہیں کروں گا۔ آپ لوگ ناشتے سے فارغ ہو کر میری ضرورت کا بندوبست کر دیں۔ میں نے گردن ہلا دی پھر میں نے رخسار کو اس کی ضرورتیں بتائیں اور رخسار گردن ہلا کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ الیکٹرک ہیٹر اور ضرورت کی ساری چیزیں لے آئی تھی میں نے اس کے زخم کھولے اور وہ سنبھل کر بیٹھ گیا۔“

”لیٹے رہو۔ لیٹے رہو۔ جو کام تم کرنا چاہتے ہو وہ میں کر لوں گا۔“ وہ ہنسنے لگا۔ پھر

بولا۔

”تقدیر کی بات ہے۔ کبھی کبھی تلاش کرنے سے بھی بہت اچھے لوگ نہیں ملتے اور کبھی اتفاقہ مل جاتے ہیں اور وہ بھی ایسے وقت جب انسان کوئی شدید ضرورت محسوس کر رہا ہو البتہ ایک کام کرو میرے دوست۔“

”بتاؤ۔“

”یا تو کوئی کپڑا یا کاغذ یا ربڑ کا ٹکڑا مجھے دے دو تاکہ میں دانتوں میں دبا لوں۔ میں نے اس کی یہ خواہش بھی پوری کر دی۔ اور اس کے بعد چھریاں گرم کر کے اس کے زخم پر مصروف ہو گیا۔ شکر تھا کہ گولی گوشت میں تو بیشک رہ گئی تھی لیکن اس نے ہڈیوں کو متاثر نہیں کیا تھا۔ میں نے دونوں بلس نکال دیئے اور وہ خاموشی سے میری یہ کارروائی دیکھتا رہا۔ اس کی ہمت نے ہم دونوں کو بہت متاثر کر دیا تھا پھر میں نے اس کے زخموں پر دوائیں لگائیں۔ مجھے امید تھی کہ یہ دوائیں اس کے زخموں کو درست کرنے میں کارگر ہوں گی۔ ویسے بھی اس دوران اتنے تجربات ہو چکے تھے کہ بہت سی چیزوں سے واقفیت حاصل تھی لیکن بہر حال اس کی شخصیت ہمارے لئے بڑی پر سحر تھی اور ہم نے ابھی تک اس سے اس کے بارے میں معلوم نہیں کیا تھا۔ ہمیں احساس تھا کہ زخموں کی یہ تکلیف ابھی اسے بہت بے چین رکھے گی چنانچہ ہم نے اسے ضروری احتیاطی تدابیر کے بعد گہری نیند سلا دیا اور پھر وہاں سے ہٹ گئے میں اور رخسار اس کے بارے میں مسلسل گفتگو کرتے رہتے تھے رخسار نے کہا۔“

”جب بھی اس پر نگاہ پڑتی ہے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ کسی بہت اچھے خاندان کا فرد اور ایک اچھی شخصیت کا مالک ہے پتا نہیں بے چارے کی کیا کہانی ہے۔“

”معلوم ہو جائے گی لیکن اب مجھے تھوڑا سا وقت دے دو میں ذرا ٹرالر کی خبر لے لوں۔ بات کچھ بھی نہیں ہے لیکن ذرا غیر مناسب رہے گا۔“

”اور اگر کوئی خطرناک صورت حال پیش آگئی تو؟“ رخسار نے کہا اور میں مسکرا دیا۔

”اگر ایسی کوئی صورت حال پیش آئی تو میں اس سے نمٹ لوں گا رخسار۔ وہ ہنس پڑی تھی پھر بولی۔“

”میں بھی چلوں۔“ اس کے اس انداز پر مجھے ہنسی آگئی تھی میں نے آہستہ سے کہا۔

”نہیں۔“ اس کے بعد رخسار خاموش ہو گئی تھی تو میں نے اس سے کہا۔

”سب کچھ ٹھیک ہے رخسار۔ لیکن بہر حال وہ ہماری حفاظت میں ہے اور تمہیں اس پر نگاہ رکھنا ہوگی۔ میں زیادہ وقت نہیں لگاؤں گا۔“ رخسار نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی تھی۔ بہر حال میں چل پڑا۔ میرا اپنا خون آلود لباس بھی میری نشاندہی کر سکتا تھا چنانچہ میں نے رخسار سے کہا تھا کہ اسے جلا کر خاکستر کر دے تاکہ کوئی الٹی سیدھی بات نہ ہو سکے۔ پھر میں یہ سفر طے کر کے ٹرالر تک پہنچا۔ ٹرالروں کی دنیا خاموش تھی عموماً ویک اینڈ پر ہی یہاں رش ہوا کرتا تھا۔ عام دنوں میں یہ ٹرالروں کا قبرستان معلوم ہوتا تھا بہر حال مجھے احساس ہو گیا کہ وہاں کوئی ایسا عمل نہیں ہوا جس سے یہ اندازہ ہو کہ میرے ٹرالر کی تلاشی وغیرہ لی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ جو چلے گئے تھے پھر واپس نہیں آئے۔ ویسے بھی میں نے ان کی خاصی مرمت کر دی تھی اور یقینی طور پر وہ صرف دو ہی افراد تھے جو اس سلسلے میں عمل کر رہے تھے ٹرالر وغیرہ کی اچھی طرح صفائی وغیرہ کرنے کے بعد اور ہر طرح سے نشانات مٹانے کے بعد میں پھر واپس اپنی رہائش گاہ پہنچ گیا۔ پھر رات کو ہم نے اس سے تفصیلی ملاقات کی تھی۔ اسے بھی ہر طرح کی سہولت دی گئی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ رات تک وہ بالکل درست نظر آنے لگا تھا۔ اس نے محبت بھری نگاہوں سے ہمیں دیکھتے ہوئے کہا۔

”جو لوگ بے لوث اور بے غرض کسی کی مدد کرتے ہیں ان کا شکریہ ادا کرنا ان کے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے آپ لوگوں نے میرے ساتھ جو احسان کیا ہے میں بالکل نہیں کہتا کہ میں اس کا صلہ دوں گا آپ لوگوں کو لیکن میں بہت اچھے انداز میں آپ کو یاد رکھوں گا بے حد احسان مند ہوں آپ کا۔“

”نہیں کوئی بات نہیں ہے۔ ویسے آپ کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا تعلق ایشیاء کے کسی ملک سے ہے۔“

”جی ہاں۔ پاکستانی ہوں۔ اس نے جواب دیا اور میرے دل میں ایک ہلکی سی ہوک اٹھی۔ رخسار نے بھی میری طرف دیکھا تھا وہ کہنے لگا۔“

”اور آپ لوگ۔“

”بس اب تو لندن کے باسی ہیں۔“

”نہیں اس سے پہلے۔“

باوجود میں نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا بس اپنے اس فیصلے کا شکار ہو گیا میں اور اسی پر مجھے دکھ ہے۔“

”جی ہوتا ہے بعض اوقات انسان زندگی میں غلط فیصلے کر لیتا ہے۔“ میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

”اب آپ میرے بارے میں جاننے سے گریز کر رہے ہیں۔“

”وجہ بتا چکا ہوں۔ آپ کے بارے میں جاننا میرے لئے اتنا ضروری نہیں ہے۔“

”ہاں۔ مجھے اس کا احساس ہے۔ اصل میں آپ یقین کیجئے بات تن آسانی اور ایک اچھی زندگی حاصل کرنے کی کوشش کی نہیں تھی۔ بس اس دنیا میں تنہا تھا بالکل والدین کا انتقال ہو چکا ہے کوئی بہن بھائی بھی نہیں تھا۔ تھوڑی بہت تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد نوکری کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا لیکن اپنے وطن میں خاصی مشکلات ہیں معاشی طور پر ہم لوگ بڑی الجھنوں کا شکار ہیں وسائل کم سے کم بس آپ یوں سمجھ لیجئے کہ میں وطن کو دوش نہیں دیتا کبھی کبھی تقدیر اس طرح گرفت میں لیتی ہے کہ انسان کچھ کرنے کے قابل نہیں رہتا میں بھی تقدیر کی گرفت میں تھا اور وقت کے دھکے کھا رہا تھا پھر میں نے ایک بہت ہی گھٹیا راستہ اختیار کیا۔ ضرورت رشتہ کے اشتہارات میں ایک ایسا رشتہ طلب کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ لڑکی کے اہل خاندان لندن میں قیام پذیر ہیں اچھی صنعتوں کے مالک ہیں لڑکے کو لندن لے جانا چاہتے ہیں میں نے سوچا کوشش کر لی جائے نوکری نہیں مل رہی تو کم از کم تھوڑا سا وقت اسی انداز میں گزار لیا جائے بس جناب رابطہ قائم کیا کچھ لوگوں سے ملا انہوں نے مجھے دیکھا اور پسند کر لیا اور اس کے بعد بقیہ معاملات طے ہوئے۔ نکاح ہوا اور مجھے یہاں لے آیا گیا۔ لیکن کچھ وقت قیام کرنے کے بعد مجھے پتا چلا کہ وہ لوگ اچھی پوزیشن کے مالک نہیں اور غلط کاروبار کرتے ہیں ساری باتیں اپنی جگہ۔ یہ ناجائز دھندے تو میں اپنے وطن میں بھی کر سکتا تھا اگر اپنے ضمیر کو فروخت کر دیتا، ایسا کوئی کام میرے لئے ناقابل قبول تھا جب کہ کچھ عرصے کے بعد انہوں نے مجھے بھی اپنی لائن پر لگانے کی کوشش کی اور میں انہیں ٹالتا رہا اس سلسلے میں سختیاں بڑھتی گئیں مجھے بتایا گیا کہ اس کے بغیر میں ان کا دوست نہیں رہ سکوں گا میں نے ان سے صاف کہہ دیا کہ یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے اور دوستی دشمنی میں بدل گئی مجھ پر تشدد کیا جانے لگا۔ ہر طرح سے مجھے اپنی راہ پر لانے کی کوشش کی گئی لیکن میں نے قبول نہیں کیا اور بات حد سے

”اس سے پہلے بھی بس اس دنیا میں بھٹکتے ہی رہے ہیں۔“

”شاید آپ اپنے بارے میں بتانا نہیں چاہتے۔“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن جو کچھ میں نے کہا وہ بھی سچائی ہے میرا نام فیصل ہے یہ میری مسز رخسار ہیں لندن میں ہم بس چھوٹا موٹا سا کاروبار کرتے ہیں اور یہیں فردوس ہیں۔“

”آپ کی یہ رہائش گاہ بے حد شاندار ہے۔“

”شکریہ۔ آپ کا کیا نام ہے۔“

”میں منتظر تھا کہ آپ مجھ سے میرا نام پوچھیں۔“

”سوری۔ ہمیں پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔“

”مجھے رانا وسیم کہتے ہیں۔“

”اور اس سے آگے پیچھے۔“

”اس سے آگے پیچھے کی کہانی اتنی شرمناک ہے کہ بیان کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ بیان نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی۔ جیسا کہ آپ نے کہا کہ ہم نے آپ کی بے لوث خدمت کی ہے تو درحقیقت بے لوث ہی ہیں ہم۔ ہاں تجسس ہوتا ہے ذہن میں۔ بہر حال ہم یہاں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اور جس طرح بھی آپ چاہیں ہمیں اپنی ضروریات سے آگاہ کر دیں۔ یہاں اندر یا پھر باہر کے معاملات میں اگر ہماری کوئی مدد درکار ہو تو ہم حاضر ہیں۔ اس نے حیرت سے مجھے دیکھا اور بولا۔“

”گویا آپ اس بات پر ناراض نہیں ہوئے کہ اتنی مدد حاصل کرنے کے باوجود میں آپ کو اپنے بارے میں بتانے سے گریز کر رہا ہوں۔“

”ہم نہیں دوست۔ ہم نے کسی غرض کے تحت مدد نہیں کی ہے بس آپ کوئی بھی ہوتے اس وقت آپ جس عالم میں تھے ہم پر فرض تھا کہ آپ کی مدد کرتے۔“ وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

”میں نے اپنی اس کہانی کو شرمناک اس لئے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ میں اچھی خاصی جسامت کا مالک ہوں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ میری شخصیت بھی بری نہیں ہے اس کے

جائیں اور بالکل ٹھیک ہو جائیں تو ہم آپ کو یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے اور جس طرح بھی بن پڑا آپ کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں گے۔“

”ٹھیک ہے اب کسی قسم کا تکلف کا اظہار کرنا خود اپنے آپ پر ہٹنے کے مترادف ہوگا۔“ ٹھیک ہے اب کسی قسم کا تکلف کا اظہار کرنا خود اپنے آپ پر ہٹنے کے مترادف ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس نیکی کا صلہ دے جو آپ کر رہے ہیں۔“ بہر حال کہانی ایسی نہ تھی جس پر کوئی شبہ کیا جاسکتا سوائے اس کے ہم لوگوں کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ ان جلسوں سے باقاعدہ ٹکرائیں یا پھر ایسا نہ کریں رخسار سے اس سلسلے میں بات ہوئی تو اس نے کہا۔

”دیکھو ہمیں یہاں رہنا ہے اور کچھ وقت سکون سے گزارنا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فرض یہی کہتا ہے کہ یوں کیا جائے اور ان لوگوں کے خلاف ایک محاذ بنائیں تاکہ دوسرے بھولے بھالے لوگ ان کے جال میں نہ پھنسیں لیکن بات وہی آ جاتی ہے کہ دریا میں رہ کر مگر مجھ سے بیر لینا ہوگا مجھے تو یہ کوئی بین الاقوامی گروہ معلوم ہوتا ہے لڑکوں کے ساتھ ساتھ وہ لوگ لڑکیوں کو بھی اسی طرح جال میں پھانتے ہوں گے آج کل یہ وبا تو عام ہو چکی ہے کہ بیروزگار لڑکوں کو اس طرح کے جھانسنے دیئے جاتے ہیں اور سبز باغ دکھائے جاتے ہیں کہ ایک مظلوم لڑکی سے شادی کر لی جائے اور لاکھوں کمائے جائیں بیروزگار نو جوان جھانسنے میں آ جاتے ہیں لیکن نتیجہ جو ہوتا ہے وہ سامنے ہے لیکن پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔“

”میں سمجھ رہا ہوں تم ٹھیک ہی کہتی ہو لیکن بہر حال رانا وسیم کی ہمیں مدد کرنا ہوگی ابھی تو بے چارہ زخمی ہے کس قدر شاندار قوت ارادی کا مالک ہے اس بات پر حیرت ہوتی ہے لیکن کچھ لوگ تقدیر کے کھوٹے ہوتے ہیں اور تقدیر ان کا ساتھ نہیں دیتی تاہم ہم اپنی اوقات کے مطابق اس شخص کی مدد کریں گے اور جانا بھی کیا ہے۔“ رخسار بھی اس بات پر متفق ہو گئی تھی رانا وسیم مجموعی طور پر ایک خوش مزاج شخص تھا اس کی عمر بھی چھتیس سینتیس سال سے زیادہ نہیں ہوگی شخصیت بھی خاصی دلکش تھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ بڑا باہمت آدمی تھا نہ ہی اس نے میرے بارے میں کسی خاص تجسس کا اظہار کیا تھا بس اپنی اپنی باتیں ہوا کرتی تھیں اور رخسار نے ایک دن اس سے اس کی بیوی کے بارے میں پوچھا تو وہ الجھے ہوئے انداز میں بولا۔

”سائرہ بری عورت معلوم نہیں ہوتی حالانکہ سب کچھ اس کے ذریعہ ہی کیا گیا ہے۔“

”لیکن مجھے بار بار یہ احساس ہوا کہ وہ بھی ان کے ہاتھوں۔“ مجبور ہے اس بات کے امکان بھی ہو سکتے ہیں مسٹر فیصل کہ اسے بھی کہیں سے گھیر گھا کر لایا گیا ہو اور اس کے بعد انہوں نے

آگے نکل گئی ان لوگوں نے مجھے قید کر دیا بھوکا پیاسا مارنا شروع کر دیا لیکن کچھ بھی تھا میں نے سب کچھ کرنے کے لئے تیار نہ ہوسکا پھر موقع پا کر ان کی گرفت سے نکل گیا اصل میں وہ دہرے خوف کا شکار تھے انہیں یہ احساس تھا کہ میں ان کی اصل شخصیت سے واقف ہو گیا ہوں اور اب انہیں کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے میرے خلاف بھرپور طریقے سے کام شروع کر دیا اور غالباً یہ فیصلہ کر لیا کہ مجھے ہلاک کر دیا جائے بس یوں سمجھ لیجئے یہ ساری بھاگ دوڑ اور گولیوں کے یہ زخم اسی حماقت کا نتیجہ ہیں جو میں نے کر ڈالی تھی۔ اب آپ بتائیے کیا فخر یہ انداز۔ اپنی اس داستان کو مظلومیت کی داستان بنا کر سنایا جاسکتا ہے وہ ہٹنے لگا میں اور رخسار حیران تھے میں نے کہا۔“

”تو اس وقت جو آپ پر حملہ ہوا وہ اسی کا نتیجہ ہے۔“

”جی ہاں کئی بار مجھ پر حملہ ہو چکا ہے۔ میں چھپتا پھر رہا ہوں۔ اصل میں ایسے لوگ بڑے باختیار ہوتے ہیں اور وہ لوگ۔“ مقامی لوگوں کی مدد سے ہر طرح کے کام کر لیتے ہیں بس میری تقدیر ہی ہے جو ابھی تک ان سے بچا ہوا ہوں ورنہ کئی جگہ مجھے گھیرنے کی کوشش کی گئی تھی۔“

عجیب کہانی تھی میں اور رخسار بہت متاثر ہوئے تھے میں نے کہا۔

”اور آپ کی بیگم میرا مطلب ہے وہ خاتون جن سے آپ کی شادی ہوئی تھی۔“ جواب

میں وہ طنزیہ انداز میں ہنسا پھر اس نے کہا۔

”وہ خاتون اس گروہ کی خاں۔“ رکن ہیں ان کی ذمہ داری یہ ہی ہے کہ شادیاں کریں

اور اس گروہ کے ممبروں کی تعداد میں اضافہ کریں۔“

”اوہ۔ تو پھر اب آپ کا کیا ارادہ ہے رانا صاحب۔“

”رانا صاحب مصیبت میں گرفتار ہیں بھائی۔ آپ لوگوں کی مدد حاصل ہو گئی ہو سکتا ہے

زندگی کے کچھ دن اور مل جائیں جدوجہد تو کرنی ہی ہے یہاں سے نکلنے کی کوشش کروں گا

ہو سکتا ہے وطن جانا نصیب ہو جائے اور پھر وطن میں بھی کوئی نہیں ہے کہیں بھی نکل جاؤں لیکن

اتنا اندازہ ہو چکا ہے کہ ان خطرناک لوگوں سے لندن میں چھٹکارا ملنا مشکل ہے۔“ ہم لوگوں

کے لئے فیصلہ کرنا مشکل نہیں تھا میرے بجائے رخسار نے کہا۔

”آپ بالکل فکر نہ کریں رانا صاحب یہ جگہ موجود ہے آپ مکمل طور سے تندرست ہو

تھی تقریباً پندرہ سولہ دن گزر گئے اب وہ ہمارے ذہنوں سے محو ہو چکا تھا ہمارے معمولات وہی تھے اپنے آپ کو حالات میں ضم کرنے کی کوشش کر رہے تھے بہت سے خیالات دل میں آتے تھے لیکن مجبوریاں دامن گیر ہو گئی تھیں اور ہم یہ سوچتے تھے کہ بس ٹھیک ہے زندگی کے ہنگاموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد اب زندگی کا سکون حاصل کرنا چاہیے لیکن یہ تجربہ اب میرے لئے نیا نہیں تھا کہ وقت اپنے فیصلے خود کرتا ہے اور انسان کتنا ہی سوچ لے منصوبہ بنا لے سب حماقت ہوتی ہے اسے وقت کے ہاتھوں کھیلنا پڑتا ہے معمول کے مطابق ہم لمبی ڈرائیو پر نکل گئے تھے اور لندن کے ایک نواحی قصبے میں تھوڑا سا وقت گزارنے کے بعد وہاں سے واپس پلٹ رہے تھے واپسی میں شام ہو گئی تھی موسم بھی کافی خراب تھا۔ آسمان سے کھر اترتی چلی آرہی تھی دن میں بھی سورج نہیں نکلا تھا اور سارا دن بادل چھائے رہے تھے وہ لمبی سڑک جو چکنی اور شفاف تھی سنسان پڑی ہوئی تھی اور اس پر کوئی ٹریفک نہیں تھا۔ پھر ایک موڑ سے گزر رہے تھے قرب و جوار میں پہاڑیاں اور سبزہ زار بکھرے ہوئے تھے کہ اچانک ہی ایک درے کے درمیان سے کوئی دوڑتا ہوا سڑک عبور کرنے لگا کیونکہ وہ اچانک ہی دوڑ پڑا تھا یا کہیں سے دوڑتا ہوا آ رہا تھا اور موڑ کے بالکل قریب تھا اس لئے میں کار کو کنٹرول نہ کر سکا اور وہ شخص ہماری کار کی زد میں آ گیا

میں نے جلدی سے کار روک دی میں نیچے اتر آیا تھا کہ اس سمت سے جدھر سے وہ بھاگ کر آ رہا تھا تین آدمی دوڑتے ہوئے آگے آئے اور انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی مجھے فوراً ہی بیٹھ جانا پڑا اور نہ شاید وہ تو سڑک پر گرے ہونے کی وجہ سے بچ جاتا میں ان گولیوں کا شکار ہو سکتا تھا گولیاں کار کے قریب سے نکل گئی تھیں اس شخص نے زمین پر لوٹ لگائی اور کار کے دوسرے حصے میں آ گیا دوڑنے والے بھی قریب آتے جا رہے تھے اس شخص نے سیدھے کھڑے ہو کر مجھے دیکھا اور پھر رخسار کو دیکھا ہم نے بھی اسے ایک لمحے میں پہچان لیا تھا یہ رانا وسیم ہی تھا ظاہر ہے ہم دونوں کی جو کیفیت ہونی چاہیے تھی وہی ہوئی اس نے بھی ہمیں پہچان لیا تھا پھر وہ جلدی سے بولا۔

”مسٹر فیصل مسٹر فیصل یہ بریف کیس آپ رکھ لیجئے پلیز اسے جلدی سے سیٹ کے نیچے ڈال دیجئے۔“ اس نے چمڑے کا ایک سیاہ رنگ کا پتلا سا بریف کیس کار کی کھڑی سے اندر پھینک دیا اور اس کے بعد سڑک کے دوسری سائیڈ نشیب کی طرف چھلانگ لگا دی تعاقب

اسے اپنے راستے پر لگا لیا ہو اس بات کے قوی امکانات ہیں۔“
”آپ کی اس سے باقاعدہ شادی ہوئی تھی۔“
”ہاں۔“

”آپ کے ذہن میں کبھی اس کے لئے کچھ جذبے نہیں ابھرے۔“ رخسار نے سوال کیا وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

لیکن یہ احساس مجھے ہمیشہ رہتا ہے کہ میں اسی کے ذریعے شکار کیا گیا۔“
”اس سوچ کے باوجود جو آپ کے ذہن میں ہے۔ یعنی یہ کہ ہو سکتا ہے وہ بھی مجبور ہو۔“

”یہ تو صرف ایک سوچ ہے اس کی کوئی حقیقت تو سامنے نہیں آئی۔“
”آپ کے دل میں کبھی یہ تصور ابھرتا ہے کہ آپ اپنی بیگم سے دوبارہ ملاقات کریں۔“
وہ ہنس پڑا۔

”میرے سارے سالے صاحبان میرے ذہن میں یہ تصور ابھرنے دیں تب ہی مایاں سے نکل کر کیا صورت حال پیش آئے میں تو اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہم لوگوں نے اس سے اتفاق کیا تھا بہر حال اس میں کوئی مشکل نہیں یہ ایک انسانی مسئلہ تھا اور ان حقیقتوں سے گریز نہیں کیا جاسکتا تھا جو اس کی ذات سے وابستہ تھیں کافی دن ہو چکے تھے اسے یہاں اور اب وہ صحت مند ہو گیا تھا پھر ایک صبح جب ہم نے اسے ناشتے کے لئے طلب کیا تو وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں تھا البتہ اس کے تکیے پر ایک چھوٹا سا کاغذ رکھا ہوا تھا ملازم نے وہ کاغذ لا کر ہمیں دیا اور میں نے حیرت سے اسے کھول کر پڑھا لکھا تھا۔

”میں اب بھی شکر یہ ادا نہیں کروں گا ہاں دعا ہے کہ آپ لوگ ہمیشہ خوش رہیں بس ٹھیک ہو گیا ہوں جا رہا ہوں اور کیا کہوں رانا وسیم۔“ میں نے ٹھنڈی سانس لے کر رخسار کی طرف دیکھا تو وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

ظاہر ہے وہ ہمیشہ تو ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا۔ تاہم اچھا انسان تھا پھر رفتہ رفتہ ہم اسے بھلانے میں کامیاب ہو گئے ابتدا میں تو کچھ دن اسی کی باتیں کرتے رہے تھے لیکن اسے بہر طور جانا تھا کوئی جواز نہیں تھا اس کا میرے پاس رہنے کا ہاں یہ الگ بات ہے کہ اگر رہنا چاہتا تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ بھی نہیں تھا بے گھر بے سہارا تھا اور اسے اپنے گھر میں جگہ دی جاسکتی

”دکھاؤ۔“ اس نے کہا اور میں نے بڑے اطمینان سے کار کی اسٹینی سے کاغذات نکال کر اس کے سامنے پیش کر دیئے وہ جھک کر ان کاغذات کو دیکھنے لگا باقی دو افراد مجھ پر پستول تانے کھڑے ہوئے تھے اس نے کہا۔

”پرنس فیصل۔“

”جی۔“

”مشرقی ہو۔“

”جی ہاں۔“

”کہاں کے باشندے ہو۔“

”سو فیصد برطانیہ کا۔“

”اس سے پہلے۔“

”اس سے پہلے بھی برطانیہ کا باشندہ ہوں۔“

اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا کاغذات مجھے واپس کئے پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے بولا۔

”چلو۔“ ادھر وہ اسی درے کی جانب مڑ گئے جو سڑک کے دوسری سمت کے نشیب میں تھا جب وہ تینوں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو میں نے گہری سانس لے کر رخسار کو دیکھا ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا اور اس کے بعد کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی ہم دونوں ساکت تھے حادثہ بڑا عجیب اور حیران کن تھا کافی فاصلے تک ہم اس بات کا جائزہ لیتے رہے کہ ہمارا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا لیکن اس کا دور دور تک امکان نظر نہیں آیا البتہ اب میرے ذہن میں ایک کریدی پیدا ہو گئی تھی میں نے سرسراہٹ آواز میں رخسار سے کہا۔

”وہ بریف کیس محفوظ ہے۔“

”ہاں میں نے پیچھے سیٹ کے نیچے ڈال دیا ہے۔“

”بریف کیس میں کیا ہو سکتا ہے۔“

”ہو سکتا ہے ان لوگوں کے بارے میں کچھ معلوماتی کاغذات ہوں۔“

”کن لوگوں کے بارے میں“

کرنے والے دوڑے آ رہے تھے انہوں نے بھی سڑک عبور کی پھر ان میں سے ایک وہاں رک گیا اور دوسرے کے نشیب کی طرف دوڑے چلے گئے رکنے والے نے میری طرف پستول تان رکھا تھا اور تھوڑا سا ہٹ کر مجھے اور رخسار دونوں کو کور کر رہا تھا وہ منہ سے کچھ نہیں بولا تھا عجیب سی شکل و صورت کا آدمی تھا چھوٹی چھوٹی آنکھیں طوطے کی طرح مڑی ہوئی ناک پتلے پتلے باریک ہونٹ آنکھوں میں بے پناہ چمک نظر آ رہی تھی وہ مجھے گھور رہا تھا جب کہ اس کے باقی دونوں ساتھی سڑک کے نشیب میں گولیاں برسار رہے تھے ایک لمحے کے لئے چونکہ اس معطل ہو گئے تھے اور فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے میں ساکت کھڑا اس شخص کو گھورتا رہا تین چار پانچ منٹ گزر گئے تو میں نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

”بھائی میں تو ایک راہ گیر ہوں آپ لوگوں کا کوئی مسئلہ ہے تو آپ مجھے کیوں روکے ہوئے ہیں۔“

”خاموش کھڑے رہو۔“ وہ غرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

”ہمیں دیر ہو رہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری مسز میرے ساتھ ہیں اور ہمیں جلدی شہر پہنچنا چاہتے ہیں موسم خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے۔“

”اگر بکواس بند نہ کی تو میں تمہاری کھوپڑی میں گولی اتار دوں گا وہ شخص خاصا جاہل معلوم ہوتا تھا اور کافی غصے میں نظر آ رہا تھا تقریباً پندرہ منٹ کے بعد نشیب کے دونوں آدمی واپس آ گئے ان کے چہروں سے تھکن کا اظہار ہو رہا تھا کار کے قریب پہنچ کر انہوں نے مجھے اور رخسار کو گھورا پھر ان میں سے ایک نے کہا۔“

”ہمارا تعلق مقامی انتظامیہ سے ہے تم کون ہو۔“

”برطانوی“ ہوں یہیں رہتا ہوں اس سڑک سے گزر رہا تھا کہ وہ شخص بھاگتا ہوا آیا اور میری کار سے ٹکرایا مجھے کار روکنی پڑی اور اس کے بعد میں اس خیال سے نیچے اترا تھا کہ اسے دیکھوں کہ وہ زخمی تو نہیں ہو گیا کہ اچانک ہی گولیاں چلنے لگیں اور مجبوراً مجھے زمین پر بیٹھنا پڑا وہ سڑک کے دوسری جانب اترا گیا کون تھا کیا تھا یہ میں بالکل نہیں جانتا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں جناب اگر وہ کوئی مجرم تھا تو کم از کم مجھ سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔“

”تمہارے کاغذات ہیں؟“

بریف کیس سے پڑچکا تھا میں اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگا اور میں کامیاب ہو گیا اس تالے کیلئے چابی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی نہ ہی اس پر تمبر تھے بلکہ کچھ کرٹل اس پر لگے ہوئے تھے اور انہی کی ترتیب سے تالا کھل جاتا تھا تھوڑی سی کوشش سے میں نے یہ تالا کھول لیا، بریف کیس میں ایک فائل رکھا ہوا تھا اور اس فائل میں کچھ کاغذات تھے لیکن فائل کھولتے ہی میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا تھا فائل میں ہمارے ملک کے اٹامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے مونیو گرام بنے ہوئے تھے اور اس فائل کے اندرونی حصے میں خاص قسم کا احتیاطی کرپس بنا ہوا تھا اس کا مطلب ہے کہ یہ فائل انتہائی اہمیت کی حامل تھی اور پھر اٹامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ویسے بھی ایک بڑا محفوظ ادارہ تھا اور اس کے کاغذ کا ایک ٹکڑا بھی باہر نہیں جاسکتا تھا میں نے کاغذ کھولا اس پر ایک بہت ہی انوکھی تحریر لکھی ہوئی تھی جگہ جگہ نشانات لگے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی کچھ فارمولے جو ایک مخصوص انداز میں صرف نشانات کے ذریعے واضح کئے گئے تھے جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے خاص قسم کے ایٹمی فارمولے اسی انداز میں تحریر کئے جاتے ہیں اور سائنس دانوں کی اپنی ایک زبان ہوتی ہے جو اس سلسلے میں صرف چند لوگوں کے درمیان ہوتی ہے لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ ان کا تعلق میرے وطن سے تھا اور وطن عزیز کا پھر کا ایک ٹکڑا بھی مجھے اپنی زندگی کی ہی مانند عزیز تھا یہ احساس ان حالات میں اور وطن سے دور غیر ملک میں رہ کر بھی میں اپنے دل سے نکال نہیں سکتا تھا بلکہ وطن کی یاد وطن کا احساس میرا سرمایہ حیات تھا میں جلدی جلدی کاغذات پلٹتا رہا جو الفاظ انگریزی زبان میں لکھے گئے تھے وہ میری سمجھ میں آرہے تھے یہ صرف اشارتی الفاظ تھے لیکن ان کی ترتیب بنتی تھی اور اس ترتیب سے یہ احساس ہوتا تھا کہ یہ میرے ملک کے ایٹمی راز ہیں ایٹمی راز کی یہ فائل رانا وسیم کے پاس اور کچھ لوگ اسے حاصل کرنے میں سرگرداں تھے رخسار بھی میرے ساتھ ساتھ یہ کاغذات دیکھ رہی تھی اور مجھے اس بات پر خوشی ہوئی کہ وہ بھی اس قدر ذہین تھی کہ صورتحال کو سمجھ سکتی تھی اس نے کہا۔

”گویا ہمارا دوسرا اندازہ درست نکلا؟“ میں نے سوالیہ نگاہوں سے رخسار کو دیکھا تو وہ بولی۔

”رانا وسیم نے ہم سے جھوٹ بولا تھا ایک جھوٹی کہانی سنائی تھی وہ ہمارے ملک کے ایٹمی راز لئے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے اور کچھ لوگ اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔“

”میرا مطلب ہے وہ جو یہ ناجائز کاروبار کرتے ہیں بلکہ یوں کہو کہ رانا وسیم کے سسرال والے۔“ رخسار نے کہا اور مسکرا دی۔

”کمال ہے بڑی خطرناک سسرال ملی اس بے چارے کو لیکن بیوقوف آدمی ابھی تک جنجال میں پھنسا ہوا ہے یہ یہاں سے کہیں بھاگ کیوں نہیں جاتا۔“

”اللہ جانے۔“ رخسار بولی۔

”نجانے کیوں رخسار میری چھٹی حس مجھے احساس دلا رہی ہے کہ رانا وسیم کا کیس وہ نہیں ہے جو اس نے ہمیں بتایا یہ ویرانوں میں کیا کرتا پھر رہا ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ اس نے ہمیں کوئی بہت ہی خوبصورت کہانی سنا دی ہوگی اور ہم اس بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں۔“

”ہاں کہہ تو کچھ نہیں سکتے لیکن اگر اس نے کوئی جھوٹی کہانی ہمیں سنائی تو اس کا مقصد ہے کہ بڑا فنکار آدمی تھا۔“

”ہاں اس میں کوئی شک نہیں ویسے وہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔“

بریف کیس میں نجانے کیا ہے۔

وہ شخص جس طرح ہمیں بتائے بغیر ہمارے گھر سے چلا آیا۔ اس کے بعد ہم تو یہ کہہ نہیں سکتے کہ ہمارے اور اس کے درمیان اخلاقی قدریں برقرار رہ گئی ہیں۔“

”مطلب۔“

”مطلب یہ کہ ہم بریف کیس کھول کر دیکھیں گے۔“

رخسار نے میری بات سے اتفاق کیا تھا پھر وہ بولی۔

”لیکن وہ آئے گا ضرور۔“

”ظاہر ہے پتہ نہیں اس نے ان کے خلاف کیا کیا شواہد جمع کئے ہیں۔ پھر ہم خاموش ہو گئے اور آخر کار اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے ذہن پر ایک عجیب سا تاثر تھا کافی وقت گزر گیا گھر پہنچنے کے بعد لباس وغیرہ تبدیل کیا اور پھر اندرونی کمرے میں آ بیٹھے بریف کیس کے کاغذات دیکھنا ضروری تھے چمڑے کا بہت ہی پتلا سا بریف کیس بے حد خوبصورت تھا اور اس میں خاص قسم کا تالا لگا ہوا تھا لیکن یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ پہلے بھی میرا واسطہ ایک ایسے ہی

”بات اصل میں یہ ہے رخسار کہ معاملہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے چاہے وہ کیسی شخصیت کا مالک ہو۔ اسے کم از کم اس بات کا جواب دینا ہوگا کہ یہ فائل اس کے پاس کہاں سے پہنچی اور اس کی حقیقت کیا ہے؟“ رخسار ہنسنے لگی پھر بولی۔

”اگر اس کی جگہ میں ہوتی تو بڑے اطمینان سے تمہیں مطمئن کر سکتی تھی۔“

”کیسے؟“ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

”میں تم سے کہتی کہ چونکہ میرے سسرال والے جرائم پیشہ لوگ ہیں اور وہ ہر قسم کے کام کیا کرتے ہیں میں نے یہ فائل یا یہ بریف کیس ان سے حاصل کیا ہے اس لئے کہ میں انہیں اس کے ذریعے بلیک میل کر سکوں اور وہ مجھے یہاں سے نکل جانے کی ضمانت دیں ورنہ بریف کیس انہیں نہیں مل سکتا۔“ میں نے حیران نگاہوں سے رخسار کو دیکھا اور کہا۔

”واقعی یہ تو ہو سکتا ہے اور ہمیں تسلیم بھی کرنا پڑے گا۔“

”لیکن جس طرح وہ لوگ اس کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور جس طرح وہ انہیں جل دے کر نکل گیا اس سے یہ بات بالکل نہیں مانی جاسکتی کہ ایسی کوئی بات ہے یقینی طور پر فیصل میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ پراسرار شخص کسی اور ہی حیثیت کا حامل ہے۔“

”بہت اچھا اب ایک بات بتاؤ کیا ہم اس مسئلے کو اس آسانی سے نظر انداز کر سکتے ہیں۔“

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ رخسار نے جواب دیا۔

”تو پھر کیا کیا جائے۔“

”تم سوچو فیصل۔“

”ہم یوں کرتے ہیں کہ یہ فائل بدل دیتے ہیں۔“ میں نے کہا اور رخسار نے سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی وہ پر خیال انداز میں گردن ہلاتی رہی تھی پھر اس نے کہا۔

”مناسب تجویز ہے فائل بدل دی جائے اور بریف کیس کو بند کر دیں اس کے بعد ظاہر ہے کہ وہ ہمارے پاس آئے گا بریف کیس تو ہم جوں کا توں اس کے حوالے کر دیں گے اور اس سے اس کے بارے میں سوالات کریں گے اس کے بعد بھی اگر وہ کوئی جھوٹی کہانی سناتا ہے تو کم از کم یہ فائل ہمارے قبضے میں آگئی ہے اور ہم اپنے ملک کے یہ راز کسی غیر کے ہاتھوں میں نہیں جانے دیں گے یہ تو بعد میں سوچیں گے کہ ہمیں اس کے لئے کیا کرنا چاہیے۔“ پھر

”ہاں رخسار ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے۔“

”پھر تو وہ شخص ذرا بھی قابل رحم نہیں ہوا بلکہ اب ہمیں اس بات پر افسوس کرنا پڑے گا کہ اس طرح ہم نے اس کی بے لوث مدد کیوں کی۔“

”کر بھی کیا سکتے تھے۔“

”لیکن فیصل وہ آئے گا اس نے ہم پر اعتماد کر کے یہ کاغذات ہمارے حوالے کر دیئے ہیں وہ سوچ بھی نہیں سکتا ہوگا کہ ہم ان سے اس طرح واقفیت حاصل کر لیں گے۔“

”یہ بریف کیس اجنبی ہاتھوں میں جائے تو اسے توڑے بغیر کھولنا ممکن نہیں ہے بس ایک بار یہ میرے ہاتھوں سے گزر گیا تھا اور مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کہاں اور کیسے غالباً اسے بنانے والی کمپنی نے اس ایک ہی انداز میں بنایا ہے اس لئے میں اس کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔“

”اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“

”یہ سوال میں تم سے کرنا چاہتا ہوں رخسار۔“

”تھوڑا سا انتظار اور اس کے بعد۔“

”ہاں اس کے بعد کہو۔“

”اگر تم سفارت خانے سے تعلقات قائم کرو گے اور اس بریف کیس کے بارے میں اسے بتاؤ گے تو تمہاری اپنی شخصیت سامنے آئے گی۔“

”میں سمجھتا ہوں ایسا ہوگا۔“ میں نے آہستہ سے کہا۔

”ایک بات اور۔“ رخسار بولی۔

”ہاں کہو؟“

”رانا وسیم ہمارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور اس نے یہ فائل کسی اعتماد کی بناء پر ہی ہمارے حوالے کر دی ہے ویسے یہ بھی سچ ہے کہ اس نے یہ سوچا ہوگا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم یہ بریف کیس کھول نہیں سکتے اگر کوشش بھی کریں تو اس میں ناکام رہیں گے دوسری بات یہ ہے کہ فرض کرو اگر ہم یہ بریف کیس کھول بھی لیتے ہیں تو ان کاغذات کے بارے میں بھلا کیا جان سکیں گے اسے یہ اعتماد ہوگا اور چونکہ وہ فائل کے لئے دوڑا چلا آئے گا اس لئے اس بات کے مکمل امکانات ہیں کہ وہ ہم تک دوبارہ پہنچے فرض کرو ایسا ہوا تو کیا کرو گے۔“

بغیر اٹھ کر کیسے یہاں سے چلی گئی میں چونک کر اٹھ گیا دیوار پر لگی گھڑی میں وقت دیکھا ذہن کو اور جھٹکا لگا ساڑھے نو بج رہے تھے پہلی بات تو یہ کہ اتنی دیر تک سونے کا کوئی جواز نہیں تھا شاید یہاں آنے کے بعد آج تک ایسا نہیں ہوا تھا رات کو جس وقت بھی سوتے صبح کو ہمیشہ وقت پر ہی آنکھ کھلتی تھی لیکن اس وقت آج کیا ہوا پھر اچانک ہی ایک اور عجیب سا احساس ہوا ذہن پر ایک ناگوار سی بو مسلط تھی اور مجھ جیسا آدمی اس بو کو با آسانی پہچان سکتا تھا ایک خاص قسم کی خواب آور گیس کی بو تھی جس کے ذریعے بے ہوش کیا جاسکتا تھا اور ہوش میں آنے کے بعد اس کے شدید اثرات دماغ پر ہوا کرتے ہیں ذہن نے کسی خاص بات کے ہونے کا نعرہ لگایا اور میں نے مسہری سے نیچے چھلانگ لگا دی پہلے واش روم دیکھا اور اس کے بعد دواڑہ کھول کر باہر نکل آیا اور باہر پہنچتے ہی ایک اور ذہنی جھٹکا لگا راہداری میں رات کو جاگنے والے دونوں ملازم مڑے پڑے ہوئے تھے راہداری کے چکنے فرش پر انہوں نے گھٹنوں میں سر دے رکھا تھا اور بے سدھ پڑے ہوئے تھے میرے دل کی حالت خراب ہونے لگی کچھ ہو گیا ذہن نے نعرہ لگایا جھک کر ملازموں کو دیکھا تو وہ زندہ تھے اور شاید خواب آور گیس کے زیر اثر ابھی ہوش میں نہیں آسکے تھے انہیں وہیں چھوڑ کر میں عمارت کے تمام حصوں میں بھاگ دوڑ کرنے لگا اور میرا دل خون ہوتا رہا گیٹ کا چوکیدار تک بیہوش پڑا ہوا تھا میں ان کی نسبت جلدی ہوش میں آ گیا تھا۔

صاف ظاہر ہو چکا تھا کہ میری اس رہائش گاہ میں کسی بھی طریقے سے گیس کا استعمال کر کے یہاں موجود تمام لوگوں کو بیہوش کر دیا گیا ہے لیکن رخسار کے بارے میں کیا سوچوں اب چونکہ اس عمارت کا ایک ایک گوشہ تلاش کر لیا تھا اور رخسار کا کہیں وجود نہیں ملا تھا اس لئے صرف یہ فیصلہ کیا جاسکتا تھا کہ انہوں نے رخسار کو اغوا کر لیا ہے مکمل یقین کرنے کے لئے ایک بار پھر اپنی خواب گاہ میں واپس آیا مسہری کے پاس رخسار کے سلیپر پڑے ہوئے تھے اور اس بات سے پورا پورا یقین ہو جاتا تھا کہ بیہوشی کے بعد وہ رخسار کو اغواء کر کے لے گئے ہیں دل دھک سے ہو گیا تھا اب کسی اور چیز کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں تھی رخسار ایک بار پھر مشکل کا شکار ہو گئی تھی مگر وہ کون تھے جنہوں نے یہ عمل کیا اور کیوں یہ سوال اس لئے ذہن میں پیدا ہوا تھا کہ ذہن ابھی تک اسی خواب آور گیس کے زیر اثر تھا لیکن رفتہ رفتہ دماغی کیفیت درست ہوتی جا رہی تھی چنانچہ کون اور کیوں کا جواب خود میرے ذہن میں آ گیا میں نے برق رفتاری سے

اس کے بعد ہم نے اسی پر عمل کیا ایک فائل میں سادہ کاغذات لگائے گئے اور اس کی ترتیب کر کے اسے بریف کیس میں رکھا گیا اور میں نے بریف کیس اسی انداز میں بند کر کے اس پر سے اپنے ہاتھوں کے نشانات مٹا دیئے پھر اسے ایک ایسی الماری میں رکھ دیا کہ اگر کوئی گھر کی تلاشی لینا چاہے تو بریف کیس اسے حاصل ہو جائے البتہ وہ فائل ہم نے ایک انتہائی محفوظ جگہ پہنچا دی یہ سرونٹ کوارٹر کی چھت کا ایک حصہ تھا جو محفوظ ترین جگہ کہی جاسکتی تھی اور وہاں کسی کا وہم بھی نہیں پہنچ سکتا تھا اس کام سے مطمئن ہونے کے بعد ہم لوگ نجانے کتنی دیر تک اسی موضوع پر باتیں کرتے رہے تھے دوسرا دن تیسرا دن اور چوتھا دن بھی گزر گیا ہماری مصروفیات کوئی خاص نہیں تھیں ویسے ان دنوں میں ہم نے گھر پر رہ کر زیادہ وقت رانا و سیم کے انتظار میں ہی گزارا تھا اور اب ہمیں مایوسی ہوتی جا رہی تھی اس وقت تو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ان لوگوں کے ہتھے نہیں چڑھا ہے اور نکل گیا ہے لیکن اگر اس نے اپنے پیچھے اتنے خطرناک لوگ لگا رکھے ہیں تو ممکن ہے وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس طرح سے وہ زندگی سے محروم ہو جائے میں تھوڑی سی کشمکش کا شکار تھا اپنے وطن کے یہ قیمتی راز وطن تک واپس پہنچانا میرا فرض تھا لیکن طریقہ کار سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اور کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا پانچویں رات بھی ہم نے اس کا انتظار کیا اور دیر تک اسی کے موضوع پر باتیں کرتے رہے پھر تمام ضروریات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے بیڈ روم میں پہنچ گئے رخسار میرے قریب لیٹ کر سو گئی میں خاصی دیر تک جاگتا رہا تھا اور اپنے ذہن میں ماضی کی یادیں دہراتا رہا تھا بہت سے خیالات دل میں آتے تھے گم شدہ یادداشت کے دوران نجانے کیا کیا واقعات پیش آتے رہے ہوں گے لیکن ان واقعات کا راز دار کوئی نہیں تھا ہوں گے بہت سے لیکن اب وہ میرے لئے اور میں ان کے لئے اجنبی ہو چکا تھا پھر نیند آ گئی اور میں گہری نیند سو گیا دوسری صبح جب جاگا تو ایک عجیب سا احساس ہوا موسم اور ماحول وقت کا احساس یقینی طور پر دلا دیتا ہے ہم لوگ بہت زیادہ دیر تک سونے کے عادی نہیں تھے اور صبح کو جلد جاگ کر اپنی اس خوبصورت رہائش گاہ میں چہل قدمی کیا کرتے تھے لیکن آج اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے میں نے ہاتھ سے ٹٹول کر رخسار کو دیکھا میرا خیال تھا کہ وہ بھی سو رہی ہوگی لیکن وہ جاگ گئی تھی اور اس کی جگہ خالی پڑی ہوئی تھی میں چونک پڑا یہ معمول کے خلاف تھا ہمارے درمیان معاہدہ تھا ایک جاگے تو اس وقت تک مسہری سے نہیں اٹھے گا جب تک دوسرے کو بھی نہ جگا لے پھر رخسار میرے

کچھ مجھ سے مانگ رہا ہے مجھے وقت کو وہ دینا ہے اور اگر اس سے گریز کروں تو وقت میری معذرت بھی قبول نہیں کریگا، نہیں مجھے اپنا عمل جاری رکھنا چاہیے اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور میں نے اسے سمجھ لیا ہے کہ تقدیر کو میرا ساکت بیٹھنا پسند نہیں ہے آہ مجھے سکون کی زندگی کبھی حاصل نہیں ہو سکے گی اب سکون حاصل کرنے کی کوشش میں میرے دل کو داغ لگتے رہیں گے یہ داغ میرے لئے اس زندگی سے زیادہ تکلیف دہ تھے جدوجہد کر کے اپنے آپ کو مصروف تو رکھ سکتا تھا سکون سے بیٹھوں تو مشکلوں میں گرفتار ہو جاؤں اور یہ مشکلیں میرے لئے زیادہ تکلیف دہ تھیں بہت سے خیالات دل میں آتے رہے اور وجود میں جنون بڑھتا رہا یقینی طور پر اب مجھے مصروف عمل ہونا پڑے گا کوئین میکو دیا نے ناصر درانی کو ایک طرح سے میرا احترام بنا دیا تھا لیکن مجھے اس ہمزاد کی ضرورت نہیں تھی بے چارہ میرے برابر تو وسائل نہیں رکھتا ہوگا وہ تو قانون کے دائرہ میں رہ کر مقامی طور پر ہی میرے لئے سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے پولیس سے مدد لینا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے میں تو اپنی بالکل تشہیر نہیں چاہتا تھا اور پولیس سے رابطہ قائم کیا جائے تو ہزار جھگڑے سامنے آئیں گے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ناصر درانی کو بھی میں نے اپنی فہرست سے نکال دیا جو کچھ کرنا ہے خود ہی کرنا ہے اسی طرح جس طرح دانش منصور آج تک اپنی زندگی کے منصوبوں پر عمل کرتا آیا ہے دل کو تقویت دی بس رخسار کا خیال تھا ایک بار پھر مشکلات میں جا پھنسی ہے پتہ نہیں بے چاری کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہوگا اس بار مل گئی تو اسے پیشکش کروں گا کہ رخسار زندگی کے صبح و شام بہت دیکھ لئے تمہاری مجھ سے علیحدگی ہی مناسب ہے میری وجہ سے تم کس قدر خوار ہوئی ہو مشکلات ہی مشکلات اٹھاتی رہی ہو زندگی کا منصوبہ بناتے ہیں اور الگ ہو جاتے ہیں شاید قدرت کو میری اور تمہاری بیک جانی منظور نہیں ہے خود کو مجھ سے علیحدہ کر لو اور سکون کی زندگی گزارو لیکن پھر بھی یہ سب رخسار کو گالی محسوس ہوا اس نے اب تک میرے لئے جو قربانیاں دی ہیں کیا ان کے جواب میں اس سے یہ الفاظ کہہ جاسکتے ہیں یہ تو ایک بہت ہی کمینہ ہوگا ایک بار پھر خود ہنس پڑا وہ ہے کہاں جو میں اس کے بارے میں اتنی سارے فیصلے کر رہا ہوں وہ تو بے چاری نہ جانے کس عالم میں ہوگی غسل خانے میں جا کر غسل کیا غسل سے فارغ ہوا ہی تھا کسی ملازم نے کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کی باتھ روم سے باہر نکل آیا ملازم حیرت سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

”صاحب پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔“

اس الماری کی طرف چھلانگ لگائی جس میں وہ بریف کیس رکھا گیا تھا الماری کھول کر دیکھا تو بریف کیس غائب تھا مسئلہ وہی تھا یعنی بریف کیس کیلئے وہ لوگ میرے پاس پہنچے کیا ہی عجیب بات ہے انسانی ہمدردی بھی بعض اوقات کس قدر ہولناک ثابت ہوتی ہے رفتہ رفتہ تمام باتیں میرے ذہن میں واضح ہوتی جا رہی تھیں انہوں نے کار روک کر میرے کاغذات دیکھے تھے اور لازمی بات ہے کہ کار کے رجسٹریشن سے انہوں نے میری رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا مجھے زبردست نقصان سے دوچار ہونا پڑا تھا ویسے مجھے اصل کاغذات کے بارے میں یقین تھا کہ ان تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی رخسار کے اس طرح مشکل میں پھنس جانے سے دل و دماغ پر جواثرات مرتب ہوئے تھے انہوں نے کچھ لمحات کے لئے مجھے بالکل نڈھال کر دیا یہ کیا بات ہے ایسا تو نہیں ہونا چاہیے میں تو دنیا سے الگ تھلگ ہو کر ساری عمر مشکلات میں گزار کر اپنوں سے دور وطن کی بے اعتنائی کا شکار اس تنہا گوشے میں اپنی زندگی کے سفر کو آگے بڑھانے کے لئے ساکت ہو گیا تھا لیکن مشکل حالات نے پھر میرا ساتھ نہیں چھوڑا ان لوگوں نے ایک بار پھر مجھے چھیڑ دیا مجھے اپنی تقدیر پر ہنسی آگئی کیا انوکھی تقدیر پائی ہے بچپن سے لے کر ایک کے واقعات کی ترتیب کی جائے تو ایک عجیب و غریب کہانی تشکیل پاتی ہے۔ ایک ناقابل یقین کہانی اپنا جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ میں بالکل پازینو ذہن کا مالک ہوں میرے دل میں اپنوں سے محبت ہے وطن سے پیار کرتا ہوں کوشش کرتا ہوں کہ کسی بے گناہ کو میرے ہاتھوں نقصان نہ ہونے پائے لیکن تقدیر مجھے پھر برائی کے راستوں کی طرف دھکیل دیتی ہے دل نے اندر سے آواز لگائی کہ یہ راستے برائی کے نہیں ہیں تم نے تو ان کے خلاف کام کیا ہے جو انسانوں کے خلاف مصروف عمل ہیں شاید تمہیں دوبارہ تمہارے راستے پر لانے کے لئے یہ تجویز دی گئی ہے اپنے آپ کو ساکت کرنے کا خیال دل سے نکال دو وقت تم سے تمہاری جدوجہد چاہتا ہے سکون پذیر ہوئے تو وقت نے تمہیں پھر اسی راستے پر لا ڈالا ہے اس راستے کو ترک نہ کرو میں نے دل میں سوچا کہ ٹھیک ہے کہ میں ان راستوں کو ترک نہ کروں لیکن مجھ سے میری محبت کیوں بار بار چھین لی جاتی ہے کیا ہی بیوقوف لڑکی تھی رخسار جس نے بہرے برے وقت میں مجھ سے محبت کا فیصلہ کیا اور میرے جال میں گرفتار ہو گئی عمر کا بیش قیمت حصہ اس نے صرف میری آرزو میں گزار دیا مجھے اس کے ساتھ لمحات بھی ملے تو چار اور ہمیشہ ہی ہوتا رہا لیکن بہر حال یہ تمام باتیں سوچ کر وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا وقت جو

”کیوں کیا بات ہے؟“

”صاحب ہم بے ہوش ہو گئے تھے۔“

”یاد ہے کیسے؟“

”بالکل یاد نہیں صاحب میں تو اپنے کمرے میں سو رہا تھا اب آنکھ کھلی تو خیال ہوا کہ

دن خاصا چڑھ آیا ہے صاحب چونکدار بھی بے ہوش ہے دوسرے ملازم ہوش میں آگئے ہیں لیکن وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ ابھی ابھی ہوش میں آئے ہیں۔“

”جاؤ پہلے نہا دھو کر اپنا حلیہ درست کرو اس کے بعد میرے لئے ناشتا لاؤ۔“ میں نے

پرسکون لہجے میں کہا ملازم باہر نکل گیا تھا پھر تقریباً تمام ہی ملازموں سے ملاقات ہوئی اور میں

نے ان سے ان کے بارے میں پوچھا ان کی آنکھوں میں حیرت تھی رخسار کو موجود نہ پا کر وہ

بھی حیران تھے لیکن جب میں ان سے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر رہا تھا تو وہ بھی

مجھ سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں کر پائے اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے لیکن خاموشی

سے اپنے کمرے میں بیٹھا یہی سوچتا رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے ذہن میں اور بھی بہت سے

خیالات آئے اب میں اپنی اس کیفیت سے نکل آیا تھا اور جانتا تھا کہ بلا عمل زندگی

کا آغاز کرنے کے لئے غم کے احساس میں ڈوبے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا عقل بھی کام

کرنا چھوڑ دیتی ہے کہ وہ لوگ فائل بھی لے گئے اور رخسار کو شاید وہ ایسے کسی مقصد کے تحت

لے گئے ہیں کہ میری زبان بند رکھیں یا پھر مجھ سے کچھ اور معلومات حاصل کریں درنہ بریف

کیس لے جاتے اس وقت ان کے ذہن میں یہ خیال نہیں ہوگا کہ اس بریف کیس میں جعلی

کاغذات یا سفید کاغذات ہیں۔ ایک اور حیرت کی بات تھی کہ یہ لوگ اس طرح بیہوش کر کے

مجھے بھی لے جاسکتے تھے پھر رخسار کو ہی لے جانے پر اکتفا کیوں بہر حال ساری باتیں اپنی جگہ

لیکن اس بات کا یقین تھا کہ وہ ٹیلی فون پر مجھ سے کاغذات کے بارے میں رابطہ قائم کریں

گے اور اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ میں بیٹیں پر محدود رہوں ملازموں کو میں نے ہدایت کر دی

کہ اگر کوئی مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو اس کو روکا نہ جائے اور مجھ تک پہنچا دیا جائے یا اگر

رات کو کوئی پوشیدہ طور پر اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے بھی نہ روکا جائے

اور نہ ہی مجھے اس کے بارے میں اطلاع دینے کی کوشش کی جائے۔ میرے ان الفاظوں پر

ملازموں کے چہروں پر حیرت کے نقوش ابھر آئے تھے غالباً انہوں نے سوچا تھا کہ صاحب کیسی

بے وفائی کی باتیں کر رہے ہیں لیکن میں کسی کی بھی سوچ پر پابندی نہیں لگا سکتا تھا پورا دن پریشانی کے عالم میں بیٹھا رہا رات بھی اسی طرح بے سکون گزری تھی ٹیلی فون سے آس تھی لیکن اس کی گھنٹی بج کر نہیں دے رہی تھی کسی نے بھی رابطہ نہیں کیا تھا دوسری صبح بے نور اور اداس تھی رخسار کا خیال آیا تو دل سے ٹھنڈی سانس نکل گئی آہ بیچاری نجانے کس عالم میں ہوگی اور کیا سوچ رہی ہوگی تقریباً اڑھائی بجے کا وقت تھا میں اپنی خواب گاہ میں آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا کہ مجھے باہر آہٹ محسوس ہوئی ملازم آ جا رہے تھے یہ وہ وقت تھا جب کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے ملازم بھی آرام کرنے چلے جاتے تھے ہو سکتا ہے کوئی ادھر کسی کام سے نکل آیا ہو میں منتظر رہا پھر دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا لیکن جو اندر داخل ہوا تھا اسے دیکھ کر میں حیرت سے چونک پڑا یہ رانا وسیم تھا ایک عمدہ لباس میں ملبوس چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی اندر داخل ہوا بیڈ روم میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

”معافی چاہتا ہوں مسٹر فیصل میں آپ کی اس کوششی میں گیٹ سے نہیں داخل ہوا بلکہ

دیوار پھلانگ کر اندر آیا ہوں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔“ میں خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا

تو وہ بولا۔

”میں جانتا ہوں آپ مجھ سے بے حد ناراض ہوں گے اور نجانے میرے بارے میں

کیا کیا خیالات آپ کے دل میں آچکے ہوں گے بیٹھ سکتا ہوں۔“ میں نے کوئی جواب نہیں دیا

تو وہ بیٹھ گیا پھر مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

”زمانہ قدیم سے نمک حلائی کا ایک تصور ذہنوں میں رکھا گیا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ

جس کا نمک کھاؤ اس سے وفادار رہو پھر میرا مسئلہ تو بالکل مختلف ہے میں نے آپ کا نمک ہی

نہیں کھایا بلکہ آپ نے جس طرح میری بے بسی کے عالم میں مدد کی ہے وہ احسان

عظیم تو مجھے کبھی نہیں بھولنا چاہیے لیکن فیصل صاحب کبھی کبھی انسان اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں کرتا

وہ فطرتاً برا نہیں ہوتا اس کے خون میں خرابی نہیں ہوتی بلکہ اس کی ذمہ داریاں اور اس کے

فرائض اس سے اس کی ذات چھین لیتے ہیں اور وہ صرف ایک فرد رہ جاتا ہے براہ کرم سب

سے پہلے اپنے دل میں میرے لئے نرمی پیدا کیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے گا وہ ایسی ہی مجبوری

تھی کہ مجھے خاموشی سے آپ کے پاس سے جانا پڑا تھا۔“

”اب آپ کیسے ہیں مسٹر وسیم۔“

”میں ٹھیک ہوں خدا کا شکر ہے لیکن میری مشکلات جوں کی توں ہیں“

”آپ کی مسز اور ان کے بھائی کیا ابھی تک آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔“
نے طنزیہ انداز میں کہا اور اس نے افسردہ انداز میں گردن ہلا دی پھر آہستہ سے بولا۔

”آپ جانتے ہیں کہ وہ ایک جھوٹی کہانی تھی تو پھر آپ مجھے شرمندہ کیوں کر رہے ہیں“

”نہیں میں آپ کو شرمندہ نہیں کر رہا میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں آپ سے کہ اب آپ کون سی جھوٹی کہانی مجھے سنانے والے ہیں۔“
”کہہ لیجئے آپ کو اس کا حق ہے۔“ اس نے آہستہ سے کہا۔
”کہانی تو سنا بیٹے آگے۔“

”نہیں کوئی کہانی نہیں میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ اخلاق، محبت، رواداری اور ان کے تعداد انسانی عمل انسان کی ذات سے منسلک ہوتے ہیں لیکن بات جب ان کی ذات کی نہ ہو تو پھر یہ سب کچھ بیکار ہے۔“

”کیا چاہتے ہو مجھ سے؟“

”براہ کرم وہ بریف کیس مجھے واپس کر دیجئے گا میں اسی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔“

”وہ بریف کیس اب میرے پاس نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”جی۔“ وہ چونک پڑا۔

”ہاں اسے یہاں سے واپس حاصل کر لیا گیا ہے ان لوگوں نے میری گاڑی کے کاغذات دیکھے تھے مجھے روک کر میرے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اس سے انہیں میری رہائش گاہ کا پتہ چل گیا تھا ایک رات کو وہ لوگ میری رہائش گاہ میں داخل ہوئے ملازموں کو اور مجھے اور میری بیوی کو ایک خواب آور گیس سے بے ہوش کیا میرے گھر کی تلاشی لی اور بریف کیس یہاں سے لے گئے۔“

”لے لے گئے۔ وہ وحشت زدہ انداز میں بولا۔“

”ہاں وہ بریف کیس یہاں سے لے گئے۔“

”آہ یہ نہیں ہو سکتا یہ نہیں ہو سکتا مسٹر آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔“ وہ کسی حد تک جذباتی ہو گیا تھا میں اس کی صورت دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

”کیا تھا اس بریف کیس میں۔“

”بکو اس مت کرو مجھے بتاؤ وہ بریف کیس کہاں ہے۔“ اس کی آنکھوں میں دیوانگی طاری ہو گئی تھی۔

”میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے مائی ڈیئر رانا وسیم اگر تمہارا یہ ہی نام ہے شاید تم خود جھوٹی کہانیاں گھڑ گھڑ کر اس قدر جھوٹے ہو گئے ہو کہ اب تمہیں کسی کو جھوٹا کہنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔“

”مجھے فضول کہانیاں نہ سناؤ بریف کیس بتاؤ کہاں ہے اس نے کہا اور اچانک جیب سے پستول نکال لیا۔ پستول کا رخ میرے جانب کر کے وہ بولا۔“

”اور میری مخلصانہ رائے یہ ہے کہ مسٹر فیصل وہ بریف کیس میرے حوالے کر دو اس میں تمہارے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے۔“ میں نے غور سے اسے دیکھا اور نرم لہجے میں کہا۔
بریف کیس میرے پاس نہیں ہے۔

”رانا وسیم۔ تم جانتے ہو مجھے اپنے مطلب کی چیزوں کی تلاش نہیں ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں ایک پرسکون زندگی گزار رہا ہوں صرف انسانی ہمدردی کی بنیاد پر میں نے تمہاری مدد کی تھی۔ بریف کیس کا مسئلہ میرے تصور میں بھی نہیں تھا تم چلے گئے میں نے تمہیں تلاش نہیں کیا تم دوبارہ ملے اور ایک ذمہ داری مجھے سونپ گئے میں نے اس وقت بھی تمہارے بارے میں کسی غلط انداز میں نہیں سوچا کیا تمہارا۔“

”دیکھو۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے بریف کیس کہاں ہے مجھے یہ بتاؤ۔“

”فرض کرو اگر میں تمہیں بریف کیس دے دوں تو کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ اس بریف کیس میں کیا ہے؟“ میرا لہجہ بدل گیا۔

”یہ سب بعد کی بات ہے مجھے بریف کیس چاہیے۔ اٹھو وقت نہیں ضائع کرو۔ تمہارے حق میں نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔“

”مثلاً۔“

”مثلاً یہ کہ میں تمہیں گولی مار دوں گا اور جو بھی میرے سامنے آئے گا میں اسے قتل کر دوں گا اور اس کے بعد بریف کیس تلاش کر کے یہاں سے لے جاؤں گا لیکن میں یہ نہیں

نیچے سے پستول نکالا اس کا جیمبر چیک کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی اس کرسی پر جا بیٹھا جس پر میں تھوڑی دیر پہلے بیٹھا ہوا تھا وہ مسہری پر بری طرح اپنے بدن کو جھٹکے دے رہا تھا میں نے اسے سردنگا ہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ بریف کیس تلاش کرنے والے جب یہاں داخل ہوئے تھے تو انہوں نے ایک خواب آور گیس استعمال کی تھی جس سے میرے گھر کے تمام ملازم بے ہوش ہو گئے تھے اسی بیہوشی کے عالم میں وہ لوگ اندر داخل ہوئے انہوں نے اسی الماری سے بریف کیس حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی میری بیوی کو بھی اٹھا کر لے گئے اور آج اسے گم ہوئے بہت وقت گزر چکا ہے میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ ان لوگوں نے یہ خاموشی کیوں اختیار کر رکھی ہے بریف کیس اگر انہیں مطلوب تھا تو اس کے ساتھ ساتھ وہ میری بیوی کو کیوں لے گئے اور اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے لیکن تم شاید اس بات کا صحیح جواب دے سکو۔“ وہ حیرانی سے اٹھ کر مسہری پر بیٹھ گیا پھر وحشت زدہ انداز میں بولا۔

”وہ وہ مسز فیصل کو بھی لے گئے آہ وہ تو بہت اچھی خاتون تھیں لیکن۔“

”اس کے بعد اگر تم نے یہ کہا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں تو شاید اپنی زندگی کے بدترین نقصان سے دو چار ہو جاؤ۔“ اس نے ایک جھرجھری سی لی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”مسز فیصل کیا آپ مارشل آرٹس کے ماہر ہیں۔“

”اور کیا تم یہ مناسب سوال کر رہے ہو۔ تم صرف اپنی ذات تک سوچ رہے ہو حالانکہ تھوڑی دیر قبل تم نے یہ کہا تھا کہ تم نے اپنی ذات کو ترک کر کے اپنے فرض سے انصاف کیا ہے کیا تمہارا فرض یہ ہی کہتا ہے۔ تم سے کہ جو تمہارا محسن ہو اس پر تم پستول نکال لو میں اب بھی تم سے یہی کہہ رہا ہوں ایک پرسکون زندگی تھی ہماری اس وقت ہم اپنے اس ٹرالر میں ایک پرسکون وقت گزار رہے تھے جب وہاں کچھ ہنگامہ خیزی نظر آئی اور میں نے ان دو افراد کو دیکھا جن میں ایک انتہائی طاقتور اور قوی ہیکل آدمی تھا اور دوسرا اس سے ذرا مختلف وہ مجھ سے اچھے تو میں نے ان کی اچھی خاصی مرمت کر دی وہ تو فرار ہو گئے لیکن واپسی پہ مجھے تم ٹرالر کے نیچے ملے یہ سب کچھ میرے لئے باعث دلچسپی نہیں تھا بعد کی کہانی تو تمہیں معلوم ہے میں نہیں جانتا تھا کہ اس بریف کیس میں کیا ہے لیکن اس کے نتیجے میں مجھے اپنی بیوی سے محروم ہونا پڑا

”ٹھیک ہے“ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور الماری کے قریب پہنچ گیا وہ تیزی سے میرے عقب میں آیا تھا۔ اور یہی میں چاہتا تھا اگر وہ وہیں مجھے پستول سے کور کئے کھڑا رہتا تو شاید مجھے وقت ہوتی لیکن وہ بھی شدت جذبات سے اندھا ہو رہا تھا میرے قریب الماری کے پیچھے پہنچا میں نے الماری کے خانوں میں جھٹک کر اندر ہاتھ ڈالا اور وہ پرتجسس انداز میں خود بھی جھٹک گیا بس اتنا ہی کافی تھا میں نے فوراً ہی ایک لاسٹ پیچھے سے اس کی پنڈلی پر ماری اور جیسے ہی وہ تھوڑا سا پیچھے ہوا میں نے اس کے پستول پر ہاتھ ڈال کر زوردار جھٹکا دیا پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا میں نے ٹھوکر مار کر اسے مسہری کے نیچے پہنچا دیا اور اس کا جو ہاتھ پکڑے ہوا تھا اسے کندھے پر رکھ کر اسے کندھے سے اٹھا کر زمین پر دے پٹھا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں ہوگا کہ میں اتنی پھرتی سے یہ عمل کر سکتا ہوں لیکن وہ برق رفتاری سے اٹھا تھوڑا سا جنگ و جدل کا بھی ماہر تھا فوراً ہی اس نے پلٹ کر مجھ پر فلائنگ کلک استعمال کی جیسے ہی اس کی ٹانگیں میرے قریب پہنچیں میں نے جھٹکائی دے کر اس کی دونوں ٹانگوں کو اپنی بغل میں دبایا اور پوری قوت سے گھوم کر اسے زمین پر گرا کر ٹانگیں موڑ دیں اس کے حلق سے ایک ہلکی سی کراہ نکل گئی میں نے اس کی ٹانگوں کو بھرپور قوت کے ساتھ ایک دوسرے پر رکھ کر انہیں دبایا تو وہ بری طرح کراہنے لگا میں نے ٹانگیں چھوڑ دیں گریبان سے پکڑ کر اسے اٹھایا اور ایک زوردار گھونسا اس کے جڑے پر رسید کر دیا پھر ایک دم آگے بڑھ کر اسے کمر سے پکڑ کر رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا میں نے کئی بار اسے دیوار سے ٹکرایا اور اس کے بعد گھما کر ایک بار پھر زمین پر دے مارا۔ مجھ پر بھی جنون سوار تھا بہر حال میں نے اس کی خوب اچھی طرح مرمت کی اور وہ نڈھال ہو گیا اس کے ہونٹ پھٹ گئے اور ان سے خون رسنے لگا اس کے ہاتھ پاؤں بالکل ڈھیلے پڑ گئے تھے میں نے اسے ایک بار پھر گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور اس کے ایک اور تھپڑ رسید کر کے دیوار سے لگا دیا پھر میں نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی پستول کے علاوہ اس کے پاس صرف ایک پرس برآمد ہوا جس میں کچھ کرنسی کاغذات وغیرہ تھے میں نے وہ پرس واپس اس کی جیب میں ڈال دیا اور اسے اس بار گریبان سے پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا اور دوسرے جھٹکے میں میں نے اسے اٹھا کر مسہری پر پھینک دیا وہ بری طرح نڈھال ہو چکا تھا اور اپنے حواس کو قابو میں رکھنے کے لئے بار بار آنکھوں کو بند کر کے کھول رہا تھا اور سر جھٹک رہا تھا میں نے جھٹک کر مسہری کے

جو کچھ کر رہے ہیں وہ ان لوگوں کیلئے بڑا تکلیف دہ مرحلہ ہے اور بہت سی قومیں اس کر یہ سوچ رہی ہیں کہ ہم ایک مکمل ایٹمی قوت ہیں یا نہیں اگر اسے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے تو پھر وہ اپنی برتری کا اعلان کر سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم سے خوفزدہ ہے نہ صرف وہ بلکہ اسرائیل بھی۔ کیونکہ وہ لوگ یہ جانتے ہیں ہم اگر ایک مکمل ایٹمی طاقت بن گئے تو اپنے چھوٹے سے وجود کے باوجود بڑے بڑوں کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔ مسٹر فیصل اور کچھ نہیں تو کم از کم آپ کا نام فیصل ہے۔ آپ جہاں سے بھی تعلق رکھتے ہیں وہ ایک الگ بات ہے لیکن یہ نام ہمارا ہے میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں اور اس احساس کو دل سے نہیں نکال پا رہا کہ میری وجہ سے تمہیں بہت تکلیف پہنچی ہے درحقیقت میں بھی جذباتی ہو گیا تھا لیکن مجھے ایک بہترین سزا ملی ہے اور میں اپنے آپ کو اس سزا کا مستحق سمجھتا ہوں اور شاید تمہیں یقین نہ آئے کہ خوش بھی ہوں کیونکہ اپنی دانست میں میں اپنے آپ کو بہت تیس مار خان سمجھتا تھا لیکن اس وقت میں اپنی شکست کا اعتراف کر رہا ہوں مجھے آسانی سے زیر نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن تم یہ کر چکے ہو بس یہ سارا معاملہ ہے میں اور میری ایک ٹیم ہے جو ایرش واش کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچی ہے اور یہاں ہم نے انہیں گھیر لیا ہے پھر یہ ہوا کہ ہم ایرش واش کے ٹھکانے تک جا پہنچے اور میں نے وہ فائل حاصل کر لی جسے ایرش واش ہمارے وطن سے چرا کر لایا تھا لیکن تم یہ بات جانتے ہو کہ بہر حال یہ ہمارا وطن نہیں ہے ایرش واش کو یہاں کچھ خصوصی مراعات حاصل ہو گئیں جس کی وجہ سے ہم لوگ یہ فائل لے کر یہاں سے ابھی تک نہیں نکل سکے ہیں اور ہمارے لئے اسے پوشیدہ رکھنا بھی مشکل ہو رہا ہے اس وقت میں اس فائل سمیت وہیں ایک ٹرار میں مقیم تھا اور ہم انتظار کر رہے تھے کہ ہمارے لئے حالات بہتر ہوں تو ہم یہاں سے نکل جائیں لیکن ان لوگوں نے اس طرح ناکہ بندی کر رکھی تھی کہ ہماری ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی اور ہم بمشکل تمام اپنے آپ کو چھپائے چھپائے پھر رہے تھے ہمارے سامنے کوئی راستہ نہیں تھا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے شاید کسی بھی شکل میں مقامی حکومت کی مدد بھی حاصل کر لی ہے چنانچہ ہمارے لئے وقت بہت تنگ ہو گیا ہے ہمارے ذہن میں تھا کہ ہم جس طرح بھی ممکن ہو سکے یہاں سے نکل جائیں اور پھر فائل کی حفاظت کرتے ہوئے مجھے دوبارہ تم تک پہنچنا پڑا اس وقت ان لوگوں نے مجھے بری طرح گھیر لیا تھا۔ جب اتفاقہ طور پر تم مجھے دوبارہ نظر آ گئے اور میں نے فائل تمہارے حوالے

اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس حال میں ہے اور وہ لوگ کیا چاہتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے میری بیوی کو قتل کر کے کہیں پھینک دیا ہو سمجھ رہے ہوں تم مائی ڈیئر اب میں تمہیں رانا وسم کہہ کر مخاطب نہیں کروں گا کیونکہ تم ایک جھوٹے اور فریبی انسان ہو دغا باز مکار اور نمک حرام ہو سمجھ رہے ہوں میری بات اٹھو مجھ پر حملہ کرو تاکہ میں اپنے دل کی بھڑاس نکال سکوں۔ اس کے چہرے پر سخت شرمندگی نظر آرہی تھی اس نے گردن سینے پر جھکالی اور دیر تک بیٹھا سوچتا رہا اس کے ہونٹوں سے خون کے قطرے ٹپک ٹپک کر اس کے لباس میں جذب ہو رہے تھے کچھ لمحوں کے بعد اس نے سر اٹھایا اور آستین سے خون صاف کرتے ہوئے بولا۔

”بھلا ان حالات کے بعد تم سے معافی مانگنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے لیکن اس کی تلافی اس شکل میں کر سکتا ہوں اور یہ وہ شکل یہ ہے کہ میں تمہیں اپنے بارے میں ساری تفصیل بتا دوں حالانکہ ہم لوگوں کو ہدایت ہے کہ اگر ہم پر اتنا ہی برا وقت آ پڑے تو ہم یہ زہریلا کپسول کھا کر اپنی زندگی ختم کر لیں اور کسی کو اس بارے میں نہ بتائیں۔“ اس نے اپنی قمیض کے کالر کوالٹ کر مجھے دکھاتے ہوئے کہا جس کا تھوڑا سا حصہ ابھرا ہوا تھا اس نے کہا۔

”تم چاہو تو اس کپسول کو نکال کر دیکھ سکتے ہو۔ یہ آخری وقت کی بات ہے اور ہم بالکل مایوسی کے عالم میں اسے استعمال کرتے ہیں صرف اس لئے کہ ہم اپنی زبان کھولنے کے لئے مجبور نہ کر دیئے جائیں۔ لیکن میں اپنی حماقتوں کے ازالے کے لئے تمہیں وہ بتانا چاہتا ہوں جو حقیقت ہے اور اس بات کا تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولوں گا اور یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ میری اس کہانی کو غلط نہ سمجھنا۔“ میں خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

”یہ تو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرا تعلق کون سے ملک سے ہے رانا وسم ہی میرا اصل نام ہے میرے پرک میں تم میرا کارڈ دیکھ سکتے ہو۔ میرا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے اور میں ایک سیکرٹ ایجنٹ ہوں کچھ عرصے پہلے ایرش واش نامی ایک خطرناک آدمی ہمارے وطن پہنچا تھا اس کا تعلق اسرائیلی سیکرٹ سروس سے ہے اس نے وہاں ایک وسیع جال پھیلا کر کچھ لوگوں کو اپنے شکنجے میں کسا اور اس کے بعد ہمارے ایک انتہائی اہم راز کو لے اڑا وہ رازیوں سمجھ لو کہ ہمارے وطن کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے تمہیں علم ہے کہ ہمارا چھوٹا سا ملک لا تعداد بڑے دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے اس کے علاوہ ہم دنیا بھر میں

”کیا مقامی پولیس نے اب تک تم سے کچھ باز پرس کی ہے یا تمہارے خلاف کوئی ایسا عمل جس سے تمہیں مجرم قرار دیا گیا ہو۔“

”نہیں ہم لوگ یہاں باقاعدہ مکمل کاغذات کے ساتھ پہنچے ہیں لیکن خفیہ طور پر اگر اسرائیلی ایجنٹوں نے مقامی انتظامیہ کی مدد حاصل کر لی ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے۔“

”مطلب؟“

”مطلب یہ کہ ہمیں ہر جگہ سے یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ کچھ لوگوں کی تلاش کی جارہی ہے لیکن کیوں اس کا کوئی جواب ہمیں نہیں حاصل ہو سکا۔“

”ہونہ۔ صرف انگلینڈ میں یہ کیفیت ہے یا اور بھی جگہوں پر۔“

”نہیں ہم صرف یہاں کی بات کر رہے ہیں۔“

”تو اس کا مطلب ہے کہ ایٹمی راز کی فائل ایک بار پھر ان کے ہاتھ جا پہنچی۔“

”میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا اس نے غمگین لہجے میں کہا۔“

”وہ چاروں ماتحت کہاں ہیں؟“

”میں نے انہیں محفوظ کر دیا ہے اور تنہا ہی یہ کام کر رہا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر میں ہمارا جاؤں تو کم از کم وہ ہماری حکومت کو صحیح تفصیل سے آگاہ تو کر دیں میں انہیں چھپائے ہوئے ہوں اور ایسا کوئی عمل نہیں کر رہا جس سے وہ منظر عام پر آسکیں اور اس وقت وہ شاید ایرش واش کی نگاہوں سے بھی محفوظ ہیں میں نے انہیں بالکل ہی الگ تھلگ کر دیا ہے اور اس معاملے میں انہیں ملوث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ صورتحال بڑی سنگین ہے۔“

”ٹھیک ہے لیکن اب مجھے آپ یہ بتائیے رانا وسیم کہ کاغذات تو اب ان کے پاس پہنچ گئے اب آپ کیا کریں گے؟“ وہ سوچتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

”بات اصل میں یہ نہیں ہے کہ میں اس مشن میں ناکام ہو گیا اصل میں کام کرنے کے دوران کبھی کبھی ناکامی کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے لیکن یہ ناکامی ایسی ہے کہ جس نے میرے سینے میں آگ لگا دی ہے آپ نہیں سمجھ سکتے مسٹر فیصل کہ ایرش واش سے وہ کاغذات حاصل کرنا ایک ایسا ناممکن عمل تھا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا میں کامیابی حاصل کر کے ناکامی سے دوچار ہوا ہوں ایرش واش دیوانہ ہو گیا ہے اور اس کے ساتھی پاگلوں کی طرح مجھے تلاش کرتے پھر رہے ہیں وہ مجھے اتنی گولیاں مار دیں کہ میرے پورے بدن میں سوراخ ہو جائیں تو مجھے

کردی پائی ڈیر مسٹر فیصل میں بہت مطمئن ہو گیا تھا کہ فائل ایک محفوظ جگہ پہنچ چکی ہے اور اس کے بعد میں ان لوگوں کو مسلسل ڈانچ دیتا رہا تھا

اگر میری اس حرکت پر معافی کی کوئی گنجائش ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ ورنہ ایک غلیظ آدمی کی حیثیت سے مجھے یاد کرنا۔ جہاں تک مسز فیصل کا تعلق ہے تو میں اس وقت تک یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا جب تک کہ مسز فیصل کو دوبارہ ان سے حاصل کر کے تمہارے پاس نہ پہنچا دوں اگر اس سلسلے میں میری زندگی بھی چلی جائے تو مجھے فکر نہ ہوگی بات اپنے فرض کی کہی تھی میں نے یہ ایک حقیقت ہے کہ میں فرض کو اپنی زندگی سے کہیں زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں اور میں نے اپنی ذات کو اپنے فرض پر قربان کر دیا ہے لیکن اس فرض کے ساتھ ساتھ ہی اب ایک اور فرض بھی مجھ پر عائد ہو گیا ہے وہ یہ کہ مسز فیصل کو تمہارے پاس واپس پہنچاؤں۔ وہ بہت اچھی خاتون تھیں اور میں انہیں پورے اعتماد کے ساتھ ایک بہن کا درجہ دے سکتا ہوں میں پھر ایک بار تم سے معافی چاہتا ہوں اگر میں اس قابل نہیں ہوں کہ مجھے معاف کیا جائے تو خاموشی سے مجھے گولی مار دو کوئی بھی نہیں جانتا کہ میں اس وقت یہاں موجود ہوں اور اگر مجھے موقع دو تو پھر میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔“ اس کی باتوں نے مجھے کافی نارمل کر دیا تھا جو کچھ اس نے کہا تھا اس کا صلہ اسے میں دے چکا تھا لیکن اب جو کچھ اس نے بتایا تھا اس نے میرے ذہن میں ایک بار پھر وطن کی یاد تازہ کر دی اپنے وطن کے لئے تو میں نے زندگی بھر صعوبتیں اٹھائی تھیں بھلائیے کیسے ممکن ہے کہ اسرائیلی ایجنٹ میرے وطن کے خلاف کام کریں اور میں خاموش بیٹھا رہوں لیکن اسے جو کچھ بھی کہنا تھا سوچ سمجھ کر کہنا تھا میں نے حالات پر غور کیا پھر اس سے کہا۔

”رانا وسیم یہی ہے تمہارا نام“

”ہاں۔“

”رانا تمہاری ٹیم کے کتنے افراد یہاں آئے ہوئے ہیں۔“

”ہم پانچ ہیں۔“

”باقی چار تمہارے ماتحت ہیں یا تم ان کے تحت ہو۔“

”میں اس گروپ کا انچارج ہوں۔“ اس نے جواب دیا۔

”اور تمہیں یہاں گھیر لیا گیا ہے۔“

اس کا دکھ نہیں ہوگا جتنا دکھ مجھے ان کاغذات کے نکل جانے سے ہوا ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کہاں میری غلطی ہے۔ اصل میں ہم لوگ ایسے مشکل حالات کا شکار ہو گئے تھے کہ ہمارے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا میں اس فائل کو کسی محفوظ جگہ پہنچانا چاہتا تھا لیکن پتا نہیں ایرش واش کوئی جادوئی قوت رکھتا ہے یا کس حیثیت کا مالک ہے وہ مسلسل میرے پیچھے لگا رہا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں یہ کاغذات کہاں پوشیدہ کروں اور اب۔۔۔ اب اس کی آواز رندہ گئی چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

”میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اپنے وطن واپس نہیں جاؤں گا ایک ناکام شخص کی حیثیت سے میں اپنے وطن واپس نہیں جاؤں گا میں خودکشی کر لوں گا اور واقعی مجھے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رہا ہے۔“ وہ انتہائی جذباتی ہو گیا تھا اور میں اس کے چہرے سے اس کی کیفیات کا اندازہ لگا رہا تھا بہر حال اس نے کافی دیر تک خاموشی اختیار کئے رکھی پھر بولا۔

”اور اب۔ اب میں اس شریف عورت کیلئے غم زدہ ہوں۔ مجھے مشورہ دو فیصلہ مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے میں جانتا ہوں کہ تمہاری ذہنی کیفیت درست نہیں ہوگی تم بلاوجہ ہی اس مشکل کا شکار ہو گئے میرے دوست مجھے معاف کر دینا اس کے لئے اگر میری زندگی کی قیمت پر بھی مسز فیصل واپس مل سکیں تو بخدا مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔“ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے اسے کہا۔

”سوال یہ پیدا ہوتا ہے مسٹر وسیم کہ وہ کاغذات دوبارہ حاصل کرنے کے بعد بھی آپ انہیں یہاں سے منتقل کرنے میں ناکام رہیں گے۔“

”میں نہیں جانتا کہ وقت میرے ساتھ یہ مذاق کیوں کر رہا ہے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک طرح سے میں ایک مشکل صورتحال میں گھر گیا ہوں۔“

”آپ کے چاروں ساتھی کہاں ہیں؟“ میں نے سوال کیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”کبھی نہیں بتاؤں گا کسی قیمت پر نہیں بتاؤں گا۔“

”اور اگر میں یہ کہوں کہ میں آپ کو یہاں سے نکالنا چاہتا ہوں تو۔“

”نہیں میں ابھی ہار نہیں مان رہا۔ واش کو میری تلاش تھی اور اب مجھے اس کی تلاش ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مسز فیصل کی بھی لیکن میرا خیال ہے کہ کاغذات کے حصول کے

بعد ان کا مسز فیصل کو ساتھ رکھنا ایک عجیب سا عمل ہے۔“

”تم اب یہاں سے کہاں جاؤ گے؟“ میں نے ایک بالکل ہی الگ سوال کیا وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

”مطلب۔“

”مطلب یہ کہ جیسا تم نے کہا تمہارے ٹھکانے تو غم ہو چکے ہیں تم یہاں سے کہاں جاؤ گے۔“

”کیا کہا جاسکتا ہے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا بس۔“

”ان دنوں تمہارا قیام کہاں ہے؟“

”کہیں بھی نہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”جہاں نیند آتی ہے وہاں اپنے لئے کوئی نہ کوئی ٹھکانہ تلاش کر لیتا ہوں ایسے گھروں کے برآمدوں میں جو بند پڑے ہوتے ہیں مجھے ایسی ہی جگہوں پر رہنا پڑتا ہے۔“

”اور اگر میں تمہیں پناہ دینا چاہوں تو۔“

”یہ جگہ بھی اب مخدوش ہو چکی ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب مجھے کہیں پناہ ملے گی۔“

”اور اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وقت کے بعد سے تم میرے ساتھ وقت گزارو۔“

”اب تو میرے لئے یہ بھی ممکن نہیں ہے۔“

”کیوں؟“

”جو کچھ ہو چکا ہے اس کے بعد بھی کیا اب اس کی گنجائش ہے۔“

”ہاں ہے۔“

”میں مزید شرمندہ نہیں ہونا چاہتا میں نے تم پر پستول نکالا تھا۔ اور تم نے مجھے اگر تم۔۔۔ تم ذنیر فیصل تم کوئی معمولی آدمی نہیں ہو کیونکہ معمولی شخص ایسا نہیں کر سکتا جیسے تم نے کیا۔“

”دیکھو۔ فی الحال اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے وہ چاروں ساتھی محفوظ ہیں تو انہیں ان کی جگہ رہنے دو لیکن تمہیں میرے ساتھ وقت گزارنا ہوگا۔“

”مگر کیوں ان تمام مشکلات سے گزرنے کے باوجود تم میرے ساتھ یہ اچھا عمل

”کیوں کرنا چاہتے ہو؟“

”اس لئے کہ میرا وطن عزیز بھی وہی ہے جو تمہارا۔“

”پاکستانی ہو۔؟“ وہ چونک کر بولا۔

”ہاں۔“

”کیا واقعی؟“

”ہاں۔“

”مجھے اپنے بارے میں کچھ اور بتانا پسند کرو گے۔“

”نہیں۔“

”کیوں؟“

”بس۔“

”مگر جہاں تک تمہارے بارے میں میری معلومات ہیں تو تم یہاں ایک بڑے باحیثیت انسان ہو۔“

”میرے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تم نے۔“

”ہاں۔“

”کیوں؟“

”بس اپنے محسن کی حیثیت سے۔“ اس نے جواب دیا میں اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

”لیکن تم میرے پاس ہی قیام کرو گے اور اگر تم نے اس سے انحراف کیا تو یوں سمجھ لو کہ پھر میرے اور تمہارے درمیان باقاعدہ دشمنی کا آغاز ہو جائے گا اور تم ایک اور دشمن پال لو گے۔“ وہ مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

”لیکن تمہیں تکلیف ہوگی پہلے ہی میں تمہیں اتنا پریشان کر چکا ہوں اور پھر۔۔۔۔۔ پھر میں تم سے شرمندہ بھی ہوں۔“

”ہر احمقانہ خیال دل سے نکال دو اور اب تم میرے ساتھ ہی قیام کرو میں تم سے سخت سے بھی یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔“

”تعجب کی بات ہے۔ لیکن پہلے تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ میرے اور تمہارے درمیان

وطن کا رشتہ بھی ہے۔“

”بس جو کچھ میں نے بتایا یا نہیں بتایا وہ ایک الگ مسئلہ ہے لیکن اب تمہیں میری بات ماننا ہوگی۔“ اس نے گردن جھکالی پھر آہستہ سے بولا۔

”جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اس لئے اور پھر وہ لوگ یہاں تم سے ضرور رجوع کریں گے پتا تو چلنا چاہیے کہ آخر مسز فیصل کو ان لوگوں نے

کیوں اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے ممکن ہے وہ تم سے رابطہ قائم کریں۔“

”ممکن ہے۔“ میں نے آہستہ سے کہا اور پھر چونک کر بولا۔

”تو کیا تم نے میری بات مان لی ہے؟“

”ہاں میرے دوست تمہارا اگر حکم ہے تو میں اس سے انکار نہیں کر سکتا۔“ تب میں نے اس کے لئے ایک محفوظ کمرے میں انتظام کر دیا میں جانتا تھا کہ یہ جگہ اس حساب سے غیر محفوظ

ہے کہ وہ لوگ یہاں تک پہنچ چکے ہیں اور ان کے لئے دوبارہ یہاں پہنچنا ناممکن نہیں ہوگا۔“ ناصر درانی سے کہہ کر یہاں انتہائی معقول انتظامات کروا سکتا تھا لیکن وہ بھی ابھی غیر مناسب تھا

میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں اور مجھے اپنا موقف بتائیں یہ اندازہ تو مجھے ہو گیا تھا کہ انہیں بریف کیس میں موجود فائل سے سادہ اوراق ملے ہو گئے اور ان کی کیفیت خراب

ہو گئی ہوگی، بہر حال رخسار کیلئے دل میں جو کیفیت تھی اسے شاید میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں، بے چارہ رخسار لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے دل میں جو طوفان اٹھ رہا تھا وہ یہ بھی

تھا کہ بہر حال میرے وطن کا معاملہ ہے۔ اہل وطن چاہے مجھے اپنے آپ سے کتنا ہی دور کر دیں۔ لیکن میں وطن کی آگ کو دل سے دور نہیں کر سکتا تھا اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک

اپنے وطن کے لئے وقف کرنا چاہتا تھا بہر حال میں نے محسوس کیا کہ رانا وسیم بھی میرے لئے افسردہ ہے، کافی وقت گزر گیا اس طرف سے حیرت انگیز خاموشی اختیار کر لی گئی تھی اس خاموشی

کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی تھی بہر حال ذہن کو ایک سمت کرنا ضروری تھا اگر اسی طرح دکھ میں مبتلا رہا تو کام کی کوئی بات نہیں ہو سکتی اس وقت۔۔۔۔۔ رانا وسیم نے غم زدہ لہجے میں

کہا۔

”میرے اور آپ کے درمیان جو ایک چھوٹی سی غلط فہمی ہو گئی تھی مسز فیصل شاید میں اس کے لئے اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کر سکوں، آپ یقین کیجئے میں مسز فیصل کے لئے سخت غم

”لیکن وہ کاغذات آپ میرا مطلب ہے۔“

”تھوڑا سا انتظار کر لو وہ کاغذات تمہیں واپس مل جائیں گے اور میں کوشش کروں گا کہ

تمہیں یہاں سے نکال دوں۔“

”اور پھر آپ۔“

”اللہ مالک ہے میں آنے والے وقت کا انتظار کروں گا۔“

”تو پھر اب۔“

”نہیں میرا معاملہ میں خود دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں۔ ہاں ایک بات بتاؤ تم نے

سمندر کے مختصر راستے سے فرانس نکل جانے کی کوشش نہیں کی۔“

”ہر کوشش کر لی ہم نے لیکن انہیں چاروں طرف سے مستعد پایا اور ہم ان تمام

کوششوں میں مکمل طور سے ناکام رہے ہیں۔“

”اگر تمہیں فرانس پہنچا دیا جائے تو؟“

”مشکل ہوگا بالکل مشکل ہوگا۔“

”میری بات کا جواب دو رانا وسیم اگر تمہیں فرانس پہنچا دیا جائے تو؟“

”میں تمام صورتحال سنبھال لوں گا مجھے کوئی دقت نہیں ہوگی۔“

”کیوں کیا وہاں ایسے انتظامات ہیں۔“

”ہاں ہیں۔“

”کیا انتظامات؟“

”کچھ ایسے پرائیویٹ ذریعے جن سے میں اپنا یہ کام کر سکتا ہوں لیکن آپ یقین

کر لیں کہ۔“

”میں کسی بات پر یقین نہیں کر رہا بس تھوڑا سا مسئلہ ہے ذرا سا انتظار کرنا پڑے گا میں

چاہتا ہوں کہ ان کی تمام کیفیت معلوم ہو جائے لیکن ایک بات سنو جو قیمتی سرمایہ لے کر تم یہاں

سے جاؤ گے وہ اس قدر قیمتی ہے کہ اس کی حفاظت کیلئے زندگی کی بازی لگانی چاسکتی ہے کیا تم

اسے اطمینان سے اپنے وطن لے جا سکو گے۔“

”آخری حد تک کوشش کروں گا۔“

”نہیں مسٹر رانا۔ بات کوشش سے ختم نہیں ہو جاتی مجھے ایک یقینی منصوبہ چاہیے جس

زود ہوں مگر میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں ان بد بختوں کو کاغذات مل گئے ہیں اصولی طور پر انہیں مسٹر فیصل سے کوئی کام نہیں ہونا چاہیے وہ انہیں کیوں رہا نہیں کر دیتے۔“

”اس لئے میرے دوست کہ انہیں کاغذات نہیں مل سکے۔“ میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

”مم میں۔ میں سمجھا نہیں۔“

”ہاں کاغذات انہیں نہیں مل سکے۔“

”لہٰذا لیکن آپ..... آپ کہتے ہیں۔“

”ہاں میں نے جو کچھ کہا وہ غلط نہیں ہے وہ فائل لے گئے ہیں لیکن اس بریف کیس

کے اندر رکھے ہوئے فائل میں انہیں صرف سادہ پیپر ملے ہوں گے۔“

”کیوں؟“ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس لئے کہ اصل کاغذات اب

میرے پاس ہیں وہ چکرا گیا صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی کچھ نہ بولا اور سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا میں نے آہستہ سے کہا۔

”ہاں۔ وہ کاغذات میرے پاس محفوظ ہیں۔“

”لیکن مسٹر فیصل آپ نے۔“

”ہاں ظاہر ہے میں تمہیں فوری طور پر ان کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا میں نے ان

کاغذات کو اس فائل سے نکال کر سادہ کاغذ اس میں لگا دیئے تھے اور بریف کیس اسی طرح رکھ

دیا تھا کرٹل بریف کیس کھولنا میرے لئے مشکل ثابت نہیں ہوا تھا۔“

”لیکن اف میرے خدا کیا اف اف اف۔“ اسے شاید بولنے کیلئے الفاظ نہیں مل رہے

تھے۔

”اور ہو سکتا ہے انہوں نے اس جنون میں رخسار کو قتل کر دیا ہو۔“

”آہ نہیں ایسا نہ کہیں۔“

لیکن میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں مسٹر فیصل میرے ذہن سے نہ کھیلے آپ یقین

کریں اب میں آپ کے دکھ کو خود سے جدا نہیں سمجھتا اور شدید افسردہ ہوں ان سارے

معاملات کے لئے۔“

”افسردگی کسی چیز کا حل نہیں ہوتی۔“

”یہ تو فون پر عشقیہ گفتگو شروع ہو گئی میرے دوست ہم تمہیں صرف تمہاری مسز کی آواز سنانا چاہتے تھے اور تم نے باقاعدہ اپنی کہانی شروع کر دی خیر مسز نے تمہیں بتا دیا ہوگا کہ ہم کتنے شریف لوگ ہیں اور ان کے ساتھ کس قدر بہتر سلوک کر رہے ہیں ویسے تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ ہم تمہارے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں لیکن میرے دوست یہ نہیں سمجھ میں آیا کہ تم اس سارے معاملے میں کیوں ملوث ہو گئے تم نے واقعی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ان کاغذات سے تمہیں کیا دلچسپی ہے ہم نہیں جانتے پہلے ہمیں تمہارے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا لیکن اب مجھے پتا چل چکا ہے کہ تم دانش منصور ہو وہ دانش منصور جو بہت بڑی حیثیت کا مالک ہے یہاں بھی تم جس حیثیت سے قیام پذیر ہو اس کا ہمیں علم ہے تم ہماری معلومات کی داد ضرور دینا کہ ہم تمہارے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کر چکے ہیں یعنی یہ کہ تمہارا ایک نام فیصل بھی ہے لیکن دانش منصور جو ایک بہت عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے اور جس کے ساتھ اس کے اہل وطن نے بدترین سلوک کیا ہے اور وہ ایک طویل عرصے سے در بدر ہے بلکہ اسے بحالت مجبوری اپنی موت کا اعلان کرنا پڑا کیونکہ اس کے بعد اس کا وطن اسے زندگی دینے کو تیار نہیں تھا اور اپنی موت کا اعلان کرنے کے بعد تم اب یہاں لندن میں روپوش

”میلو ہن سارا میں نے پتھر پلے اچھے میں کہا۔“

کی اس سے توقع کی جاسکتی تھی وہ بزدل ہے اور ایک ایسی قوم کا انسان ہے جو ہر طرح کے حربے استعمال کر سکتی ہے کاغذات کی جگہ تمہیں سادہ کاغذ ملے ہوں گے اور تمہاری بہت بڑی آرزو تشنہ رہ گئی ہوگی۔ اگر تم ایرش داش نہیں ہو تو پھر ایرش داش کو یہ پیغام دے دینا کہ وہ زندگی بھر اب ان کاغذات کے لئے ترستار ہے گا یہ اسے حاصل نہیں ہو سکیں گے میری بات مانو اس عورت کو رہا کر دو جس کا ان واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مردوں کی طرح میدان میں آ کر جنگ کرو اور فیصلہ کرو۔“

”بکواس مت کر سکتے ایک بار تو سامنے آجائے تو ہم تجھے مزا چکھا دیں گے۔“

”اوہو مسٹر ایرش داش آپ ہی ہیں میں آپ کی آواز پہچان چکا ہوں آپ جیسا بزدل میرے مقابلے پر ہے اپنی قوت اور یہاں اپنے اختیارات سے کام لے کر تم نے جو کچھ کر لیا ہے بس وہی تمہاری اوقات ہے لیکن تم دیکھ لو میں نے کس طرح تمہارے منہ میں ہاتھ ڈال کر وہ نکلوا لیا جو ہمارا اپنا تھا۔“

”تم بکواس بند کرو۔ میں تمہیں دیکھ لوں گا دیکھ لوں گا تم لوگ کہاں تک جاسکتے ہو۔“

ٹیلی فون اسے دو۔“

”ہاں میں بول رہا ہوں۔“

”سنو مائی ڈیئر دانش منصور۔ یا مائی ڈیئر فیصل چوبیس گھنٹے کا نوٹس دے رہا ہوں میں تمہیں ہر آٹھ گھنٹے کے بعد تم سے رابطہ کیا جائے گا اور یہ پوچھا جائے گا کہ اپنے اس کتے اور کاغذات کو ہمارے حوالے کرتے ہو یا نہیں چوبیس گھنٹے کے بعد تمہاری بیوی کو قتل کر دیا جائے گا۔“

”میری بیوی تو قتل ہو چکی ہے میرے دوست اور تم نے ٹیلی فون پر اس کی گفتگو بھی سنی ہوگی ہم لوگوں کو وطن کے نام پر قتل ہونا ہر طرح کی موت سے زیادہ عزیز ہے اور کچھ کہنا چاہتے ہو؟“ لیکن جواب میں دوسری طرف سے ایک غرائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

”ہر آٹھ گھنٹے کے بعد اور تیسری بار گفتگو کر کے تمہیں تمہاری بیوی کی لاش بھجوا دی جائے گی۔“

”اور اس کے بعد۔“ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا ٹیلی فون کا ریسیور رکھنے کے بعد میں نے جلدی سے دوسرے کمرے میں جا کر رانا وسیم

ہو شاید تم یہ بات نہیں جانتے کہ انٹر پول ایک طویل عرصے سے تمہارے چکر میں لگی رہی ہے بہر حال مائی ڈیئر دانش منصور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم نے بہت عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے لیکن کیوں ایک ایسے ملک کیلئے تم نے اپنے لئے خطرہ مول کیوں لیا جو تمہارا دشمن ہے اس کے علاوہ ڈیئر دانش منصور یہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم ان کاغذات کا کیا کرد گے اگر تم ان کی قیمت وصول کرنا چاہتے ہو تو ہم خوشی سے تم سے اس سلسلے میں بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔“ میں خاموشی سے اس کی بات سنتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

”اس میں کوئی شک نہیں ہے دوستو! کہ تم نے میرے بارے میں زبردست معلومات حاصل کی ہیں اور واقعی یہ تمہارا ایک بڑا کارنامہ ہے لیکن اب جب تم یہ جان چکے ہو کہ میں کون ہوں تو خود بھی بہتر سمجھتے ہو گے کہ میری بیوی مجھے واپس کر دو ورنہ اس کے بعد کیا ہوگا تم نہیں جانتے، دانش منصور نے بقول تمہارے اپنے وطن سے کنارہ کشی اختیار کر کے خود کو گہری نیند سلا دیا ہے کیا بہتر نہیں ہوگا کہ تم دانش منصور کو نہ جگاؤ۔ جواب میں دوسری جانب سے قہقہہ سنائی دیا تھا پھر ادھر سے کہا گیا۔

”روز آرگنائزیشن کے بارے میں کیا خیال ہے کیا تمہاری زندگی کی خبر اس کیلئے خوش خبری نہیں ہوگی۔“

”کر سکتے ہو جو دل چاہے کر سکتے ہو جنگ کا آغاز کرو گے تو اس کا نتیجہ بھی بھگتنا ہوگا۔ شکست تو کسی نہ کسی کو ہونی ہی ہے تمہیں یا مجھے۔“

”تمہیں صرف تمہیں۔“

”آنے والا وقت اس کا فیصلہ کرے گا میری طرف سے ہر طرح کی آزادی ہے ویسے تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ رانا وسیم اب میرے پاس ہے۔“ میرے ان الفاظ پر چند لمحات کے لئے خاموشی چھا گئی تھی۔ کچھ دیر خاموش طاری رہی پھر دوسری طرف سے آواز آئی۔

”جھوٹ بول رہے ہو۔“

”گفتگو کرو۔ رانا وسیم بات کرو ان لوگوں سے۔“ میں نے کہا اس وقت میری ذہنی کیفیت درست نہیں تھی بس ایک جنون سادل و دماغ پر سوار تھا اور اس جنون کے عالم میں میں بہت کچھ فراموش کر چکا تھا رانا وسیم نے کہا۔

”ہیلو میرے دشمنوں! کہو تمہارے کیسے حال ہیں۔ ویسے ایرش داش نے وہی کیا جس

کو تیار ہونے کے لئے کہا۔

”کک! کیا مطلب؟“

”چلو ہم نکل رہے ہیں یہاں سے مجھے اسی ٹیلی فون کا انتظار تھا۔“

”لے لیں۔“

”کچھ نہیں مائی ڈیر آؤ ہمیں تھوڑا سا فاصلہ پیدا طے کرنا ہوگا اور اس کے بعد ہمارے پاس ایک اور محفوظ جگہ ہے یہ جگہ اب جتنی خطرناک ہو چکی ہے اس کا تم خود بھی اندازہ لگا چکے ہو اپنی رہائش گاہ کے عقبی حصے سے نکل کر میں چاروں طرف سے محتاط ہو کر ایک چوڑی سڑک پر پہنچا وہاں سے ایک ٹیکسی کر کے ہم شہری آبادی کی جانب چل پڑے۔ میں نے پوری طرح حالات پر نگاہ رکھی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تعاقب میں کوئی نہیں ہے یہ ہی ہونا چاہیے تھا ان لوگوں کو میرے جگہ بدلنے کا علم نہیں ہونا چاہیے تھا ٹیکسی نے ہمیں شہری علاقے میں اتار دیا پھر وہاں سے کافی دور تک ہم نے پیدل سفر کیا اس کے بعد ایک اور ٹیکسی لے کر چل پڑے تھے تیسری ٹیکسی نے ہمیں ہماری منزل یعنی اس فلیٹ کے علاقے میں اتار دیا جو میرا اپنا تھا اور جس کی چابی میں نے ساتھ لے لی تھی کیونکہ عموماً یہ فلیٹ خالی ہی رہتا تھا اور ہم نے یہاں کسی ملازم کو بھی نہیں رکھا تھا تاکہ ہمارے راز خفیہ رہیں میں اور رانا وسیم لفٹ کے ذریعے اپنی منزل پر پہنچے اور پھر میں نے اپنے شاندار فلیٹ کا دروازہ کھولا۔ رانا وسیم نے حیران نگاہوں سے فلیٹ کا جائزہ لیا تھا اس کے چہرے پر تحسین کے آثار ابھر آئے تھے۔“

”اتنا خوبصورت فلیٹ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔“

”آرام سے بیٹھو۔ یہ جگہ ابھی کسی کے علم میں نہیں آئی ہوگی۔“

”پھر اب کیا پروگرام ہے؟“ اس نے کہا۔

”میں تم لوگوں کو یہاں سے نکالنے کی کوشش کروں گا تم لوگ یہاں سے نکل جاؤ ایک خاص آدمی ہے میرا جسے میں یہاں بلا رہا ہوں ویسے یہاں بہت سے انتظامات ہیں میں تمہاری

تمہارے وطن بھی بات کرا سکتا ہوں میرے پاس اس کا ذریعہ موجود ہے۔“ میں نے کہا کوئی

بیکو دیا نے جو کچھ میرے لئے فراہم کیا تھا وہ بڑا دور رس تھا اور اس کی نگاہوں نے بہت دور

نک دیکھا تھا بہر حال وہ جو چیز تھی میں اس کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا پھر یہاں

وڑا سا آرام کرنے کے بعد میں نے ناصر درانی سے رابطہ قائم کیا۔

”سرا! ناصر درانی میری آواز پہچان کر بولا۔“

”مجھے تمہاری ضرورت ہے۔“

”حکم دیجئے کہاں حاضری دوں؟“

”فلیٹ پر آ جاؤ۔“

”میں پہنچ رہا ہوں کس قسم کا کوئی مشکل مرحلہ۔“

”ابھی نہیں۔ آنے والے وقت میں ہو سکتا ہے۔“

”میں حاضر ہو رہا ہوں۔“ ٹیلی فون بند کرنے کے بعد میں نے رانا وسیم کو دیکھا اور کہا۔

”چائے وغیرہ پینا چاہتے ہو تو خود تیار کرنا ہوگی۔“

”میں تیار کر کے لاتا ہوں وہ خوشی خوشی باہر نکل گیا وہ سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا تھا

اس کا کیا عہدہ تھا میں نے اس بارے میں اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا نہ ہی مجھے اس سے

کوئی دلچسپی تھی ویسے اس کی شخصیت سے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ وہ ایک اچھے عہدے کا

مالک ہوگا لیکن اس وقت جو صورت حال چل رہی تھی اس میں اس کے عہدے کا کوئی خیال نہیں

کر سکتا تھا بہر حال میں کمرے میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک

خوبصورت ٹرائی دکھائی دیا اندر آ گیا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی کہنے لگا۔“

”بڑا شاندار کچن ہے اور یوں لگتا ہے جیسے یہاں کوئی باقاعدہ رہتا ہو ہر چیز بھری ہوئی

ہے ویسے مسٹر فیصل یہ فلیٹ آپ کا اپنا ہے۔“

”ہاں۔ یہ ہمارا ہی تھا شہری آبادی میں اگر رہنا چاہتے تھے تو یہاں آ جاتے تھے ویسے

ہم دونوں ہی کو اس رہائش گاہ کی زندگی زیادہ پسند تھی۔“ میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اور وہ

ایک دم سنجیدہ ہو گیا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”میں آپ کے دکھ میں برابر کا شریک ہوں۔“ مسٹر فیصل اس نے اپنے ہاتھوں سے

چائے بنائی چائے کے کچھ زیادہ کپ لے آیا تھا کہنے لگا۔

”مجھے اندازہ ہے کہ آپ نے کسی کو بلایا ہے مہمان کے لئے بھی انتظام کر کے آیا

ہوں۔“

”شکریہ۔ اور چائے بنانے کا بھی۔“ میں نے کہا۔ وہ خاموشی سے چائے کے گھونٹ

لیتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

”آپ نے کہا تھا کہ وہ کاغذات آپ کے پاس ہیں۔“

”ہاں کہا تھا۔“

”لیکن آپ انہیں ساتھ نہیں لائے یا پھر آپ نے اوہ واقعی واقعی یہ جگہ تو بہت زیادہ محفوظ ہے۔“ وہ خود ہی بولا اور میں مسکرا دیا پھر میں نے کہا۔

”نہیں اس وقت وہ کاغذات وہیں تھے میں انہیں ساتھ لے کر آیا ہوں۔“

”اوہ آپ غلط نہیں کہہ رہے ہوں گے۔“

”نہیں اب میں ہر اس بات سے گریز کروں گا جو آپ کے لئے ناپسندیدہ ہو۔“

”وہ تمہاری امانت ہے میرے پاس اور اطمینان رکھو تمہاری ہی رہے گی میں کسی بھی

طرح اس پر اپنی اجارہ داری قائم نہیں کروں گا۔“

”مگر میرا خیال ہے ٹیلی فون کرنے کے بعد آپ فوراً ہی میرے پاس پہنچ گئے تھے اور

آپ نے مجھے چلنے کے لئے کہا تھا۔“

”ایک مخصوص وقت تک میں نے وہ کاغذات ایک جگہ چھپائے رکھے اور اس کے

بعد میں نے انہیں اپنے پاس منتقل کر لیا چونکہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے رابطہ قائم ضرور کریں

گے سب کچھ میرے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ہوا۔“ وہ خاموش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد

فلیٹ کی کال بیل بجی تو میں خود اٹھ کر دروازہ کھولنے کے لئے چلا گیا ناصر درانی نے مجھے پر

ادب انداز میں سلام کیا تھا اس سے مصافحہ وغیرہ کرنے کے بعد میں اسے ساتھ لئے ہوئے

اس کمرے میں آ گیا جہاں رانا موجود تھا دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا مصافحہ کیا گیا

ناصر درانی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے نقوش ابھرے تھے لیکن میں نے فوراً ہی

کہا۔

”میرا بہت ہی گہرا دوست اور یہ سمجھو اس وقت میرے لئے بڑی اہمیت کا حامل رانا

وسیم۔“

”یہ الفاظ کافی ہیں میرا نام ناصر درانی ہے مسٹر رانا۔“

”آپ سے مل کر خوشی ہوئی مسٹر درانی۔“

”بیٹھو تمہارے لئے چائے تیار ہے۔“ میں نے ناصر درانی سے کہا اور رانا نے جلدی

سے چائے بنا کر اسے پیش کی جس کا ناصر درانی نے دلی شکریہ ادا کیا تھا اور کہا تھا۔

”مسٹر فیصل ذاتی سی بات ہے لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اب میرا اور آپ کا اتنا

گہرا تعلق ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی بیچ نہیں ہے۔“

”کیا کہنا چاہتے ہیں آپ رانا۔“

”یہ نام جو میرے کانوں تک پہنچا ہے یعنی دانش منصور اور آپ نے ایسی کوئی کوشش بھی

نہیں کی کہ مجھے یہ نام سنوانا چاہتے ہوں کیا میں اس بارے میں پوچھ سکتا ہوں؟“ میں نے

نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا۔

”پہلے کبھی یہ نام تمہارے کانوں تک پہنچا ہے۔“

”کبھی نہیں۔“

”تو پھر اس کے بارے میں چھان بین نہ کرو۔“

”بات بے حد پر اسرار ہے۔“

”ہاں ہے۔“

”اور اس نے اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور عجیب باتیں بھی — ہیں کیا وہ سچ ہیں۔“

”ہاں سچ ہیں۔“

”تو پھر مسٹر فیصل آپ دانش منصور سے فیصل کیوں بن گئے اور وہ کون سے مخالف ہیں

آپ کے۔“

”رانا یہ میرے غم کی کہانی ہے اور میں اسے ہانکل نہیں کریدنا چاہتا مجھے امید ہے کہ تم

میری معذرت قبول کرو گے۔“ وہ ایک بار پھر چائے پر متوجہ ہو گیا پھر بولا۔

”کاش مجھے معلوم ہو جاتی۔“

”کبھی نہ کبھی تمہیں معلوم ہو ہی جائے گی۔“ میں نے پھینکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”ایک اور سوال میرے ذہن میں مچل رہا ہے۔“

”ہو سکتا ہے میں اس کا جواب بھی نہ دے سکوں۔“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”تمہیں یقین ہے۔“

”ہاں۔“

”تو پوچھ لو۔“ میں نے کہا۔

”آپ بہت دلچسپ مہمان ہیں کہ چائے پلاتے ہیں میرا مطلب ہے میزبانوں کو۔“
جواب میں رانا وسیم ہنسنے لگا تھا چائے کے دوران کچھ دیر وقفہ رہا پھر میں نے کہا۔
”مسٹر ناصر درانی ایک اہم مسئلہ درپیش ہے اور اس سلسلے میں آپ کی رائے اور آپ کا عمل درکار ہے۔“

”دل و جان سے حاضر ہوں جناب۔“

”رانا وسیم کا تعارف بس اتنا ہی کافی ہے کہ ان کا نام رانا وسیم ہے اور یہ میرے دوست ہیں تمہیں جو کام کرنا ہے وہ ان کا نہیں میرا ہے مسٹر ناصر درانی۔“
”آپ نے سرجتہا کہا اتنا کافی تھا لیکن بہر حال مجھے حکم دیجئے گا۔“

”میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاسکتا مسٹر درانی ہمارے پاس کچھ کاغذات ہیں جو میرے اپنے ملک کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ان کاغذات کے حصول کے لئے کچھ ایسے خطرناک ادارے اور ایجنسیاں مصروف عمل ہیں جو بے حد خطرناک ہیں مسٹر وسیم کے ساتھ ان کے چار ساتھی اور ہیں جنہیں ایک محفوظ جگہ پوشیدہ کر دیا گیا ہے یہ ایجنسیاں قدم قدم پر ہمارے راستے روک رہی ہیں اور یوں سمجھ لو کہ فی الحال میں اس میں اپنے آپ کو ملوث نہیں کروں گا رانا وسیم اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا ان ایجنسیوں کا سب سے اہم کام ہے رانا وسیم اس سلسلے میں زخمی بھی ہو گئے تھے اور اپنی بہترین صلاحیتوں کی بناء پر بمشکل تمام ان کے پھندے سے نکلنے میں کامیاب ہو سکے مطلب یہ کہ مقامی حکام کی مدد سے ان ایجنسیوں اور ان کے کارندوں نے رانا وسیم اور ان کے ساتھیوں کے گرد ایک حصار بنا رکھا ہے اور اس حصار کو توڑنا ناممکن نظر آتا ہے ان پانچ افراد کو یہاں سے نکالنا بھی ہے لیکن سب سے پہلے ہمیں ان کاغذات کو وطن واپس پہنچانے کا بندوبست کرنا ہے اور اس سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔“ ناصر درانی گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

”کاغذات بذات خود اتنی اہمیت کے حامل ہیں جناب کہ انہیں اسی انداز میں وطن پہنچانا ضروری ہے میرا مطلب ہے کہ کوئی غیر ملکی معاہدہ کوئی ایسی دستاویز جس کا ضائع ہو جانا ملط ہو جائے آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہیں نا بعض معاہدے ہوتے ہیں یا پھر کوئی ایسی دستاویز ہوتی ہے جو بذات خود اپنا بہترین وجود رکھتی ہیں اور بعض کاغذات ایسے ہوتے ہیں جو اتنی نوعیت کے ہوتے ہیں اور اگر ان کی نقل بھی موجود رہے تو کام آسکتی ہے۔“ میں نے

سوالیہ نگاہوں سے رانا وسیم کو دیکھا تو رانا وسیم کسی قدر پریشان سا ہو گیا کچھ لمحے سوچتے رہنے کے بعد اس نے کہا۔

”نہیں جناب یہ کسی دوسرے ملک سے معاہدہ یا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم یہ کہیں کہ اس کی نقل ہمارے لئے کارگر نہیں ہوگی یہ تو بس کچھ خاص لوگوں کا تعلق وطن عزیز سے ہی ہے باہر کی کوئی چیز ان کاغذات میں نہیں ہے۔“

”گڈ یہ سوال میں نے ایک خاص مقصد کے لئے کیا تھا جیسا کہ مختصر الفاظ میں میری سمجھ میں آسکا ہے وہ یہ ہے کہ کچھ ایسے کاغذات ہیں جو کسی بھی طرح کسی نے حاصل کر لئے ہیں اور جن کا تعلق آپ کے ملک سے ہے آپ کے پاس محفوظ ہیں اور آپ انہیں وطن واپس بھجوانا چاہتے ہیں اور اس بات کا خطرہ ہے آپ کو یہاں سے نکلنے ہوئے وہ کاغذات کسی طرح غلط لوگوں کے ہاتھ بھی لگ سکتے ہیں تو شاید میں جلد بازی کر رہا ہوں لیکن تجویز تو تجویز ہوتی ہے کیا ہم یہ نہیں کر سکتے کہ ان کاغذات کو اپنے وطن فیکس کر دیں اور اس کے بعد یہاں اصل کاغذات ضائع کر دیئے جائیں ہاں اگر کوئی دستاویز ہے اور اس کا اسی شکل میں محفوظ رہنا ضروری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ دوسرا کام ہو جاتا ہے۔“ میں نے حیرت سے ناصر درانی کی شکل دیکھی اتنی برق رفتاری سے ایک منصوبہ پیش کر دینا بے انتہا ذہانت کی بات تھی اور میں نے دل میں اس بات کو تسلیم کیا تھا واقعی یہ ایک بہت ہی خوبصورت تجویز تھی خود رانا وسیم بھی حیران نظر آ رہا تھا کچھ لمحے سوچتے رہنے کے بعد اس نے کہا۔

”چونکہ مسٹر فیصل یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جو کچھ ان کاغذات میں درج ہے وہ کچھ خاص لوگوں کی اپنی تجویز اور ترتیب ہے اس کا کسی دوسرے ملک سے ظاہر ہے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر اس کا ڈپلی کیٹ بھی ہمارے پاس محفوظ رہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور اس سے لاکھ درجے بہتر کہ وہ جس شکل میں بھی ہیں کسی غلط انسان کے ہاتھ لگ جائیں آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں۔“

”تجویز آپ کے سامنے ہے اور فیصلہ آپ ہی کریں گے مسٹر رانا! میں نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسی تجویز ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ہے لیکن کیا ایسا ممکن ہے اور دوسری بات یہ کہ کیا اس طرح کیا ہوا فیکس محفوظ رہ سکے گا اور کسی اور نگاہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔“

”کیونکہ میں نے آپ پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کیا ہے اس لئے میں آپ کی کسی بات سے انحراف نہیں کر سکتا ذاتی طور پر اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر طریقہ اس وقت اور کوئی نہیں ہے۔“

”اگر آپ اس سے اتفاق کرتے ہوں تو میرا خیال ہے اس موضوع پر ہمیں مزید گفتگو کر کے اپنے آپ کو الجھانا نہیں چاہیے۔“

”ہاں میں اتفاق کرتا ہوں لیکن ادھر سے ان کی منظوری مل جانے کے بعد اور مسٹر درانی سے میں یہی درخواست کر سکتا ہوں کہ مجھے اس کا موقع دیں کیونکہ یہ ضروری ہے میں سمجھتا ہوں یہ ضروری ہے البتہ میں صرف آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا مطلب وہی ہے ہماری ہر طرح کی گفتگو صیغہ راز میں رہے گی اور کسی کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہو سکے گا اور اس کی ضمانت آپ مسٹر فیصل سے طلب کر سکتے ہیں۔“

”میں ضمانت دے چکا ہوں اور ناصر درانی تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے ایک بہتر تجویز پیش کر کے ہم لوگوں کو ذہنی سکون دیا۔“

”میرے لائق دوسری خدمت۔“

”اس کے بعد لیکن اب یہ بتائیے رانا وسیم کہ کیا آپ اپنے ان چاروں ساتھیوں کو کس قدر محفوظ سمجھتے ہیں جتنا آپ نے اظہار کیا ہے۔“

”ہاں میں نے انہیں ایک انتہائی نفسیاتی طریقے سے ایک ایسی جگہ محفوظ کیا ہے جہاں وہ کسی مشکل کا شکار نہیں ہو سکتے ان کی ذمہ داری مجھ پر تھی میں نے اپنے آپ سے زیادہ انہیں تحفظ دیا ہے اور اگر آپ مجھ پر اطمینان کر سکیں تو آپ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں تاہم میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ اس وقت بندرگاہ پر مزدوروں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں میں نے انہیں ہر طرح کے کاغذات فراہم کئے ہیں اور یہ کاغذات میری اپنی کاوشوں سے حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ تر وقت بندرگاہ پر ہی گزرتا ہے اور ایک وہ لائسنس یافتہ کمپنی کے مزدوروں کی حیثیت سے لوڈنگ اور ان لوڈنگ کرتے ہیں۔“ ناصر درانی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی اس نے کہا۔

”ہاں یہاں یہ سب سے محفوظ طریقہ ہے مسٹر فیصل۔“

”ٹھیک ہے ورنہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم انہیں بھی کسی محفوظ جگہ پہنچا آئیں۔“

”جی ہاں ایسا ہی ہوگا۔“

”مطلب یہ کوئی ایسا ذریعہ ہے مسٹر درانی کہ ہمارا یہ فیکس ہر طرح سے دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکے۔“

”بالکل بشرطیکہ جس جگہ وہ بھیجا جا رہا ہے وہاں اس کی حفاظت کا معقول انتظام ہو اور یہ کام عام فیکس مشین پر ہو سکتا ہے۔“

”جی بالکل۔“

”اور بھیجنے والی مشین۔“

”وہ مخصوص ہے اور ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر۔“

”مگر میں نے ایسی کسی فیکس مشین کے بارے میں کبھی نہیں سنا۔“

”اس بات کو جانے دیجئے رانا وسیم اس کی ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں۔“ میں نے کہا۔

”جی لیکن جناب اس سلسلے میں ایک بیج ہے۔“

”کیا۔“

”آپ میری پوزیشن جانتے ہیں فیصل صاحب مجھے اس سلسلے میں ہدایات لینا ہوں گی اور ظاہر ہے کسی کو اطلاع بھی دینا ہوگی کہ اس طرح سے میں وہ کاغذات فیکس کرنا چاہتا ہوں۔“

”اس کا انتظام میں کر دوں گا۔“ ناصر درانی نے پھر کہا۔

”وہ کیسے؟“

”ایک ایسے ذریعے سے جسے آپ اس فیکس کا ہی ایک حصہ سمجھ لیں آپ باقاعدہ وہاں ٹیلی فون کریں گے مطلوبہ افراد سے رابطہ قائم کریں گے لیکن میں پورے اعتماد اور اطمینان سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کے کسی ٹیلی فون پر یا ٹیلی فون ایکسچینج پر کسی بھی ٹرانسمیشن کے ذرائع پر یہ گفتگو نہیں سنی جاسکتی۔“

”کچھ عجیب سی بات نہیں ہے۔“ رانا وسیم نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں۔“ میں نے پر اعتماد لہجے میں کہا ہے چارہ رانا وسیم کو مین میکوویا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اور یہ بات میں جانتا تھا کہ ناصر درانی کو مین میکوویا کا متعین کردہ شخص ہے۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

”گویا بات طے ہوئی کہ اب وہ کاغذات اگر آپ کے ہاں سے اجازت مل جائے تو فیکس کئے جاسکتے ہیں۔“

”جی۔“

”تو پھر ٹھیک ہے ناصر درانی تمہاری اس فوری اور موثر تجویز کو ہم قبول کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں اس وقت تم نے بہت بڑے مسئلے کو بقول ٹخنھے چٹکیاں بجاتے ہوئے حل کر لیا ہے۔“

”مسئلہ صرف اتنا سا ہے کہ اگر ادھر سے اس بات کو قبول کر لیا جائے۔“

”فکر کی بات نہیں ہے۔ مسٹر فیصل فرض کیجئے اگر وہاں سے یہ سلسلہ اس طرح ممکن نہیں ہو سکا تو ہم اس کے لئے دوسری تجویز پیش کریں گے۔“

”ناصر درانی نے کہا۔“

”تو اب بتائیے کہ ہم لوگوں کو کیا کرنا ہے۔“

”بہتر تو یہ ہوگا کہ آپ میرے ساتھ ہی چلیں وہ جگہ بالکل محفوظ ہے جہاں میں آپ کو لے جاؤں گا کاغذات بھی آپ اپنے پاس ہی رکھیں اور اس کے بعد ہم فیصلہ کر لیں گے۔“

”ٹھیک ہے ہم آپ کے ساتھ ہی چلیں گے۔“

”میں خود بھی یہی درخواست کروں گا۔“ ناصر درانی نے کہا اور اس کے بعد فلیٹ میں رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا ناصر درانی کی کار بہت شاندار تھی پہلے بھی میں اس کار کو دیکھ چکا تھا ہم فلیٹ سے باہر نکلے اور کار کی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے ناصر درانی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی رانا وسیم بار بار یہ محسوس کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میرے اور ناصر درانی کے درمیان کیا تعلقات ہیں وہ دیکھ رہا تھا کہ ناصر درانی میرے سامنے ایک مودب شخصیت اختیار کر لیتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے اس کے لہجے میں بڑا ادب شامل ہوتا ہے وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ میرے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے اور مجھے بھی اندازہ تھا کہ اس کے ذہن میں لا تعداد سوالات ہوں گے لیکن بہر حال میں نے خاموشی اختیار کی تھی پھر فاصلے طے کرتے رہے اور پھر ایک خوبصورت بلڈنگ کے سامنے رکنے آج تک میں نے ناصر درانی کے بارے میں یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ یہاں خود کس حیثیت کا حامل ہے اور کس

انداز میں رہتا ہے یہ بلڈنگ دفتر کی بلڈنگ تھی جس کے سامنے ناصر درانی نے کار روکی تھی اور اس پر ایک بہت ہی خوبصورت بورڈ لگا ہوا تھا جس پر درانی اینڈ کو لکھا ہوا تھا میرے ہونٹوں پر ایک مدہم سی مسکراہٹ پھیل گئی کار سے اترنے کے بعد درانی نے اس عمارت کے مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے ایک بغلی سمت اختیار کی اور تھوڑی سی راہداری طے کر کے ایک لفٹ کے قریب پہنچ گیا لفٹ پر لفٹ مین موجود تھا اس نے انتہائی ادب سے مٹن دبا کر دروازہ کھولا اور درانی نے گردن ہلا دی لفٹ مین نیچے رک گیا۔



ندیم

”آئیڈیل بات ہے جناب پر واقعی اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔“

”چنانچہ اب مجھ پر لازم ہے کہ پہلے آپ کی تھوڑی بہت خاطر مدارات کروں۔“

”نہیں اب آپ پر یہ لازم نہیں ہے چونکہ آپ کی ذمہ داری ذرا مختلف ہے۔“ میں

نے کہا۔

”بہتر ہے بہر حال ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں آپ سے ویسے سب کچھ آپ کی مرضی پر منحصر ہے لیکن میرا اپنا یہ خیال ہے کہ آپ ایک مناسب وقت تک یہاں قیام کریں اس وقت تک جب تک ہم اپنے کام کی تکمیل نہ کر لیں کیا خیال ہے آپ کا؟“

”ہاں ہاں ظاہر ہے ہم اپنے کام کی تکمیل کے بعد ہی یہاں سے کہیں جانے کے بارے میں سوچیں گے۔“

”تو پھر کچھ وقت کے لیے مجھے اجازت دیجئے تھوڑی سی تیاریاں کر لوں۔“

”ضرور۔“ میں نے کہا اور درانی ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا رانا وسیم کے چہرے پر

بڑے عجیب سے تاثرات تھے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

”آپ کی شخصیت کمال کی ہے فیصل صاحب ایک ایسا شاندار شخص آپ کے پاس موجود ہے اور آپ نے ابھی تک ان سے مسز فیصل کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔“

میرے چہرے پر سنگین تاثرات پھیل گئے۔

”وہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔“ میں نے سرد لہجے میں کہا۔

”رخسار بہت باہمت ہے اگر وہ جھلا کر اس کے قتل کے ورپے نہیں ہو جاتے تو وہ ہر

طرح کے حالات کا سامنا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ وہ ان میں سے کچھ کو ختم کر کے ان کے چنگل سے نکل آئے اور پھر میں اپنے وطن کے معاملات پر اپنے کسی ذاتی معاملے کو ترجیح نہیں دے سکتا وہ کاغذات میں نے رخسار سے زیادہ اہم سمجھے اور اس کی حفاظت کرنے کی بجائے ان کاغذات کی حفاظت کی کیونکہ وہ میرے وطن کا سرمایہ ہے

ایک مرحلہ حل ہو جائے تو اس کے بعد میں اپنی ذاتی زندگی کے لیے کوشش کروں گا۔“

”میرے ذہن میں بار بار یہ سوال مچتا ہے مسز فیصل کے آپ جیسے محبت وطن کو وطن

والوں نے۔“

”ایک منٹ.....“ میں نے درمیان سے اس کی بات کاٹ دی اور پھر سرد لہجے میں

ہم تینوں اوپری منزل پر پہنچے اور غالباً یہ چوتھا اور آخری فلور تھا۔

وہ ہمیں لیے ہوئے اندرونی حصے میں آگیا وہاں ہم نے ایک خوبصورت رہائش گاہ دیکھی جس میں سات آنکھ کمرے تھے ڈرائنگ روم خاصا وسیع و عریض اور ڈیکوریٹ تھا۔ میں ایک ایک شے کو حیران نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

”تشریف رکھئے جناب۔“ درانی کی آواز نے حیرت کی دنیا سے باہر کھینچ لیا۔

”آپ نے تو بڑی باکمال جگہ بنا رکھی ہے مسٹر درانی؟“ میں نے کہا۔

”کیا آپ کا قیام یہیں ہے۔“

”جی۔“

”اور آپ کی فیملی اور ملازم وغیرہ۔“

”جی نہیں یہاں ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی دراصل یہ ایک طریقہ کار ہے حالانکہ میں

نے جو فرم قائم کی ہے اس میں تقریباً ایک سو دس ملازم ہیں ہر طرح کے لوگ لیکن وہاں آپ کو جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ سب میری تنہا کاوش ہے یہاں سب کچھ میں خود ہی کرتا ہوں۔“

”وجہ۔“ میں نے اس کی گفتگو میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

”دو وجوہات ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ایک مشغلہ ہے اپنے آپ کام کرنے سے جو خوشی

حاصل ہوتی ہے اس کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ اس کے علاوہ یہاں کی ہر بات صیغہ راز میں رہتی

ہے اور مجھے کوئی خطرہ نہیں محسوس ہوتا۔“

”ویری گڈ کیوں رانا وسیم کیا خیال ہے۔“

گے میں نہیں جانتا کہ آپ سے اور مسٹر فیصل کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ کسی نوعیت کے ہیں یاں جو دیکھا ہے میں نے اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ آپ دونوں کے تعلقات بہت گہرے ہیں اور جہاں تک مسٹر فیصل کا تعلق ہے یہ تو ایک سچائی ہے کہ وہ ایک محب وطن انسان ہیں بہر حال اس مجبوری کو آپ نظر انداز کر دیجئے گا۔“ رانا وسیم نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں اب جب سارا انحصار میں آپ لوگوں پر کر رہا ہوں یہ بات میرے بس سے باہر ہے کہ آپ ہی سے میں کچھ چھپانے کی کوشش کروں۔“

”بے حد شکریہ آپ کو ہماری طرف سے کوئی مایوسی نہیں ہوگی۔“ پھر اس نے رانا وسیم سے وہ نمبر پوچھے جنہیں ڈائل کرنا تھا اور رانا وسیم نے ایک کاغذ پر یہ نمبر لکھ کر ناصر درانی کو دے دیے ناصر درانی کو کوئین میکویا نے میرے لیے مخصوص کیا تھا اور آج تک وہ جس طرح کا انسان ثابت ہوتا رہا تھا کم از کم مجھے اس پر مکمل اعتماد تھا اگر خود رانا وسیم کے دل میں کوئی شبہ ہو تو میرے پاس اس شبہ کو دور کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا یہ نمبر بہت خفیہ تھے اور یقینی طور پر اس کا تعلق ملٹری ڈیپارٹمنٹ سے ہوگا دوسری جانب سے تھوڑی دیر کے بعد یہ کال ریسیو کر لی گئی اور ایک صاف ستھری آواز ابھری۔

”زیرو زیرو زیرو ڈیوایٹ زیرو ڈیوایٹ زیرو ڈیو۔“

”کوڈ نوٹ کیا جائے۔“ رانا وسیم نے کہا۔

”نائن اوفا یونائن نائن اوفا یو فرام لندن۔“

”ٹھیک رانا وسیم۔“

”ہاں۔“

”ذاتی کوڈ دہراؤ۔“

”زیرو زیرو زیرو ڈیوایٹ زیرو ڈیوایٹ زیرو ڈیو۔“

”ٹھیک ہے جلدی سے خیریت بتاؤ سب پریشان ہیں۔“

”برگیڈیئر فاروق سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے ایک لمحے انتظار کرو پھر دوسری طرف خاموشی طاری رہی اور کچھ منٹ کے بعد دوسری طرف سے آواز ابھری۔“

کہا۔ ”میری درخواست ہے کہ اس موضوع پر مجھ سے کوئی بات نہ کرنا۔“

رانا وسیم خاموش ہو گیا چند لمحات کی خاموشی کے بعد اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”ویسے مسٹر ناصر درانی بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہیں آخر وہ کون سے ذرائع ہیں جن سے وہ ہماری یہ گفتگو اس قدر محفوظ رکھ سکتے ہیں یہ ایک بڑی سنسنی خیز بات ہے۔“

”ہاں یہ موضوع ضروری ہے میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اگر وہ ان لوگوں کے لیے قابل قبول ہو تو ایک محفوظ طریقہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ان لوگوں کو اس بات پر قائل کرنے کی پوری پوری کوشش کرنا یہ طریقہ کار اس بات سے ہزار درجے بہتر ہے کہ تم کاغذات کو اسی شکل میں لے جانے کی کوشش کرو۔“

”میں تو اس بات سے پوری طرح متفق ہوں اور میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہماری گفتگو ہوئی تو ادھر سے بھی اس صورت حال کو تسلیم کر لیا جائے گا۔“ میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔ کافی وقت گزر گیا اور اس کے بعد ناصر درانی ہمارے پاس آ گیا۔

”میں نے انتظامات مکمل کر لیے ہیں بات اصل میں یہ ہے کہ اہم کام کو جس قدر جلد سرانجام دے دیا جائے زیادہ مناسب ہوتا ہے اور بعد میں ہمارے پاس دوسری باتوں کے لیے کافی وقت ہوتا ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں میں نے کہا ہم دونوں ناصر درانی کے ساتھ اس رہائش گاہ کے ایک اور کمرے میں پہنچ گئے جس کی بناوٹ بہت عجیب تھی اس کا دروازہ ایک الماری سے گزرتا تھا اور اسی بلڈنگ میں اس کمرے کو چھ میٹریوں کے بعد نیچے بنایا گیا تھا بظاہر پوری رہائش گاہ میں ڈھونڈ لیا جائے لیکن ذہن اس کمرے تک نہیں پہنچ سکتا تھا کمرہ خاصا بڑا تھا اور انتہائی نفاست سے آراستہ تھا اس میں خاص قسم کی مشینیں لگی ہوئی تھیں ٹیلی فون بھی بالکل الگ ہی نوعیت کا تھا یہ بات رانا وسیم تو نہیں جان سکتا تھا صرف میں ہی جانتا تھا یہ سارا سسٹم کوئین میکویا نے ناصر درانی کو دیا ہوگا اور یہاں سے وہ کوئین میکویا سے رابطہ رکھتا ہوگا بہر حال ناصر درانی ہمیں ایک مشین پر لے گیا اس نے کہا۔“

”اور یہ انتہائی ضروری ہے مسٹر وسیم کہ جو گفتگو آپ ان لوگوں سے کریں وہ ہم بھی سنیں اور اپنے لیے لائحہ عمل مقرر کریں اور آپ یقینی طور پر اس سلسلے میں ہم پر مکمل بھروسہ کریں

ہے کہ وہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے نقصان سے دوچار ہوں گے چونکہ جو فارمولے ان کاغذات میں محفوظ ہیں ان کی کوئی نقل ہمارے پاس نہیں ہے اور دوبارہ انہیں تیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مزید دس سال درکار ہوں گے اس طرح سے ان فارمولوں کی یہ حیثیت بھی ہو جاتی ہے اور پھر ان سے ہماری ایٹمی پالیسی کا پتا بھی چلتا ہے زندگی کی قیمت پر ان کاغذات کو کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہ لگنے دو تمہارے لیے بہت بڑا اعزاز موجود ہے اور مکمل طور پر اس بات کا اطمینان ہو تمہیں کہ تم وہ کاغذات لے آؤ گے تو ٹھیک ہے ورنہ دوسری شکل میں انہیں ضائع کر دو یہ ایک عظیم قومی نقصان ہوگا لیکن ہم یہ نقصان بحالت مجبوری برداشت کر لیں گے۔"

"اس کا ایک اور طریقہ ہے جناب۔"

"کیا؟"

"یہاں مجھے کچھ ایسے لوگوں کا سہارا حاصل ہو گیا ہے جن کی تفصیل میں آپ کو ملاقات پر ہی بتا سکتا ہوں لیکن ان کے پاس بڑے پراسرار ذرائع ہیں ہم ان کاغذات کو فیکس کر سکتے ہیں آپ اس کا انتظام کر لیجئے گا کیونکہ آپ کی گفتگو سے مجھے اس بات کا اندازہ ہو چکا ہے کہ یہ کاغذات اپنی اصل شکل میں لانا ضروری نہیں ہے اگر اس کی گنجائش ہے تو ہم انہیں فیکس کر دیتے ہیں اور اس کے بعد میں انہیں ضائع کر دوں گا۔"

"دیکھی باتیں کرتے ہو ڈیڑھ کیا ان کاغذات کو فیکس کرنا مناسب ہوگا ہم نہیں کہہ سکتے کہ۔"

"نہیں جناب طریقہ کار بہت جدید ہے اور اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے یہاں اس کے انتظامات موجود ہیں حالانکہ میں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا اور یہ نہیں پوچھا کہ میں نے جو رابطہ آپ سے قائم کیا ہے وہ کس انداز میں کیا ہے اور اس گفتگو کو مقامی ٹیلیفون آپکے پیچ پر اگر کوشش کی جائے تو سنا بھی جاسکتا ہے۔"

"یہ خطرہ تو مول لینا تھا اور میں جانتا ہوں کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہوگا۔"

"نہیں۔"

"تو پھر۔"

"یہ گفتگو بالکل محفوظ ہے اور اس کا ایک بھی لفظ دنیا کی کسی فریکوئنسی پر نہیں سنا

"زیر وزیر وزیر وزیر وزیر وزیر۔"

"رانا وسیم تمہارے بارے میں جو رپورٹ ہمیں ملی ہے ہم اس سے سخت پریشان ہیں کرنل صدانی بھی ہم سے مسلسل رابطہ قائم کیے ہوئے ہیں خدا کے لیے وقت ضائع کیے بغیر سب سے پہلے اپنی خیریت بتاؤ۔"

"میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خیریت سے ہوں۔"

"مگر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم انتہائی مشکل حالات میں گزارا کر رہے ہو اور ضرورت مندوں کی نگاہوں سے لاپتا ہو چکے ہو۔"

"ہمارا دشمن مسلسل ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے لیکن جناب اس کے ساتھ ساتھ ایک خوشخبری بھی ہے۔"

"آہ یہ خوشخبری سننے کے لیے نجانے کتنے افراد بے چین ہیں۔"

"خوشخبری یہ ہے کہ میں نے وہ فائل حاصل کر لی ہے۔"

"زندہ باد۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اس کے علاوہ صورت حال یہ ہے کہ ہمارے دشمنوں نے ہمارے گرد مضبوط ناکہ بندی کر رکھی ہے اور مقامی حکام ان کی مدد کر رہے ہیں۔"

"آہ یہ خبر ہمیں مل چکی ہے ہمارے اپنے ذرائع نے بتایا ہے کہ ہر طرف تمہاری تلاش کی جا رہی ہے اور بہت سی خفیہ ایجنسیاں ان لوگوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔"

"تو کیا آپ کو اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ میں ان کے ہاتھ نہیں آ سکا۔"

"ہاں یہ اطلاع بھی ہمارے پاس موجود ہے۔"

"ٹھیک ہے جناب اب یہ بتائیے کہ کاغذات میرے قبضے میں ہیں اور ہمارے چاروں طرف ناکہ بندی کی گئی ہے اور یہ آخری بات ہے کہ وہ لوگ آسانی سے ہمیں یہاں سے نہیں نکلنے دیں گے جبکہ انہیں مقامی ایجنسیوں کی مدد بھی حاصل ہے۔"

"سب سے پہلی بات تو کاغذات کے حصول کے لیے میری طرف سے مہارکباد وصول کرو اور اگر ایسی ہی صورت حال ہے کہ ان کاغذات کا حاصل کرنا میرا مطلب ہے انہیں یہاں تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو بحالت مجبوری انہیں ضائع کر دیا جائے کرنل صدانی کا کہنا

”شکریہ خدا حافظ۔“

”خدا حافظ۔“ ناصر درانی نے رانا وسیم کو دیکھا اور اس نے آنکھیں بند کر کے ممنونیت سے گردن ہلا دی تو ناصر درانی نے یہ سسٹم آف کر دیا اور اس کے بعد مسکرائے لگا رانا وسیم بری طرح تھکا تھکا اور نڈھال نظر آ رہا تھا میں اس کی کیفیت کو محسوس کر رہا تھا چنانچہ کچھ وقت کے لیے مکمل خاموشی اختیار کر لی گئی پھر رانا وسیم نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

”حقیقت یہ ہے کہ کچھ ذمہ داری مجھے سوچی گئی تھیں میں نے اس پر کچھ کام کر لیا لیکن اگر آپ میری مدد نہ کرتے مسٹر فیصل تو شاید میں شدید مشکلات کا شکار ہو جاتا۔“ میں نے ایک گہری سانس لے کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرا یہ خیال ہے کہ ہم اس کام کی تکمیل کے بعد ہی یہاں سے انھیں گے اور اب تو آپ لوگ میری طرف سے کچھ قبول کر لیں۔“

”قبول کیا ہم نے۔“ میں نے ہنستے ہوئے کہا اور ناصر بھی ہنستا ہوا اٹھ گیا اس کے جانے کے بعد رانا وسیم نے کہا۔

”یہ بات ہمیشہ میرے ذہن میں خلش بنی رہے گی کہ آپ جیسے انسان کو وطن دشمن کیوں قرار دیا گیا آپ یقین کیجئے میں شاید زندگی میں آپ کو کبھی فراموش نہ کر سکوں۔“ میں نے اس موضوع پر خاموشی ہی اختیار کر رکھی تھی۔ ناصر نے خاصا پر تکلف اہتمام کیا تھا ہماری خاطر مدارات کے لیے بہر حال وقت گزرتا رہا اور پھر ہم نے دوبارہ وہاں سے رابطہ قائم کیا وہ لوگ ہمارے منتظر تھے رانا وسیم نے اپنے افسر اعلیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”جی سر تمام انتظامات مکمل ہیں۔“

”ہاں اور میری جانب سے مبارکباد قبول کرو رانا وسیم ڈاکٹر کرنل صدانی نے تمہارے اس قدم کو بہت سراہا ہے اور کہا ہے کہ ایسے حالات میں جب وہ ایک خوفناک مشکل میں مبتلا ہو گئے تھے تم نے وہ کام سرانجام دیا ہے جس کی جس قدر بھی تعریف نہ کی جائے کم ہے کرنل صدانی تمہاری بخیریت واپسی کے لیے دعا گو ہیں اور ہیڈ کوارٹر بے مجھے تمہاری خیریت معلوم کرنے کا پیغام ملا اور یہ سوال کیا گیا ہے کہ ہم تمہاری وہاں سے واپسی کے لیے تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔“

”زندگی میں بہت جدوجہد کی ہے میں نے سر لیکن یہ حقیقت ہے کہ واپس آنے

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”ایسا ہی ہے سر اس کی مکمل یقین دہانی کرائی جاسکتی ہے۔“

”لیکن کس طرح۔“

”یہ سسٹم جس سے میں آپ سے بات کر رہا ہوں دنیا کا انوکھا سسٹم ہے اور شہنشاہ میری نگاہ سے کوئی ایسی چیز نہیں گزری۔“

”مگر وہ کون لوگ ہیں۔“

”خوش قسمتی سے پاکستانی محبت وطن اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک قربانیاں دینے والے سر میں آپ کو تفصیل بتاؤں گا تو آپ ششدر رہ جائیں گے۔“

”اگر میرا ڈیپارٹمنٹ مجھ پر یقین رکھتا ہو تو آپ سمجھ لیجئے کہ میں ان لوگوں پر۔“ دوسری طرف چند لمحات کے لیے خاموشی طاری ہو گئی پھر کہا گیا۔

”تو سر آپ ایک ایسی فیکس مشین کا انتظام کریں اور اس کا نمبر مجھے دے دیں میں وہ کاغذات فیکس کیے دیتا ہوں اور اس کے بعد میں انہیں جلا کر خاکستر کر دوں گا۔“

”میرا فیکس نمبر نوٹ کرو۔ یہ مشین سب سے زیادہ محفوظ ہے چونکہ ڈیپارٹمنٹ کی خصوصی فیکس مشین ہے جس پر دنیا بھر سے سیکرٹس موصول ہوتے ہیں۔“

”جی سر پلیز نمبر بتائیے۔“ اور دوسری جانب سے نمبر بتایا گیا تھا جسے رانا وسیم نے واضح طور پر ایک کاغذ پر درج کر لیا پھر اس نے کہا۔

”اب سے ٹھیک اب گھنٹے کے بعد آپ ان کاغذات کو خفیہ طریقے سے موصول کریں اور اس کے بعد مجھے ان کے موصول ہو جانے کی اطلاع کریں۔“

”لیکن رانا وسیم تم سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ کاغذات ہمارے وطن کا قیمتی سرمایہ ہیں اور ان کی حفاظت زندگی سے زیادہ ضروری ہے۔“

”میں نے اب تک انہیں اپنی زندگی سے قیمتی سمجھا ہے۔“

”ہمیں اس بات کا پورا پورا یقین ہے۔“

”تو پھر اب سے ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد آپ اس کے لیے انتظامات کریں۔“

”ہم منتظر ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

کے بعد میں آپ کو ایسی شخصیت سے روشناس کراؤں گا جس کے بارے میں سن کر آپ اس پر یقین نہیں کر سکیں گے یہ کام اسی کے تعاون سے ہوا ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ اس میں میرا کوئی کارنامہ نہیں ہے تو غلط نہیں ہوگا۔“

”آ خر وہ کون شخصیت ہے کیا ہم اس سے بات نہیں کر سکتے۔“ جواب میں رانا وسیم نے میری طرف دیکھا اور میں نے نفی میں گردن ہلا دی تو رانا وسیم نے کہا۔

”نہیں سر کسی مناسب موقع پر۔“

”تم نے یہ نہیں بتایا کہ تمہاری واپسی کے لیے ہم کیا مدد کر سکتے ہیں۔“

”سر آپ کیا مدد کر سکتے ہیں۔“

”اصل میں اس سلسلے میں اس دوران ایک مختصر میٹنگ ہو گئی ہے اور تمہارے بارے میں گفتگو کی گئی ہے تم جس انداز میں وہاں تک پہنچے ہو اگر ہم اسے ڈیس کلوز کریں تو ایک سیاسی ہنگامہ برپا ہو جائے گا حالانکہ یہ کوئی اہم بات نہیں مختلف ملکوں میں مختلف لوگوں کے سیکرٹ ایجنٹ ہوا کرتے ہیں لیکن اس وقت جو صورت حال ہے اس میں یہ بات صاف ظاہر ہو گئی ہے کہ برطانوی حکومت ان لوگوں کی مدد کر رہی ہے جو ہمارے ایٹمی راز لے بھاگے تھے بات ذرا مختلف شکل اختیار کر جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ تمہیں نفع کی بجائے اس سے نقصان پہنچے۔“

”سو فیصدی لیکن بہر حال میں نے اپنا سب سے اہم فریضہ سرانجام دے دیا ہے اس کے بعد صرف زندگی بچانے کی جدوجہد رہ جاتی ہے جو میں کروں گا بس آپ کی دعائیں ہمارے لیے کافی ہے۔“

”ہماری نیک تمناؤں تمہارے ساتھ ہیں۔“

”آپ نے انتظامات کر لیے۔“

”بالکل مکمل ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو ہم کام شروع کر دیں۔“

”ہاں۔“

”ٹھیک ہے چند لمحات توقف فرمائیے میں سلسلہ منقطع کر رہا ہوں۔“

”ٹھیک ہے اور اس کے بعد رانا وسیم نے میری طرف دیکھا تو میں نے ناصر درانی کی طرف اشارہ کیا ناصر درانی اس فیکس مشین پر مصروف تھا جو غام فیکس مشینوں سے مختلف انداز

رکھتی تھی میں نے اپنے لباس کے اندرونی حصے سے وہ فائل نکال لی جسے میں نے درحقیقت اس وقت زندگی سے زیادہ قیمتی شے تصور کر رکھا تھا فائل نکال کر میں نے اسے کھولا اور اس کے کاغذات نکالنے لگا رانا وسیم کے چہرے پر شدید سنسنی پھیلی ہوئی تھی میں نے ایک ایک کر کے وہ کاغذ ناصر درانی کے حوالے کیے اور ناصر درانی انہیں فیکس کرنے لگا جب تمام کاغذات فیکس ہو گئے تو ایک بار پھر ہم نے وہاں سے رابطہ قائم کیا اور دوسری جانب سے بریگیڈیئر فاروق کی آواز سنائی دی۔“

”ہاں ڈاکٹر کرنل صمدانی بھی موجود ہیں تم ان سے بات کرو۔“ پھر دوسری آواز سنائی

دی۔

”ہیلو جوان آدمی تمہارے لیے جس قدر تحسین کے الفاظ کہے جائیں کم ہیں تم نے جو کام کیا ہے درحقیقت ملک کی بقاء کے لیے اہم ترین مسئلہ تھا لیکن اب میری تسلی کے لیے صرف ایک بات اور بتا دو؟“

”جی سر۔“

”تمہیں یقین ہے کہ تم وہ کاغذات خاکستر کر دو گے اور تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔“

”جس سکون اور اطمینان کے ساتھ میں نے وہ کاغذات آپ کو فیکس کیے ہیں اس

کے بعد آپ اس بات پر بھی یقین کر لیجئے۔“

”مجھے یقین ہے۔“

”مجھے بتائیے کاغذات بالکل درست ہیں۔“

”ہاں۔“

”مکمل ہیں۔“

”ہاں مکمل ہیں۔“

”بہت بہت شکریہ میرے لیے اور کوئی حکم۔“

”زندہ رہو اور زندگی بچا کر واپس آ جاؤ ہمارے لیے اس سے زیادہ قیمتی شے اور کوئی

نہیں ہے۔“ پھر ان لوگوں سے رمی گفتگو ہوئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع کر دیا گیا رانا وسیم

کے چہرے پر شدید سنسنی طاری تھی اور اس کا چہرہ گہرا سرخ ہو رہا تھا میں نے اس کی کیفیت کو

محسوس کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یہ بھی شاید تمہارے علم میں ہے کہ ان پر کڑی نگرانی ہے لیکن رانا وسیم کا کہنا ہے کہ اگر یہ فرانس میں داخل ہو جائیں تو مکمل طور پر اپنا تحفظ کر کے وہاں سے نکل سکتے ہیں۔“

”سرس کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے ڈوور سے ڈنکرک کی بندرگاہوں تک راستے آسان ہیں اور اس کے لیے مزدوروں کے پاس خصوصی پاس ہوتے ہیں اگر چار آدمی وہ ہیں تو پانچویں رانا وسیم ہو جائیں گے آپ بالکل اطمینان رکھیں میں ان سب کے لیے وہ کاغذات مہیا کر دوں گا جن کی انہیں ضرورت ہوگی۔“ رانا وسیم کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں اس نے کہا۔

”کیا یہ ممکن ہے۔“

”ہاں میں نہیں جانتا کہ آپ کے وہ ساتھی کنسی انسنس یافتہ کمپنی کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن میں ایسی مستند کمپنی کے کاغذات انہیں مہیا کر دوں گا جس کا بڑا کاروبار ہے اور اس کے مزدور ڈوور سے ڈنکرک تک سفر کرتے رہتے ہیں اس میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔“

”آہ اگر ہم فرانس پہنچ جائیں تو۔“

”مجھے یہ بتائیے کہ فرانس پہنچنے کے بعد آپ کے وطن واپسی کے کیا امکانات ہو سکتے ہیں۔“

”آپ یقین کریں مجھے اس سلسلے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔“

”میں اب بھی آپ کو پیشکش کرتا ہوں کہ اگر کاغذات وغیرہ یا فرانس سے پاکستان

تک کا سفر آپ کے لیے مشکل ہو تو مجھے بتائیے۔“

”نہیں اس میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔“

”تو پھر آپ کے لیے آخری کام سرانجام دینا ہے۔“ ناصر درانی نے کہا۔

”ان حالات میں میرا مشورہ ہے جناب کہ آپ اس وقت تک یہیں قیام کریں جب

تک کہ یہ ساری کارروائی مکمل نہ ہو جائے۔“

”ٹھیک ہے ناصر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا میں جانتا تھا کہ

اپنی اس رہائش گاہ تک جانا تو میرے لیے خودکشی کے مترادف ہے وہ لوگ دیوانے ہو گئے

ہوں گے فلیٹ میں بھی اکیلا پڑے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا کم از کم یہاں ناصر درانی تھا اور

وہ جس پائے کا شخص تھا اس کا مجھے بخوبی اندازہ ہو چکا تھا چنانچہ ہم لوگ یہاں خوشی سے فروکش

”اب یہ آخری فریضہ بھی سرانجام دے دیا جائے۔“ اس نے ممنونیت سے میری

جانب دیکھا اور بولا۔

”یہ بھی آپ ہی کے ہاتھوں سرانجام ہو تو زیادہ بہتر ہے۔“ پھر ہم نے ایک جگہ منتخب

کی اور اس کے بعد ان کاغذات کا رول بنا کر رانا وسیم کو دیا گیا اور پھر اسے آگ دکھا دی گئی

کاغذات جل رہے تھے اور ہم سرد اور ساکت نگاہوں سے خاکستر ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے

پھر ان کی راکھ بھی واش بیسن میں بہادی گئی رانا وسیم کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا اس نے میرے

دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

”واقعی یہ احسان نہ بھولنے کے لیے ہے۔ میں نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور پھر ناصر

درانی سے کہا۔“

”ناصر درانی اس حد تک صورت حال سے تم واقف ہو ہی چکے ہو اب میں تم سے اس

مرحلے سے نمٹنے کے بعد دوسرے مرحلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”سرا آپ حکم دیجئے۔“ ناصر درانی کے بارے میں رانا وسیم کو یہ بات نہیں معلوم تھی کہ

اسے یہاں صرف میرے تحفظ کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسی شخصیت کی محبت ہے

جس سے شاید میں کبھی سر نہ اٹھا سکتا تھا وہ ایسی ہی عورت تھی اور اس کی ہدایت پر میں نے اب

اس سے ملاقات کا تصور چھوڑ دیا تھا۔“ ناصر درانی نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے اور رانا وسیم کو

دیکھا تو میں نے کہا۔

”ناصر تمہیں تقریباً ساری حقیقتیں اب ان چند لحظات میں معلوم ہو چکی ہیں وسیم میرے

ہم وطن ہیں اور شاید کبھی تمہارے علم میں یہ بات آئی ہو کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک ایک

سانس اپنے وطن کے پیار میں بسر کیا ہے اور جہاں تک میری پہنچ ہو سکتی تھی میں نے وطن کے

لیے کام کیا ہے مسٹر رانا وسیم یہاں جو کام سرانجام دے رہے تھے ان کی مختصر تفصیل تمہارے علم

میں آچکی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ہم سب نے مل کر اپنے وطن کے لیے ایک چھوٹی سی

خدمت سرانجام دی ہے میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ رانا صاحب کے چار اور ساتھی یہاں

موجود ہیں۔“

”جی سر میرے علم میں ہے رانا صاحب نے بتایا تھا کہ وہ گودی پر مزدوروں کی

حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔“

ناصر درانی کے ساتھ واپس اس رہائش گاہ پر آ گیا مجھے خوشی تھی کہ جو کچھ ہوا ہے وہ بہت ہی کار آمد رہا ہے اور اس طرح ایک بڑا فریضہ تکمیل تک پہنچ گیا تھا ناصر درانی نے واپس آنے کے بعد کہا۔

”ہمارے پاس یہ نمبر محفوظ ہے جس نمبر پر رانا وسیم نے رابطہ قائم کر کے یہ ساری گفتگو کی تھی کچھ وقت کے بعد ہم اس نمبر سے معلومات حاصل کر کے یہ پوچھیں گے کہ کیا رانا وسیم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خیریت سے وہاں پہنچ گیا ہے یا نہیں۔“ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں درانی ہمارا کام جس قدر تھا وہ ہم سرانجام دے چکے ہیں اصل مسئلہ ان کاغذات کو غیروں کے ہاتھوں سے محفوظ کر کے اپنے وطن واپس پہنچانا تھا وہ ضرورت اور خواہش کے مطابق ہو چکا ہے۔ اب اس کے بعد جہاں تک معاملہ رانا وسیم اور اس کے ساتھیوں کا ہے تو میں نے آخر تک انہیں پیشکش کی تھی کہ اگر اس سلسلے میں ہماری ضرورت پیش آتی ہے تو وہ مجھے بتادے اور اس نے کہا کہ وہ یہ کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے لے گا۔ تو باقی اب اس کی ذمہ داری ہے وہ نمبر اگر تمہارے پاس محفوظ بھی ہے تو اسے ضائع کر دو اور اس سلسلے کو مکمل طور پر بھول جاؤ۔“

”ٹھیک ہے جناب جو آپ کا حکم۔ میڈم سے آپ نے اس دوران کیا کہا رکھا ہے۔ میرا مطلب ہے وہ مطمئن اور محفوظ ہیں۔ میں نے دیکھا تھا کہ وہ فلیٹ پر نہیں ہیں کیا وہ ہاں۔“

”نہیں ناصر۔ میں انہیں اللہ کے حوالے کر چکا ہوں۔“

”جی؟“

”ہاں۔ وہ اللہ کے تحفظ میں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر تحفظ میں رخسار کو نہیں دے سکتا۔“

”سر بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔“

”چونکہ کہانی کا ابتدائی حصہ ختم ہو چکا ہے اس لیے میں تمہیں بتانے میں کوئی برائی نہیں سمجھ سکتا اصل میں یہ واقعات بڑے دلچسپ ہیں۔“ اور ان کا آغاز میں نے ابتدا سے لے کر انتہا تک ناصر درانی کو ساری تفصیل بتائی اور وہ تصویر حیرت بن گیا۔ پھر اس نے گھبراہٹ

ہو گئے ذمہ داری ناصر درانی کو ہی دے دی گئی تھی دوسرے بہت سے خطرات میرے ذہن میں منڈلا رہے تھے ظاہر ہے ان لوگوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے جہاں تک رخسار کا معاملہ ہے تو اب اسے میں نے خلوص دل کے ساتھ اللہ کے سپرد کر دیا تھا اس کی بہتری کے لیے دعا کریں مانگی تھیں اور اس کے بعد دل کو ایک سکون سا ملا تھا جو کچھ تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا ہاں رخسار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا اس کی وفائیں میرے دل میں کچھ کے لگاتی تھیں لیکن اس کی یاد کو دل میں بسائے بہر حال وقت گزرا نا تھا رانا وسیم کا یہ معاملہ ہو جائے تو اس کے بعد دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔“ اور میں صابروشا کر ہو گیا کچھ وقت گزرا رانا وسیم بھی اپنے آپ کو بہت بہتر محسوس کر رہا تھا پھر ناصر درانی نے کہا۔

”انتظامات ہو گئے ہیں جناب یہ کاغذات ہیں اب مجھے ان لوگوں کے چہروں پر مزدوروں کا میک اپ کرنا ہے اور آپ کے چہرے پر بھی۔“

”میک اپ کا سامان موجود ہے۔“ رانا وسیم نے سوال کیا۔

”جی ہاں اس کا انتظام ہے۔“

”تو پھر مسٹر آپ مجھے وہ سامان دے دیجئے گا میں خود کوشش کروں گا۔“

”ٹھیک ہے۔“ رانا وسیم نے جو کچھ کیا وہ قابل ستائش تھا اس نے بہت عمدہ میک اپ

کیا تھا اپنے چہرے پر اور تمام انتظامات ناصر درانی نے کیے تھے چنانچہ اب وہ صرف ایک مزدور لگ رہا تھا البتہ اب ذرا ایک دوسرے مرحلے سے بھی گزرنا پڑا اور اس کے لیے ناصر درانی نے بہترین انتظامات کیے تھے بندرگاہ ہی کے ایک علاقے میں ان چاروں افراد کو بھی طلب کیا گیا اور ناصر درانی نے ان کا جائزہ لیا میں نے بھی ان سے ملاقات کی تھی۔ ناصر درانی نے ہمیں اپنا تمام منصوبہ بتاتے ہوئے کاغذات وغیرہ ان لوگوں کے حوالے کر دیئے ایک خفیہ جگہ پر نشست ہوئی تھی ہمیں اس بات کا شدید احساس تھا کہ ہمارے چاروں طرف دشمن بکھرے ہوئے ہیں چنانچہ مجھے بھی اپنا چہرہ تھوڑا سا سنوارنا پڑا تھا میں نے رانا وسیم سے کہا۔

”میرا خیال ہے میں تمہیں کم از کم دوسرے ملک کی بندرگاہ تک ضرور پہنچا دوں۔“ رانا وسیم نے ہاتھ جوڑ کر گلوگیر لہجے میں کہا۔

”بس مجھے اور زیر بار نہ کریں میری طرف سے اطمینان رکھیں بس آپ کی دعا درکار ہے۔“ چنانچہ اس طرح رانا وسیم کو اسٹیمر کے ذریعے روانہ کر دیا گیا اور اس کے بعد میں

ہوئی آواز میں کہا۔

”تو تو تو۔ آپ کو میڈم کا ابھی تک کوئی پتا نہیں ہے۔“

”وہ ان کے قبضے میں ہے اور میں سمجھتا ہوں وہ اپنے طور پر کوششیں کر رہے ہوں گے مجھے میری رہائش گاہ پر نہ پا کر انہوں نے نجانے کیا کیا کارروائی کی ہوگی مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ ویسے ظاہر ہے کہ وہ لوگ اپنے طور پر ہر ممکن کوشش میں مصروف ہوں گے لیکن اب میں اتنا جانتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ ملیا میٹ ہو چکا ہے۔“

”آپ نے کیا نام بتایا اس شخص کا جس کا تعلق اسرائیلی ایجنسی سے ہے۔“

”ایرش واش۔“

”ایجنسی نام ہے لیکن سر۔ یہ تو۔ یہ تو۔ آپ مجھے پہلے بتاتے۔“

”کیوں۔ تم کیا کرتے۔“

”میڈیم کے لیے کوشش کی جاسکتی تھی۔“

”صورت حال کا تمہیں احساس ہوگا ناصر۔ اصل میں ہم یہاں رہ رہے ہیں اور ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہتے جو غیر قانونی ہو۔ ظاہر ہے اب تک کی بات بالکل مختلف تھی وطن عزیز نے ایک ذمہ داری مجھے سونپی تھی مجھے خوشی ہے کہ وہ ذمہ داری میں نے پوری کر دی اور اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ رخسار کے حصول کے لیے مجھے ذاتی طور پر کوشش کرنا ہوگی اور وہ کوشش میں ہی کروں گا۔“

”نہیں سر۔ آپ تنہا نہیں ہیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔“

”اگر مجھے تمہاری ضرورت پیش آئی ناصر تو میں اس سے گریز نہیں کروں گا۔“

”نہیں سر مجھے کچھ سوچنا ہوگا۔ آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیجئے۔“

”سوچو لیکن مجھ سے مشورہ ضرور کر لینا۔“ میں نے کہا اور پھر ناصر درانی سے بولا۔

”ہاں اس وقت تک کے لیے میرا خیال ہے میرا یہاں قیام ضروری ہو جاتا ہے۔“

”سر آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے آپ کو علم ہے کہ کونین

نے مجھے صرف آپ کی نگرانی کے لیے یہاں بھیجا کیا ہے۔“

”شکریہ۔ ناصر درانی۔ پھر اس کے بعد مزید دو دن گزر گئے۔ میں نے خاموشی سے

یہاں رہنا ہی مناسب سمجھا تھا اور اس دوران صرف سوچتا رہا تھا ہو سکتا ہے وہ لوگ مجھ سے

رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں لیکن صورت حال کا اب مجھے پورا پورا اندازہ ہو گیا تھا جس طرح کا بھی رابطہ قائم کیا جائے گا اس میں یقینی طور پر کوئی سازش ہوگی اور یہ بات آخر کار منتظر عام پر آگئی انہوں نے ایک خوبصورت کھیل کھیلا تھا اور مجھے اس بات کا اعتراف کرنا پڑا تھا کہ فوری طور پر انہوں نے مجھے چیت کر دیا تھا میں ناصر درانی کی اس رہائش گاہ کے ایک کمرے میں مقیم تھا۔ اس صبح جب میں جاگا تو ناصر درانی میرے جاگنے کا منتظر تھا۔ وہ میرے کمرے میں آیا اور بولا۔“

”میں آپ کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا سر۔“

”سوری۔ مجھے شاید کچھ دیر ہوگئی۔“

”نہیں۔ بلکہ میں جلد بازی میں تھا۔“

”خیریت تمہارے چہرے پر کچھ ایسے تاثرات نظر آ رہے ہیں جیسے کوئی خاص بات تمہارے علم میں آئی ہو۔“

”جی سر۔“ ناصر درانی نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار میرے سامنے کر دیا۔

”کوئی خاص بات۔“ میں نے اپنے بدن میں شدید سنسنی محسوس کرتے ہوئے ناصر

سے سوال کیا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں اخبار پر نگاہ دوڑانے لگا اور یہ دیکھ کر میری

آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ اخبار کے فرنٹ پیج پر میری ایک خاصی بڑی تصویر

شائع کی گئی تھی ایک لمحے کے لیے میری آنکھیں دھندلا سی گئیں۔ یہ تصویر خاصی پرانی تھی گویا

کسی ایسے وقت کی تصویر حاصل کی گئی تھی جب میں بالکل مختلف کیفیت میں تھا یہ شاندار سوٹ

میں پہچان سکتا تھا جو اس وقت تصویر میں میرے بدن پر نظر آ رہا تھا میں نے آنکھیں صاف

کیں خاصا طویل لیٹر تھا آنکھیں صاف کر کے میں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔

”فیصل عرف دانش منصور یہ دنیا کا خطرناک ترین آدمی قرار پایا ہے ایک ایشیائی ملک

سے تعلق رکھتا ہے اس کا ماضی تاریکی میں ہے لیکن جب یہ منظر عام پر آیا تو دانش منصور کے نام

سے لوگوں سے روشناس ہوا اس نے اپنے آپ کو ایک افریقی ملک سے واپس آنے والا بتایا

اور پھر صنعتی دنیا میں اپنے لیے ایک مقام پیدا کیا اپنی دانست میں اس نے ایک محبت وطن کا

روپ اختیار کیا اور کچھ ایسے کام کیے جس سے یہ اندازہ ہو کہ یہ شخص اپنے وطن کا پرستار ہے۔

اہل وطن بھی اس کے فریب میں آ گئے اور حکومت میں اسے خاصا اقتدار حاصل ہو گیا اس کے

”سر۔ یہ سب کیا ہے؟“

”یہ میری حقیقت ہے ناصر وہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں یا اخبار میں لکھا ہے وہی سچ ہے۔ چلو اچھی بات ہے کم از کم تمہیں میرے بارے میں کچھ معلومات تو حاصل ہوئیں۔“

”سر مجھے یہ سب کچھ معلوم تھا۔“ ناصر درانی مدھم لہجے میں بولا اور میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

”بہر حال ٹھیک ہے کھیل پھر سے شروع ہو گیا ہے۔“

”سر۔ میں اس کھیل میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہوں۔“

”نہیں ناصر۔ یہ بالکل ذاتی کھیل ہے۔ میں تمہیں اس میں ملوث نہیں کرنا چاہتا۔“

”سر آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ کو اب تک مجھ پر بھروسہ نہیں ہوا۔“

ناصر درانی نے کہا۔

”ارے کیسی بات کرتے ہو ناصر بھلا تم پر بھروسہ نہیں کروں گا پلیز۔ اس انداز میں سوچنے کا تصور بھی نہیں کرنا اصل میں غلطی میری ہی تھی حالانکہ میں نے کوئین سے کہا تھا۔ بار بار کہا تھا کہ کوئین میرے ستارے ہمیشہ منتشر رہتے ہیں۔ مجھے سکون کی زندگی بسر کرنے کے لیے نہ کہیں۔ اپنی زندگی میں یہ سکون میں نے سینکڑوں بار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وقت نے اسے قبول نہیں کیا آپ وہ کر رہی ہیں جو میرا مقدر ہی نہیں ہے اور جہاں تک بے چاری رخسار کا معاملہ ہے تو اسے اپنی زندگی میں صرف چند ہی روز میرے ساتھ مل سکے ہیں اس سے زیادہ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ممنوع ہو جاتے ہیں کوئین کو میری بات مان لینی چاہیے تھی لیکن انہوں نے میری یہ پیش کش قبول نہیں کی نہ سہی میرا کام پھر سے شروع ہو گیا بار سلونا سے کوئین کو ہٹا پڑا تھا۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ کوئین میں ان لوگوں کا سراغ لگاؤں گا اور ان کے خلاف انتقامی عمل کروں گا وہ یہ بھی نہیں مانی لیکن وقت نے مجھے خود ہی اس کا موقع دے دیا۔“

”سر لیکن آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ساتھ قیام کرنا میری ڈیوٹی ہے۔“

”ہاں میں جانتا ہوں اور تم نے اپنی ڈیوٹی بخوبی نبھائی۔“

”آپ بالکل بے فکر رہیں سر۔ میرے پاس بہترین گروپ ہے میں اپنی یہ ڈیوٹی

بعد اس نے پر پرزے لگانا شروع کر دیے اور دنیا کے کئی ملکوں میں اس نے خوفناک جرائم کیے اصل میں یہ اپنے وطن کا وفادار بھی نہیں تھا بلکہ اپنے آپ کو محبت وطن ظاہر کر کے اس نے اربوں ڈالر کی دولت کمائی اور زبردست اقتدار قائم کر لیا یہاں تک کہ اس نے اپنے ملک میں ہی ایک جزیرہ خریدا۔ جسے ڈائمنڈ سٹی کا نام دے کر یہ وہاں ہولناک کارروائی کرنے لگا اس کے منصوبوں میں شاید یہ ہی شامل تھا کہ آخر کار یہ اپنے ملک پر اقتدار قائم کر لے اور اس کے لیے اس نے مضبوط جال بچھایا تھا کافی عرصے تک یہ دنیا کے مختلف ممالک میں خفیہ طور سے جرائم کرتا رہا اور اس نے کئی ملکوں کی معیشت کو شدید نقصان پہنچایا یہاں تک کہ اس کا پردہ فاش ہو گیا اور خود اس کے اپنے ملک نے اس کی اہمیت کو سمجھ لیا چنانچہ فوری طور پر ایکشن لیا گیا ڈائمنڈ سٹی پر فوج نے قبضہ کر لیا اور اسے بروقت کنٹرول میں لے لیا گیا اس کے تمام اثاثے اور اس کے گروپ کے افراد کو قتل کر دیا گیا تب اس نے اپنی موت کا ڈھونگ رچایا اور خود کو ایک بار پھر سنبھالنے کی کوشش کی کہ مرنے کے بعد ہی اس کا نام تسلیم کر لیا جائے۔ لیکن اب صورت حال واضح ہو چکی تھی لیکن کچھ عرصے کے بعد خود اس کی اپنی حکومت کو پتا چلا کہ یہ زندہ ہے اور کہیں روپوش ہے ادھر دنیا کے کئی بڑے بڑے ملک اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے اور اس کوشش میں مصروف تھے کہ یہ تلاش کر لیا جائے لیکن یہ نہایت کامیابی سے روپوش ہو گیا تھا اور پھر ایک طویل عرصے تک یہ روپوش رہا اب سے کچھ عرصے قبل اچانک ہی یہ پھر نمودار ہوا اور اس بار اس کا قیام لندن میں تھا اور اس نے پرنس فیصل کی حیثیت سے اپنے آپ کو ایک بہت ہی بڑی شخصیت کے طور پر ظاہر کر دیا تھا لیکن اس چالاک آدمی کو بہت جلد یہ پتا چل گیا کہ ایک بار پھر disclose ہو گیا ہے تو اس نے فوراً ہی روپوشی اختیار کر لی اور خیال کیا جاتا ہے اور اس وقت وہ لندن میں ہی ہے لندن پولیس نے انٹرپول سے رابطہ قائم کر لیا ہے اور اس شخص کی تصویریں تمام حساس ایجنسیوں کو پہنچا دی گئی ہیں آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس خطرناک شخص کے بارے میں جہاں سے بھی معلومات حاصل ہو سکیں مقامی حکام کو اس کی اطلاع دی جائے۔“ میں بار بار اس خبر کو پڑھتا رہا اور میرے چہرے کے تاثرات بدلتے رہے۔ ناصر درانی کی آنکھیں میرا جائزہ لے رہی تھیں میں نے آخر کار اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ، ویری گڈ اس کا مطلب ہے کہ کھیل بڑی باقاعدگی سے شروع ہو گیا۔“

خوشی سے انجام دوں گا۔“

”نہیں مانی ڈیئر۔ اصل میں صورت حال تم نہیں سمجھ پاؤ گے ابھی جہاں میں تمہاری ضرورت محسوس کروں گا۔ یقین کرو وہاں تمہیں تکلیف دوں گا۔“

”سر آپ مجھے بار بار کہنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ کس انداز میں آپ سے کہوں کہ آپ میری بات مان لیں۔“

”اچھا ایک بات بتاؤ۔“ میں نے ناصر سے کہا۔

”جی سر۔“

”تم یہیں رہتے ہو۔“

”جی سر۔“

”کتنا عرصہ ہو گیا تمہیں یہاں رہتے ہوئے۔“

”کافی عرصے سے یہاں ہوں سر۔“

”کوئین کے لیے کب سے کام کر رہے ہو۔“

”بہت عرصہ ہو گیا۔“

”جب کوئین بارسلونا میں تھیں تب بھی تم۔“

”جی سر میں یہیں پران کے لیے فرائض سرانجام دیتا تھا۔“

”تمہاری فیملی کہاں ہے۔“

”وہ بھی یہیں ہے سر۔“

”کیا مطلب؟“

”میری والدہ۔ والد۔ بہن بھائی سب یہیں ہیں اور اسکاٹ لینڈ میں رہتے ہیں۔“

”گڈ۔ شادی کی ہے تم نے۔“

”نہیں سر۔“

”پھر بھی ماں باپ سے کب ملتے ہو۔“

”کوئی مشکل نہیں ہے سر جب دل چاہتا ہے مل لیتا ہوں یا جب وہ طلب کرتے

ہیں۔“

”سنو اپنے والدین کے ساتھ خوش رہو اپنے آپ کو خوش اسلوبی سے اپنے کام میں

ملوث رکھو اور کوئین جیسی محبت کرنے والی اور قدر دان عورت کا دوبارہ ملنا ناقابل یقین ہے وہ بہت اچھی خاتون ہے میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا اس دنیا میں رخسار کے سوا کوئی نہیں ہے۔ کچھ لوگوں سے محبتیں کیں اور رشتے قائم کیے لیکن بات وہی تقدیر کی آ جاتی ہے۔ میں تو ایک کٹی پتنگ ہوں۔ ڈول رہی ہے کہاں سے کہاں پہنچے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

”سر پلیز آپ۔“

”دیکھو بات سنو۔ میرا کام کوئی طویل نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے یہ طوالت اختیار

کر جائے ابھی ابتداء میں تو میں تمہارے پاس ہوں اور اگر عارضی طور پر میرا کوئی کام اس انداز میں بن جاتا ہے تو بہت اچھی بات ہے ورنہ پھر میں دیکھوں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے تم مطمئن رہو اب میں یہاں سے فرار بھی نہیں ہو رہا۔“

”سر جو کارروائی ان بد بختوں نے کی ہے وہ بہت خطرناک ہے۔ میں آپ کو مشورہ

دیتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ اپنا چہرہ تبدیل کر لیں اور مستقل میک اپ میں رہیں اور اس کی آپ فکر نہ کریں میں آپ کو اتنے لوگوں کے کاغذات بنوا سکتا ہوں کہ آپ ہر گھنٹے کے بعد بھی اپنا میک اپ تبدیل کریں اور وہ لوگ آپ تک پہنچ جائیں تو کوئی فکر نہ ہو۔“

”میں بالکل ایسا ہی کروں گا لیکن فی الحال میں ریڈی میڈ میک اپ چاہتا ہوں کہ ایسا

جیسے عارضی طور پر اپنا چہرہ منتقل کر لیا جائے اور اس کے بعد اسے اتار بھی دیا جائے۔“

”وہ میں بندوبست کر دوں گا۔“

”بس تو پھر ٹھیک ہے۔ اب جنگ کا آغاز تو ہو ہی چکا ہے دیکھتے ہیں کھیتے ہیں وقت

کا انتظار کرتے ہیں۔“

”جی سر۔“ اس کے بعد ناصر درانی خاموش ہو گیا تھا مجھے سوچنے کے لیے وقت درکار

تھا اب اپنے لیے ایک لائن آف ایکشن منتخب کرنی تھی ایک نظر یہ سامنے تھا رخسار کا حصول اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے طاقت آزمائی اور میں اپنے آپ کو بالکل چست اور مستعد رکھنا چاہتا تھا دل پر غم کے سائے قبول کر کے کوئی کام اتنی خوش اسلوبی سے نہیں ہو سکتا تھا جتنا

ہونا چاہیے اس کے لیے ایک بار پھر مجھے اپنی پرانی کیفیت میں واپس آنا تھا یہ شخص ابھی میرے لیے خاصا کارآمد ہو سکتا تھا اور اس سے کچھ اور بھی کام لیے جاسکتے تھے اس نے میری مطلوبہ اشیاء مجھے مہیا کر دیں بہت عمدہ قسم کے ریڈی میڈ میک اپ تھے میں نے انہیں چہرے پر جا

میں دیکھا پھر بولا۔

”ٹھیک ہے مہیا ہو جائے گی۔“

”او کے۔ بس ضرورت کے وقت میں خود تم سے رابطہ قائم کروں گا۔“

”جی۔ میں خود بھی آپ پر نگاہ رکھوں گا۔“

”ناصر۔ بعض اوقات کوئی محبت سے اٹھایا ہوا قدم بھی مشکل بن جاتا ہے مجھ پر نگاہ

رکھنے کی کوشش مت کرنا ورنہ ہو سکتا ہے وہ میرے لیے نقصان دہ ثابت ہو۔“

”مناسب۔“ نئی جگہ بھی خوب تھی۔ قرب و جوار میں آبادی تھی لیکن ایک ہی انداز

کے کائنج خاصے فاصلے پر بنے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان حسین سبزہ زار تھے جہاں چہل

قدمی لطف دے سکتی تھی اور ویسے بھی یہاں باقاعدہ رہائش تھی اور چھوٹی عمر کے بچے نو جوان

لڑکیاں عمر رسیدہ عورتیں اور بوڑھے مرد اس سبزے پر چہل قدمی کرتے ہوئے نظر آتے تھے

جیسا کہ ناصر نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے اکثر دوست یہاں آ جاتے ہیں چنانچہ اس لحاظ سے

اس کائنج کا عارضی طور پر آباد ہونا بھی کسی کے لیے شبہ کا باعث نہیں بن سکتا تھا گویا میرے

عارضی قیام کے لیے یہ جگہ بہت مناسب تھی ناصر نے مجھے ٹیکسی بھی مہیا کر دی ٹیکسی میں نے

خاص طور سے اس لیے حاصل کی تھی کہ اگر میں کہیں جاؤں تو کسی کو مجھ پر شبہ نہ ہو سکے تو پھر

یوں ہوا کہ تمام کاموں سے مطمئن ہونے کے بعد میں نے ریڈی میڈ میک اپ چہرے پر

چڑھایا اور اس کے بعد نکل کھڑا ہوا اصل میں اب مجھے یہ دیکھنا تھا کہ وہ لوگ کہاں پوشیدہ ہیں

اور میری تلاش کس انداز میں کی جا رہی ہے یا پھر مقامی پولیس کس حیثیت سے میرے خلاف

مصروف عمل ہے۔ مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ آخر کار یہ تمام خبریں میرے وطن بھی پہنچ چکی ہوں

گی لیکن اہل وطن نے تو پہلے ہی مجھے داغدار کر دیا تھا اب ان سے میں کیا توقع رکھتا۔ دل سے

یہ تمام احساسات بھی نکال چھینکے۔ رخسار کی یاد دل میں چٹکیاں لیتی تو اپنے آپ کو سنبھال لیتا

یہ تو ایک جہنم ہے جو میرے سینے میں سلگایا گیا ہے۔ اس جہنم کو کبھی مدھم نہیں پڑنا چاہیے یہ

آگ ہی زندگی میں روانی پیدا کرتی رہے گی اور میں اپنا کام کرسکوں گا ان تمام باتوں کے

ساتھ ساتھ مجھے اب ان کی تلاش تھی جو میرے اصل دشمن تھے۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ ان

تک پہنچنا ایک مشکل کام ہے۔ لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں سے کوئی شواہد مل سکتے تھے ہو سکتا ہے

میں انہیں فوری طور پر نہ پاسکوں لیکن بہر حال ایک اندازہ میں نے اپنے ذہن میں قائم کر لیا

کر دیکھا اور خود ہی مجھے ہنسی آنے لگی ایک لمحے میں شخصیت ہی بدل جاتی تھی اور میں اپنے آپ کو دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رکھ سکتا تھا پھر میں نے اس سے ایک اور سوال کیا۔

”ناصر۔ یہ بتاؤ۔ یہ رہائش گاہ جو میرے استعمال میں ہے میرا مطلب ہے فارم

ہاؤس والی وہ تو فیصل کے نام سے حاصل کی گئی ہے۔ فلیٹ کی کیا پوزیشن ہے۔“

”نہیں جناب۔ فلیٹ بالکل محفوظ ہے اور ویسے اگر آپ کہیں تو آپ کے لیے ایک

دو ایسی جگہیں اور مہیا کر سکتا ہوں میں جو آپ کے لیے کارآمد ثابت ہوں۔“

”ہاں یہ کام کی بات ہے۔ عارضی طور پر مجھے کوئی ایسی جگہ درکار ہے۔“

”آپ بالکل فکر نہ کریں۔ میں فوری طور آپ کو یہ چابی دے رہا ہوں۔ یہ ایک خوشنما

مکان کی چابی ہے اور یہ چھوٹا سا کائنج عام طور سے استعمال میں نہیں رہتا کبھی کبھی میرے کسی

دوست کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ عارضی طور پر مجھ سے اس کی چابی لے لیتا ہے جگہ بھی پر فضا

ہے اور ایسی بھی کہ آپ اپنے آپ کو وہاں محفوظ رکھ سکیں ویسے فلیٹ بھی آپ کے نام سے نہیں

ہے۔ آپ ضرورت کے وقت اسے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔“

”اور میرے اکاؤنٹس۔“

”ان کے بارے میں آپ بالکل مطمئن رہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ

کے کچھ اکاؤنٹس فوری طور پر منجمد کر دیے گئے ہوں گے اور وہاں سے آپ رقم حاصل نہیں

کر سکتے لیکن باقی اور کوئی مسئلہ نہیں ہے جو بھی آپ کو درکار ہو۔“

”تو پھر پہلی بات تو یہ کہ تم مجھے وہ جگہ دکھا دو دوسری بات یہ ہے کہ مختلف ناموں سے

میرے کچھ اکاؤنٹ کھلوا دو میں ابھی ایک دو دن یہیں قید رہوں گا جب تک کہ تم یہ سارے

کام نہ کر دو۔“

”صرف ایک دن درکار ہوگا سر کام ہو جائے گا۔“ پھر باقی تمام وقت میں نے سوچتے

ہوئے گزارا تھا اور اپنے ذہن میں منصوبہ بندیاں کرتا رہا تھا دوسرے دن ناصر نے وہ تمام

معلومات مجھے فراہم کر دیں پھر ایک بند گاڑی میں مجھے لے کر چل پڑا جو مکان اس نے مجھے

دکھایا وہ واقعی ایک خوشنما کائنج تھا اور مجھے بہت پسند آیا تھا اور اس مکان کو اپنی عارضی رہائش

گاہ مقرر کر لیا پھر میں نے اس سے کہا۔

”اس کے علاوہ ناصر مجھے ایک ٹیکسی درکار ہے۔“ ناصر نے کچھ لمحے میری آنکھوں

تھا۔ ایک نظریہ ترتیب دے رہا تھا اور اسی نظریے کے تحت میں اپنے طور پر مناسب طریقے سے کام کر سکتا تھا ٹیکسی ڈرائیور کا روپ دھارنا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا میں نے آخر کار یہ کام مکمل کیا تھا اور ٹیکسی لے کر چل پڑا تھا ایک جگہ مجھے ایک جوڑا نظر آیا جس نے مجھے اشارہ کیا تھا۔ اس جوڑے کو اپنی منزل پر پہنچا کر اور معاوضہ وصول کرنے کے بعد میں وہاں سے واپس پلٹا اور اس کے بعد میں کس قدر مطمئن انداز میں اپنی اس رہائش گاہ کی جانب چل پڑا جو فارم ہاؤس کی شکل میں تھی اور جسے چھوڑے ہوئے کئی دن گزر چکے تھے دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں کیا کیفیت ہے کچھ وقت کے بعد میں اس علاقے میں جائیگا دوری سے ٹیکسی روک کر میں نے اس رہائش گاہ کو دیکھا۔ باقاعدہ پولیس کے نرسے میں تھی۔ پولیس کی گاڑیاں بھی کھڑی ہوئی تھیں میں ایک سرسری سی نگاہ وہاں ڈال کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے دل میں سوچا بہر حال وہاں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو قابل گرفت ہوتی۔ میرے لیے تو یہ بھی اب ممکن نہیں رہا تھا کہ میں پولیس سے رخسار کی گم شدگی کے بارے میں بات چیت کر سکوں۔ سارے راستے بند ہو گئے تھے وہاں سے واپس پلٹا اور سبست روی سے آگے بڑھتا رہا خیالات میں اس طرح کھو گیا تھا کہ اگر کسی نے مجھے رکنے کا اشارہ بھی کیا ہوگا تو میں نے اسے نہیں دیکھا تھا لیکن پھر کچھ ہی فاصلے پر جا کر اچانک مجھے ایک احساس ہوا نیلے رنگ کی وہ کار میں نے دو تین بار دیکھی تھی۔ جو بڑی مست روی سے میرے ساتھ ساتھ آرہی تھی تعاقب۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور میرا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ خدا کرے میرا تعاقب کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کی مجھے تلاش ہے اور اس کے بعد میرے اور ان کے درمیان کھیل شروع ہو گیا میں نے ایک ایسے راستے پر ٹیکسی ڈال دی جو سنان تھا اور دور تک چلا جاتا تھا راستے میں جگہ جگہ پیٹرول پمپ بنے ہوئے تھے جن کے ساتھ ہی ضروریات زندگی کی چھوٹی چھوٹی دکانیں بھی بنی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ رک کر میں نے کافی پی۔ نیلی کار مسلسل میرے تعاقب میں تھی میں اسے کسی ایسی مناسب جگہ لانا چاہتا تھا۔ جہاں میں ان لوگوں سے ایک دلچسپ ملاقات کر سکوں اور پھر وہاں سے چل کر میں نے تھوڑے فاصلے پر ایک ذیلی سڑک پر ٹیکسی اتار دی یہ ذیلی سڑک ابھی زیر تعمیر تھی اور غالباً کسی ایسی جگہ تک جاتی تھی جہاں کچھ عمارتیں بن رہی تھیں۔ یہ عمارتیں غلابا صنعتی عمارتیں تھیں لیکن ابھی زیر تعمیر تھیں اور اس وقت وہاں کام رکا ہوا تھا میں نے نیلی کار کو اسی ذیلی سڑک پر اترتے ہوئے دیکھا اور مطمئن انداز میں گردن ہلائی۔ اب

میں ان کا سامنا کر لینا چاہتا تھا۔ میرے ذہن میں دو خیالات تھے پہلی بات تو یہ کہ وہ مسلسل میرے پیچھے لگے ہوئے تھے اور اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ ان سے دو دو ہاتھ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ اگر وہ مقامی پولیس ہوئی تو پھر تو مجھے باقاعدہ جرم کا آغاز کرنا پڑے گا اور ان لوگوں سے براہ راست ٹکر لینی ہوگی اور اگر وہ ایریش واش کے آدمی ہوئے تو ان سے مل لینا ضروری تھا۔ ویسے بھی مجھے ان کی تلاش تھی کم از کم سلسلہ آگے تو بڑھے دیکھنا یہ تھا کہ صورت حال کیا ہے۔ اگر میں ان کے قبضے میں آ بھی گیا تو ظاہر ہے وہ اب ان کاغذات کے حصول کے لیے تو کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ کھیل تو ختم ہو گیا تھا انہیں اس مسئلے میں شکست ہو گئی تھی میں چالاکی سے کھیل بدلنے کی کوشش کروں گا اور ایک لمحے کے اندر اندر یہ صورت حال میرے ذہن میں گزر گئی تھی پھر میں نے زیر تعمیر عمارتوں سے کچھ فاصلے پر ٹیکسی روکی اور اس سے نیچے اتر آیا صورت حال کا اچھی طرح جائزہ لیے بغیر کوئی عمل کرنا مناسب نہیں تھا۔ پولیس کے افراد ہوئے تو انہیں موقع دوں گا کہ وہ میرے قریب آجائیں لیکن بہر حال ان کے ہاتھوں میں لگنا میرے لیے ممکن نہیں تھا نیلی کار والوں نے اب کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس سے یہ اندازہ ہو کہ وہ خود کو مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کچھ فاصلے پر آ کر رک گئے تھے پھر کار کے چاروں دروازے کھل گئے لیکن اگلی سیٹ سے صرف دو آدمی اترے تھے اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے میں دلچسپی سے انہیں دیکھتا رہا وہ مجھ سے کوئی دس گز کے فاصلے پر آ کر رک گئے مقامی ہی لوگ معلوم ہوتے تھے ان میں سے ایک نے اپنا کوٹ اتارا اور پھر دوسرے نے بھی وہی عمل کیا اس کے بعد ان میں سے ایک نے کوٹ میری جانب اچھال دیا اور بولا۔

”اس میں پستول موجود ہے چیک کر لو اور چاہو تو ہاتھ میں نکال کر بھی لے لو اور دیکھو ہم یہ اپنی قمیص کے بٹن کھول رہے ہیں ہمارے پاس بغلی ہولسٹر بھی نہیں ہے جس سے تمہیں یہ خوف ہو کہ ہم نے ہتھیار پوشیدہ کر رکھے ہیں۔ پتلون کی یہ جیبیں بھی دیکھ لو گویا ہم بالکل خالی ہاتھ ہیں پستول نکالو اور ہمیں کور کیے ہوئے ہماری کار تک آؤ اور یہ دیکھ لو کہ کار میں بھی کوئی نہیں ہے اصل میں ہم تم پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہم سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ہم تم سے صرف بات کرنا چاہتے ہیں اور تم ہم پر اعتبار کرو۔“ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی یہ انداز مجھے پسند آیا تھا۔ میں نے کوٹ اٹھا کر اسے جھاڑا اور پھر اسے ہاتھ پر لٹکائے ہوئے

واپس ان کے قریب آیا اور بولا۔

”جب اعتبار کی بات ہوتی ہے دوست تو صرف زبان پر ہی اعتبار کیا جاتا ہے۔ کوٹ کی تلاشی یا ریوالور کا ہاتھ میں لے لینا زبان سے زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہوتا میں ذرا بیوقوف آدمی ہوں اس لیے زبان پر اعتبار کرتا ہوں۔“ میں نے کوٹ اس شخص کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے پر کس قدر حیرت کے آثار نظر آئے اس نے اپنے دوسرے ساتھی کی جانب دیکھا تو دوسرے ساتھی نے کہا۔

”یہ اچھی بات ہے اگر اعتبار کی فضا میں گفتگو کا آغاز ہو تو گفتگو موثر رہتی ہے پھر بھی دوست کم از کم کار میں تو جھانک ہی لو۔“

”ٹھیک ہے۔ اگر تم صرف دو افراد ہو تو میں اس بات پر یقین کرتا ہوں۔“

”اور اب اپنے چہرے سے عارضی میک اپ بھی اتار دو۔ اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی تم اپنی شخصیت کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتے۔ ہم نے ایک نگاہ میں تمہیں پہچان لیا تھا مسٹر دانش منصور۔“

”گڈ۔ پہچان لیا ہے تو ٹھیک ہے۔ اسے میرے چہرے پر ہی رہنے دو۔“ میں نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ گفتگو کرنے کے لیے یہ جگہ زیادہ مناسب رہے گی یا ہم کسی اور مناسب جگہ چل کر بیٹھیں۔“

”نہیں۔ اب اتنا اعتبار ہی کافی ہے۔“ میں نے بے خوفی سے کہا ان لوگوں کی نگاہوں میں میرے لیے پسندیدگی کے آثار تھے میں نیلی کار سے نک گیا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

”ہم بلا نکا گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے چیف کا نام ٹوری بلا نکا ہے۔“

”ٹھیک۔ آگے۔“ میں نے کہا۔

”ہمارا گروپ کرائے کے دوستوں کا گروپ کہلاتا ہے اور اگر ان الفاظ سے ہمارا مفہوم ادا ہو سکتا ہے تو سمجھو کہ اتنا ہی کافی ہے۔“

”کرائے کے دوست۔“

”ہاں۔ ہم مناسب معاوضہ لے کر ہر کام کر دیا کرتے ہیں اور ہمارا چیف مسٹر ٹوری

بلا نکا ایک بہت ہی منفرد شخصیت کا مالک ہے۔ ہم اپنے کلینٹس کو تلاش کرتے ہیں اور پھر ان سے باقاعدہ تعاون کر کے سودے بازی کرتے ہیں تم اپنی رہائش گاہ پر گئے تھے ہمیں یقین تھا کہ تم ہمیں وہیں دستیاب ہو سکتے ہو اور ہم نے تمہیں پہچان لیا اب ہم وہیں دستیاب ہو سکتے ہو اور ہم نے تمہیں پہچان لیا اب ہم تم سے ایک مناسب سودا کرنا چاہتے ہیں اگر یہ سودا تمہارے لیے منافع بخش نہ ہو تو اس بات کا وعدہ کیا جاتا ہے کہ نہ تو ہم کمینہ پن کر کے تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں گے اور نہ ہی تم سے ناجائز طریقے سے کچھ وصول کرنے کی کوشش کریں گے ایک بہتر کاروبار کا یہ ہی صحیح طریقہ ہوتا ہے کہ کسی انسان سے اس کا فائدہ اٹھاؤ سودا ہو جائے تو بہت اچھا ہے ورنہ اس کا موقعہ دو اسے کہ دوسری بار کسی ضرورت پر وہ ایماندار لوگوں سے ملاقات کرے۔“ مجھے ہنسی آگئی میں نے کہا۔

”تو ایماندار کرائے کے دوستو! مجھے دوستوں کی ضرورت تو ہے لیکن یہ بتاؤ کیا صرف ان الفاظ پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔“

”دیکھو دوست۔ دنیا میں سب سے کامیاب آدمی وہی ہوتا ہے جو خطرات لینے پر آمادہ ہو۔ بغیر خطرہ مول لئے دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا یہ ایک بہت پرانا مقولہ ہے لیکن ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی۔“

”ہاں میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔“

”تو پھر یوں کرو۔ اپنی گاڑی میں ہمارے ساتھ ساتھ آ جاؤ اور ہمارے چیف سے ملاقات کرو وعدہ کیا جاتا ہے کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔“

”ٹھیک ہے مجھے اعتراض نہیں ہے۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان لوگوں نے میرا شکریہ ادا کر کے میری جانب مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیے۔

”کیا ہاتھ ملانا وقت سے پہلے مناسب ہوتا ہے۔“

”ہاں۔ یہ ابتداء ہوتی ہے دوستی کی۔“

”ٹھیک ہے۔“ میں نے ان دونوں سے مصافحہ کیا ان میں سے ایک نے کہا۔

”ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے کہ ہمارے ساتھ چلو اپنی کار میں ہمارے پیچھے پیچھے آ جاؤ اور بے فکر رہو ابھی ہمارے تمہارے درمیان کوئی سودے بازی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ایڈوانس کے طور پر اگر تمہیں کوئی خطرہ درپیش ہو تو ہم تمہاری مدد کریں گے چلو آ جاؤ۔ اور اس

تھا تو تھوڑی پر آ کر ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح اس کے چہرے پر ایسی کوئی دراڑیں نظر آ رہی تھیں جو بے شک بھر گئی تھیں لیکن ان پر ہلکی ہلکی گوشت کی لکیریں ابھری ہوئی تھیں جن سے اس کی شخصیت بڑی عجیب محسوس ہوتی تھی وہ بڑے محبت بھرے انداز میں مسکراتا ہوا آگے آیا اور میری طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

”میرا نام ٹوری بلا نکا ہے۔ تم مجھے مسٹر ٹوری یا مسٹر بلا نکا کہہ سکتے ہو۔“

”پیلو مسٹر بلا نکا۔“

”بیٹھو۔ مائی ڈیئر دانش منصور۔“ اس نے کہا اور میں شکریہ ادا کر کے دوبارہ بیٹھ گیا وہ دوستانہ انداز میں میرے سامنے ہی بیٹھ گیا تھا پھر اس نے کہا۔

”اب بے تکلفی سے یہ بتاؤ۔ چائے پیو گے کافی یا۔۔۔“

”نہیں یا کی کوئی گنجائش نہیں چائے اور کافی میں سے جو کچھ بھی مل سکے۔“

”تم نے سنا۔“ بلا نکا نے سامنے رکھے ہوئے ایک چوکور سے بکس کی جانب رخ کر کے کہا۔

”نہیں سر۔“ بکس سے آواز آئی اور بلا نکا مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

”میری اور آپ کی واقفیت صرف اخبار میں چھپی ہوئی کہانی کی حد تک ہے مسٹر دانش منصور۔ اس سے آگے اور اس کے پیچھے آپ کیا ہیں یہ مجھے بالکل نہیں معلوم میں بددیانتی سے یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے آپ کے جرائم کی پوری فہرست حاصل ہے اور نہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ مسٹر دانش منصور اخبار میں چھپی ہوئی کہانی کے بعد مقامی پولیس آپ کے بارے میں سخت چھان بین کر رہی ہے وہ آپ سے کیا چاہتی ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں کو آپ سے کیا دلچسپی ہے خود آپ کا اپنا ملک آپ کے سلسلے میں کیا نظریات رکھتا ہے یہ صرف آپ کا ذاتی معاملہ ہے میں ٹوری بلا نکا آپ سے اپنا مختصر سا تعارف کرادوں۔ تعلق اسکاٹ لینڈ پارڈ سے ہے اور دوسری جنگ عظیم میں کرنل بلا نکا کی حیثیت سے برطانوی حکومت کی وفاداری کرتا رہا ہوں ایک چھوٹا سا جرم سرزد ہو گیا تھا جس کی بناء پر جنگ کے بعد برطانوی حکومت نے میرے مفادات کو نظر انداز کر کے مجھے جیل میں ڈال دیا تھا اور اس کے بعد میں برطانوی حکومت کی وفاداریوں سے منحرف ہو گیا۔ کافی سال جیل میں گزارے اور وہاں سے مجرموں کی ایک ٹیم اکٹھی کر کے باہر نکل آیا ہر طرح کے جرائم کیے جن میں قتل، ڈاکہ زنی،

کے بعد وہ دونوں نیلی کار میں جا بیٹھے میں نے مسکراتے ہوئے ٹیکسی کا اسٹیئرنگ سنبھال لیا تھا پھر ہم لوگ وہاں سے چل پڑے۔ ان لوگوں نے کار واپس شہر کی جانب نہیں موڑی تھی بلکہ مخالف سمت ہی مڑ گئے تھے۔ میں نے اعتراض نہیں کیا اور ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا اب دل و دماغ کو میں نے آزاد چھوڑ دیا تھا وقت نے نئی کہانی شروع کر دی تھی تو میں نے خوشی سے اس کہانی کو قبول کر لیا تھا اور بہر حال وقت اب تک تو مجھ پر مہربان رہا تھا مسائل اور مصائب کس کی زندگی کے ساتھ نہیں ہوتے لیکن وقت سے منحرف ہونا اور اسے برا بھلا کہنا مجھے ناپسند تھا ان لوگوں نے کافی فاصلہ طے کیا اور پھر ایک چھوٹی سی خوشنما آبادی میں داخل ہو گئے یہ ایک دیہات تھا سرسبز و شاداب چھوٹی بڑی عمارتیں یہاں بکھری ہوئی تھیں یہ بھی ایک فارم ہاؤس تھا جس میں لکڑی کا گیٹ بنا ہوا تھا لکڑی کے گیٹ کے دوسری جانب وسیع و عریض میدان میں خوبصورت پودے نظر آ رہے تھے۔ ان پودوں کے درمیان ایک رنگین لباس ہوا میں اڑ رہا تھا کوئی لڑکی تھی جو پودوں کے درمیان بیٹھی غالباً ان پر کوئی کام کر رہی تھی۔ نیلی کار فارم ہاؤس کے آخری سرے پر بنی ہوئی عمارت کے سامنے جارجی میں نے ٹیکسی وہیں روک دی تھی اور پھر نیچے اتر آیا تھا وہ لوگ دوستانہ انداز میں مجھے لیے ہوئے آگے بڑھ گئے اور آخر کار ہم عمارت میں داخل ہو گئے۔ عمارت کے داخلی دروازے کے بعد ایک وسیع و عریض ڈرائیونگ روم تھا جو قدیم فرنیچر سے سجا ہوا تھا عمارت میں رہنے والوں کی خوش ذوقی کا اس فرنیچر سے اندازہ ہوتا تھا ان لوگوں نے مجھے بیٹھ جانے کے لیے کہا اور ان میں سے وہی شخص جواب تک مجھ سے گفتگو کرتا رہا تھا بولا۔

”میں مسٹر بلا نکا کو تمہاری آمد کے بارے میں اطلاع دیتا ہوں۔ آرام سے بیٹھو۔“

اور میں بیٹھ گیا کیا ہی دلچسپ بات تھی لیکن میرے علاوہ اور کوئی شاید اس طرح کے خطرات مول لینے کی حماقت نہ کرتا لیکن اب میری زندگی میں احتیاط نام کی کوئی چیز تقریباً بے مقصد ہی ہو گئی تھی ایک تنہا زندگی کے لیے شدید احتیاط بھی حماقت ہوتی ہے اور اس سے کوئی فائدہ نہیں تھا پھر جو شخص اندر داخل ہوا وہ مناسب جسامت کا بگڑی ہوئی صورت والا آدمی تھا یوں لگتا تھا جیسے اس کا چہرہ کبھی مختلف حصوں میں تقسیم ہو چکا ہو اور بعد میں اسے جوڑ دیا گیا ہو ایسے ہی نشانات تھے جیسے کسی دیوار کے پھٹ جانے کے ہوتے ہیں ایک نشان پیشانی سے ناک اور رخسار پر ہوتا ہوا جڑے سے گزر کر گردن کے پاس ختم ہو گیا تھا۔ دوسرا کان سے ایک نشان چلا

”اصل مسئلے میں ہماری کوئی مداخلت ممکن ہے۔“

”ہاں۔“

”گویا کچھ مل جانے کی امید۔“ وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

”پورے دس لاکھ پاؤنڈ۔“ میں نے جواب دیا اور اس کی آنکھوں میں تعریف کے

تاثرات ابھر آئے پھر اس نے کہا۔

”سودا ہو رہا ہے ہوگا اور ممکن ہے تکمیل تک پہنچ جائے لیکن آدمی شاندار ہو کم از کم اپنی

گفتگو سے اپنے مد مقابل کو مرعوب کرنا جانتے ہو۔“

”نہیں مسٹر ٹوری۔ انداز آپ کا بھی بہت شاندار ہے اور کرائے کے یہ دوست مجھے

پسند آئے ہیں۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ تو پھر ذرا جلدی سے ہمارے لیے وہ نئی خدمت بتاؤ۔ مافی ڈیر دانش منصور

تا کہ ہمیں کچھ امید ہو۔“

”یہاں لندن میں بہت عرصے سے سکون کی زندگی گزار رہا ہوں اور برطانوی پولیس

اگر لندن میں یہ تلاش کرنا چاہے گی کہ میں نے کوئی جرم کیا ہے یا نہیں تو اسے مایوسی کا سامنا

کرنا پڑے گا کیونکہ میں نے یہاں پناہ لینے کے بعد کوئی جرم نہیں کیا بلکہ ایک برطانوی شہری

کی حیثیت سے انتہائی نیک اور دیانتدارانہ زندگی گزار رہا ہوں۔ یہ صرف کچھ لوگوں کا عمل ہے

جنہوں نے مجھے اس مشکل میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اس سارے کھیل کے بانی وہی لوگ

ہیں۔“

”گڈ۔ بولتے رہو۔ بڑی دلچسپ گفتگو ہو رہی ہے ہمارے درمیان۔“ اس نے کہا

اتنی دیر میں ایک ملازم چائے وغیرہ کے برتن سجائے ہوئے آ گیا تھا اس نے چائے بنا کر ہم

دونوں کے سامنے رکھ دی۔

ٹوری نے مجھے اشارہ کیا اور میں چائے کا کپ اٹھا کر اس کے سپ لینے لگا پھر میں

نے ٹوری سے کہا۔

”اس کا نام ایرش واش ہے تعلق شاید اسرائیل سے ہے یا کہیں اور ہے اپنے گروپ

کے ساتھ کام کر رہا ہے مقامی پولیس کا تعاون اسے حاصل ہے مجھے اس شخص کی تلاش ہے اور

اگر تم مجھے اس کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم کر دیتے ہو تو دس لاکھ پاؤنڈ کا یہ معاوضہ میں

اسمگلنگ وغیرہ سب کچھ شامل ہیں پھر طریقہ کار تھوڑا سا تبدیل کر لیا اور اب صرف ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہوں اپنے آپ کو کرائے کا دوست کہتا ہوں۔ مختلف بڑے لوگوں کے مسائل حل کرتا ہوں اور اس طرح اپنا اور اپنے گروپ کا پیٹ پالتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ رسک کی تلاش رہتی ہے آپ کی یہ کہانی دلچسپ محسوس ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ پولیس آپ کو بہر حال تلاش کر لے گی برطانوی پولیس بے حد ذہن ہے لیکن میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس بات کا علم ہے مسٹر دانش منصور یا جعلی نام کے ساتھ مسٹر فیصل کہ آپ کو برطانیہ میں ایک مضبوط مالی حیثیت حاصل ہے اور آپ مالی طور پر بہت مطمئن آدمی ہیں۔ پولیس نے بے شک آپ کے مکان پر قبضہ کر لیا ہے اور آپ کے اثاثے تلاش کر رہی ہے لیکن ہر بڑا آدمی اتنا بیوقوف نہیں ہوتا کہ اپنے تمام اثاثے دوسروں کی نگاہوں میں رکھے۔ چنانچہ آپ کو پولیس سے نجات دلانے کے لیے ہر وہ عمل کیا جاسکتا ہے جو ممکن ہو یہ بالکل نہیں کر سکتا میں کہ پولیس نے آپ پر جو الزامات عائد کیے ہیں یا دوسرے ملکوں نے میں ان کی تردید کرنے کے لیے قانونی سہارے حاصل کروں لیکن آپ یہاں سے جس ملک میں بھی جانا چاہیں میں آپ کو وہاں با آسانی ایک نئی حیثیت سے پہنچا سکتا ہوں۔ یہ میری پیشکش ہے اور اس کے نتیجے میں میں نے آپ جیسی شخصیت کے لیے صرف دس لاکھ پاؤنڈ معاوضہ رکھا ہے۔ اس میں کوئی سودے بازی نہیں یہ معاوضہ آپ کو ادا کرنا ہوگا اور دنیا کے کسی ملک کا بھی نام لے لیجئے۔ وہاں آپ کو کسی بھی حیثیت سے پہنچایا جاسکتا ہے۔ کہتے سودا کیسا رہے گا۔“

”بہت اچھی پیشکش ہے مسٹر بلاؤنکا لیکن افسوس اس میں ایک بہت بڑی خالی ہے۔

بلاؤنکا نے چونک کر مجھے دیکھا اور بولا۔“

”کیا مطلب۔“

”اگر برٹش پولیس مجھے پانے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو آپ یقین کیجئے میرے حق

میں بہتر رہے گا کچھ ایسے پیچیدہ واقعات ہیں جن کا آپ کے لیے سراغ لگانا بڑا مشکل ہوگا اور

پولیس کے ہاتھوں میں پہنچنے کے بعد صرف اتنا ہی ہوگا کہ مجھے میرے ملک کے حوالے کر دیا

جائے اور اگر مجھے میرے ملک کے حوالے کر دیا جاتا ہے تو میرے پاس اتنے وسائل ہیں کہ

میں وہاں اپنے لیے ہمدردیاں تلاش کر سکتا ہوں۔ لیکن میرا اصل مسئلہ کچھ اور ہے۔“

ٹوری بلاؤنکا گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

خوشی سے قبول کر سکتا ہوں تم اگر چاہو تو یہ معاوضہ ایڈوانس بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔“

”جب دو بڑے آدمی ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں تو چھوٹی باتیں بری لگتی ہیں اور انہیں اس سے گریز کرنا چاہیے جیسے میں اور جیسے تم کم از کم مجھے بھی دنیا کا تجربہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم کام ہو جانے پر مجھے میرا معاوضہ ضرور ادا کرو گے چنانچہ سودا منظور اب یہ میری ذمہ داری ہے کہ۔۔۔ مختصر وقت میں تمہارا کام کر دوں۔“

”تو پھر میں آپ سے دوبارہ ہاتھ ملانا چاہتا ہوں مسٹر ٹوری بلا نکا۔“ میں نے کہا اور اس نے خوش دلی سے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے آگے بڑھا دیا پھر بولا۔

”اور یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ اس دوران جب تک میں تمہارے لیے مناسب معلومات فراہم نہ کر دوں تم یہاں قیام کر سکتے ہو ایک محفوظ قیام جس میں یقینی طور پر تمہیں کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔“ میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا دلچسپ آدمی تھا اور جو کچھ اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا اس کے تحت میرے خیال میں کافی قابل اعتماد ہو سکتا تھا میں نے اس سے کہا۔

”بالکل ٹھیک اور میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس قیام کا جو بھی معاوضہ مجھ سے طلب کیا جائے میں وہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوں اور میں یہ بات اس لیے نہیں کہوں گا کہ اپنے دوست کی شخصیت کا مجھے اندازہ ہو گیا ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

”بہت اچھا آغاز ہے اور یقینی طور پر تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔“ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلادی اور دل میں سوچا کہ کم از کم ایرش واش کے لیے بھی اب تھوڑی سی مشکلات پیدا ہو جائیں گی بہر حال ایک انوکھا آغاز ہوا تھا اور اب آنے والے وقت کا انتظار کرنا تھا۔

وقت انسان کو کیسی کیسی عجیب شکلیں دے دیتا ہے وہ اپنے مزاج سے کتنا مختلف ہو جاتا ہے۔ اس وقت کوئی مجھے دیکھتا، مجھے سوچتا۔ تو اسکے بڑے عجیب و غریب احساسات ہوتے ہیں اگر اپنی کہانی کہوں تو اپنے آپ میں گم ہو جاتا کیا زندگی کا آغاز ہوا تھا اور کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا ساری زندگی کا حاصل اگر کچھ تھا تو وہ صرف رخسار کی ذات ہے۔ رخسار کے ساتھ کسی انتہائی پوشیدہ مقام پر ایک مل مزدور کی حیثیت سے بھی زندگی گزار سکتا تھا اور وہ

زندگی شاید مجھے موجودہ زندگی سے زیادہ پرکشش اور حسین محسوس ہوتی کہ میں نے بھی اور رخسار نے بھی زندگی کے ہر اس رنگ کو خوش اسلوبی سے گزار لیا ہے جو انسان کی طلب ہوتی ہیں لیکن کوئین میکوویا نے ایک بار پھر مجھے ایک حیثیت دی اور یہ حیثیت ہمیشہ کی طرح مجھے راس نہیں آئی تھی۔ نہ جانے کہاں کہاں سے تقدیر نے گھما پھرا کر پھر وہی سب کچھ کر ڈالا تھا جو میرے ساتھ ہوتا چلا آیا تھا۔ رخسار ہوتی تو کچھ اور نہ مانگتا لیکن رخسار ہی چھن گئی تھی جہاں تک اپنے وطن، اپنے پیارے وطن کے لیے کچھ کرنے کا سوال تھا تو اب اس بارے میں کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ احسان کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے میں نے دنیا کی ہر شے کو اپنے وطن کے سامنے ہیج قرار دیا تھا اور جہاں وطن کا سوال آ جاتا تھا وہاں ہمارے لیے اور کچھ باقی نہیں رہتا تھا رخسار کو ایک بار پھر کھو بیٹھا تھا لیکن اگر دل کو سکون تھا تو یہ وہ ایٹمی راز جو حکومت اسرائیل لے جانا چاہتی تھی میں نے واپس اپنے وطن کو بھجوا دیے اور میرے وطن کی امانت محفوظ رہی اور بس یہ سکون ایک عجیب سی نشہ آور کیفیت مجھ پر طاری رکھتا تھا۔ بیچاری رخسار بھی عجیب سی تقدیر لے کر آئی تھی میری وجہ سے اس کا بھی سب کچھ چھن گیا تھا۔ نہ جانے کس حال میں ہوگی لیکن پے درپے حادثات نے مجھے بڑا حوصلہ بخشا تھا اور ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی سکت میرے اندر پیدا ہو گئی تھی ماحول بدلتا رہتا تھا نہ جانے کیا کیا ہوتا تھا اب یہ ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی تھی میں نے بھی نہ جانے کیوں بے خیالی کے سے انداز میں ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیے تھے حالانکہ یہ میرا مزاج نہیں تھا کہ اپنی ذمہ داریاں دوسروں کے سپرد کر کے خود سکون کی نیند سو جاؤں سکون کی نیند ہونی نہیں چاہیے لیکن بس ان دنوں طبیعت پر کچھ ایسی ہی کیفیت سوار تھا اس فارم ہاؤس میں مجھے بڑا باعزت مقام دیا گیا تھا ٹوری بلا نکا خاصا اچھا انسان معلوم ہوتا تھا اب اچھے برے کا معاملہ اپنی سمجھ کے مطابق طے کرنا ہر شخص کا حق ہے کسی کے ذہن میں اچھے کا تصور کچھ اور ہوتا ہے میرے ذہن میں کچھ اور تھا۔ اس نے اپنے آپ کو چھپایا نہیں تھا کرائے کے دوست ہر شخص کی مشکلات کا حل تلاش کرتے رہتے تھے بڑی بات یہ تھی کہ اس نے صرف وعدے کی بنیاد پر میرے لیے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور میں نے اسے ایڈوانس رقم دینا چاہی تھی تو اس نے اسے قبول نہیں کیا تھا۔ بہر حال یہاں اس فارم ہاؤس میں میرے لیے آزادی کی جگہ بھی بہت پر فضا اور خوشگوار حیثیت کی حامل تھی میں وہاں تقریباً بارہ گھنٹے گزار چکا تھا اس کے بعد میں باہر نکل آیا اور میں نے فارم ہاؤس کے ماحول کو

”تو کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟“

”ہاں تم انکل کے کلائنٹ ہو اور انکل تمہارے لیے کوئی کام کر رہے ہیں تمہارا نام

میرے علم میں آ چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے اور انکل کے درمیان جو سودا طے ہوا

ہے وہ انکل کے لیے بہت منافع بخش ہے۔“

”کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ؟“

”نہیں ہمارے بارے میں تحقیقات کرنے کی کوشش مت کرو ہم تمہارے لیے کام

کر رہے ہیں تمہارا کام مکمل ہو جائے گا تم چلے جاؤ گے لیکن یہ معلومات ہمارے پاس سے باہر

نہیں جانی چاہئیں۔“

”ہاں اصولی بات ہے لیکن میں نے کسی خاص مقصد کے لیے نہیں بس یونہی رواروی

میں تم سے یہ سوال کر ڈالا تھا۔“

”میں جانتی ہوں تم ہمارے دوست ہو دشمن نہیں۔“

”ٹھیک تو مس ریٹا آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔“

”تم اگر چاہو تو مجھ سے دوستی کر سکتے ہو میں بہت اچھی لڑکی ہوں برائیوں میں نہیں

پھنسنے چاہتی نہ ہی کسی اچھی شکل کے شخص کو دیکھ کر میرے دل میں عشق و محبت کا طوفان برپا

ہو جاتا ہے یہ ان بھلے ہوئے ذہنوں کی لڑکیوں کا کام ہے جو اپنی سنسنان راتوں میں صرف

ایک مرد کے خواب دیکھتی ہیں میں ایسے خواب نہیں دیکھتی بلکہ میں حقیقتوں کی قائل ہوں۔“

”گڈ۔“ میں نے دلچسپی سے کہا۔

”تم سے مل کر تو اب اور بھی زیادہ خوشی ہوئی مس ریٹا۔“

”اگر تم اچھے آدمی ہو تو میری اس بات کو یقینی طور پر پسند کرو گے میں یہ نہیں کہتی کہ

زندگی میں انسان عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے لیکن طریقہ کار عام زندگی کے لیے بہت اچھا

ہوتا ہے یہ تو نہیں کہ ہم اپنے ذہن پر ایک ہی سوچ مسلط رکھیں۔“

”تم میرے ذہن پر قابو پاتی جا رہی ہو ریٹا۔“

”ایک اچھے دوست کی حیثیت سے اس سے آگے پیچھے مت سوچنا میں کسی بھی طور

ایک لڑکی بن کر تمہیں نہیں مل سکتی۔ اس بات کا خیال رکھنا بولو کیا اس کے بعد بھی دوستی قبول کرو

گے؟“

دیکھا۔ یہاں باقاعدہ پھولوں کی کاشت کی گئی تھی اور عمارت کے بیرونی حصے کے علاوہ عقی

حصے میں پھولوں کے جو تختے لگائے گئے تھے ان میں بڑی ترتیب تھی اور اس وقت بھی جب

میں اس عقی حصے میں آ کر نکلا تو چار رنگ کے پھولوں کے درمیان پانچویں رنگ کا ایک لمبی کلر

پھول مجھے نظر آیا اور میں ایک لمحے کے لیے چونک پڑا۔ بڑے سادہ سے دھلے دھلے سے

خدوخال کی حسین لڑکی تھی خوبصورت لباس میں ملبوس پھولوں کے پاس بیٹھی غالباً کوئی عمل

کر رہی تھی مجھے دیکھا تو چونک کر سیدھی ہو گئی پھر ہاتھ سے مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا اور

میں آہستہ آہستہ اس کی جانب چل پڑا بڑے گہرے شناسائی کے انداز میں مسکرائی اور بولی۔

”مسٹر ڈینش۔“ میں نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اس نام سے نہ جانے مجھے

کون کون مخاطب کر چکا تھا لیکن یہ بہت پرانی بات تھی اور اس وقت وہ مجھے یاد نہیں آ رہا تھا

جس نے مجھے آخری بار ڈینش کہہ کر مخاطب کیا تھا دانش کو ڈینش کتنی ہی بار کہا جا چکا تھا۔

بہر حال مجھے صرف اس بات سے دلچسپی محسوس ہوئی کہ وہ میرے نام سے واقف ہے اور اپنے

چہرے سے اس طرح کا اظہار کرتی ہے جیسے مجھے بخوبی جانتی ہو یہ ذرا تعجب کی بات بھی تھی وہ

بولی۔

”خاموش کیوں ہو؟“

”نہیں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم مجھے جانتی ہو لیکن میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں

جانتا۔“

”انکل بلا نکا میرے انکل ہیں اور میرا نام ریٹا ہے بس میرے مئی ڈیڑی مرچکے ہیں۔

انکل مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں میں انکل کے بہت سے معاملات میں ان کے لیے کام

کرتی ہوں جیسا کہ تمہیں کرائے کے دوستوں کے بارے میں علم ہوگا ہمارے مختلف سیکشن ہیں

اور ہم میں سے ہر شخص ضرورت کے مطابق ہر کام کے لیے تیار رہتا ہے۔“ میں نے حیرت

سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا اور پھر بولا۔

”گویا تم بھی کبھی کبھی کرائے کے دوستوں کے لیے کام کر لیتی ہو؟“

”کیوں نہیں میں انکل کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہوں انکل ضرورت کے وقت مجھے

استعمال بھی کرتے ہیں اور شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں نے انکل کے لیے بہت سے

کارنامے سرانجام دیے ہیں۔“

ہے ایک پلان ہے میرے ذہن میں اگر تم مناسب سمجھو تو اس پر میرا ساتھ دو؟“
”ہاں مسٹر بلاٹکا کہئے۔“

”اب اتنے دن سے تم یہاں قید ہو ایرش واش اور مقامی پولیس کو تمہاری تلاش ہے جس طرح وہ لوگ تمہاری تلاش میں پھر رہے ہیں اسی طرح ہمیں بھی ایرش واش کی تلاش ہے اگر تم اسی طرح قید رہے تو نہ وہ تمہیں پا سکیں گے اور ہمیں بھی وقت ہوگی میں یہ چاہتا ہوں کہ تم باہر نکلو وہ لوگ تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کریں اس بات سے بالکل بے فکر رہنا کہ تمہیں باہر کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں میرا مقصد سمجھ رہے ہوں اس طرح اسے تلاش کرنے میں آسانی ہوگی۔“ میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا پھر کہا۔
”میں بالکل خوفزدہ نہیں ہوں لیکن کیا تم مطمئن ہو بلاٹکا کہ اگر مقامی پولیس نے مجھ

پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو تم مجھے بچا لو گے؟“
”ہاں قطعی طور پر اس بات کا تمہیں یقین دلانا ہوں چاہے مجھے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے۔“

”او۔ کے پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

”میرا خیال ہے تم ریٹا کو اپنے ساتھ شامل کرو اور گھومنے پھرنے کے مختلف پروگرام بناؤ ہر اس جگہ جاؤ جہاں کوئی تمہارا تعاقب کر سکے اور بالکل بے فکر رہو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہم ہزار آنکھوں سے تمہاری نگرانی کریں گے اور ان لوگوں کو تلاش کریں گے جنہیں تم میں دلچسپی لیتے ہوئے دیکھیں گے اور اگر مقامی پولیس کا معاملہ ہوا تو فوری طور پر مداخلت کر کے تمہارا تحفظ کیا جائے گا تمہیں اس سے محفوظ کر لیا جائے گا لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے مسٹر ایرش واش کے آدمی بھی تمہیں تلاش کریں اور ایسے وقت ہمیں ہمارے کام میں آسانی ہو سکتی ہے۔“

”ٹھیک ہے میں تمہاری ہدایت کے مطابق عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔“ میں نے جواب دیا اور تھوڑی سی رسمی گفتگو کے بعد ٹوری بلاٹکا نے فون بند کر دیا۔ غالباً کچھ وقت کے بعد ریٹا کو بھی اس سلسلے میں ہدایات دے دی گئی تھیں اور ریٹا نے مجھ سے ملاقات کر کے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے سیر و سیاحت بہت پسند ہے اور مجھے انکل نے ہدایت کر دی ہے کہ میں

”میری اور تمہاری دوستی ہی کیا ریٹا چند روز کا کام ہے اس کے بعد چلا جاؤں گا۔“
تمہیں میری دوستی سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا اور نہ مجھے۔“

”یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے وقت گزاری کے لیے انسان خوبصورت پھولوں کا گلہ سستہ بھی بنا لیتا ہے کیا میں تمہیں ایک پھول پیش کروں؟“
”اس نے کہا اور ایک پھول توڑ کر میری طرف بڑھا دیا۔“
”شکریہ۔“

”جب لوگ کسی کا دیا ہوا پھول قبول کر لیتے ہیں تو اس کا مقصد ہے کہ وہ اس کی دوستی کو قبول کر رہے ہیں۔“ وہ ہنس پڑی میں نے خود بھی ایک پھول توڑا اور اسے دیتے ہوئے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے ہم دوست بن گئے اور ریٹا واقعی بہت اچھی دوست ثابت ہوئی وہ بہت اچھی باتیں کرتی تھی میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ٹوری بلاٹکا اسے اپنے لیے کس طرح استعمال کرتا ہوگا ٹوری بلاٹکا نے مجھے بالکل آزاد چھوڑ دیا تھا اور اس دوران مجھ سے ملاقات بھی نہیں کی تھی کھانے پینے کی تمام اشیاء اور وہ ساری چیزیں موجود ہوا کرتی تھیں جو میری ضرورت کے لیے کام آتیں ویسے ریٹا سے دوستی بھی اچھی ہی ثابت ہو رہی تھی۔ وقت وقت سے مجھ سے ملتی رہتی تھی پھر ٹوری بلاٹکا نے فون پر مجھ سے گفتگو کی اور کہنے لگا۔“

”ہاں اس قدر آسان نہیں تھی مسٹر دانش منصور جتنی میں نے سوچ لی تھی لیکن یہ نہ سمجھنا کہ میں کسی قسم کی کوئی غلط بات کر رہا ہوں ایرش واش کو تلاش کر کے تمہیں اس تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے لیکن بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ میں ایرش واش کو تلاش کر لوں یہ بھی دیکھنا ہے مجھے کہ اس کے اور تمہارے درمیان جو معاملات چل رہے ہیں ویسے اتنا بتا دوں ایرش واش اسرائیلی ایجنٹ ہے اور اسے مقامی حکام کا بھرپور تعاون حاصل ہے اور تمہاری تلاش کے لیے بھی سرکاری پیانے پر خاصا کام کیا جا رہا ہے۔ بات سرکاری پیکانے کی ہی نہیں ہے بلکہ ایرش واش نے کچھ اور لوگوں کو بھی تمہارے پیچھے لگا رکھا ہے چند خطرناک گروپ ہیں میں نے ان گروپ سے یہ نہیں کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی سودا یا معاہدہ ہوا ہے درپردہ میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ کون کون تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے اور کیا چاہتا ہے بے فکر رہنا مسئلہ خاصا مشکل ہے لیکن ہم اسے حل کر لیں گے ویسے تمہیں قید رہنے کی ضرورت نہیں

”کیا؟“

”موضوع کوئی بھی ہو باتیں کرنے کا مقصد باتیں کرنا ہوتا ہے۔“

”چلو تم خود کرو۔“

”میں۔“

”ہاں۔“

”میں تو بہت سی باتیں کر چکی ہوں تم سے۔“

”اور کرو۔“

”مجھے اپنے بارے میں بتاؤ؟“

”کیا؟“

”تم کون ہو؟“

”مسٹر ثوری بلاؤں کا تمہیں میرے بارے میں تفصیل سے بتا چکے ہوں گے۔“

”وہ صرف کاروباری بات تھی۔“ ”میں تمہارے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔“

”یعنی کاروباری باتوں سے ہٹ کر؟“

”ہاں۔“

”تو پھر مجھ سے سوال کرو کیا جاننا چاہتی ہو؟“

”شادی شدہ ہو؟“

”ہاں۔“

”اوہ کیا واقعی؟“ وہ حیرت سے بولی۔

”کیوں؟“

”لگتے نہیں ہوں۔“

”شادی شدہ لوگ کیسے لگتے ہیں؟“

”عجیب سے ہو جاتے ہیں تمہاری طرح نہیں ہوتے۔“ وہ بولی اور ہنسنے لگا پھر میں

نے کہا۔

”پتا نہیں وہ کیسے ہو جاتے ہیں جیسا میں نہیں ہوا۔“

”تمہاری وائف کہاں ہے؟“

تمہارے ساتھ گھومنے پھرنے جاؤں فکر نہ کرو مجھے تمام صورت حال کا علم ہے۔“ میں نے گہری سانس لے کر گردن ہلا دی تھی وہی کیفیت ذہن پر منجمد تھی جو ہو رہا ہے ہونے دیا جائے ایرش واش سے اور کوئی رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔ باقی سارے معاملات معمول کے مطابق چل رہے تھے اتنا خوفزدہ نہیں تھا کہ تنہا باہر نکلنے سے گریز کرتا ثوری بلاؤں سے جو بات چیت طے ہوئی تھی اس کے بارے میں یہ سوچا تھا کہ ایرش واش کے لیے ایک درد سر پیدا کر دیا جائے۔ ثوری بلاؤں اپنے طور پر جو کچھ بھی تھا بہر حال مجھے پسند آیا تھا اس کا کام جاری تھا اور اس میں، میں نے کوئی مداخلت نہیں کی تھی بہر حال ریٹانہ جو ان لڑکی تھی بہت سی کہانیاں سنائی تھیں اس نے مجھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کہانیوں کی حقیقتیں بھی مجھے معلوم تھیں انسان ہر حال میں انسان ہی ہوتا ہے ریٹانہ نے اپنی شخصیت کے بارے میں مجھے بتا کر اپنے خوف کا اظہار کیا تھا لیکن خود مجھے ریٹانہ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور ایسی خوفزدہ لڑکیاں میں نے بہت سی دیکھی تھیں بعد میں اپنے ہی جال میں گرفتار ہو جاتی ہیں اس نے بہت خوبصورت لباس پہن کر ایک چھوٹی سی کار نکالی تھی میں نے یوں محسوس کیا تھا جیسے وہ مجھے اپنی پسند کے لباس میں دیکھنا چاہتی ہو اور اس کا اظہار کرنا چاہتی ہو لیکن ظاہر ہے خود جو کچھ کہہ چکی تھی اس پر عمل کرنے کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار نہیں تھا مجھے گہری نگاہ سے دیکھا اور بولی۔

”یہ لباس بھی اچھا ہے۔“ میں اس کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چل پڑا وہ تیز رفتاری کی عادی تھی میں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ وہ کہنے لگی۔

”موسم بہت خوشگوار ہے۔“

”ہاں۔“

”اور جب انسان کوئی موڈ بنا کر نکلے تو اسے اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔“

”ہاں۔“

”لیکن تم ایسا نہیں کر رہے۔“

”کیا مطلب؟“

”بس خاموشی تم پر طاری ہے۔“

”تو پھر؟“

”باتیں کرو۔“

”انکل جب کسی بات کی اجازت دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ ہر طرح کے معاملات کو سنبھالنے کی اہلیت رکھتے ہیں ویسے بھی یہاں ہمارے ارد گرد بہترین تحفظ موجود ہے وہ دیکھو وہ پوائنٹ کیسا لگا تمہیں؟“ اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا بہت خوبصورت نظر آتا تھا پتھریلی زمین پر نہ جانے کس طرح سبزہ اگایا گیا تھا اور بڑے حسین درخت لگائے گئے تھے ایک چھوٹی سی ننھی جھیل نظر آ رہی تھی جس کے ارد گرد سفید رنگ کے پتھر نظر آ رہے تھے یہ سب کچھ بے شک مصنوعی تھا لیکن نہایت خوبصورت لگ رہا تھا وہ کہنے لگی۔

”یہ جگہ میری پسندیدہ جگہ ہے اور جب بھی میں بے خیالی کے انداز میں ڈرائیونگ کرتی ہوں یہاں پہنچ جاتی ہوں آؤ تمہیں دکھاؤں۔“ میں نے گردن ہلادی اور وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی اس خوبصورت جگہ پہنچ گئی پھر اس نے ایک بڑی سی چٹان کی آڑ میں کار روکی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی وہ باتیں کرتی ہوئی ٹھہرنے کے سے انداز میں آگے بڑھتی رہی سفید چٹانیں قدرتی رنگ کی تھیں اور غالباً ماربل کی تھیں لیکن یہاں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی جس سے یہ اندازہ ہو کہ یہ ماربل یہیں کہیں سے نکلا ہے غالباً اسے وہاں لا کر چٹانوں کی شکل میں ڈھالا گیا تھا اور تراش خراش کی گئی تھی پھر ہم ماربل کی بڑی سی چٹان کے پاس سے گزر رہے تھے کہ دفعتاً ہی چٹان کے عقب سے ایک شخص کو دیکر ہمارے سامنے آیا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا لیکن نہ جانے کیوں میں نے بھی خاصی پھرتی سے کام لے ڈالا یہ اندازہ لگائے بغیر کہ وہ کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ ریوالور سے مجھے نقصان پہنچانا بھی چاہتا ہے یا نہیں میں نے گھوم کر اس کے پیٹ پر لات رسید کی اور جیسے ہی وہ جھکا اسے رگیدتا ہوا میں زمین پر آگرا۔ اس شخص نے ریوالور کے دستے سے میرے چہرے پر ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن میں نے ایک طرف ہٹ کر اس کا یہ وار خالی کر دیا اور دوسرے لمحے بائیں ہاتھ سے اس کی دائیں کلائی پکڑ کر گھونسا رسید کر دیا اس کے منہ سے ایک ہلکی سی مکروہ آواز نکلی۔ ریٹا ہکا بکا ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی تھی میں نے حملہ آور کا ریوالور والا ہاتھ کلائی سے پکڑ کر زور سے زمین پر دے مارا تاکہ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے اپنی اس کوشش میں، میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ دوسرا آدمی بھی خاصہ طاقتور تھا اس نے سنبھل کر میرے منہ پر زوردار گھونسا رسید کیا اور ایک دم سے لوٹ لگا کر سیدھا ہو گیا اس وقت وہ مار کھا گیا تھا لیکن دوسرے لمحے اس کی بھرپور لات میری

”ایرش واش کے قبضے میں۔“ میں نے جواب دیا۔
”اوہو یعنی وہ شخص جس کی تمہیں تلاش ہے؟“
”ہاں۔“

”تو کیا اس نے تمہاری وائف کو اغواء کیا ہے؟“
”ہاں۔“
”وجہ؟“

”میں نہیں جانتا۔“
”کچھ رقم مانگی ہوگی اس نے۔“
”نہیں۔“
”تو پھر؟“

”میں نے کہا نا میں نہیں جانتا۔“
”تمہاری وائف بہت خوبصورت ہوگی؟“
”ہاں۔“
”لو میرج تھی؟“
”ہاں۔“

”گڈ مگر یہ تو بہت افسوس کی بات ہے صرف یہی وجہ ہے کہ تم نے اس شخص کو تلاش کرنے کی ذمہ داری انکل کو سونپی ہے؟“
”ہاں۔“

”اتنی بڑی رقم کے عوض۔“
”تمہارے انکل نے تمہیں میرے بارے میں تفصیل تو بتادی ہے نا۔“
”ہاں یہ کہ بے پناہ دولت مند انسان ہو اور یہ بھی بتا دیا ہے انہوں نے کہ تمہارے دشمنوں نے تمہیں ایک مشکل میں پھنسا دیا ہے اور برٹش پولیس بھی تمہیں تلاش کر رہی ہے۔“
”ہاں لیکن مجھے حیرت ہے کہ تمہیں اس بات کا کوئی خوف نہیں ہے۔“
”کس بات کا؟“
”یہی کہ برٹش پولیس میرے ساتھ دیکھ کر تمہیں بھی اپنی گرفت میں لے سکتی ہے۔“

بہت کم لوگ آتے ہیں آؤ پلیز یہاں سے چلیں۔“

”او۔ کے۔“ میں نے کہا وہ تیزی سے کار کی جانب بڑھنے لگی کھلی چھت کی کار میں بیٹھ کر اس نے خوفزدہ نگاہوں سے پلٹ کر دیکھا پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر آہستہ سے بولی۔

”خدا کا شکر ہے کہ زخم گہرا نہیں لگا مگر امید نہیں تھی اس کی کیا کہوں میں کیا نہ کہوں؟“

”ارے تم اس کے لیے اس قدر پریشان کیوں ہو رہی ہو۔“ جواب میں وہ دانت پیسنے لگی پھر بولی۔

”تمہیں یہ زخم نہیں لگنے چاہیے تھے مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں بے فکری سے جاؤں اگر مجھے یہ احساس ہوتا کہ دوسرے اس قدر اندھے ہو گئے ہیں تو اوہ میرے خدا آ کی ایم سوری گولی شاید تمہارے رخسار کو چھوتی ہوئی نکل گئی ہے پلیز رومال اپنے زخم پر رکھ لو۔“

”ٹھیک ہے۔“ میں نے اس کے ہاتھ سے رومال لے کر اپنے زخم پر رکھ لیا اور وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی برق رفتاری سے آگے بڑھتی رہی لیکن چند ہی لمحوں کے بعد میں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اس کا رخ اپنی رہائش گاہ کی جانب نہیں ہے بلکہ ایک اور عمارت کی طرف ہے یہ ایک کاروباری عمارت تھی جہاں اس نے کارروائی لیکن اس کے عقبی حصے میں کارروکنے کے بعد وہ نیچے اتر آئی اور مجھ سے بولی۔

”آؤ میرے ساتھ۔“ میں خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا تھا۔

”کچھ دیر کے بعد ہم عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔ سامنے سے میں نے اس عمارت کو دیکھا تھا۔ اس پر غالباً کسی کاروباری فرم کا سائن لگا ہوا تھا۔ بہر حال کیا کہا جاسکتا ہے کہ مسٹر ٹوری بلا نکا کے کیا کیا کام پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ عمارت کے ایک کمرے میں پہنچنے کے بعد جو خالی تھا اور جسے ڈرائینگ روم ٹائپ کی جگہ کہا جاسکتا تھا اور جو آرکنڈیشنڈ تھا اور جہاں کا ماحول بہت ہی عمدہ تھا۔ ریٹا نے مجھے ایک صوفے پر بیٹھنے کے لیے کہا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔ کچھ لمحوں کے بعد بھاری بھر کم بدن کا ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ ریٹا کو اور مجھے دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑا پھر اس نے میرے رخسار پر نظر ڈالی۔ جس سے خون اب بھی بہہ رہا تھا اور وہ جلدی سے بولا۔“

کمر پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھنے میں کامیاب ہو گیا اس نے پھرتی سے ایک بار پھر ریوالور سیدھا کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے بھی اس وقت ہوشیاری سے کام لیا اور اپنی ایک ٹانگ اوپر اٹھا کر اس کے پیٹ کے نچلے حصے پر رسید کی وہ پھر مارکھا گیا تھا میں نے گھوم کر اس کے منحنے کو پکڑا اور اسے گھسیٹ لیا وہ اوندھے منہ زمین پر گرا تھا۔ اس کے پستول سے فائر ہوا تھا میں نے پوری قوت سے گھونسا اس کی گردن کی پچھلی ہڈی پر رسید کیا اور پھر اس کے بال پکڑ کر اسے سیدھا کر دیا البتہ پستول اب بھی میں اس کے ہاتھ سے نہیں لے سکا تھا ایک بار پھر اس نے غالباً ٹرائیگر دبا دیا تھا اور پستول کی گولی میرے رخسار کو چھوتی ہوئی نکل گئی تھی بس یہ ایک تازیانہ تھا جو میرے ذہن میں لگا اس بار میں نے لڑنے کا انداز تبدیل کر دیا اور پھرتی سے آگے بڑھ کر اس کے ریوالور والے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کی گرفت قائم کی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر کی پیلٹ پکڑ کر اسے سر سے بلند کیا اور پوری قوت سے زمین پر دے مارا لیکن بات ذرا سی گڑبڑ ہو گئی تھی یہاں پتھریلی چٹانیں تھیں اور ماربل کی وہ چٹان بھی زیادہ دور نہیں تھی جس کے عقب میں اس نے پناہ لی تھی میں نے غصے کے عالم میں وہ حرکت کر تو ڈالی تھی لیکن جس وقت میں نے اسے زمین پر مارا تھا وہ شاید ریٹا کے لیے بھی بڑی حیران کن بات تھی اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور منہ سے خون کی پھواریں بہہ نکلیں غالباً اس قوت سے نیچے گرنے سے اور نیچے پڑے ہوئے پتھروں سے ٹکرانے سے اس کی پسلیوں کا پتھر ٹوٹ گیا تھا اور بہت ہی زوردار ضرب لگی تھی اس کے کیونکہ ایک لمحے کے اندر اس کے ہاتھ پاؤں پھڑپھڑائے اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پٹی کی پٹی رہ گئیں اس کے مرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگی تھی۔ ریٹا کے پورے بدن میں جھرجھری سی پیدا ہو گئی وہ بے اختیار نہ انداز میں آگے بڑھی اور میرے بازو سے آگے پھر اس کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی۔

”مم مر گیا مر گیا شاید۔“

”شاید۔“ میں نے بھاری لہجے میں کہا ریٹا آنکھیں بند کر کے جھولنے لگی تو میں نے اسے دیکھ کر کہا۔

”کیا تم بے ہوش ہو رہی ہو؟“

”نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ل۔۔۔۔۔ لیکن چلیں یہاں سے چلیں۔“

”سوچ لو تمہاری پسند کا پوائنٹ ہے اتفاق سے یہاں کوئی موجود نہیں ہے ویسے یہاں

ہوا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک بار پھر میں ریٹا کے ساتھ اسی عمارت میں آ گیا تھا جو فارم ہاؤس کی عمارت تھی۔ مجھے میرے کمرے میں پہنچانے کے بعد وہ مجھے خدا حافظ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھی اور میں نہ جانے کتنی دیر تک اس کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ عجیب و غریب لڑکی تھی لیکن ساری لڑکیاں ہی عجیب و غریب ہوتی ہیں۔ بلکہ غریب کم عجیب زیادہ ہوتی ہیں۔ مختلف کیفیات کی حامل اپنے معصوم خیالات کے بوجھ تلے دبی ہوئی نہ جانے کیا کیا سوچیں ذہن میں رکھنے والیاں اور بس ہوتا ان میں۔ کچھ بھی نہیں ہے معصوم، معصوم سے خیالات جن میں وہ اپنے آپ کو نہ جانے کیا کیا سمجھ لیتی ہیں۔ البتہ رات کو کوئی دن کے بعد ٹوری بلا نکا میرے پاس پہنچا تھا اور تاسف بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

”معافی چاہتا ہوں مسٹر دانش منصور۔ ذرا سی غلطی ہوگئی۔ بس ایک معمولی سی غلطی۔ جس کی بناء پر آپ کو اس زخم سے دو چار ہونا پڑا۔ میں تو اس سلسلے میں نہ کوئی معذرت کرنا چاہتا ہوں اور نہ یہ اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھ سے آگے کی کوئی چیز تھی۔“

”کوئی بات نہیں۔ ظاہر ہے میرے دشمن ہر سمت بکھرے ہوئے ہیں۔“
”ویسے وہ شخص آپ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ اس کا تعلق مقامی پولیس سے تھا۔ یعنی اسپیشل پولیس سے۔ جو سادہ لباس میں ہوتی ہے۔“
”اوہ۔“

”ہاں اور جہاں تک ایرش واش کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں حتمی طور پر میں آپ کو یہ رپورٹ پیش کر رہا ہوں کہ اس نے لندن چھوڑ دیا ہے اور اس وقت وہ ایک اور ملک پہنچ گیا ہے۔ جس کی تفصیل میں آپ کو بعد میں بتا دوں گا۔“
”آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟“

”اس طرح جس طرح میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔“
”اتنے یقین سے کیوں؟“
”کیوں کہ میرے آدمی مسلسل اسے تلاش کر رہے تھے اور ہم اس جگہ تک پہنچ گئے تھے۔ جہاں اس کی صحیح رپورٹ مل سکتی تھی۔ یعنی مقامی محکمہ داخلہ تک لیکن تھوڑی سی دیر ہوگئی۔ وہ اپنے ساتھ مادام کو بھی لے گیا ہے۔“
”کیا؟“ میں اچھل پڑا۔

”اوہ مائی گاڈ۔ یہ۔ یہ غالباً میں ابھی آیا۔“

”وہ کوئی بات کیے بغیر پھرتی سے باہر نکل گیا تھا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد وہ فرسٹ ایڈ باکس لے آیا۔ اس دوران ریٹا خاموش بیٹھی رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سخت برہمی کی آثار تھے۔ میں نہیں سمجھ پایا تھا کہ اس عمارت میں جو لوگ موجود ہیں ان کا میرے معاملات سے کیا تعلق ہے اور ان کے اوپر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن ریٹا کا انداز بتاتا تھا جیسے وہ ان لوگوں کی بے پروائی پر ناراض ہے۔ وہ غیر معمولی انداز میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر اس شخص نے میرے رخسار کی بینڈیج کر کے اس پر ٹیپ لگا دیے اور خاموشی سے گردن جھکا کر واپس چلا گیا۔ ریٹا اب بھی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔“

”کیا بات ہے ریٹا! تم اتنی خاموش کیوں ہو؟“

”میں تم سے بہت شرمندہ ہوں بہت مسرڈنیش۔“

”کیوں؟“

”تمہیں یہ زخم نہیں لگنا چاہیے تھا۔“

”لیکن زخم لگانے والا تو بہت دور پہنچ گیا۔“

”کاش اسے اس سے بھی بڑی کوئی سزا دی جاسکتی ہم نے کیا کیا۔ اپنی زندگی خود تم

نے بچائی اور وہ بھی اس عالم میں، جبکہ یہ ہماری ذمہ داری تھی۔“

”تم خود بخود جذباتی ہو رہی ہو۔“

”کیا جذبات کا تعلق زندگی سے نہیں ہوتا؟“

”شاید ہوتا ہے۔“

”لفظ شاید کیوں استعمال کیا؟“

”اس لیے کہ تم نے مجھ سے پہلے ایسی کچھ باتیں کرنی ہیں جن کے تحت تمہارے سلسلے میں مجھے اپنے ہر لفظ پر احتیاط رکھنی پڑتی ہے۔“ وہ منہ کھول کر مجھے دیکھنے لگی اور پھر اس کے چہرے پر عجیب سی کیفیت پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

”مجھے سخت افسوس ہے سخت۔“ پھر کافی دیر تک ہم وہاں موجود رہے۔ ریٹا نے کہا۔

”اب تم ٹھیک ہو۔ ہم چلتے ہیں یہاں سے۔ میں ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کروں

گی جن لوگوں کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ ہماری نگرانی کریں گے اور نتیجہ یہ

”جیسا آپ مناسب سمجھیں۔“ اس نے کہا پھر کچھ رسمی گفتگو کے بعد وہاں سے چلا گیا۔ لیکن میرے ذہن میں بہت سے سوالات چھوڑ گیا تھا۔ کیا کرنا چاہیے، کیا ٹوری بلائیکا کی باتوں پر مکمل طور سے بھروسہ کر لینا چاہیے یا اپنے طور پر بھی تھوڑی سی کوششیں کر لی جائیں۔ ناصر درانی نے ہر طرح سے مجھے پیش کش کر دی تھی لیکن بات وہی پیدا ہو جاتی ہے ناصر درانی کو اس معاملے میں ملوث کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئین کو اس میں الجھا لیا جائے اور کوئین کے بارے میں جو حالات مجھے معلوم ہو چکے تھے اس کے بعد میرا ضمیر کسی طور پر گوارا نہیں کرتا تھا کہ اب کوئین کا سہارا لیا جائے جو کچھ اس نے مجھے دے دیا تھا اس سے زیادہ کا میں حقدار نہیں تھا۔ پھر بات وہیں آ کر ختم ہو جاتی تھی کہ میں ٹوری بلائیکا پر ہی بھروسہ کروں یہ آدمی غلط نہیں کہہ رہا ہوگا۔ ویسے یہاں انتظامیہ کا ایک آدمی اور میرے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ سفید نسل مجھے چھوڑے گی نہیں اور آخری وقت تک میرے لیے کوشش کی جائے گی۔ اس کے علاوہ روز آرگنائزیشن کا نام جس طرح ٹوری بلائیکا کی زبانی سنائی دیا تھا۔ وہ ایک الگ حیثیت کا معاملہ تھا۔ ان تمام باتوں کو سوچنے کے بعد دل میں یہ فیصلہ کیا کہ رسک لے لیا جائے۔ ٹوری بلائیکا پر ہی بھروسہ کر لیا جائے۔ ناصر درانی سے کچھ پوچھنا بے کار تھا۔ البتہ اپنے لیے کچھ انتظامات بھی کرنے تھے اور میں نے اسی دوپہر ٹوری بلائیکا کو آماجگی کی اطلاعی دے دی لیکن کچھ ذمہ داریاں اس کے سپرد تھیں جنہیں اس نے بخوشی قبول کر لیا۔ دوسری بار پوچھنے پر بھی اس نے بڑے وثوق کے ساتھ مجھے یہ ہی بتایا تھا کہ ایرش واش وہاں سے نکل چکا ہے اور وہ رخسار کو اپنے ساتھ ہی لے گیا ہے۔ میں نے تمام تیاریاں مکمل کیں اور آخر کار صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کر کے چل پڑا۔ ذریعہ بے شک ٹوری بلائیکا رہا تھا۔ اس نے مجھے کچھ پوائنٹ بھی دیے تھے کہ مجھے کہاں جانا چاہیے اور ضرورت کے وقت کس سے مدد لینی چاہیے میں نے یہ تمام باتیں اپنے ذہن میں نوٹ کر لی تھیں لیکن بس اپنے طور پر ہی آوارہ گردی کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ کسی کو اطلاع دیے بغیر میں چل پڑا۔ میرے اپنے ذہن میں وہی تمام احساسات تھے۔ اب دل کو کچھ قرار آ گیا تھا اور میں نے معاملہ تقدیر کے حوالے کر دیا تھا۔ رخسار جب بھی ملے گی اگر اس کی زندگی میری تقدیر سے وابستہ ہے تو وہ مجھے ضرور مل جائے گی اور اگر اسے اللہ نے زندگی عطا کی ہے تو وہ زندہ بھی رہے گی اور اگر ہمارے راستے واقعی مختلف ہو گئے ہیں پھر اللہ کی مرضی۔ جس علاقے میں، میں پہنچا تھا وہ اپنے طور پر ایک مشہور علاقہ تھا۔ عجیب

”ہاں۔ ہماری رپورٹ اس قدر مکمل ہے۔ میڈم، مسز دانش اس کے ساتھ ہیں۔“
”کس حیثیت سے؟“ میں نے غرائی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

”آپ یقین کریں جو معلومات میں نے آپ کو فراہم کی ہیں ان میں کہیں کوئی غلط بات نہیں ہے۔ یہ تو آپ کو علم ہو ہی چکا ہے کہ دانش منصور کی حیثیت سے بہت سے لوگ آپ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی تو میں آپ کو بتا دوں، ایک انٹرنیشنل ادارہ ہے، روز آرگنائزیشن کے نام سے۔ اس کے سربراہ تو بہت سے لوگ ہیں لیکن کچھ لوگوں نے خصوصی طور پر مقامی حکومت سے رابطہ قائم کیا ہے کہ دانش منصور ان کا مفرد قیدی ہے اور اس کے بہت سے معاملات ان سے متعلق ہیں۔ مسز دانش منصور، آپ کی شخصیت کے بارے میں معلومات کر کے تو آپ یقین کیجئے میں اپنی شخصیت بھول چکا ہوں۔ بہر حال میری یہ معلومات بالکل مکمل ہیں۔ مقامی حکومت نے ان سے تعاون کیا ہے اور اب آپ اگر ایرش واش کو تلاش کرنا چاہیں تو میں اس ملک میں آپ کو کچھ لوگوں سے روشناس کرا سکتا ہوں۔ جو میرے حوالے سے آپ کی مدد کریں۔ مجھ پر جو ذمہ داری تھی وہ یہ ہی تھی کہ میں ایرش واش کو تلاش کر کے آپ کو اس تک پہنچا دوں اور معاوضہ وصول کروں۔ ظاہر ہے میں یہ کام نہیں کر سکا۔ چنانچہ اس معاوضے کا حق دار بالکل نہیں ہوں۔ بلکہ اس کا ایک فیصد بھی.....“

”نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ اگر آپ پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ایرش واش اس وقت اس ملک میں ہے جس کا نام آپ نے مجھے ابھی تک نہیں بتایا اور پورا یقین ہے آپ کو کہ میری بیوی کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا ہے تو بہر حال آپ نے کام تو کیا۔“

”مجھے شرمندہ نہ کریں مسز دانش منصور۔ میں اصول کا آدمی ہوں۔ میں اپنے آپ کو کرائے کا قاتل نہیں کہتا۔ کرائے کا تخریب کار نہیں کہتا۔ کرائے کا دوست ہوں۔ دوست تو میں ہوں لیکن کرایہ میں اسی وقت وصول کرتا جب آپ کا کام کر دیتا۔ ہاں آپ کو اس ملک تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے اگر آپ وہاں جانا چاہیں تو اور اس کے لیے میں آپ سے تھوڑے سے سروس چارجز لے لوں گا۔“

”میں آپ کو اس بارے میں تھوڑا سا غور کر کے جواب دوں گا۔“

ہو۔ میں فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ لڑکی میرے اس طرح کھڑے ہونے سے کچھ سہم سی گئی تھی۔ میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے سرد لہجے میں کہا۔
 ”یہ کیا حرکت؟“ لڑکی کی معصوم مسکراہٹ سمٹ گئی۔ اس نے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

”بس۔۔۔۔۔ سوری سوری۔ سوری۔“

”تم نے میری تصویر بنائی ہے؟“ میں نے غرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”ہاں۔“ وہ زور زور سے سر ہلانے لگی۔ میں اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ سر ہلانے کے اس انداز میں بھی گہری معصومیت چھپی ہوئی تھی لیکن پھر بھی میں نے اپنے چہرے کو سنجیدہ ہی رکھا۔

”کیوں؟“ میں نے پوچھا۔

”یہ۔ یہ۔ میری ہابی ہے سر۔ معافی چاہتی ہوں۔ مجھے یہ خیال تھا کہ آپ اس کا برا نہیں مانیں گے۔“

”ہابی ہے یہ تمہاری؟“ میں نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

”جی سر!“

”کسی سے سوال کیے بغیر اس کی تصویر بنانا، کیا کوئی اچھی بات ہے؟“

”نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔“ وہ اسی معصومیت سے بولی۔

”پھر؟“

”بس میں میرا مطلب ہے کہ۔۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو سے آگئے اور یوں محسوس ہوا جیسے وہ رو پڑے گی۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے کہا۔

”مگر تمہیں مجھ سے پوچھ تو لینا چاہیے تھا۔“

”مم۔۔۔۔۔ میں فلم نکال دوں؟“ اس نے کمرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا لیکن میں نے اس کا ہاتھ روک دیا۔

”نہیں ٹھہرو۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ بس اگر تم مجھ سے پوچھ لیتیں تو اچھا ہوتا۔“

”میں معافی چاہتی ہوں بس۔“

”آؤ۔ میرے ساتھ تھوڑا سا وقت گزارو۔“ میں نے کہا اور وہ اس طرح میرے

وغریب روایات کا حامل، سمندر کی گہرائیوں اور حسین عمارتوں کا شہر، میرے سامنے آ گیا تھا۔ اس شہر میں پہنچنے کے بعد میں نے ایک ہوش مند اور سمجھدار انسان کی حیثیت سے اپنے آپ کو سنبھالا اور فیصلہ کیا کہ حقائق میں زندگی برباد ہو سکتی ہے۔ کیا فائدہ اس طرح زندگی کھوئے سے۔ زندگی کی اونچ نیچ سے رابطے قائم رکھو اور انتظار کرو کہ وقت کے فیصلے کیا ہوتے ہیں۔ ایک خوبصورت سے ہوٹل میں اپنے لیے ایک کمرہ حاصل کیا اور یہ بھی صرف اتفاق تھا کہ ہوٹل کے جائے وقوع کو دیکھ کر آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ جس وقت اس ہوٹل میں رہائش کے لیے کمرہ حاصل کرنے کو داخل ہوا تھا۔ تو مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس کی لوکیشن کیا ہے لیکن جب اپنے کمرے میں پہنچنے کے بعد عقبی کھڑی کھولی تو منظر ہی کچھ اور نظر آیا۔ یہ ہوٹل ایک مصروف ساحل پر واقع تھا اور اس کے عقب میں ایک ملک ہی نہیں بلکہ اس شہر کی روایتیں بھی بکھری ہوئی تھیں اور ایک حسین دنیا جو زندگی سے بھرپور تھی اس طرف نظر آ رہی تھی۔ ساحل پر رنگر انداز کشتیوں اور اسٹیروں پر رنگ برنگے بلب جل رہے تھے۔ کنارے کنارے سمندر میں بے شمار چھوٹی چھوٹی ڈونگیاں بھی تھیں جو ایک خاص قسم کے کاروباری لوگوں کی ہوتی ہیں اور ان ڈونگیوں میں کیرو سین لیمپ جل رہے تھے دلچسپ بات یہ تھی کہ ان ڈونگیوں میں مختلف اشیاء کی فروخت ہوتی تھی کھانے پینے کی چیزیں۔۔۔۔۔ زندگی اس انداز میں رواں دواں تھی کہ دیکھ کر ایک عجیب سا احساس دل میں پیدا ہو جاتا تھا۔ بے اختیار دل چاہا کہ تیار ہو کر ہوٹل کی عقبی سمت کے ساحل پر پہنچ جاؤں اور یہاں کی رنگ رلیوں میں گم ہو جاؤں اور دل کی اس مانگ پر میں اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکا۔ خاموشی سے لباس تبدیل کیا۔ ہوٹل کے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور اس کے بعد معلومات حاصل کرتا ہوا ہوٹل کے عقبی حصے سے ساحل پر آ گیا۔ بہت خوبصورت جگہ تھی۔ میں گھومتا پھرا اور ایک عجیب سے سرور کا مجھے احساس ہوا۔ نہ جانے کتنا وقت اس طرح گزر گیا پھر تھکن سی محسوس کی اور سامنے ایک چھوٹے سے پارک میں جہاں کھانے پینے کی چیزیں بیچنے والے کسی شخص نے کیبن بنا رکھے تھے چل پڑا اور وہاں جا بیٹھا۔ بیٹھنے کے لیے خوبصورت بنچیں پڑی ہوئی تھیں میں ایک بنچ پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک خوبصورت سی لڑکی سامنے آئی اور اس نے کمرہ سپرد ہا کر کے فوراً ہی تصویر لے ڈالی۔ وہ معصوم سی شکل کی حسین لڑکی تھی۔ جو میری تصویر کھینچنے کے بعد معصومیت سے مسکرا رہی تھی جیسے اپنی دانست میں اس نے کوئی شرارت کی ہو۔ لیکن میرا چہرہ سکڑ گیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ صرف اتفاق نہ

”صرف لوگوں کی نہیں بلکہ ہر اس چیز کی جو مجھے پسند آئے۔ آپ پلیز مجھے معاف کر دیجئے۔ اب میں جاؤں؟“

”ارے نہیں نہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ کچھ کھاؤ پیو گی نہیں؟“

”نہیں پلیز! بس آپ مجھے معاف کر دیجئے۔“

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔“ میں نے کہا اور وہ جلدی سے اٹھ گئی پھر بولی۔

”جاؤں؟“

”ہاں۔ ویسے کیا تم مجھے اپنے کمرے کا نمبر بتا سکتی ہو؟“ میں نے سوال کیا لیکن وہ تیزی سے مڑی اور واپس چل پڑی۔ میں ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا لیکن میں سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی وہ اتنی ہی معصوم لڑکی تھی اور اس نے صرف اپنی ہابی کے تحت میری تصویر بنائی تھی یا اس کے پس پردہ کچھ اور ہو سکتا ہے۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ بہر حال اس کے بعد میں نے اس لڑکی کو ذہن سے نکال دیا۔ یہاں آ گیا تھا اور کچھ ایسے لوگوں کے پتے معلوم تھے جو ایرش واش تک میری رہنمائی کر سکتے تھے لیکن فوراً ہی ان سے ملنا مناسب نہیں سمجھا۔ پھر ایک گہری سانس لے کر رخسار کے بارے میں سوچا۔ نہ جانے کس طرح اپنا وقت گزار رہی ہوگی۔ پتا نہیں ایرش واش نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ لیکن بہر حال ایرش واش کا کم از کم وہ منصوبہ تو ختم ہو گیا۔ جب بھی اس کے بارے میں سوچتا، دل کو ایک خوشی کا سا احساس ہوتا۔ رات گزر گئی، دوسرے دن کوئی گیارہ بجے کے قریب اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ پچھلی سست کا منظر اس وقت ذرا مختلف ہو گیا تھا۔ ادھر ساحل پر باقاعدہ کاروبار ہو رہا تھا اور مختلف لوگ اپنے اپنے معمولات میں مصروف تھے۔ میں سنسان راہداری سے گزرتا ہوا آگے بڑھا۔ تو اچانک ہی میں نے کونے کے ایک کمرے سے اس لڑکی کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور میں ایک دم ٹھنک کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ لڑکی نے کمرے کے دروازے کو تالا لگایا تھا اور اس کے بعد اطمینان سے لٹ کی جانب چل پڑی تھی۔ میرے ذہن میں ایک دم عجیب سے خیالات کا گزر رہا۔ اگر لڑکی کے کمرے کی تلاشی لی جائے تو ہو سکتا ہے اس واقعے کی کچھ تفصیلات معلوم ہو جائیں۔ ویسے تو میں اسے نظر انداز کر ہی چکا تھا۔ لڑکی نے مجھے بتایا بھی تھا کہ اس کا قیام اسی ہوٹل میں ہے لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ اسی منزل کے کونے کے کمرے میں موجود ہوگی۔ پھر یہ خیال دل میں جڑ پکڑ گیا کہ جس طرح بھی بن پڑے مجھے

ساتھ آگے بڑھ گئی جیسے اپنے جرم کی سزا پارہی ہو۔ خاموش، جھکی ہوئی گردن کے ساتھ اس نے کئی قدم میرے ساتھ طے کیے۔ میں نے اس سے کہا۔

”تم ان تصویروں کا کیا کرتی ہو؟“

”کچھ نہیں بس الہم بناتی ہوں۔“

”مگر کس قسم کی تصویروں کا الہم؟“

”بس جو مجھے اچھا لگتا ہے، چاہے وہ کوئی منظر ہو، کوئی انسان ہو، کوئی چیز ہو۔“

”اس کا مطلب ہے میں تمہیں اچھا لگا ہوں؟“ اس نے پھر اسی طرح زور سے گردن ہلائی۔ میں نے اس سے کہا۔

”کہاں رہتی ہو؟“

”یہ جو سامنے ہوٹل ہے اس میں۔“

”ہوٹل میں قیام ہے تمہارا؟“

”ہاں۔“

”کیا مطلب؟ یہاں کی نہیں ہو؟“

”نہیں۔“

”کہاں سے آئی ہو؟“

”ترکی سے۔“ اس نے جواب دیا۔

”اوہو۔ ترکش ہو؟“

”نہیں۔ انگریز۔“

”کیا مطلب؟“

”برٹش ہوں۔“

”مگر تم تو کہہ رہی تھی کہ ترکی سے آئی ہو۔“

”تو ترکی سیر کرنے گئی تھی ناں۔“

”اچھا اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سیاح ہو؟“

”ہاں۔“

”اور تمہیں دنیا بھر کے لوگوں کی تصویریں جمع کرنے کا شوق ہے؟“

نظر میں آیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ صرف میرا شبہ ہو۔ اگر تعاقب شروع کیا گیا تھا تو اس طرح ختم کیوں کر دیا گیا۔ یا تو یہ بھی ممکن ہے کہ تعاقب کرنے والے کو یہ احساس ہو گیا ہو کہ میں اس تعاقب سے واقف ہو چکا ہوں۔ بہر حال جہنم میں جائے کوئی صورت حال سامنے آئی تو دیکھا جائے گا اس بارے میں امکانات بھی تھے کہ میرا تعاقب کرنے والے وہ لوگ ہوں یعنی ٹوری بلا نکا کے آدمی اور ٹوری بلا نکا نے انہیں ہدایت کر دی ہو۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے۔ جہنم میں جائے اب تو صرف حالات ہی کے ساتھ سمجھوتا کرنا پڑا تھا۔ بہت دیر تک میں گھومتا رہا اور جب بری طرح تھک گیا تو واپس اپنے ہوٹل کی جانب چل پڑا۔ ذہن میں ایک عجیب سا بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ کوئی ایسا واقعہ ہو جو مجھے ذہنی طور پر سکون بخشنے۔ کون کون سی یادوں کو سینے سے لگائے رہوں۔ کس کس طرح اپنے آپ کو بھلاؤں۔ جو یادیں دل کے گوشوں کو منتشر کر دیتی تھیں۔ وہ آسانی سے بھلا کیسے پیچھا چھوڑ سکتی تھیں۔ ایک دنیا چھوڑ دی تھی اپنے پیچھے۔ ایک کائنات چھوڑ دی تھی۔ ایسے ایسے رشتے، جن کے بارے میں سوچتا تو دل کی دنیا ہی اٹھل پھٹل ہو جاتی لیکن کوئی میرے ساتھ نہیں تھا۔ آہ، کوئی میرے ساتھ نہیں تھا۔ لاپتہ ماں باپ کی اولاد۔ وہ لوگ جو محبت کرتے تھے۔ اتنی دور کہ ان تک دیوید پہنچنے یا رسائی حاصل کرنے کا تصور ایک خواب، ایک خیال کی مانند۔ یہ تھی میری زندگی۔ یہ تھا میں اور جب ان تمام باتوں کے بارے میں کبھی دل مچلتا تو اس طرح کہ اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا اور طبیعت پر شدید اضطراب طاری ہو جاتا تھا۔ ہوٹل کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوا تھا کہ سامنے ہی وہ لڑکی نظر آ گئی، تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی باہر جانے کے لیے نکل رہی تھی، مجھے دیکھ کر ٹھٹھک گئی پھر مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھ گئی، اس کی تیز رفتاری سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں جو کیفیت میں نے دیکھی تھی ایک بار پھر میرا ذہن اس کی طرف سے ڈانواؤں میں ڈال دیا اور نہ جانے کیوں میں نے اسے آواز دے لی۔

”نیشا آپ ہی کا نام ہے نا؟“

”ہیلو۔“ وہ آگے بڑھ آئی۔

”میں نے پھر پوچھا نیشا آپ ہی کا نام ہے نا؟“

”ہاں کہہ؟“

”مجھے پچانتی ہیں آپ؟“ میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

اس کے کمرے کی تلاشی لینی چاہیے لیکن اس کا تالا کیسے کھولا جائے۔ میں انتظار کرتا رہا۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ نیچے جا کر یہ دیکھوں کہ لڑکی کہیں ہوٹل میں موجود تو نہیں ہے اور کچھ لمحوں کے بعد واپس آنے کا ارادہ رکھتی ہے پھر اچانک ہی میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لڑکی نے کہا تھا کہ لوگوں سے اجازت لیے بغیر ان کی تصویریں بنانا اس کی ہابی ہے تو یہ تو جواب میں اس سے میں بھی یہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے علم میں لائے بغیر ان کے کمروں میں داخل ہونے کی کوشش کرنا میری بھی ہابی ہے۔ اب صرف یہ سوال تھا کہ میں کمرے کا دروازہ کیسے کھولوں۔ تو میں نے اس کے لیے کوششیں کیں۔ واپس اپنے کمرے میں گیا۔ ایک مخصوص قسم کا تار بنایا اور تجربہ کرنے کے لیے میں لڑکی کے کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اتنی دیر تک اس کے واپس نہ آنے کا مطلب یہ تھا کہ فی الحال وہ واپس نہیں آئے گی۔ پھر حال میں نے کمرے کے تالے پر کوششیں کیں اور کچھ لمحوں کے بعد اس میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد میں احتیاط سے اندر داخل ہو گیا تھا۔ کمرہ معمول کے مطابق تھا۔ میں نے اس کے سامان کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن بہت دیر تک کوشش کرنے کے باوجود کوئی کام کی چیز برآمد نہیں ہوئی تھی۔ وہ کیمرا البتہ وہاں موجود تھا لیکن میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس کی ریل نکالی جا چکی تھی۔ اس کے بعد مکمل طور سے اس کے سامان کا جائزہ لے کر وہاں سے نکل گیا۔ کوئی خاص چیز نہیں ملی تھی۔ بلکہ وہاں موجود کچھ چیزیں لڑکی کے بیان کی تصدیق کر رہی تھیں۔ وہ انقرہ سے یہاں آئی تھی۔ اس کے پاسپورٹ پر اس کی تصویر وغیرہ لگی ہوئی تھی اور ایک سیاح کے کاغذات اس کے پاس موجود تھے۔ اس کا نام نیشا تھا اور تعلق برطانیہ سے بہر حال یہ سب کچھ معلوم کرنے کے بعد میں نے اس کی بات تسلیم کر لی تھی کہ ہو سکتا ہے تصویریں بنانا صرف اس کی ہابی ہو۔ اس کے بعد مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ ہوٹل سے باہر نکل کر ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھ آیا اور کافی دور تک پیدل ہی چلتا رہا۔ تھوڑی دور پہنچ کر اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ میرا تعاقب کیا جا رہا ہے اور میں ایک دم محتاط ہو گیا۔ تعاقب کرنے والوں کا صحیح طور پر جائزہ نہیں لے سکا تھا۔ اس لیے آگے بڑھتا رہا اور کچھ دیر کے بعد ایک دکان کے شوروم کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ایک دہلی پتلی جسامت کے شخص کو ایک ایسی سڑک کی طرف مڑتے ہوئے دیکھا جہاں ایک شوروم میں کچھ ماڈل لگے ہوئے تھے۔ میں ایک لمحے تک سوچتا رہا پھر یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ کافی دور تک پیدل چلتا رہا لیکن اس کے بعد وہ شخص دوبارہ

”میڈم کے بارے میں مسٹر ایرش واش نے آپ کے لیے پیغام بھیجا ہے۔“
”کیا؟“

”مسٹر ایرش واش کا کہنا ہے کہ ظاہر ہے میڈم کو وہ سکون تو نہیں پہنچایا جاسکتا جو تمہاری موجودگی میں انہیں حاصل ہو سکتا ہے۔ باقی ان کی عزت ان کے وقار میں اس وقت تک کوئی کمی نہیں کی جائے گی جب تک ہم تم سے بالکل مایوس نہ ہو جائیں۔ سمجھ رہے ہونا۔ ان کی طرف سے مطمئن رہو۔“

”اس کے لیے میں مسٹر ایرش واش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔“

”لیکن جو کچھ تم کر رہے ہو وہ غلط ہے۔ مسٹر ایرش واش تمہارے بارے میں بھی سب کچھ معلوم کر چکے ہیں مسٹر دانش منصور۔ تم ایک ایسے ملک کے باشندے ہو جس نے خود تمہیں تمہاری تمام تر کاوشوں کے بعد ملک بدر کر دیا ہے۔ تمہیں اپنی بقاء کے لیے نجانے کیا کیا کھیل کھیلنے پڑے ہیں۔ نہ جانے کیسی کیسی کہانیاں تم نے اپنی ذات سے وابستہ کر لی ہیں۔ کیا تمہیں اس بات کا احساس نہیں۔ کیا تمہارے اندر تمہارا ضمیر نہیں جاگتا کہ تم اس کے باوجود اپنے ملک کے لیے انتقام کا کوئی جذبہ نہیں رکھتے؟“

”اپنے پیاروں سے کبھی انتقام نہیں لیا جاتا مائی ڈیئر۔“

”یہ جہالت اور بیوقوفی ہے۔“

”اور میرا خیال ہے تمہیں اس کا حق نہیں ہے کہ مجھے جاہل اور بیوقوف کہو۔“

”نہیں۔ ہم نے مثال کے طور پر یہ بات کہی۔“

”گفتگو میں احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں انسان کو اس کا سلیقہ ہونا

چاہیے۔“

”خیر تم نے میری بات کا برا مان لیا ہے۔ میں یہ ہی چاہوں گا کہ ایسا نہ ہو۔ میں تم سے

یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ فائل کہاں ہے وہ فائل ہمارے حوالے کر دو۔“

”میں تم سے یہ پوچھتا چاہتا ہوں کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں آیا ہوں۔“

”دانش منصور کی شخصیت ان لوگوں سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جن سے ہماری

لڑائی چل رہی ہے اور یقینی طور پر تمہیں اس کا نام بھی معلوم ہوگا میں رانا کی بات کر رہا ہوں۔

وہ شخص جو درحقیقت ہمارے لیے دردسر بنا ہوا ہے یعنی رانا وسیم۔“

ہاتھ میں پستول تھا سامنے سے بٹا اور صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بن بلائے مہمان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔“

”جب کوئی کسی کے پاس آتا ہے تو اس کے ذہن میں کوئی مقصد ہوتا ہے۔ مہمان کی آمد کا تعین اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کی آمد کی وجہ کیا ہے۔ ویسے یہ دلچسپ بات ہے کہ کبھی کبھی انسان اپنے گھر میں بھی اجنبی ہو جاتا ہے۔“

”مطلب؟“ صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص نے سوال کیا۔

”اب دیکھو ناں یہ میرا گھر نہ سہی لیکن اس ہوٹل کا کمر ضرور ہے جس کا زبردست کرایہ مجھے ادا کرنا پڑے گا لیکن تم مجھے بیٹھنے کی اجازت نہیں دے رہے یا تم نے مجھے بیٹھنے کی پیش کش نہیں کی۔ اس لیے میں کھڑا ہوا ہوں۔ یعنی اس ہوٹل کے کمرے میں جس کا مجھے کرایہ ادا کرنا ہے۔“

”تم شاید ذہنی طور پر اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور ایسی چوہن سوج رہے ہو جس سے صورتحال پر قابو پاسکو۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے ایسا ہو۔“

”اسی لیے میں تمہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“

”چلو ٹھیک ہے۔ کیا چاہتے ہو اور تم دونوں کی اس طرح آمد کیا معنی رکھتی ہے۔“

”تم سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔“

”چلو ٹھیک ہے سوالات کر لو۔“

”وہ فائل کہاں ہے جو بریف کیس سے غائب ہوئی تھی اور جسے ہم نے غائب کیا تھا۔“

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا تعلق.....“

”ایرش واش سے ہے۔“

”تمہارا نام معلوم کر سکتا ہوں؟“ میں نے سوال کیا۔

”بے مقصد، فضول ہم تو معمولی سے لوگ ہیں مسٹر ایرش واش کے لیے کام کرنے

والے ہمیں ہدایات دی جاتی ہیں کہ ہم کام کریں اور اس کے نتائج سے ماسٹر کو آگاہ کریں۔“

”چلو ٹھیک ہے یہ تو تمہیں پتا ہوگا کہ میری بیوی کہاں ہے۔“ میں نے سوال کیا۔

وہی اس نے مجھے دوبارہ بتایا تھا، خاصا دلچسپ وقت اس کے ساتھ گزرا اور تھوڑی سی ذہنی تفریح مہیا ہو گئی۔ اصل میں سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو تلاش کر رہا تھا یعنی یہ کہ وہ کون سے لمحات ہو سکتے ہیں جو مجھے تھوڑا سا ذہنی سکون بخش دیں ورنہ کرب تو زندگی کا ساتھی بن کر رہ گیا تھا۔ نیشا کے ساتھ خاصا اچھا وقت گزرا۔ میں اسی الجھن میں رہا تھا اور اس کا مسلسل جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرتا رہا تھا کہ لڑکی ہے کیا چیز۔ بس ایک دوبارہ پلکا سا شبہ ہوا تھا کہ اس کی شخصیت میں کوئی اور شخصیت بھی پوشیدہ ہے ورنہ اگر عام آدمی ہوتا میری جگہ، تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ نیشا کس طرح غلط شخصیت کی مالک ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اس کے سامان میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں دستیاب ہوئی تھی۔ وقت ابھی کافی تھا جب ہم وہاں سے اٹھے تو میں نے نیشا سے کہا۔

”اب تمہاری ذہنی کیفیت بہتر ہو گئی ہوگی نیشا؟“

”ہاں۔ بہت حد تک۔“

”اور تمہیں یاد آ گیا ہوگا کہ تم کس کام سے جا رہی تھیں؟“

”ارے ہاں، اف میرے خدا، مجھے تو بہت ہی ضروری جانا تھا۔“

”ایک بار پھر مجھے معافی مانگنی پڑے گی۔“

”نہیں کیا کروں، میں جس کیفیت کا شکار ہوں اس میں ایسے واقعات میرے لیے عام ہیں، ہوتا رہتا ہے جب تک ذہن کسی مسئلے میں سیٹ نہ ہو، میں کچھ کر ہی نہیں سکتی، آئی ایم سوری مائی ڈیئر، مسٹر وینش لیکن میں دوبار تم سے ضرور ملاقات کروں گی اور میں ایک بات پھر یہ بتا دوں کہ تم مجھے بہت اچھے لگے ہو، اوکے چلتی ہوں۔“ اور اس کے بعد میں نے اسے ہوٹل کے گیٹ تک چھوڑا تھا پھر ایک گہری سانس لے کر اسے ٹیکسی میں بیٹھ کر جاتے ہوئے دیکھتا رہا تھا کیا لڑکی ہے۔ درحقیقت اس کی جتنی عمر ہے اس حساب سے وہ بے مثال شخصیت کی مالک ہے۔ یہی بات سوچتا ہوا اندر کی جانب چل پڑا، ذہن مختلف خیالات میں ڈوبا ہوا تھا، میں کاؤنٹر سے پی بی لے کر لفٹ کی جانب چل پڑا، لفٹ نے مجھے میری منزل پر اتار دیا اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے پر پہنچ گیا، راہ داری پر سکون تھی، تالے کی چابی لگائی تو اچانک ہی احساس ہوا کہ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ یہ صرف چھٹی حس تھی جس نے یہ احساس دلایا تھا، یہ اندازہ نہیں ہوا کہ گڑبڑ کیا ہوئی ہے، اندر کمرے میں پہنچا تو کمراتار یک تھا، بٹن دبا کر روشنی کر دی۔

”میرا اندازہ درست تھا اور اس اندازے کی تصدیق بھی ہو گئی تھی وہ ایک دراز قامت آدمی تھا دودھ جیسا سفید رنگ، چہرے کے پھیکے پھیکے نقوش سامنے کھڑا ہوا تھا اور پستول کا رخ میری ہی جانب تھا۔ لیکن وہ وہاں تنہا نہیں تھا۔ کمرے میں ہلکی سی دھوئیں کی بو بھی پھیلی ہوئی تھی۔ جسے میں نے اندر قدم رکھتے ہی محسوس کر لیا اور یہ بو ایک سگار سے اٹھ رہی تھی جو الیش ٹرے میں رکھا ہوا تھا اور اس میں سے دھوئیں کی پتلی لکیر بلند ہو رہی تھی۔ جو شخص صوفے پر بیٹھا ہوا تھا وہ ذرا بھاری بھر کم بدن کا مالک تھا اور ضرورت سے زیادہ ہی پر اعتماد نظر آ رہا تھا دونوں بہر حال خطرناک شکل و صورت رکھتے تھے۔ لیکن نہ جانے کیوں ذہن میں ایک ہلکی سی شگفتگی پیدا ہو گئی یہ معزز مہمان کون تھے اور جس انداز میں انہوں نے یہاں ایک ڈرامائی پتھویشن پیدا کر دی تھی وہ باعث دلچسپی تھی۔ پستول والے نے مجھے پستول کی نال سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”دروازہ بند کر دو۔“

”اوکے سر۔“ میں نے گھوم کر دروازہ بند کیا لیکن اس طرح کہ دروازہ لاک نہ ہونے پائے اور تھوڑا سا کھلا رہے اس کے ساتھ ساتھ ہی ان لوگوں کو میری اس چالاکی کا احساس نہ ہو سکے اور ایسا ہی ہوا تھا وہ دونوں میری اس چالاکی پر غور نہیں کر سکے تھے حالانکہ ابھی یہ چالاکی بے مقصد تھی میں نے جو کچھ کیا تھا اس کا کوئی خاص مفہوم بھی میرے ذہن میں نہیں تھا۔ بس چونکہ اس وقت ان لوگوں کو اس اندازہ میں دیکھ کر ذہنی شگفتگی جاگ اٹھی تھی اس لیے کوئی نہ کوئی عمل ضروری سمجھ کر میں نے بھی اپنی طرف سے چالاکی کا ثبوت دے دیا تھا۔ وہ شخص جس کے

”میڈم کے بارے میں مسٹر ایرش واش نے آپ کے لیے پیغام بھیجا ہے۔“
”کیا؟“

”مسٹر ایرش واش کا کہنا ہے کہ ظاہر ہے میڈم کو وہ سکون تو نہیں پہنچایا جاسکتا جو تمہاری موجودگی میں انہیں حاصل ہو سکتا ہے۔ باقی ان کی عزت ان کے وقار میں اس وقت تک کوئی کمی نہیں کی جائے گی جب تک ہم تم سے بالکل مایوس نہ ہو جائیں۔ سمجھ رہے ہونا۔ ان کی طرف سے مطمئن رہو۔“

”اس کے لیے میں مسٹر ایرش واش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔“

”لیکن جو کچھ تم کر رہے ہو وہ غلط ہے۔ مسٹر ایرش واش تمہارے بارے میں بھی سب کچھ معلوم کر چکے ہیں مسٹر دانش منصور۔ تم ایک ایسے ملک کے باشندے ہو جس نے خود تمہیں تمہاری تمام تر کاوشوں کے بعد ملک بدر کر دیا ہے۔ تمہیں اپنی بقاء کے لیے نجانے کیا کیا کھیل کھیلنے پڑے ہیں۔ نہ جانے کیسی کیسی کہانیاں تم نے اپنی ذات سے وابستہ کر لی ہیں۔ کیا تمہیں اس بات کا احساس نہیں۔ کیا تمہارے اندر تمہارا ضمیر نہیں جاگتا کہ تم اس کے باوجود اپنے ملک کے لیے انتقام کا کوئی جذبہ نہیں رکھتے؟“

”اپنے پیاروں سے کبھی انتقام نہیں لیا جاتا مائی ڈیئر۔“

”یہ جہالت اور بیوقوفی ہے۔“

”اور میرا خیال ہے تمہیں اس کا حق نہیں ہے کہ مجھے جاہل اور بیوقوف کہو۔“

”نہیں۔ ہم نے مثال کے طور پر یہ بات کہی۔“

”گفتگو میں احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں انسان کو اس کا سلیقہ ہونا چاہیے۔“

”خیر تم نے میری بات کا برا مان لیا ہے۔ میں یہ ہی چاہوں گا کہ ایسا نہ ہو۔ میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ فائل کہاں ہے وہ فائل ہمارے حوالے کر دو۔“

”میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں آیا ہوں۔“

”دانش منصور کی شخصیت ان لوگوں سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جن سے ہماری لڑائی چل رہی ہے اور یقینی طور پر تمہیں اس کا نام بھی معلوم ہوگا میں رانا کی بات کر رہا ہوں۔ وہ شخص جو درحقیقت ہمارے لیے درد سر بنا ہوا ہے یعنی رانا وسیم۔“

ہاتھ میں پستول تھا سامنے سے ہٹا اور صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بن بلائے مہمان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔“

”جب کوئی کسی کے پاس آتا ہے تو اس کے ذہن میں کوئی مقصد ہوتا ہے۔ مہمان کی آمد کا تعین اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کی آمد کی وجہ کیا ہے۔ ویسے یہ دلچسپ بات ہے کہ کبھی کبھی انسان اپنے گھر میں بھی اجنبی ہو جاتا ہے۔“

”مطلب؟“ صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص نے سوال کیا۔

”اب دیکھو ناں یہ میرا گھر نہ سہی لیکن اس ہوٹل کا کمر ضرور ہے جس کا زبردست کرایہ مجھے ادا کرنا پڑے گا لیکن تم مجھے بیٹھنے کی اجازت نہیں دے رہے یا تم نے مجھے بیٹھنے کی پیش کش نہیں کی۔ اس لیے میں کھڑا ہوا ہوں۔ یعنی اس ہوٹل کے کمرے میں جس کا مجھے کرایہ ادا کرنا ہے۔“

”تم شاید ذہنی طور پر اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور ایسی پھویشن سوچ رہے ہو جس سے صورتحال پر قابو پاسکو۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ہو سکتا ہے ایسا ہو۔“

”اسی لیے میں تمہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“

”چلو ٹھیک ہے۔ کیا چاہتے ہو اور تم دونوں کی اس طرح آمد کیا معنی رکھتی ہے۔“

”تم سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔“

”چلو ٹھیک ہے سوالات کر لو۔“

”وہ فائل کہاں ہے جو بریف کیس سے غائب ہوئی تھی اور جسے ہم نے غائب کیا تھا۔“
”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا تعلق.....“

”ایرش واش سے ہے.....“

”تمہارا نام معلوم کر سکتا ہوں؟“ میں نے سوال کیا۔

”بے مقصد، فضول ہم تو معمولی سے لوگ ہیں مسٹر ایرش واش کے لیے کام کرنے والے ہمیں ہدایات دی جاتی ہیں کہ ہم کام کریں اور اس کے نتائج سے ماسٹر کو آگاہ کریں۔“

”چلو ٹھیک ہے یہ تو تمہیں پتا ہوگا کہ میری بیوی کہاں ہے۔“ میں نے سوال کیا۔

ہیں۔ ہر مرتبہ مار کھانی ہے لیکن وطن پرستی سے باز نہیں آئے اور اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ تم وطن پرست ہو۔“

”مگر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔“

”وہ فائل جو بریف کیس سے غائب کر دی گئی تھی۔“

”تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ میرے پاس موجود ہے کیا تم نے یہاں میرے سامان کی تلاشی لی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے ایسا کیا ہوگا اور کیا تمہیں یہاں سے ایسی کوئی چیز دستیاب ہو سکی۔“

”یہاں سے نہیں ہو سکتی تھی۔“

”تلاشی تو لی ہے ناں تم نے۔“

”کیوں نہیں۔“

”تو پھر؟“

”تمہیں اصل جگہ بتانی ہوگی چلو اتنا ہی بتا دو کہ اس وقت رانا وسیم کہاں ہے۔“

”یعنی تم یہ جانتے ہو کہ وہ برطانیہ میں ہے اور تم یہاں اس کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔“ صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور بولا۔

”نہیں یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو صرف دلائل سے زبان کھول دیتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں کیا ہدایت دی گئی تھیں۔ یہ تو ہماری شرافت ہے کہ تم نے اس سے اتنی گفتگو کر لی۔“

”ٹھیک ہے سر۔“ اس آدمی نے کہا جواب تک کھڑا ہوا تھا اور پھر اپنا پستول جیب میں رکھ لیا لیکن اب صوفے پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنی جیب سے پستول نکال کر میری جانب سیدھا کر لیا تھا میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا ہے اب ظاہر ہے وہ لوگ کسی نہ کسی جہالت پر آمادہ تھے کیا کرنا چاہتے تھے۔ یہ میں نہیں جانتا تھا لیکن بہر حال زبانی گفتگو ختم ہو چکی تھی اور اب کچھ بدن کا کھیل شروع ہونے والا تھا۔ جس کا مجھے احساس ہو گیا تھا لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ ایرش واش دانش منصور سے واقفیت کے باوجود صرف دو آدمیوں پر قناعت کر رہا تھا لمبے قد کا آدمی میرے بالکل قریب آ گیا اور صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں میں رانا وسیم کو جانتا ہوں۔ میرے ہی ملک کا باشندہ ہے لیکن اس کے باقی معاملات سے نہ مجھے کوئی دلچسپی رہی ہے اور نہ میں اس کے بارے میں کوئی تفصیل جانتا ہوں۔“

”وقت اور حالات یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ رانا وسیم نے تمہاری مدد سے بہت سی آسانیاں حاصل کی ہیں اور تمہاری ہی مدد سے وہ کسی ایسی جگہ روپوش ہو گیا ہے جہاں اسے تلاش نہیں کیا جاسکا۔ ہم نے یہ بھی اندازہ لگا لیا ہے مائی ڈیئر دانش منصور کہ یہاں تم تنہا آئے ہو اور رانا وسیم تمہارے پاس موجود نہیں ہے ہم جو فیصلہ کر سکے ہیں وہ یہ ہے کہ امکان اس بات کا ہے کہ شاید تم رانا وسیم کو یہاں طلب کرو اور اس کے لیے کوئی ذریعہ تلاش کر لو لیکن ایسا ممکن نہیں ہوگا وہ برطانیہ ہی سے نہیں نکل سکے گا۔ ہمیں تو تمہاری آمد کا بھی علم ہے اور جب وہ وہاں سے نکلے گا تب بھی ہمیں اس کے بارے میں علم ہو جائے گا لیکن بہتر یہ ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو۔“

تم ایک ایسی بے مقصد لڑائی ہم سے مول لے رہے ہو جس کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔“

”اور اگر اس لڑائی کا آغاز خود بخود تم نے کر دیا ہو تو؟“ میں نے سوال کیا۔

”مطلب؟“

”مطلب یہ کہ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ رانا وسیم میرے پاس آیا تھا اور ایک زخمی انسان کی حیثیت سے اور سچی بات یہ ہے کہ اب جب کہ تم میرے بارے میں سب کچھ جان چکے ہو تو میں تم سے یہ کہوں کہ ایک ہم وطن ہونے کی حیثیت سے میں نے اس کی تھوڑی بہت مدد کی اور جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہو گیا تو میں نے اس سے معذرت کر لی اور یہ کہا کہ میں تو خود ترک وطن کیے ہوئے ہوں اس لیے اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا پھر بعد میں جو کچھ بھی کیا وہ تمہارا اپنا ذاتی معاملہ تھا اور تم نے مجھے بلا وجہ اس میں ملوث کر لیا میری بیوی کو اغوا کر کے لے گئے ایرش واش کو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے لیکن باقی جو تم نے کیا ہے کیا وہ درست ہے۔“

”یہیں پر تو سارا معاملہ گڑبڑ ہو گیا ہے۔ یعنی ایرش واش اس بات سے مطمئن نہیں ہے کیونکہ مسٹر دانش منصور تمہارا ماضی ایسا ہی رہا ہے۔ اپنے وطن کے لیے تم نے اندھی چالیں چلی

ہیں۔ ہر مرتبہ مار کھائی ہے لیکن وطن پرستی سے باز نہیں آئے اور اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ تم وطن پرست ہو۔“

”مگر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔“

”وہ فائل جو بریف کیس سے غائب کر دی گئی تھی۔“

”تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ میرے پاس موجود ہے کیا تم نے یہاں میرے سامان کی تلاشی لی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے ایسا کیا ہوگا اور کیا تمہیں یہاں سے ایسی کوئی چیز دستیاب ہو سکی۔“

”یہاں سے نہیں ہو سکتی تھی۔“

”تلاشی تو لی ہے ناں تم نے۔“

”کیوں نہیں۔“

”تو پھر؟“

”تمہیں اصل جگہ بتانی ہوگی چلو اتنا ہی بتا دو کہ اس وقت رانا وسیم کہاں ہے۔“

”یعنی تم یہ جانتے ہو کہ وہ برطانیہ میں ہے اور تم یہاں اس کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔“

”صوفی پر بیٹھے ہوئے شخص نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور بولا۔“

”نہیں یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو صرف دلائل سے زبان کھول دیتے ہیں۔“

”تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں کیا ہدایت دی گئی تھیں۔ یہ تو ہماری شرافت ہے کہ تم نے اس لیے اتنی گفتگو کر لی۔“

”تھیک ہے سر۔“ اس آدمی نے کہا جواب تک کھڑا ہوا تھا اور پھر اپنا پستول جیب میں

رکھ لیا لیکن اب صوفی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنی جیب سے پستول نکال کر میری جانب

سیدھا کر لیا تھا میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا ہے اب ظاہر ہے وہ لوگ کسی نہ کسی

جہالت پر آمادہ تھے کیا کرنا چاہتے تھے۔ یہ میں نہیں جانتا تھا لیکن بہر حال زبانی گفتگو ختم ہو

چکی تھی اور اب کچھ بدن کا کھیل شروع ہونے والا تھا۔ جس کا مجھے احساس ہو گیا تھا لیکن یہ

تعجب کی بات ہے کہ ایرش واش دانش منصور سے واقفیت کے باوجود صرف دو آدمیوں پر

قناعت کر رہا تھا لمبے قد کا آدمی میرے بالکل قریب آ گیا اور صوفی پر بیٹھے ہوئے شخص نے

غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں میں رانا وسیم کو جانتا ہوں۔ میرے ہی ملک کا باشندہ ہے لیکن اس کے باقی معاملات سے نہ مجھے کوئی دلچسپی رہی ہے اور نہ میں اس کے بارے میں کوئی تفصیل جانتا ہوں۔“

”وقت اور حالات یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ رانا وسیم نے تمہاری مدد سے بہت سی آسانیاں حاصل کی ہیں اور تمہاری ہی مدد سے وہ کسی ایسی جگہ روپوش ہو گیا ہے جہاں اسے تلاش نہیں کیا جاسکا۔ ہم نے یہ بھی اندازہ لگا لیا ہے مائی ڈیئر دانش منصور کہ یہاں تم تنہا آئے ہو اور رانا وسیم تمہارے پاس موجود نہیں ہے ہم جو فیصلہ کر سکے ہیں وہ یہ ہے کہ امکان اس بات کا ہے کہ شاید تم رانا وسیم کو یہاں طلب کرو اور اس کے لیے کوئی ذریعہ تلاش کر لو لیکن ایسا ممکن نہیں ہوگا وہ برطانیہ ہی سے نہیں نکل سکے گا۔ ہمیں تو تمہاری آمد کا بھی علم ہے اور جب وہ وہاں سے نکلے گا تب بھی ہمیں اس کے بارے میں علم ہو جائے گا لیکن بہتر یہ ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو۔“

تم ایک ایسی بے مقصد لڑائی ہم سے مول لے رہے ہو جس کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔“

”اور اگر اس لڑائی کا آغاز خود بخود تم نے کر دیا ہو تو؟“ میں نے سوال کیا۔

”مطلب؟“

”مطلب یہ کہ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ رانا وسیم میرے پاس آیا تھا اور ایک زخمی انسان کی حیثیت سے اور سچی بات یہ ہے کہ اب جب کہ تم میرے بارے میں سب کچھ جان چکے ہو تو میں تم سے یہ کہوں کہ ایک ہم وطن ہونے کی حیثیت سے میں نے اس کی تھوڑی بہت مدد کی اور جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہو گیا تو میں نے اس سے معذرت کر لی اور یہ کہا کہ میں تو خود ترک وطن کیے ہوئے ہوں اس لیے اس کی کوئی بدد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا پھر بعد میں جو کچھ بھی کیا وہ تمہارا اپنا ذاتی معاملہ تھا اور تم نے مجھے بلا وجہ اس میں ملوث کر لیا میری بیوی کو اغوا کر کے لے گئے ایرش واش کو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے لیکن باقی جو تم نے کیا ہے کیا وہ درست ہے۔“

”یہیں پر تو سارا معاملہ گڑبڑ ہو گیا ہے۔ یعنی ایرش واش اس بات سے مطمئن نہیں ہے کیونکہ مسٹر دانش منصور تمہارا ماضی ایسا ہی رہا ہے۔ اپنے وطن کے لیے تم نے اندھی چالیں چلی

”اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دو۔“

”ٹھیک ہے جناب!“ میں نے نرمی سے کہا اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے لمبے آدمی نے جھک کر میرے لباس کی تلاشی لینے کی کوشش کی لیکن اس بیوقوف آدمی نے اپنا پستول میرے سامنے ہی جیب میں رکھا تھا میں بڑے سکون سے تلاشی دے رہا تھا اور جب اس نے کندھوں سے لے کر نیچے تک میری تلاشی لی اور مجھے ہاتھ نیچے کرنے کا موقع ملا تو بڑے اطمینان سے میرا ہاتھ اسکے کوٹ کی جیب میں داخل ہو گیا اور میں نے مہارت کے ساتھ اس کا پستول نکال لیا وہ اس کا احساس ہوتے ہی ایک دم سے گھوم گیا اور اس نے پلٹ کر مجھ سے پلٹنے کی کوشش کی لیکن اب اسے میں کیا کہوں کہ پستول کے ٹرائیگر پر میری انگلی دب گئی تھی جب تک مجھے تو یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس پر انتہائی نفیس قسم کا ننھا سا سائلنسر لگا ہوا ہے۔ گولی چلانا میرے لیے بڑا خطرناک تھا کیونکہ گولی چلنے کی آواز سے یہاں ہنگامہ برپا ہو سکتا تھا۔ اس لیے میرا مقصد یہ تھا بھی نہیں لیکن سائلنسر نے کام آسان کر دیا اور میں نے اس کے سینے کے سوراخ سے خون ابلتے ہوئے دیکھا صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص کے لیے یہ صورت حال غیر متوقع ضرور تھی لیکن وہ بھی ماہر آدمی معلوم ہوتا تھا اس نے اس موقع پر وہی کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا چنانچہ وہ پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا اور گرتے گرتے اس نے مجھ پر فائر کر دیا گولی میرے لباس کو چھوتی ہوئی نکل گئی تھی لیکن اب میں بھی سنبھل گیا تھا۔ چنانچہ میں نے پھرتی سے بیڈ کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ اس شخص کے ریوالور میں بھی سائلنسر لگا ہوا تھا بیڈ کا عقبی حصہ کسی قدر مناسب جگہ تھی اور اگر میں پھرتی سے کام لیتا تو آسانی سے اپنے اس دوسرے مد مقابل کو گولی کا نشانہ بنا سکتا تھا لیکن ابھی میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا بلاوجہ قتل و غارت گری کا مجھے کبھی شوق نہیں رہا تھا اور اس کے ساتھ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ شخص میرے کام ہی آجائے۔ کم از کم اور کچھ نہیں تو رخسار کے بارے میں اس سے مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں یا ایرش واش کا پتا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ اس نے اس موجودہ پوزیشن سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے لمبی لوٹ لگائی اور اس کے ساتھ ہی پھر فائر کر دیا۔ گولی نے بیڈ کے قریب ڈرینگ ٹیبل کے شیشے کو چکنا چور کر دیا تھا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ میں بھی اتنا محفوظ نہیں ہوں کہ اگر وہ تھوڑی سی رجمھداری سے کام لے تو مجھے نشانہ بنا سکتا ہے ہم دونوں کی چلائی ہوئی گولیاں بہ آسانی ایک دوسرے کو ختم کر سکتی تھیں بہر حال میں اسے ہلاک کر سکتا تھا لیکن اس طرح نہیں اس کے علاوہ

میری کوشش یہی تھی کہ آوازیں باہر نہ جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ذرا سی گڑبڑ بھی ہو گئی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے دروازے کا تھوڑا سا حصہ جس مقصد کے لیے کھلا چھوڑ دیا ہے وہ اب میرے ہی لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے کیونکہ ٹوٹ پھوٹ کی آوازیں باہر بھی جاسکتی ہیں اچانک ہی اس نے پھر فائر کیا اور گولی عقبی دیوار میں پیوست ہو گئی اس کے ساتھ ہی وہ گھٹنوں کے بل جھک گیا اور جھک کر آڑ لیتا ہوا دروازے کی جانب سرکنے لگا میں اب ان مصیبتوں کا منتظر تھا جو باہر سے مجھ پر نازل ہونے والی تھیں لیکن میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ اب وہ شخص یعنی میرا دشمن میرا مد مقابل اٹھ کر بھاگ جانے کی فکر میں ہے اور اس بار اس نے اٹھ کر ایک بار پھر فائر کیا اور اس بار یہ فائر کامیاب ہو گیا۔ میرا ریوالور جو اوپر اٹھا ہوا تھا اچانک ہی اس کی گولی کا نشانہ بن گیا تھا اور اس نے صاف محسوس کر لیا کہ ریوالور اب میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور میرے سامنے آکھڑا ہوا اس کی آواز نکلی۔

”سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اب تم خالی ہاتھ ہو اور میں تمہیں ختم کر دوں گا۔“ میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اس کے بعد گھٹنوں کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا میرا خیال تھا کہ وہ اب میری طرف سے کافی مطمئن ہو گیا ہوگا۔ چنانچہ اٹھتے اٹھتے میں نے نہایت پھرتی سے اپنا ایک پاؤں چلایا اور اس کے ریوالور والی کلائی پر ایک لات رسید کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ریوالور سے پھر فائر ہوا اور مجھے موقع مل گیا۔ گولی اس کے پاؤں کے قریب ہی زمین پر لگی تھی۔ لیکن اس کا پاؤں زخمی نہیں ہوا تھا البتہ میرے ایک زوردار حملے نے ریوالور اس کے ہاتھ سے نکال لیا اور میں نے دوسری لات اسکے گھٹنے پر ماری جس سے اسے خاصی تکلیف پہنچی اور وہ نیچے گرا لیکن کم محنت بڑا ہی ماہر تھا کیونکہ دوسرے لمحے اس نے قلابازی کھائی اور اپنا سر میری ناک پر اس زور سے مارا کہ ایک لمحے کے لیے میرا دماغ چکرا گیا۔ اگر میں فوراً نہ سنبھل جاتا تو ارنا بھینسا ٹکریں مار مار کر میری کھوپڑی پھاڑ دیتا۔ اس کے سر کی مضبوطی کا اس سے پہلے مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا اور میں اس کی اس ٹکر سے بری طرح چکرا گیا تھا لیکن اب چونکہ وہ خود بھی خالی ہاتھ تھا اس لیے جانتا تھا کہ مجھ سے لڑے بغیر اس کی گلو خلاصی ممکن نہیں ہے البتہ اس کی مہارت اور لڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ مارشل آرٹ کا زبردست ماہر ہے اس نے اپنے بازو کی ٹکر میرے سینے پر لگانا چاہی لیکن میں نے اپنے آپ کو بچایا دوسرے لمحے میں نے اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ رسید

کارروائی میں مصروف ہو گیا اور ایک لمبی کارروائی مجھے کرنا پڑی نیشا اس وقت بھی اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی اور پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی لاش کو اس کے کمرے منتقل کرتے ہوئے مجھے جتنی احتیاط کا سامنا کرنا پڑا وہ میں ہی جانتا ہوں وقت بھی ایسا نہیں تھا کہ ماحول بہت زیادہ سناں ہو جائے انتظار بھی کرنا مشکل تھا لاش کو میں نے اس کی مسہری کے نیچے چھپا دیا تھا اور اس کے بعد اپنے کمرے کے ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ بھی مجھے تبدیل کرنا پڑا اور یہ آسان کام نہیں تھا لیکن میں نے بہت بڑا رسک لیا تھا جب یہ سارا کام مکمل ہو گیا تو میں نے سوچا اب تھوڑا سا ذہنی طور پر اپنے آپ کو مطمئن محسوس کیا جاسکتا ہے انسان جب کسی تنہا عذاب میں گرفتار ہوتا ہے تو پھر اسکی ذہنی حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے میں دیکھی تھا ہو سکتا ہے نیشا مشکل کا شکار ہو جائے لیکن دیکھوں گا جس وقت ممکن ہو سکے کچھ کروں گا پھر خاصا وقت گزر گیا اور اس کے بعد میں اپنے کمرے کی صفائی وغیرہ کر کے باہر نکل آیا دل ہی نہیں لگ رہا تھا۔ ہونٹ کے مختلف پورشن تھے اور وہاں اپنے اپنے طور پر تفریحات ہو رہی تھیں میں کھلی ہوا میں باہر نکل آیا ایک بہت بڑے لان پر میزیں لگی ہوئی تھیں اور رنگ برنگی روشنیاں گھاس میں جل رہی تھیں یہ روشنیاں میزوں کا احاطہ کیے ہوئے تھیں اور اس سے ماحول خاصا خوبصورت ہو گیا تھا۔ میں ایک میز کی جانب بڑھ گیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا لیکن ابھی مجھے بیٹھے ہوئے کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ نیشا نظر آئی ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھ رہی تھی اور اسکی نگاہیں مل جانے کو تھیں وہ ٹھٹھک گئی میں نے محسوس کیا کہ وہ ذرا سی الجھن کا شکار ہے چنانچہ میں نے خود ہی ہاتھ اٹھا کر اس کی جانب ہاتھ ہلا دیا اور وہ سیدھی میری جانب آگئی۔

”ہیلو مجھے معاف کرنا میں بھول جانے کی عادی ہوں اگر میں غلط نہیں سوچ رہی۔“

”تو میرا نام ڈنیش ہے۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں وہی وہی میرا نام نیشا ہے کیا میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں۔“

”میں نے اسی لیے تمہیں ادھر بلائے کا اشارہ کیا تھا۔“

”شکریہ بہت بہت شکریہ سر میں تنہا ہوں اور یہ ملک میرے لیے اجنبی ہے یہ شہر بھی

اسی لیے کبھی کبھی بڑی تنہائی محسوس کرتی ہوں۔“

”بیٹھو کہیں باہر سے آرہی ہو۔“

”ہاں بس مختلف مصروفیات رہتی ہیں میری گھومنا پھرنا۔“

کر دیا۔ چٹاخ کی آواز پیدا ہوئی تھی اور وہ گھوم گیا تھا لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ اس جینا پھر تیز آدی اس سے پہلے میری نگاہوں سے نہیں گزرا تھا۔ اس نے گھومتے گھومتے بھی اپنا ہاتھ ایک بار پھر میری گردن پر رسید کیا اور میں لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس سے قبل کہ میں سمجھتا اس نے دروازے کی جانب چھلانگ لگائی وہ اگر چاہتا تو مجھ پر مسلسل وار کر کے مجھ سے جنگ کر سکتا تھا لیکن شاید وہ بھی مجھ سے خوفزدہ ہی ہو گیا تھا کیونکہ ہم دونوں ہی ایک دوسرے پر قابو پانے میں ناکام رہے تھے پھر اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ میں نے بھی پھرتی سے اس کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ لیکن جب میں دروازے سے باہر پہنچا تو وہ راہداری کے آخری سرے پر سیڑھیوں پر تھا اور دوسرے لمحے وہ سیڑھیوں سے نیچے کود گیا تھا بہر حال میں یہ سوچنے لگا کہ اگر میں اسکا تعاقب کرتا ہوں تو انتہائی سنگین صورتحال سے دوچار ہونا پڑے گا کیونکہ میرے کمرے میں ایک لاش بھی پڑی ہوئی ہے اور مقامی حکومت کو یہ بتانا میرے لیے آسان نہیں ہوگا کہ دو افراد مجھ پر حملہ آور ہوئے تھے جس کے نتیجے میں یہ لاش وجود میں آئی ہے۔ ایک الگ ہی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں گا اور خود میرا وجود میرے لیے اس قدر خطرناک ہے کہ اگر میں اپنے لیے کوشش کرتا ہوں اور اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہوں تو مجھے گناہ گار قرار دینے کے لیے بس اتنا کافی ہوگا کہ میرا نام دانش منصور ہے اگر یہ کمرہ چھوڑ کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش بھی کرتا ہوں تو مزید الجھنوں میں گرفتار ہو جاؤں گا مقامی پولیس مجھے تلاش کرنے کے لیے نجانے کیا کیا ہنگامے برپا کرے گی نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا سوائے ان مصیبتوں کے جو میری تقدیر کا ایک حصہ بن گئی ہیں تو پھر کچھ ایسا ہی کرنا چاہیے جس سے میں اس عذاب سے بچ جاؤں لیکن جب ایسے واقعے ہوتے ہیں تو ذہن کی رفتار ضرورت سے کچھ زیادہ ہی تیز ہو جاتی ہے ایک دم سے ایک بات میرے ذہن کو کلک کر گئی مجھے اپنی اس راہداری کے آخری سرے کا کمر یاد آ گیا جس میں نیشا مقیم تھی نیشا میں نے دل ہی دل میں سوچا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی انسان خطرناک حالات میں کبھی کبھی اس قدر خود غرض ہو جاتا ہے کہ عام طور پر وہ اس طرح خود غرض نہیں ہو سکتا وہ معصوم لڑکی ہو سکتا ہے میری وجہ سے بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائے لیکن اس کا تصور میرے دل میں اس لیے آیا تھا کہ ابھی تک تصویر کا معاملہ ذہن میں صاف نہیں ہو سکا تھا ہو سکتا ہے کہ اس کی شخصیت میں کوئی اور بات بھی ہو لیکن اس وقت یہ مسئلہ نہیں تھا بس پھر اس کے بعد میں

”اس کے علاوہ۔“

”اس کے علاوہ کچھ نہیں۔“

”کیا پیوگی۔“

”یہاں اس خوبصورت موسم میں بیٹھ کر کافی پینے کا جو مزہ آئے گا وہ کسی اور چیز کو پینے میں نہیں آسکتا۔“

”ٹھیک ہے کافی منگواتے ہیں۔“ میں نے کہا اور ویٹر کو اشارہ کر دیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میری نگاہیں نیشا کا اندر سے جائزہ لے رہی تھیں باہر سے آنے کے بعد شاید ابھی تک وہ اپنے کمرے میں نہیں پہنچی یا اگر پہنچ گئی ہے اور وہ لاش دیکھ چکی ہے تو اس کے بعد ممکن ہے میری تلاش میں نکل آئی ہو لیکن یہ صرف وہم بھرے خیالات تھے۔ ان کا کوئی صحیح فیصلہ کرنا مشکل تھا ویٹر کو میں نے کافی کا آرڈر دے دیا تو نیشا ہنس کر بولی۔

”مجھے یاد آتا ہے ہماری تو کئی ملاقاتیں ہو چکی ہیں نا اور میں تمہیں بھول جاتی ہوں۔“

”ہاں۔“ میں نے کہا۔

”مگر تم کون ہو؟“

”یہ سوال بھی تم کئی بار کر چکی ہو۔“

”کر چکی ہوں۔ اس نے تعجب سے کہا۔“

”ہاں۔“

”اور تم نے مجھے اپنے بارے میں بتا دیا تھا۔“

”ہاں بالکل۔“

”کیا بتایا تھا۔“ وہ ناز بھرے انداز میں بولی۔

”یہی کہ میرا نام دانش ہے اور میں صرف ایک سیاح ہوں۔“

”اچھا اب یہ بتاؤ اس ملک سے تم کہاں جاؤ گے۔“

”ابھی تو اس شہر میں آئے ہوئے ہی مجھے زیادہ وقت نہیں گزرا ابھی سوچوں گا فیصلہ کروں گا کہ مجھے کہاں جانا ہے ویسے تم نے میری ایک تصویر بنائی تھی۔“

”تصویر ابھی وہ تصویر میرا مطلب ہے وہ فلم تیار نہیں ہوئی میں بہت جلد اس کے فوٹو

گراف بناؤں گی۔“

”مجھے نہیں دکھاؤ گی۔“

”اگر تمہیں شوق ہے تو میں دکھا دوں گی ویسے میں بہت اچھی فوٹو گرافی کرتی ہوں۔“

”میں نہیں مانتا۔“

”کیوں۔“

”اس وقت جب تم نے پارک میں میری تصویر بنائی تھی اس وقت سے لے کر اب تک میں نے کیمرہ دوبارہ تمہارے ہاتھ میں نہیں دیکھا جب کہ تم نے کہا تھا کہ تم ہر اچھے منظر کو اپنے کیمرے میں قید کر لیتی ہو ایسے شخص کے پاس تو کیمرہ ہر وقت ہونا چاہیے یہ پہلا لمحہ تھا کہ میں نے اس کے چہرے پر کسی قدر الجھن کے نقوش دیکھے بس ایک لہر تھی جو آ کر گزر گئی تھی لیکن بدلے ہوئے نقوش کی اس لہر نے مجھے بتا دیا تھا کہ بات ہے کچھ نہ کچھ ضرور یعنی اس لڑکی کے چہرے پر موجود نقاب میں ایک لمحے کے لیے جنبش پیدا ہوئی ہے تصویر بے مقصد نہیں حاصل کی گئی تھی کافی آگئی اور وہ خاموشی سے کافی کے گھونٹ لیتی رہی پھر اس نے اچانک کہا۔

”کچھ بولو گے نہیں۔“

”نہیں کیوں نہیں تمہارے بولنے کا انتظار کر رہا ہوں ویسے میرا قیام بھی اسی ہوٹل میں

ہے۔“

”ہاں وہ تو مجھے معلوم ہے۔“

”مگر میں نے تو نہیں بتایا تھا۔“

”نہیں بتایا تھا۔“ وہ چونک کر بولی۔

”تب تم بھول گئے ہو گے۔“ اس نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی۔

”ہو سکتا ہے لیکن کیوں نہ ہم دونوں کمروں کو یکجا کر لیں۔“ میں نے کہا اور وہ چونک کر

مجھے دیکھنے لگی۔

”کیا مطلب۔“

”میرا مطلب ہے دو الگ الگ کمرے تم جیسی حسین لڑکی۔“

”سوری تم شاید میرے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہو۔“

”کمال کرتی ہو تو کیا اچھے دوست اکٹھے نہیں رہ سکتے یہ کیوں سوچتی ہو کہ تم کوئی لڑکی

واش کو میری یہاں آمد کی اطلاع ملی گئی ہے اور وہ مجھ سے بے خبر نہیں ہے ٹوری بلاٹکا نے جن لوگوں کی امداد کا حوالہ دیا تھا ابھی ان سے رابطے کا تصور بھی ذہن میں پیدا نہیں ہوا تھا کہ ایرش واش نے پے درپے حملے شروع کر دیئے تھے۔ ————— دل نہیں چاہتا تھا کہ پھر درندگی کی دنیا میں آجاؤں کیا کروں یہ لوگ گھسیٹ رہے ہیں گریبان سے پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں ایک بار پھر اگر ذہن اس طرف راغب ہو گیا تو خون کی دلدل بن جائے گی دماغ اسی قدر خراب ہو گیا تھا بہر حال پولیس بھی آگئی اور پولیس کے آنے کے بعد مجھے ہوش بھی آ گیا وہ تمام اداکاری میں نے کی جو کر سکتا تھا مجھ سے سوال کیا گیا۔

”کیا تم یہاں دیر تک بیٹھو گے۔“

”کیا تم جانا چاہتی ہو۔“

“بابل”

”ٹھیک ہے چلو اٹھتے ہیں لیکن ابھی میں نے اٹنا ہی کہا تھا کہ اچانک ہی اس کے دونوں ہاتھ فضا میں پھیل گئے وہ لڑکھرائی یوں محسوس ہوا جیسے اٹھنے کی کوشش میں اس کا توازن خراب ہو گیا ہو لیکن دوسرے لمحے میں نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین پھسل گئی اس کی پیشانی میں ایک گہرا سوراخ بن گیا تھا اور اس سے خون نکل نکل کر اس کے چہرے پر پھیلتا جا رہا تھا وہ کرسی پر بیٹھی اور اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیئے پھر آہستہ آہستہ جھک کر میز پر پیشانی رکھ دی اب ذرا صورت حال مشکل ہو گئی تھی میں کسی بھی شکل میں اس سے گریز نہیں کر سکتا تھا وہ آہستہ آہستہ دم توڑتی جا رہی تھی قرب و جوار میں بھی لوگ موجود تھے ابھی کسی کو اس کیفیت کا اندازہ نہیں تھا لیکن ویٹر نے ہمارے سامنے کافی سردی تھی وہ اسی ہوٹل کا ویٹر تھا میں اپنی فرار کی ہر کوشش میں ناکام ہو سکتا تھا چنانچہ میں نے ایک دم فیصلہ کیا ایک زوردار چیخ ماری اور کرسی سمیت دوسری جانب الٹ گیا لوگ چونک چونک کر ادھر دیکھنے لگے تھے زمین پر گر کر میں نے آنکھیں بند کر لیں اور اس طرح ساکت ہو گیا جیسے بے ہوش ہو گیا ہوں اس کے بعد جو ہونا تھا وہ میری توقع سے مختلف نہیں تھا عارضی طور پر ہی سہی فیصلہ بالکل ٹھیک کیا تھا میں نے اگر میں یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرتا یا کوئی ایسا عمل کرتا تو فوری طور پر ملزم قرار پا جاتا آسانی سے نکلنا ممکن نہیں تھا لوگ دوڑ پڑے اور پھر لڑکی کی پیشانی سے اگلے ہوئے خون کا اندازہ کر لیا گیا اور کچھ چیخیں بھی سنائی دیں وہ سب کچھ ہوا جو ایسے موقع پر ہونا چاہیے تھا مجھے اٹھایا گیا ایک جگہ لٹایا گیا لوگ مختلف باتیں کر رہے تھے اللہ قتل خون تمام آوازیں کانوں میں ابھر رہی تھیں جو مجھے پریشان ہی کر رہی تھیں میں لوگوں کی جدوجہد سے بے خبر صرف یہ سوچ رہا تھا کہ آگے مجھے کیا کرنا چاہیے اور ایک ہلکا سا لائحہ عمل میں نے اپنے ذہن میں بنا لیا تھا البتہ یہ اندازہ مجھے مکمل طور سے ہو گیا تھا کہ ایرش

”کیا نام ہے تمہارا۔“

”رائش منصور“

”کہاں سے تعلق رکھتے ہو۔“

”برطانوی شہریت رکھتا ہوں۔“

”کہاں رہتے ہو۔“

”اسی ہوٹل میں۔“

”کمرانمبر۔ ہوال کیا گیا اور جواب میں میں نے کمرانمبر بتا دیا سوالات کرنے والا پولیس آفیسر ایک خطرناک صورت آدمی تھا اس کی تیز اور چمکدار آنکھیں میری کھوپڑی کو اندر سے متول رہی تھیں لیکن بہر حال میرے تجربے کے سامنے وہ کچھ بھی نہیں تھا اس نے پوچھا۔“

”شاید کوئی شکارچی لڑکی۔“

٤٤

”میرے پاس آئی تھی مجھ سے اجازت لے کر بیٹھی تھی اور پھر بے تکلفی سے مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔“

”کیا باتیں“

”وہ جس کی بنا پر میں نے اس کو شکاری لڑکی کہا۔“

”جیوں تمہیں کیا کہا۔“

”کچھ نہیں ابھی تو ہم کافی ہی پی رہے تھے۔“

”پھر۔“

”کافی پیتے پیتے وہ ٹھٹھکی گئی میں نے ایک سنسناہٹ سی محسوس کی غالباً گولی کسی سائنس سر لگے ریوالور سے چلائی گئی تھی کیونکہ سنسناہٹ میرے کان کے پاس سے گزری تھی اس کی پیشانی پر جا کر ختم ہو گئی تھی پہلے تو میں کچھ نہیں سمجھ سکا لیکن پھر میں نے اس کی پیشانی میں ایک سوراخ دیکھا اور اسی وقت دوسری گولی چلی مجھے پھر سنسناہٹ محسوس ہوئی مگر خوش قسمتی سے میں بچ گیا اور اس کے بعد لڑکی کی شکل دیکھ کر میرے حلق سے چیخ نکل گئی میں کرسی سمیت نیچے گرا اور اپنے حواس پر قابو نہیں پاسکا۔“

”لڑکی نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔“

”شاید نیشا۔ میں پوری ذہانت سے کام لے رہا تھا۔“

”کیا پیشکش کی تھی اس نے تمہیں۔“

”کچھ نہیں پوچھ رہی تھی کیا میں تنہا ہوں میں نے کہا ہاں تو وہ بولی کہ وہ بھی تنہا ہے اور دو تنہا انسان جب مل جاتے ہیں تو پھر تنہائیاں باقی نہیں رہتیں میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا پئے گی تو وہ کہنے لگی کہ کوئی بھی عمدہ سی شراب تب میں نے اس سے کہا کہ میں شراب نہیں پیتا اور کسی شرابی کی قربت پسند نہیں کرتا تو اس نے کافی کے لیے کہا پھر میں نے ویٹر سے کافی منگوا لی آفیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔“

”گویا تمہیں لڑکیاں پسند ہیں شراب نہیں۔“

”یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔“

”ہوں تمہارے کمرے کی تلاشی لینا پڑے گی جانتے ہو لڑکی کہاں رہتی ہے۔“

”نہیں میری اس سے پہلی ملاقات تھی۔“

”اس ہوٹل میں اسی منزل پر جس پر تمہارا کمرہ ہے۔“

”میں اس بارے میں نہیں جانتا اور نہ ہی میں اپنی منزل کے تمام کمروں میں جھانکتا

بھرتا ہوں۔“

”کیا تم نے اس قاتل کو دیکھا جس نے اس پر گولیاں چلائیں۔“

”نہیں۔“ پھر پولیس والے مجھے لیے ہوئے میرے کمرے میں آگئے غالباً انہوں نے

ہوٹل کے منتظمین سے معلومات حاصل کر لی تھیں اور انہیں علم ہو گیا تھا کہ نیشا میری ہی منزل

کے ایک کمرے میں رہتی ہے چنانچہ نیشا کے کمرے پر بھی پولیس والے پہرہ دے رہے تھے وہ لوگ میرے ساتھ میرے کمرے میں آئے مجھے صوفے پر بٹھا دیا گیا اور پھر میرے کمرے کے ہر سامان کی تلاشی لی گئی لیکن کم از کم اس طرح میں نے کبھی چوٹ نہیں کھائی تھی میرے سامان سے انہیں جو معلومات حاصل ہوئیں وہ میرے بیان کے مطابق ہی تھیں اس کے بعد لڑکی کے کمرے کی تلاشی لی گئی لیکن مجھے وہاں نہیں ملے جایا گیا تھا جب کہ میری دلی آرزو تھی کہ میں بھی ذرا وہاں کا ماحول دیکھوں البتہ اس بات پر مجھے شدید تعجب ہوا تھا کہ تلاشی کے بعد پولیس والوں نے وہاں کسی لاش کا تذکرہ نہیں کیا تھا جب کہ بہر حال میں نے لاش وہیں پہنچائی تھی میرے کمرے سے بھی انہیں لاش کے شواہد نہیں ملے تھے البتہ پولیس آفیسر نے مجھے ایک تصویر دکھاتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری تصویر ہے۔ میں نے تصویر دیکھی اور میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں یہ وہی تصویر تھی جو نیشا نے اپنے کمرے سے بنائی تھی۔“

”اگر تم کہتے ہو کہ یہ لڑکی تمہارے لیے اجنبی تھی تو تمہاری یہ تصویر اس کے کمرے سے کیسے ملی اور معاف کرنا جس لباس میں تم ہو وہ تمہارے سامان میں موجود ہے اور جہاں یہ تصویر بنائی گئی اس جگہ کو ہم پہچانتے ہیں چنانچہ تمہاری یہ بات تو غلط ثابت ہو گئی کہ لڑکی سے تمہاری پہلی ملاقات تھی اور وہ شکاری لڑکی کی حیثیت سے تمہارے پاس آئی تھی۔“

”ساری باتیں فضول ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ سب کیا ہے اور نہ ہی میں اس تصویر سے واقف ہوں آفیسر آپ تحقیقات کر لیجئے اس لڑکی کا قاتل میں نہیں ہوں اور نہ ہی آپ کو میرے پاس سے کوئی ہتھیار وغیرہ دستیاب ہوا ہوگا باقی لندن سے یہاں تک آمد کے لیے آپ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔“

”آپ بالکل مطمئن رہیں مسٹر دانش منصور! کسی بے گناہ شخص کو پریشان کرنا نہ ہمارا مسلک ہے اور نہ ہماری ڈیوٹی آپ اطمینان سے اپنے ذہن کو پرسکون رکھنے گا بس رسی کارروائیوں کے لیے آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تھوڑا سا وقت آپ کو پولیس ہیڈ کوارٹر کو دینا ہوگا لیکن آپ کے ساتھ کوئی گستاخی نہیں کی جائے گی اس بات کا اطمینان رکھئے گا بس یہ تو کچھ رسی کارروائیاں ہوتی ہیں جنہیں کرنے کے لیے ہم مجبور ہوتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے۔“ میں نے جواب دیا اور اس کے بعد میں دو کانسٹیبلوں کے ہمراہ نیچے

محسوس ہوا جیسے بدن سے جدا ہوا گیا ہو ہاتھ میں جان ہی نہیں تھی خواب آور گیس کام دکھائی
تھی اور پھر چند لمحوں کے بعد میرے حواس بھی ساتھ چھوڑ گئے اور پھر مجھے خود بھی ہوش نہیں رہا
تھا بہر حال ہوش آیا اور بڑی دیر کے بعد آیا اس کا اندازہ وقت کی تبدیلی سے ہو رہا تھا کیفیت
یہ تھی زبان کا مزہ خراب سر چکرایا ہوا خوب آور گیس کے اثرات انسانی جسم پر ایسے ہی ہوتے
ہیں بے مزہ منہ کو سنبھالتے ہوئے گردن جھٹکی اور واقعات کو یاد کرنے لگا کچھ بھی اجنبی نہیں تھا
میرے لیے زندگی کی کہانی میں اس کے سوا اور تھا ہی کیا صبح شام ایک نئی الجھن ہر لمحہ ایک نئی
کیفیت کا حامل مگر ایک شکایت ضرور تھی مجھے زندگی سے وہ یہ کہ مشکلات بہت
رہتی تھیں اس زندگی میں خوشیوں کے لمحات کم سے کم رہے تھے جسے بھی دل و جان سے چاہا تھا
اسے الجھنوں میں گرفتار کر دیا تھا میرے اپنے لیے کوئی خوشی ذرا کم ہی رہی تھی اور رخسار کے
ساتھ زندگی کا ایک نیا دور شروع کیا تھا لیکن اس کے لمحات کتنے مختصر تھے پھر نجانے کیا کیا
سوچیں ذہن میں آتی رہی تھیں یہ بھی سوچنا رہا تھا کہ کاش کوئین میکویا کچھ قبول نہ کرتا اپنے
طور پر زندگی گزارنے کا فیصلہ کرتا کسی گمنام گوشے میں کسی اوسلے جگہ جہاں انسان سچے طور پر زندگی
رہتا ہی آسان ہوتا اس میں کوئی مشکل نہ ہوتی خود میرے اپنے وطن کا کوئی ایسا دیہاتی برفانی
علاقہ جہاں سادہ لوح لوگ ایک دوسرے سے محبت کر کے زندگی کی مشقتوں سے اپنے لیے
رزق کما کے زندگی گزارتے ہیں سارا دن شدید جسمانی مشقت کے بعد شام کو اپنے گھروں
کے احاطوں میں دروازوں کے باہر سادہ سادہ اپنے جیسے لوگوں میں زندگی کی سادہ سادہ
کہانیوں کے ساتھ تھوڑی سی وقت گزاری اس کے بعد گہری رات میں نیند کے مزے چھوٹے
سے گھر کے وہ تمام لوازمات جن میں ننھے ننھے بچوں کی معصوم مسکراہٹیں ان کی صحت اور زندگی
کی طلب یہ سب کچھ ہی تو انسانی زندگی سے عبارت ہے اور اس سے الگ ہٹ کر زندگی جس
طرح تکلیفوں سے آشنا ہوتی ہے مجھ سے زیادہ اور کون اس سے روشناس ہو سکتا تھا لیکن کوئین
میکویا اپنی محبتوں کا اظہار کرنے پر بعد رہتی تھی اس بیچاری نے واقعی اپنی دانست میں مجھے
زندگی کی ہر آسائش دے دی تھیں لیکن اب تو اسے بھی جان جانا چاہیے تھا کہ یہ آسائشیں
میری تقدیر سے مطابقت نہیں رکھتیں میں نے تو غزنوی صاحب کی کوشی کے ایک حصے میں
ملازموں کے کوارٹروں میں زمین کی صفائی کرتے ہوئے گھر کے فرنیچر کو صاف کرتے ہوئے
آنکھ کھولی تھی اسکے بعد زندگی نے مجھے آسائشیں بخشنا شروع کر دیں لیکن تقدیر یہ کہتی رہی کہ

کھڑی ہوئی ایک پولیس کار میں آ بیٹھا کار میں دو افراد میرے ساتھ بیٹھے تھے جن میں وہ آفیسر
موجود نہیں تھا جس نے ابھی تک مجھ سے بیانات لیے تھے وہ ہوٹل میں اپنی کارروائیوں میں
مصروف تھا اور اس نے شاید اپنے نائب کے ہمراہ مجھے روانہ کر دیا تھا پھر اسے اس بات کا پورا
پورا اطمینان تھا کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اور ان معاملات سے میرا کوئی خاص تعلق نہیں
ہے لیکن رکی کارروائی کے لیے اس نے مجھے پولیس اسٹیشن روانہ کیا تھا میں نے دل میں یہ
فیصلہ کر لیا تھا کہ چونکہ اس وقت میری پوزیشن ان حالات میں مخدوش نہیں ہے اس لیے کم از کم
مقامی پولیس کو کوئی ایسا موقع نہیں دوں گا کہ یہاں کے دن رات بھی میرے لیے عذاب بن
جائیں ابھی تو مجھے ضرورت پڑنے پر مسٹر ٹوری بلا نکا کے دیئے ہوئے حوالوں کا سہارا حاصل تھا
اگر کوئی مشکل پیش آگئی تو ان حوالوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا ورنہ دوسری صورت
میں ایرش واش تک رسائی حاصل ہوگئی تو اپنے جیسی ہر ممکن کوشش کروں گا چنانچہ میں پرسکون
انداز میں کار میں بیٹھا ہوا تھا کار سائرن بجاتی ہوئی پولیس ہیڈ آفیس کی جانب جا رہی تھی
یہاں سے غالباً اس جگہ کا فاصلہ کافی تھا جہاں کار کو جانا تھا ایک راستہ ایسا بھی آیا جہاں سڑکیں
سنسان تھیں اور ٹریفک نہ ہونے کے برابر اکا دکا گاڑی گزر رہی تھی عقب سے ایک خوبصورت
موٹر سائیکل نظر آرہی تھی جس کی رفتار کافی تیز تھی اس پر دو افراد بیٹھے ہوئے تھے کسی نے غور
نہیں کیا لیکن جیسے ہی موٹر سائیکل پولیس کار کے قریب سے گزری اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے
ہوئے ایک نوجوان آدمی نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز بڑی مہارت سے کار کے
قریب سے گزرتے ہوئے کھڑی سے اندر پھینک دی کوئی دھواں دیتی ہوئی چیز تھی جو ڈرائیور
کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کے اوپر سے گزرتی ہوئی ڈرائیونگ کر رہنے والے کے گھٹنے پر آ پڑی
اور وہ آدمی چیخ پڑا جو ڈرائیور کے برابر بیٹھا ہوا تھا دھواں فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ ڈرائیور نے
اسٹیرنگ پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن کار کا توازن خراب ہو گیا اور سڑک سے اتر کر ایک
درخت سے ٹکرا گئی جو زیادہ مضبوط نہیں تھا نہ تو کار کے ٹکرانے سے کسی کو کوئی نقصان پہنچا تھا اور
نہ ہی وہ اتنی زور سے ٹکرائی تھی لیکن وہ دھواں جو فضا میں بلند ہو رہا تھا کام دکھا گیا۔ ڈرائیور
نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔

”غالباً خواب آور۔“ بس وہ اتنا ہی کہہ سکا تھا کہ اس کی گردن ڈھلک گئی میں نے بڑی
ہمت سے کام لیتے ہوئے اپنی طرف کی سیٹ کا ہینڈل گھمانے کی کوشش کی لیکن ہاتھ یوں

گئے آنے والے تیسرے شخص نے کہا۔

”اٹھو.....“ اس کا لہجہ بے حد سخت تھا میں کھڑا ہو گیا تو وہ کہنے لگا۔

”ہاتھ اوپر کرو۔“ جب میں نے دونوں ہاتھ اوپر کر لیے تو اس نے میری جیبوں کی تلاشی لی لیکن ظاہر ہے میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا جب وہ میری تلاشی مکمل کر چکا تو اس نے گردن خم کی اور اس کے بعد ایک اور آدمی کمرے سے اندر داخل ہوا عجیب سی شکل و صورت کا مالک تھا بہت ہی بد نما ایسے لگتا تھا جیسے کسی انسانی بدن پر طوطے کا سر رکھ دیا گیا ہو مڑی ہوئی چونچ جیسی ناک اس کے نیچے پتلے پتلے ہونٹ جو بس ایک لکیر کی شکل میں محسوس ہوتے تھے گول گول آنکھیں جن سے وہ مجھے گھور رہا تھا وہ میرے نزدیک پہنچا اور پھر دفعتاً اس کا الٹا ہاتھ میرے منہ پر پڑا بڑی طاقت سے یہ ضرب لگائی گئی تھی اس غیر متوقع ضرب سے میں لڑکھڑا گیا ہاتھ کی ضرب اس بات کا احساس دلاتی تھی کہ وہ بہت طاقتور ہے اس نے آگے بڑھ کر میرا گریبان پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیا اس کی دہکتی ہوئی آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں اور باریک ہونٹ بھینچے ہوئے تھے دل تو چاہ رہا تھا کہ جان کی بازی لگا دوں اور ایسا سبق دوں اسے کہ پھر زندگی میں وہ کسی کو کوئی سبق دینے کے قابل نہ رہے لیکن خود کو سنبھالنے کے لئے کچھ لمحے ضروری تھے صبر کے کچھ لمحے ضروری ہیں کھیل بگاڑنے سے کوئی فائدہ نہیں وہ شعلہ بار آنکھوں سے مجھے گھورتا رہا اور میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا میں نے اسے سرد نگاہوں سے دیکھا اور دل میں فیصلہ کر لیا کہ اے شخص تو جو کوئی بھی ہے تیرے بدن کے روئیں روئیں کو کاٹ کر پھینک دوں گا ذرا مجھے صورتحال سے واقف ہو جانے دے دو مسلح آدمیوں کی موجودگی میں اگر میں تیرے خلاف کوئی کارروائی کروں گا تو جانتا ہوں اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوگا چنانچہ خاموشی سے اپنی جگہ سنبھل گیا غالباً ہونٹ پھٹ گیا تھا کیونکہ ایک لکیری ٹھوڑی پر بہتی محسوس ہو رہی تھی تب اس نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

”میرا نام ایریش واش ہے۔“ اس کا انداز بڑا عجیب سا تھا۔ ایک مسخرہ پن اس کے انداز سے جھلکتا تھا۔ یعنی جس طرح اس نے میرے منہ پر تھپڑ مار کر اپنا تعارف کرایا تھا وہ اس کا ایک مذاق تھا میں نے بھی اس سے مذاق کرتے ہوئے کہا۔

”آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی مسٹر ایریش واش۔“

”ابھی کہاں ابھی تو تمہارے لیے بہت سی خوشیاں باقی ہیں، بیٹھ جاؤ۔“ اس نے کہا اور

آسائش میرا مقدر نہیں مجھے تو بسوں کی صفائی کر کے ہی زندگی راس آتی ہے جو کچھ بھی اب تک ہوا تھا وہ اسی کیفیت کا مظہر تھا آہ کاش اور موقع ملے ایک بار اور موقع ملے تو وہی کچھ کروں جو تقدیر کی اجازت ہے تقدیر سے کسی طور انحراف ممکن نہیں کچھ بھی ہو جائے تقدیر کے احکامات پر عمل کرنا ضروری تھا بہر حال وہی والی بات ہے کہ جو ہونا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے اور اس کے بعد انسان صرف حسرتیں کرتا ہے اور میں بھی انہی حسرتوں کا شکار تھا کچھ دیر اس طرح خاموشی سے گزر گئی میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس پورے کمرے کے ماحول کو دیکھا کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے لہرا رہے تھے فرنیچر بھی اچھا ہی پڑا ہوا تھا میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک کھڑکی کی طرف بڑھ گیا جس پر پردہ لہرا رہا تھا میں نے پردہ سرکایا اور کھڑکی کی چٹختی کھولنے کی کوشش کی لیکن یہ کھڑکی باہر سے بند تھی بے حد مضبوط اس میں شیشے بھی نہیں تھے دروازے باہر سے بند کر دیئے گئے تھے میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر کھڑکی کے پاس سے ہٹ گیا اور کمرے کی دوسری چیزوں کا جائزہ لینے لگا غسل خانے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا خوبصورت غسل خانہ تھا پھر دروازے پر آ گیا اور اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ باہر سے بند تھا میں اپنے اس قید خانے کا جائزہ لینے لگا دیواریں وغیرہ دیکھیں لیکن سب کچھ معمول کے مطابق تھا مجھے اس قید خانے میں پہنچانے کے بعد وہ لوگ مطمئن تھے بہر حال ذہن مختلف سوالوں میں الجھ گیا جو واقعہ ہوا تھا اب اس سے یہ اندازہ بھی لگا لیا تھا کہ جو میں نہیں چاہتا تھا وہ ہو گیا یعنی میری آرزو تھی کہ پولیس سے مدد بھیج نہ ہو اور میں کسی ایسی مشکل کا شکار نہ ہوں لیکن پولیس کار پر ہم پھینکا گیا تھا ہو سکتا ہے وہ لوگ زخمی ہو گئے ہوں مجھے لے کر پولیس ہیڈ کوارٹر آ رہے ہوں اور اب اسکے بعد میرے بارے میں مختلف طریقے سے چھان بین شروع ہو گئی ہو۔ دھت تیرے کی دشمن ہمیشہ کامیاب وار کرتا ہے اور میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتا ہوں پھر میں نے زور زور سے دروازہ پیٹا لیکن باہر سے کوئی آواز سنائی نہیں دی ذہن تھک گیا تھا عقل ساتھ چھوڑتی جا رہی تھی میں دوبارہ بستر پر آ بیٹھا اور وقت گزرنے لگا میں نے وہاں اب کوئی جدوجہد مناسب نہیں سمجھی تھی پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا رات ہونے کا احساس کمرے میں ہو رہا تھا اور پھر غالباً رات ہو گئی تھی جب کمرے کے دروازے پر ہلکی سی آہٹ ہوئی اور میری نگاہیں اس جانب اٹھ گئیں پھر دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر گھس آئے وہ مسلح تھے ان کے عقب میں ایک تیسرا شخص بھی اندر داخل ہوا یہ ایک دراز قامت اور نیچے قد و قامت کا آدمی تھا دونوں مسلح افراد سمٹ کر کھڑے ہو

رہے ہیں جو زندہ قوموں کو کرنا چاہیے۔ دیکھ لو اپنی بقا کو ہم نے حاصل کر لیا ہے کیا نہیں کر رہے تم لوگ ہمارے خلاف کیا بگاڑ چکے تم ہمارا۔“

”بکواس کرتے ہو ایرش واش بکواس کرتے ہو تم اپنے طور پر کچھ نہیں کر رہے۔ ذرا اپنے ان مددگاروں سے پیچھے ہٹ کر بات کر دو وہ سب کچھ معلوم ہو جائے گا تمہیں جو تمہاری غلط فہمی ہے۔“

”تم کچھ بھی کہو لیکن تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ آنے والا وقت کیا فیصلہ کرتا ہے۔“

”ہاں وقت کے فیصلے سے نہ تم واقف ہو اور نہ میں۔“

”کیا خیال ہے تمہارا کیا ہماری گفتگو اصل مقصد سے دور نہیں ہٹ گئی۔“

”تم سوال کر رہے ہو اور میں ان سوالات کا جواب دے رہا ہوں۔ اپنے طور پر تو میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ مجھے گرفتار کر کے لائے ہو اور بزدلوں کی طرح یہاں قید کر دیا ہے میں تو اس وقت بے بس ہوں اور بے بسی کا اظہار یہ ہے کہ تعارف کے لیے ہاتھ ملانے کے بجائے تم نے ایک تھپڑ میرے منہ پر رسید کیا۔“

آہ کاش میں تمہاری ساری قوم کے منہ پر تھپڑ رسید کر سکتا لیکن جس کو تھپڑ مار دیتا ہوں یہ تھپڑ اسے مار کر یہ سوچتا ہوں کہ میں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔“ میں مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر میں نے کہا۔

”یہ تمہاری بے بسی کی انتہا ہے مائی ڈیر ایرش واش کہ جب تم کسی کو تھپڑ مارنا چاہتے ہو تو پہلے اسے اپنے آدمیوں سے اغوا کراتے ہو بے ہوش کر کے اسے اپنا قیدی رکھتے ہو اور جب وہ ہوش میں آتا ہے تو اسے ریوالوروں کی چھاؤں میں لیتے ہو اور پھر اپنی یہ خواہش پوری کرتے ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمہارا قصور نہیں تمہاری قوم کی تاریخ یہی ہے اور ظاہر ہے تم اس تاریخ سے الگ کیسے ہٹ سکتے ہو۔“ وہ مجھے دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں سلگتی ہوئی آگ عجیب و غریب کیفیت کی حامل تھی وہ شعلوں کی طرح بھڑکتی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے واقعی کسی آتش کدے میں شعلوں کی زبانیں لہرا رہی ہوں وہ مجھے گھورنے لگا پھر بھیا نک انداز میں ہنس پڑا۔

”شوق شہادت ہے تمہیں شاید اپنے مذہبی جنون کا شکار ہو میرے ہاتھوں مرنے کے خواہش مند تمہاری یہ خواہش پوری کر دوں گا مائی ڈیر، ضرور پوری کر دوں گا لیکن اس وقت

میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے گھوم کر اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور اس کے ہار یک ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ بڑی سفاک کیفیت تھی پھر وہ مجھ سے بولا۔

”بہت ہی بڑے آدمی تمہارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ تم مسلمان ہو اور دوسرا بڑا جرم یہ کہ ایک ایسے ملک سے تمہارا تعلق ہے جو وہ.....“ وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے نکلنے والے شعلے کچھ اور بڑھ گئے تھے میرے لیے اس کے یہ جملے دلکش تھے میں نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

”ہاں خدا کے فضل سے میرا تعلق اس ملک سے ہے جس کا نام سن کر تم لوگوں کا دم ٹکٹا ہے۔“ میرے ان الفاظ پر اس کے انداز میں تشنج سا پیدا ہوا جیسے میرے ان الفاظ نے اسے کوئی صدمہ پہنچایا ہو۔ اسکے ہاتھوں کی مٹھیاں بند ہو گئیں اور پھر دیر تک وہ اپنے آپ کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ ایک شدید جذباتی قسم کا آدمی تھا۔ صورت حال اب چھپی نہیں رہی تھی۔ ایرش واش سے آخر کار میرا سامنا ہو گیا تھا۔ اس نے کچھ لمحے بولنے کے لیے الفاظ تلاش کیے پھر کہنے لگا۔

”اور تم نے اپنے ہاں کی تمام برائیوں کو نظر انداز کر کے صرف یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں تباہ و برباد کر دو۔“

اپنی برائیاں دیکھنے کے لیے ہمارے پاس بہت وقت ہے مائی ڈیر! ایرش واش سب سے پہلے ہمارا جواہم مقصد ہے وہ یہ ہے کہ تمہارے ناسور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا کے نقشے سے مٹا دیا جائے۔“

”اور اس کے لیے تم بھرپور کوشش کر رہے ہو۔“

”ہاں۔“

”نہ صرف تم بلکہ تمہارے ہم مذہب وہ تمام ملک۔“

”ہاں وہ تمام ملک لیکن تم بھی جانتے ہو کہ کس کے بل پر تم اپنے آپ کو برقرار رکھے ہوئے ہو۔“ میرے ان الفاظ پر وہ سخت جوش میں آگیا اور طیش کے عالم میں کھڑا ہو گیا اور کسی گوریلے کی طرح اپنے سینے پر دونوں ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

”ہم صرف اپنے بل پر زندہ ہیں ہم صرف اپنے بل پر زندہ ہیں۔ دنیا سے اپنے بقاء کی بھیک نہیں مانگتے۔ محنت کر رہے ہیں ترقیاتی اقدامات کر رہے ہیں اپنے لیے وہ سب کچھ کر

میرے ہاتھ ایک ایسا خزانہ آ گیا ہے جسے اگر میں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کروں تو اسرائیل کے لیے نہ جانے کیا کیا حاصل کر سکتا ہوں۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں قتل کر دیا جائے بلکہ تم اس قابل ہو کہ تمہیں محبت سے اپنے لیے استعمال کیا جائے اور اگر تم ہمارے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ایک بیش قیمت خزانے کی مانند ہو۔ وہ جس کا نام مجھے رانا وسیم معلوم ہوا تھا ہمارے پیچھے اپنے ملک سے لگا چلا آیا تھا وہ بہت چالاک آدمی تھا میرے اور اس کے درمیان زبردست معرکہ آرائی رہی لیکن درمیان میں تم آچکے۔ کچھ سوالات اتنی اہمیت رکھتے ہیں میری جان کہ میں کیا میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ دانش منصور بہت بڑا نام ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نام اس فائل سے زیادہ قیمتی ہے جس کے حصول کے لیے لندن میں بڑی معرکہ خیزی ہوئی ہے۔ دانش منصور وہ شخص ہے جو ایک ملک کی تاریخ کے لیے بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے پھر وہی ملک دانش منصور کا دشمن بن گیا۔ دانش منصور نے اپنی موت کے کئی ڈرامے رچائے۔ وہ بار بار مرا اور اس کی قبر تیار ہوئی اور اس کی تدفین کر دی گئی لیکن ایک حلقہ اسکی زندگی کا اعلان کرتا رہا جانتے ہو وہ کون تھا ڈان سینٹر، ہاں ڈان سینٹر جو اب آرگنائزیشن میں ضم ہو چکا ہے اور ڈان سینٹر کے ۸۲ لوگ ہمارے اپنے ہیں یعنی یہودی نسل کے لوگ اور ہم لوگوں کا انداز فکر عام لوگوں سے بہت مختلف ہوتا ہے اصل میں ہم اپنے ارتقاء سے گزر رہے ہیں اس بات پر یقین نہیں کرتے جس پر وہ دوسرے یقین کرتے ہیں۔ ہمارے یقین کرنے کا انداز بالکل مختلف ہے روز آرگنائزیشن کے بہت سے افراد یہ بات دل سے تسلیم کرتے ہی نہیں ہیں کہ دانش منصور مارا گیا، ختم ہو گیا یا طبعی موت مر گیا۔ وہ یہی کہتے تھے کہ دانش منصور زندہ ہے۔ ٹھیک ہے دانش منصور نے جس طرح اپنے ملک میں جال بچھایا تھا اور جس طرح مختلف حرکتیں کر کے اسرائیل کو اور اسرائیلی حکومت کو نقصان پہنچائے انہیں ہم لوگ کبھی فراموش نہیں کر سکتے اور جس بیٹانے پر جس ذہانت کے ساتھ یہ نقصانات پہنچائے گئے اس کے بعد اگر یہ سوچ لیا جائے کہ دانش منصور کوئی عام شخصیت ہے تو یہ عام لوگوں کی سوچ ہو سکتی ہے اور ایسی عام شخصیتیں ایسے عام انداز میں نہیں مر سکتیں چنانچہ ہمارے ہاں کا ایک شعبہ تمہیں مستقل تلاش کرتا رہا ہے ڈیڑ دانش منصور کیا ہی عمدہ بات ہے کہ انسان کبھی کبھی غیر متوقع طور پر وہ پالیتا ہے جس کی کبھی وہ توقع بھی نہیں کر سکتا۔ تمہارے ملک کی اٹاک انرجی رپورٹ ہماری بہت

بڑی ضرورت تھی لیکن تم اس سے بھی بڑی ضرورت ہو اور میرا نام ایرش واش ہے اور میں ایسے ہی غیر یقینی کارنامے سرانجام دیتا رہا ہوں جو عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں ہوتے تمہارا نام سامنے آتے ہی میں نے اپنے سارے منصوبے بدل دیے۔ کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ میری تمام تر توجہ اب اس فائل پر نہیں رہی بلکہ دانش منصور پر رہی اور بیوقوف ٹوری بلا نکا یہ سمجھتا تھا کہ تم سے معاوضہ لے کر وہ تمہیں محفوظ کر دے گا۔ وہ اس سلسلے کو بھی ایک عام سلسلہ سمجھا ہوگا۔ چھوٹا سا دہشت گرد ہے اپنے آپکو بہت بڑا سمجھتا ہے۔ بے شک اس نے تمہیں یہاں تک بھیج دیا لیکن تم ہماری نگاہوں میں رہے۔ دانش منصور ہم نے آخر کار تمہیں بلائے کے لیے ہی ٹوری بلا نکا تک یہ بات پہنچائی تھی کہ ایرش واش یہاں ہے اور ٹوری بلا نکا نے تمہیں یہاں بھیج دیا۔“

”تقریر ختم کر چکے۔“ میں نے کہا اور وہ ہنستے لگا پھر بولا۔

”سب کچھ کہنے کے بعد دل ہلکا ہو گیا ہے۔“

”رخسار کہاں ہے؟“

”اس بارے میں تمہیں اطلاع دی جا چکی ہے کہ میڈم کو بڑے احترام کے ساتھ ایک محفوظ مقام پر رکھا گیا ہے اور انہیں ہر طرح کی عزت و احترام دیا گیا ہے کیونکہ ان سے ہماری بہت سی توقعات وابستہ ہیں اور اب بھی ہم یہی چاہتے ہیں۔ دانش منصور کہ تم ہم سے تعاون کرو، میڈم رخسار عزت و احترام کے ساتھ تم تک پہنچا دی جائیں گی لیکن اس کے لیے تمہیں بہت سے ذمہ داری کے ثبوت دینا ہوں گے۔“

”مثلاً؟“ میں نے سوال کیا۔

”سب سے پہلے وہ فائل جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ اب بھی تمہاری تحویل میں ہے۔ رانا وسیم تو ایک معمولی سا آدمی ہے جو کام تم کر سکتے ہو وہ رانا وسیم نہیں کر سکتا۔ وہ ہمارے قبضے میں آ جاتا، اگر درمیان میں تمہاری یہ شخصیت نہ ٹپک پڑتی نکل گیا تھا وہ ایک مرحلے پر بس اتفاق ہو جاتا ہے لیکن اس کا تحفظ کرنے والا دانش منصور تھا اور تم اس طرح ہمارے علم میں آ گئے۔ بہر حال تو اس فائل سے آغاز ہوتا ہے۔ وہ فائل تمہیں ہمارے حوالے کرنا ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم نے کچھ اور نئے پلان بنائے ہیں جن کے تحت دانش منصور تم ایک عجیب و غریب حیثیت سے اپنے ملک میں جاؤ گے اسرائیل کے نمائندے بن کر

وقت میرے لیے غیر متوقع تھی۔ میں نے جو الفاظ اپنے منہ سے ادا کیے تھے جس طرح اس کی پوری قوم کی تحقیر کی تھی اس کے بعد تو اسے آگ بگولہ ہو جانا چاہیے تھا۔ وہ کرنا چاہیے تھا جس سے اس کے انتقام کی آگ بجھتی، لیکن بات اس نے ٹھیک ہی کہی تھی۔ وہ جس قوم کا فرد تھا وہ بہت ہی آگے کی چیز تھی اور انتہائی موقع شناس۔ چنانچہ وہ خاموشی سے باہر نکل گیا تھا۔ کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے جو بہت ہی بھیاںک ہو۔ خیر مجھے اس کی کیا پروا ہو سکتی تھی کہ وہ آنے والے وقت میں میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ میں تو بس ایک بار رخسار کی قربت چاہتا تھا۔ وطن کے لیے اس نے جو کچھ کہا تھا وہ ایک بالکل ہی الگ بات تھی۔ اگر وہ مجھے میرے وطن کے خلاف استعمال کرنے کی خواہش رکھتا ہے تو اس سے بڑا دیوانہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ رخسار کو پرغمال بنا کر میرے تمام ارادوں کو ناکام بنانے کا خواہش مند ہے تو یہاں بھی اسے مایوسی ہی ہوگی۔ بہر حال پھر کافی وقت میں نے نہ جانے کیسی کیسی سوچوں میں گزارا تھا۔ وہ شاید مجھے تنہا اور بے ضرر رکھ کر ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اس سے ماضی میں میرا کوئی واسطہ نہیں رہا تھا۔ لیکن اس کی شخصیت کو دیکھ کر مجھے یہ احساس ہونے لگا تھا کہ آدمی بہت خطرناک ہے اور دانش منصور سے واقف ہونے کے بعد وہ کوئی معمولی قدم نہیں اٹھائے گا بلکہ بھرپور کوشش ہی کرے گا لیکن کیا کوشش کر سکتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ۔ پھر میری ذہنی دیوانگی عروج پر پہنچ گئی۔ میں نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی کوشش کرنی چاہیے اب۔ اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا تو کسی طور ممکن نہیں ہے۔ ایک بار پھر میں دروازے کے پاس پہنچا اور زور سے دروازہ بجایا۔ غیر متوقع طور پر مجھے باہر سے آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے؟“

”جلدی دروازہ کھولو، بہت جلدی۔“ میں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا اور میرے اس لہجے پر وہ لوگ بے اختیار ہو گئے۔ دو افراد تھے یہ وہی تھے جن کا میں صورت آشنا تھا یعنی جو ایرش واش کے ساتھ اندر آئے تھے۔ انہوں نے اس وقت بھی اپنے ہاتھوں میں پستول تھامے ہوئے تھے اور چونکے ہوئے انداز میں مجھے دیکھ رہے تھے۔

”کیا ہوا؟“ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

”خون۔“ میں خوفزدہ لہجے میں بولا اور ایک سمت اشارہ کیا۔ میرے اشارے پر ان کی

ہم تم سے ایسی دستاویزات دستخط کرائیں گے اور ایسے کارنامے سرانجام دلوائیں گے جن سے یہ ظاہر ہو کہ تم نے اپنی حکومت کے خلاف کام شروع کر دیا ہے اور کام کرتے رہے ہو کیونکہ تم اپنی حکومت سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ تم اس حیثیت سے اپنے وطن جاؤ گے ہم نے جو حالات میرا مطلب ہے روز آرگنائزیشن نے جو حالات تمہارے وطن میں پیدا کیے تمہارے ذمہ دار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا تمہیں اپنے وطن میں اس قدر ذلیل و خوار کر دیا گیا کہ تمہارے وطن والے آج بھی تمہاری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ بڑی محنت کی ہے ہم نے اس پر اور اس صورت حال تک پہنچانے کے بعد اب ہم تمہیں تمہارے وطن واپس بھیجیں گے اور ہمارے لیے یہ مشکل نہیں ہوگا کہ تمہیں وہاں پر ایک قومی ہیرو دکھادیں۔ یہ قومی ہیرو وہاں پہنچے گا اور پھر اسرائیل کے لیے کام کرے گا اپنی تمام تر ساکھ سے فائدہ اٹھا کر یہ ایرش واش کا منصوبہ ہے میں شدت جوش سے دیوانہ ہو گیا تھا اس وقت ان الفاظ کے بعد مصلحت سے بھی کام نہیں لے سکتا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں دل چاہ رہا تھا کہ اسے دانتوں سے چبا کر پھینک دوں۔“ میں نے کہا۔

”کبھی سڑک پر کتے بھونکتے دیکھے ہیں، میں ان کے بھونکنے کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا لیکن اس وقت تم میرے لیے ان کتوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے جو سڑکوں پر بھونکتے ہیں رخسار کی بات کرتے ہو اس کے بل پر تم مجھے اس بات کے لیے مجبور کرنا چاہتے ہو، سنو ابھی تم نے خود ہی کہا تھا کہ شوق شہادت ہے مجھے ہاں ہے، ہاں ہے تمہارا تعلق کسی غیرت مند قوم سے ہے تو چلو پستول لو اور مجھے ہلاک کر دو اتنی گولیاں مارو میرے بدن میں کہ میرا سارا بدن خون اگل دے، میں اس کے بعد بھی اپنے وطن کا نعرہ لگاؤں گا اور تمہارے چہرے پر تھوک دوں گا۔ فائل چاہتے ہو ہاں مجھے معلوم ہے وہ فائل کہاں ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ رانا وسیم کہاں ہے مجھے بہت سی ایسی اور باتیں بھی معلوم ہیں جو اگر تم مجھ سے معلوم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو تمہیں وہ باتیں معلوم ہو سکتی ہیں جو تمہارے اپنے ذرائع نہیں معلوم کر سکتے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے اندر وہ ہمت پیدا کرو کہ مجھ سے وہ سب کچھ معلوم کر لو۔“ ہے وہ جہت تمہارے اندر بزدل ایرش واش تمہارے اندر وہ ہمت ہے، جاؤ دفع ہو جاؤ، یہاں سے میں تیرے گندے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگنا چاہتا، جا چلا جا۔“ ایرش واش مجھے دیکھتا رہا، مسکرایا اور پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو چٹکی بجا کر اشارہ کیا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔ اس کی یہ حرکت اس

تھی۔ راہداری کے موڑ سے میں دوسری جانب گھوم گیا اور پھر عمارت کے کھلے ہوئے حصے تک پہنچا۔ بہت بڑی عمارت نہیں تھی یہاں رک کر کسی کو تلاش کرنا یا ایرش واش کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ایک بالکل احمقانہ عمل تھا۔ رخسار کے بارے میں سوچ سکتا تھا لیکن جانتا تھا کہ ایرش واش اتنا احمق نہیں ہے کہ رخسار کو میرے اتنے نزدیک رکھے گا۔ پہلے اس عمارت سے باہر نکل کر اس عمارت کا جائزہ لیا جائے۔ یہ فیصلہ بعد میں کروں گا کہ کرنا کیا ہے۔ باہر مدھم مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سامنے ہی ایک چوڑی سڑک تھی اور اس کے دونوں سائیڈز پر فٹ پاتھ نظر آ رہے تھے۔ میں انتہائی محتاط انداز میں ایک ایسی جگہ کی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جہاں سے میں اس عمارت کا جائزہ لے سکوں۔ کوئی مناسب صورتحال سوچنے میں مصروف تھا اور یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ دیکھوں اندر کی کیا کیفیت رہتی ہے اور کتنی دیر میں وہاں موجود لوگوں کو اصل صورتحال کا اندازہ ہوتا ہے۔ چھپنے کے لیے مناسب جگہ میں نے تلاش کر لی تھی۔ یہاں ان سے ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی چھپنا تھا۔ میں ایک عجیب و غریب دیوانگی کی کیفیت کا شکار تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ انتظار کرنا پڑا اور اس کے بعد اچانک ہی اندر تیز روشنیاں جلنے کی تحریک کا احساس ہوا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ صرف دو آدمی تھے جو دوڑتے ہوئے باہر آئے تھے اور پھر دونوں مختلف سمتوں میں دوڑنے لگے تھے۔ اس کے بعد واپس پلٹ آئے تھے۔ پھر اندر داخل ہو گئے تھے اور کچھ منٹ کے بعد ایک کار اندر آگئی باہر نکلی اور برق رفتاری سے ایک جانب چل پڑی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ساری صورت حال ذہن میں واضح ہوتی جا رہی تھی۔ گویا اس عمارت میں صرف چھ افراد تھے جن میں سے دو زندہ باقی بچے تھے اور کسی طرح سے انہوں نے ان لاشوں کو دیکھنے کے بعد اپنے آپ کو بے حواس پایا تھا۔ مجھے تلاش کرنے نکل بھاگے تھے اور پھر یہ سوچ کر کہ میں نکل چکا ہوں کسی کو اطلاع دینے چل پڑے تھے اب میں ان کا تعاقب تو نہیں کر سکتا تھا لیکن اپنا شبہ رفع کرنے کے لیے میں ایک بار پھر عمارت کی جانب بڑھا اور احاطے کی وہی دیوار کو دکر اندر داخل ہو گیا جس سے باہر نکلا تھا۔ پھر میرے تمام بیان کی تصدیق ہو گئی۔ اندر وہ چار لاشیں اب اس کمرے میں پڑی ہوئی تھیں جس میں، میں موجود تھا اور باقی سارے کمرے خالی تھے۔ اس شبے کا تدارک کرنے کے بعد کہ نہ تو ایرش واش خود یہاں موجود ہے اور نہ ہی اس نے رخسار کو یہاں رکھا ہے۔ میں باہر نکل آیا۔ اب اس سے زیادہ بہادری بالکل مناسب نہیں تھی۔ چنانچہ

توجہ مجھ پر سے ہٹ گئی تھی اور وہ بے اختیار آگے بڑھ آئے تھے۔ بس میں اتنا ہی چاہتا تھا۔ انتہائی مہارت کے ساتھ میں نے دونوں ہاتھ ان کے پستولوں پر مارے اور دوسرے ہاتھ ان کی گردنوں کے نیچے حصوں پر، پستول ان کے ہاتھوں سے نکل گئے اور میں نے جو ضرر میں، ان کے حلق پر لگائی تھیں اس سے ان کی آنکھیں چڑھ گئیں۔ پھر میں نے بہت ہی تیز رفتاری سے ان کی گردنیں اپنی بازوؤں میں دبالی تھیں۔ بس اب دیوانگی سوار ہو گئی تھی اور جب دیوانگی سوار ہوتی ہے تو پھر جنون آخری حد تک پہنچ جاتا ہے۔ میں نے اس وقت تک ان کی گردنیں دبائی رکھیں جب تک کہ ان کی زبان اور آنکھیں باہر نہ نکل آئیں اور پھر میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ لیکن ذرا سی گڑبڑ اسکے باوجود ہوئی تھی۔ وہ دونوں وہاں تنہا نہیں تھے بلکہ ان کے آس پاس کچھ اور بھی تھے۔ اس وقت جب میں نے ان دونوں کی گردنیں دبائیں اور زندگی سے ان کا رابطہ ٹوٹا۔ عقب سے باقی دو افراد بھی نمودار ہوئے تھے۔ مجھے ان کی آمد کا اس وقت پتا چلا جب ایک زوردار گھونسا میری گردن پر پڑا اور میری آنکھوں میں ستارے ناچ گئے۔ اس کے ساتھ ہی عقب سے حملہ آور ہونے والوں نے میرے بال پکڑ کر مجھے پیچھے کھینچا۔ لیکن میں توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اس طرح ان کے اوپر جا پڑا کہ وہ دونوں میرے ساتھ ہی زمین پر ڈھیر ہو گئے تھے۔ یہ بھی تقدیر کا کھیل تھا۔ میں نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالا اور پلٹ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے نیچے دبے ہوئے پہلے شخص کی گردن پکڑ لی۔ دوسرے آدمی نے میرے نیچے سے نکلنے کی کوشش کی تھی اور اس کی پیشانی نیچے گرنے کی وجہ سے زخمی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ شاید چکرا بھی گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے کھسکنے لگا لیکن وہ شخص جو میرے نیچے دبا ہوا تھا میری گرفت میں اپنی جدوجہد ختم کرتا جا رہا تھا۔ پھر میرے دو گھولنے اسے بھی اپنے ساتھی کے قریب لانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب کوئی احتیاط بے سود اور بے مقصد تھی۔ میں نے جو قدم اٹھایا تھا اس نے پہلے ہی مرحلے پر چار انسانوں کو زندگی سے محروم کر دیا تھا اور اس کے بعد عقل کا تقاضا تھا کہ سب سے پہلے اسلحے کا انتظام کیا جائے چنانچہ میں نے دو پستول اپنے قبضے میں کیے اور اس کے باوجود ان کی تلاشیاں بھی لیں۔ ان کی جیبوں میں کرنسی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔ مستقبل کے خیال سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے مجھے نکلنے میں کامیابی ہی حاصل ہو جائے۔ بہر حال میں باہر نکل آیا۔ باہر ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ راہداریوں میں قالین بچھے ہوئے تھے جن کی وجہ سے قدموں کی چاپ بھی نہیں ابھر رہی

کیوں ہو گئی۔ دانش منصور سے جس طرح اس نے واقفیت کا اظہار کیا تھا اس طرح دانش منصور کی نگرانی کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن وہ لوگ بھی بس دھوکا کھا ہی گئے تھے اور میں نکل آیا تھا۔ ڈلاس ویو کی تلاش کا فیصلہ دل میں کر لیا۔ شراپیوں کے سے انداز میں لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا۔ میز پر منگائی ہوئی اشیاء کا بل رکھ دیا تھا کہ کہیں وہاں کے ویٹر تعاقب نہ کریں۔ باہر نکلا۔ ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچا قدموں کی لڑکھڑاہٹ اس بات کا اظہار کر رہی تھی کہ مجھے نشے میں ڈوبا ہوا شخص ہی سمجھا جائے۔ میں نے ایک ٹیکسی کے دروازے پر ہاتھ رکھا اور ٹیکسی ڈرائیور جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”ڈلاس ویو جانا چاہتا ہوں۔“ میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”تشریف رکھئے سر۔۔۔۔۔“ اس نے عقبی دروازہ کھول دیا۔

”لیکن میں ڈلاس ویو کے بارے میں نہیں جانتا۔“

”میں جانتا ہوں آپ بیٹھے تو سہی۔“ ڈرائیور نے کہا اور مجھے سکون ہوا۔ ”ایسے ڈرائیور اللہ سب کو نصیب کرے۔“ ٹیکسی اشارت ہو کر چل پڑی اور میں نے سیٹ سے پشت لگا دی۔ دس منٹ تک ٹیکسی سفر کرتی رہی پھر ایک خوشنما علاقہ نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ گورنر کا وقت تھا اور ان عمارتوں پر مدھم مدھم روشنیاں جل رہی تھیں جو چاروں طرف سے درختوں اور سبزہ زاروں سے گھری ہوئی تھیں۔ ایک خاص ہی قسم کا پلاٹ تھا جس میں بڑی نفاست کے ساتھ یہ چھوٹے چھوٹے کانچ بنائے گئے تھے۔ یہی ڈلاس ویو تھے اور یقینی طور پر کانچ نمبر گیارہ تلاش کرنا مشکل کام نہیں تھا۔ ڈرائیور نے کہا۔

”سر ہم ڈلاس ویو پہنچ گئے ہیں۔“ میں نے دروازہ کھول کر نیچے اتر کر ڈرائیور کو بل ادا کیا اور اس کے بعد لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ گیا۔ ٹیکسی اطمینان سے چل پڑی تھی۔ مدھم مدھم روشنیوں میں ان تین منزلہ عمارتوں کے نمبر جگمگا رہے تھے اور گیارہ، بارہ، تیرہ کی عمارت میری نگاہوں کے سامنے آ گئی۔ میں نے بہ آسانی گیارہ نمبر فلیٹ تلاش کیا۔ گراؤنڈ فلور پر ہی تھا۔ کیا خوب صورت جگہ بنی ہوئی تھی۔ درختوں اور پھولوں کے تختوں سے اٹھتی ہوئی خوشبو نے دماغ روشن کر دیا اور میں گیارہ نمبر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ باہر مدھم مدھم روشنیاں بے شک جل رہی تھیں۔ لیکن فلیٹ تاریک تھے۔ میں نے تاریک دروازے کی بیل پر انگلی رکھی اور ہٹائی۔ رات کے اس حصے میں کسی کے گھر پہنچنا ایک غیر اخلاقی حرکت تھی لیکن مکان کے

اب مجھے یہاں سے نکل جانا چاہیے تھا۔ رات کی تاریکی آخر کار مجھے ایسے روشن راستوں کی جانب لے چلی جن کے بارے میں مجھے کوئی خاص علم نہیں تھا لیکن زندگی اس طرح سے موت سے باہر نکل آئی تھی تو اب اس کے تحفظ کے لیے باقی بندوبست بھی کرنا تھا اور شکر تھا کہ میری جیبیں خالی نہیں تھیں۔ یہ سفر آخر کار ایک ایسے ریسٹورنٹ پر ختم ہوا جس میں کافی رونق نظر آ رہی تھی۔ ریسٹوران سے باہر رک کر میں نے اپنا حلیہ درست کیا۔ کم از کم اس شکل میں تو ریسٹوران میں داخل ہوں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ کوئی شرابی سمجھیں اور باز پرس نہ کریں۔ ریسٹوران میں داخل ہوتے ہوئے قدموں میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ پیدا کر لی تھی۔ پھر میں ایک میز پر جا بیٹھا۔ کسی نے میری جانب کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی میں نے وہاں کے لوگوں کی مانند اپنے لیے بھی ویٹر سے کچھ منگوایا۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ اب مجھے فیصلہ کرنا تھا کہ کیا کروں، مقامی پولیس بھی پیچھے لگ گئی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ایرش واش سے بھی باقاعدہ لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ آدمی بہت خطرناک تھا اس کے بارے میں مزید معلومات درکار تھیں۔ بیٹھے بیٹھے پھر ایک خیال ذہن میں آیا۔ کسی بھی مشکل مرحلے پر اپنی انا کو سامنے نہیں رکھنا چاہیے بلکہ فائدہ جہاں سے بھی حاصل ہو سکے وہاں سے حاصل کرنے میں گریز نہیں کرنا چاہیے۔ ٹوری بلا ٹاکا کو میں نے باقاعدہ ایک بڑی رقم ادا کی تھی اور اس نے درحقیقت ایک مخلص دوست کی مانند مجھے یہاں تک گائیڈ کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے یہاں کے لیے بھی مجھ سے کہا تھا کہ میری مشکلات کا حل اس کے پاس موجود ہے۔ بہتر تو یہ ہوگا کہ یہاں پہنچ کر اس کے آدمیوں سے رابطہ قائم کر لوں اور آگے کی مشکلات میں بلا معاوضہ اس کی خدمات قبول کروں لیکن یہاں آ کر اب تک یہ نہیں سوچا تھا۔ اب میں اپنے ذہن میں وہ پتے دہرانے لگا جو ٹوری بلا ٹاکا نے مجھے دیے تھے اور ان میں ایک پتا مجھے فوری یاد آ گیا وہ تھا ڈلاس ویو فلیٹ نمبر گیارہ۔ میں نہیں جانتا تھا کہ ڈلاس ویو کیا ہے لیکن ریسٹوران کے باہر میں نے ٹیکسیوں کی قطاریں دیکھی تھیں اور مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں سے کہیں جانے کے لیے ٹیکسی بہ آسانی مل سکتی ہے۔ بس یہ خیال ذہن میں جڑ پکڑ گیا قسمت آزمانے میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح ایرش واش کے چنگل سے نکل بھاگا تھا وہ بھی قسمت ہی کی کارستانی تھی ورنہ ایرش واش کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ تو ہوتا تھا کہ ایک خطرناک شخصیت سے واسطہ پڑ گیا ہے جس کے قبضے میں بے چاری رخصت ہے اور جواب میرے لئے نئے منصوبہ بندیاں کرنے لگا ہے۔ پتا نہیں اس سے چوک

ڈاکو کو اندر آنے کی اجازت دی، آؤ لڑکی خاصی نڈر اور بے باک معلوم ہوتی تھی۔ بہر حال میں اسکے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا۔ اندر پہنچ کر اس نے روشنی جلائی اور بولی۔

”بیٹھو، ڈاکا ڈالنے سے پہلے چند منٹ کی گفتگو بری نہیں ہوتی لیکن سنو، میں شادی شدہ ہوں، میرے شوہر کا نام پیٹر میکس ہے اور ہم دونوں نے لومیرج کی ہے۔ چنانچہ پیٹریا میکس کے علاوہ مجھے دنیا میں کسی اور مرد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں ایسا لباس پہنے ہوئے ہوں کہ مجھے تھوڑی سی شرم آ رہی ہے اگر تم میرے کمرے سے نکلنے پر خوف زدہ نہ ہو جاؤ تو میں ذرا لباس تبدیل کر کے آ جاؤ۔“

”نہیں میں خوف زدہ نہیں ہوں گا۔“ میں نے کہا اور وہ شکریہ ادا کر کے وہاں سے چلی گئی۔ چویشن کافی دلچسپ تھی مجھے اس بات کا شبہ بھی نہیں تھا کہ میں غلط جگہ آ گیا ہوں کیوں کہ اس نے وہ نام بھی لے لیا تھا جس کی نشاندہی مجھے کر دی گئی تھی۔ ویسے یہاں کئی پوائنٹ تھے۔ جہاں میں ضرورت کے وقت جاسکتا تھا انہیں میں یہ جگہ بھی تھی اور پیٹر میکس کا نام بھی۔ میں انتظار کرتا رہا۔ لڑکی چند ہی سیکنڈ میں واپس آ گئی تھی۔ اس نے بس ایک موٹا سا گاؤن جسم پر ڈال لیا تھا اس کے بند باندھ لیے تھے سامنے صوفے پر بیٹھ کر بولی۔

”کمال ہے عجب کاہل ڈاکو ہو، بھئی یہاں پر قیمتی اشیاء کی تلاش کیوں نہیں کرتے۔“

”آپ کا نام کیا ہے میڈم۔“ میں نے سوال کیا۔

”ریٹی میکس۔“

”آپ مجھے غالباً پانچ یا چھ بار ڈاکو کہہ چکی ہیں، میں ڈاکو نہیں ہوں۔“

”اچھا تو پھر اپنا تعارف ہی کرا دو تا کہ میں تمہیں تمہارے اصل نام سے مخاطب

کروں۔“

”اگر میں نے تمہیں اپنا نام بتایا تو شاید تم مجھے پہچان نہ سکو۔“

”کوشش کروں گی۔“

”دانش منصور۔“ میں نے جواب دیا اور لڑکی کا چہرہ ایک دم حیرت کی تصویر بن گیا۔

”کک۔۔۔ کیا۔۔۔“ وہ کسی قدر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

”کیا یہ نام تمہارے لیے شناسا ہے۔“

”کچھ اور حوالے دے سکتے ہو یعنی ان لوگوں کے حوالے جن کی وساطت سے تم یہاں

کینوں سے معافی مانگ لوں گا۔ ہو سکتا ہے صورتحال کچھ بہتر ہی ہو جائے۔ میں انتظار کرتا رہا پھر میں نے دوسری بار انگلی تیل پر رکھی اور ایک بار پھر انتظار کرتا رہا۔ قرب و جوار میں کہیں کوئی آہٹ نہیں سنائی دے رہی تھی اور دروازے کے دوسرے طرف سے آنے والا بھی قدموں کی چاپ کے بغیر دروازے تک پہنچا تھا۔ میں دروازے سے لگا کھڑا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا۔ کسی نے میرے گریبان پر ہاتھ ڈالا اور اتنی زور کا جھٹکا دیا کہ میں توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اندر داخل ہو کر دوڑتا چلا گیا۔ پھر کسی چیز میں پاؤں پھنسے اور میں لڑکھڑا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ میرے پاس دو دو پستول موجود تھے اس کے علاوہ بھلا اور کیا کر سکتا تھا کہ برق رفتاری سے پستول نکال لوں۔ دروازہ بند ہوا اور کسی نے تیز روشنی جلا دی۔ وہ ایک نوجوان اور پرکشش لڑکی تھی۔ جس نے شب خوابی کا لباس پہنا ہوا تھا۔ ایسا لباس جسے دیکھ کوئی بھی شریف آدمی آنکھیں بند کر لے۔ چہرہ لال بھسوکا ہو رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں نیند میں ڈوبی ہوئی تھیں لیکن روشنی جلا کر اس نے مجھے دیکھا اور اچانک ہی اس کے اندر ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ پہلے وہ سمٹی اور اس نے اپنا بدن چرانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد وہ خونخوار انداز میں اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے میرے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کو دیکھا اور اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمودار ہو گئیں اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ڈاکو۔ ڈاکو ہو، لوٹنے آئے ہو؟“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ خطرے کا شکار ہوں اور اپنے آپ کو خطرے سے بچانا چاہتا ہوں۔“

”کون ہو، فوراً اپنے بارے میں بتا دو اور اگر یہ سوچ رہے ہو کہ ایک تنہا لڑکی یہاں موجود ہے اور تمہارے ہاتھ میں پستول ہے تو یہ خیال دل سے نکال دو، مشکل میں پڑ جاؤ گے۔“

”اگر تم مجھے دوبارہ گریبان سے پکڑ کر زمین پر پھینکنے سے گریز کرو تو میں یہ پستول تمہارے حوالے بھی کر سکتا ہوں۔“ میں نے کہا اور وہ تیکھی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی، پھر بولی۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس طرح زمین پر پڑے ہوئے اچھے نہیں لگ رہے۔“ میں نے پستول جھکایا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”آ جاؤ، آ تو چکے ہی ہو اندر۔ جو کچھ حرکتیں کرنا چاہو گے ان کے لیے کوشش ضرور کرو گے لیکن تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کیا ہی اچھا میزبان ملا تھا۔ جس نے بڑی عزت کے ساتھ کسی

نمودار ہوئے اور پھر وہ سنبھل گئی اور گردن ہلاتی ہوئی بولی۔

”کچھ پلاؤں؟“

”نہیں شکریہ۔“

”تو میکس کا انتظار تو کرنا ہی ہوگا ناں تمہیں۔“

”ہاں۔“

”میرے بیڈروم میں چلے جاؤ اور دروازہ اندر سے بند کرلو۔“ اسے ایک دم عقل آگئی

تھی اور مجھے ہنسی۔ میں نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں نے دیے بھی آپ کی نیند خراب کی ہے اس لیے اب زیادہ نیند نہیں

خراب کروں گا اور نہ ہی آپ کے بیڈروم میں جانے کی ضرورت ہے۔ ڈرائنگ روم کا یہ صوفہ

میرے لیے بہترین ثابت ہوگا اور ضمانت کے طور پر آپ یہ پستول رکھ لیجئے اور میری تلاشی بھی

لے لیجئے کہ کوئی اور ہتھیار میرے پاس نہیں ہے۔“

”میرا بیڈروم جو ہے ناں، وہاں دستی بموں کا ذخیرہ ہے اور ایسے ایسے جدید ریوالور،

بس اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہوں گی اور بہتر ہوگا کہ آپ بیڈروم میں سو جائیں کیونکہ

ایک مہمان کے ساتھ یہ بدسلوکی میں مناسب نہیں سمجھتی۔“

”ضد نہ کیجئے بس میں اپنی جگہ پر ٹھیک ہوں۔“ میں نے کہا اور وہ شانے ہلا کر کمرے

سے باہر نکل گئی۔ میں ٹھنڈی سانس لے کر اس صوفے کو اپنا بیڈ بنانے کی تیاریاں کرنے لگا۔

سوچ انسانی فطرت کا بہترین سرمایہ ہوتی ہے۔ آپ کے بدن پر لباس بھی باقی نہ رہے

سب کچھ چھن جائے لیکن سوچ کا سرمایہ آپ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ یہ بستر جیسا بھی تھا لیکن

اس پر لیٹ کر میں سوچ سکتا تھا۔ مستقبل کے لیے فیصلے کر سکتا تھا اور انسان کچھ نہ چاہے لیکن

چند ہی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن پر اسے اختیار حاصل نہیں ہوتا میں سوچوں میں ڈوب گیا اور

میری سوچوں میں بنیادی حیثیت رخسار کو ہی حاصل تھی یہ نیا مسئلہ میرے لیے شروع ہو چکا تھا

ساری باتیں اپنی جگہ لیکن میرے ضمیر میں بس ایک چیز بنیادی حیثیت رکھتی تھی حالانکہ میں بارہا

اس بارے میں سوچتا تھا کہ تنہا میں ہی تو محبت وطن نہیں ہوں نہ جانے کون کون، کس کس طرح

وطن کی خدمت سرانجام دے رہا ہے لیکن ایک جنون، ایک دیوانگی جو میرے اندر پل رہی ہے

شاید ہی کسی کے اندر ہو جہاں بھی کہیں کوئی ایسی بات سامنے آتی ہے جس کا تعلق میرے وطن

تک پہنچے ہو۔“

”مسٹر ٹوری بلاؤں گا۔“

”اوہ مائی گڈ، تب تو واقعی مجھ سے گستاخی بھی ہوئی ہے۔ غلطی بھی اور بدتمیزی بھی۔

لیکن کیا بتاؤں میکس اتنا بگڑ گیا ہے کہ اب میں اس سے بری طرح جھنجلا گئی ہوں کبھی کبھی تو

رات رات بھر نہیں آتا۔ آجاتا ہے تو جھوٹی قسمیں کھاتا ہے کہ اس نے آج شراب کو ہاتھ تک

نہیں لگایا یا اگر پی بھی ہے تو بس اتنی سی کہ ہلکا سا سرور آجائے۔ حالانکہ وہ بس سر کے بل نہیں

چلتا۔ باقی اس کی کیفیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ تمہیں پتا ہے مائی ڈیر مسٹر دانش منصور کہ میں نے

رات کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ میکس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ساتھ ہی ڈنر پر چلیں گے اور میں

انتظار کرتی رہی۔ وقت گزرتا چلا گیا اور میرا غصہ عروج پر پہنچتا چلا گیا اور اب رات کے اس

حصے میں نے یہی سوچا تھا کہ اس کے علاوہ بھلا اور کون ہو سکتا ہے۔ نشے میں ڈوبا کھڑا

ہوگا۔ یہی شکر ہے کہ گھر کے دروازے تک تو آ گیا۔ لیکن وہ تم نکلے۔ آئی ایم ویری سوری۔ مسٹر

بلاؤں گا کی ہدایات تو ہمارے لیے یہی ہیں کہ اگر ہم بستر مرگ پر بھی ہوں اور تمہاری طرف سے

مدد کے لیے کوئی کال آجائے تو فوراً تمہاری مدد کو پہنچیں۔ آئی ایم سوری، مگر اب تو تمہیں

حالات کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔“

”ہاں رینی میکس، اور نہ ہی ایسی کوئی بات ہے جس کے لیے تم معذرتوں کے انبار

لگاؤ۔ ویسے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا میں کچھ وقت یہاں گزار سکتا ہوں۔“

”ایک دلچسپ بات ہوگی، صبح کو ہم میکس کے سامنے ڈراما کریں گے۔ اگر تم اس کے

لیے تیار ہو جاؤ تو.....“

”ڈراما.....“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بہت شریف عورت ہوں، لیکن میں پھر بھی یہ چاہتی ہوں کہ صبح کو تم میری مسبری

پر سوئے ہوئے ہو اور میں اس قسم کے نقش چھوڑ دوں جس سے میکس کو یہ اندازہ ہو کہ میں ابھی

ابھی اٹھ کر داش روم میں گئی ہوں۔ کم از کم اس کے ہوش بھی تو ٹھکانے آنے چاہئیں۔“ میں

نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں، محترمہ آپ بہت شریف خاتون ہیں، لیکن میرے بارے میں آپ نے یہ کیسے

اندازہ لگا لیا کہ میں بھی ایک اچھا انسان ہوں۔“ اس کے چہرے پر ایک دم چونکنے کے آثار

اور ریخی آگئی۔

”ہیلو۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری ریخی ایسے مہمان بھی بعض اوقات مشکل کا باعث بن جاتے ہیں۔“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے دھوپ نکلی ہے ورنہ بارش ہو رہی

تھی۔ ویسے باہر کا موسم خاصا اچھا ہے۔“

”مسٹر پیٹر میکس۔“

”ناشتا کر لیا ہے میں نے۔“ ریخی نے میری بات کا جواب نہیں دیا اس کے ہونٹوں پر

ایک عجیب سی اداسی پھیل گئی تھی۔

”بہت بہت شکریہ میں ابھی آتا ہوں۔ پھر ہم ناشتے کی میز پر پہنچ گئے۔ میں نے ایک

بار پھر مسٹر پیٹر میکس کے بارے میں سوال کیا تو وہ بولی۔“

”نہیں۔ وہ نہیں آئے ہیں۔ ابھی تک نہیں پہنچے ہیں مسٹر پیٹر۔“

”اوہ۔ سوری۔ شاید آپ اس کے نہ آنے سے کچھ افسردہ ہیں۔“ اس نے لگا ہوا اٹھ کر

مجھے دیکھا پھر بولی۔

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس یونہی۔“

”میں کسی بھی طرح آپ کو کسی بات پر مجبور کرنے کی جرات نہیں کر سکتا مس ریخی۔

لیکن بہر حال دل تو دکھتا ہے نا۔“ اس نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم نے خاموشی سے

ناشتا کیا باہر کھڑکیوں سے جھانکنے والی روشنی ختم ہو گئی تھی اور موسم پھر ڈم ہوتا جا رہا تھا۔ ناشتے

سے فراغت حاصل کرنے کے بعد باہر نکلے تو بارش شروع ہو گئی تھی۔ آسمان پر بادل گہرے

ہوتے جا رہے تھے اور فضا میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ ریخی نے کہا۔

”آپ کو انتظار کرنا ہوگا ویسے موسم یہ بتاتا ہے کہ سردی اور بڑھ جائے گی۔ ہم دونوں

وقت گزارتے رہے۔ پیٹر میکس کی جانب سے کوئی فون وغیرہ بھی موصول نہیں ہوا تھا۔ اس

وقت بھی بارش چھما چھم ہو رہی تھی۔ تب میں اور ریخی اوپر کے برآمدے میں بیٹھے بارش کا

لطف لے رہے تھے اور ریخی کے چہرے پر بدستور افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ میں کسی قدر

بوریت محسوس کرنے لگا پھر میں نے کہا۔“

”ویسے پیٹر میکس کے بارے میں مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔ حالانکہ مجھ سے کہا

سے ہو دوسرے سارے جذبے ماند پڑ جاتے ہیں اور جہاں تک بات رہی رخسار کی تو اس کے بارے میں تو سوچ کر اب مجھے ہنسی آنے لگتی تھی۔ اس بیچاری کا میری زندگی سے تعلق قائم ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔ حالانکہ سارے مراحل طے ہو گئے تھے لیکن بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جب بھی کبھی میرے اور اس کے درمیان رابطے قائم ہوئے ایک آسانی ہاتھ فضا سے نمودار ہوا اور ہم دونوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا وہ اس ہاتھ کی چوڑائی میں چھپ گئی مجھے بہت زور کی ہنسی آگئی تھی میں یہ جانتا تھا کہ وقت کتنا ہی گزر جائے لیکن رخسار پھر مجھ تک پہنچے گی ہماری تقدیر کے جنگجو ستارے دشمنوں پر قابو پا کر آخر کار پھر ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں اب ایرش واش کو ہی دیکھ لیا جائے کجخت بد نما آدمی نہ جانے رخسار کے سلسلے میں کیوں موسوم ہو گیا کہتا ہے کہ ”میڈم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔“ اور میں نے ایرش واش کے بارے میں سوچا ایک نیا ہی کھیل تھا لیکن اب ذرا دوسرے تصورات کے ساتھ نہ جانے کیا کیا کچھ ہو چکا تھا۔ کس کس نے قربانیاں پیش کر دی تھیں لیکن اسرائیلی مفادات کو کوئی ایسی بھرپور چوٹ نہیں پہنچی تھی جس سے کچھ اور کیفیت نمودار ہوتی۔ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ لوس پیلیو ویلے کے لیے کام کرتے ہوئے ایک دو بار یہودی سرمایہ کار اور تخریب کاروں سے مدد بھیڑ ہوئی تھی ان لوگوں کے لئے اجنبی نہیں تھا ایک بار پھر ایرش واش سامنے آیا تھا۔ کیوں نہ اس سے دو دو ہاتھ کر ہی لیے جائیں بہر حال مشغلے کے طور پر ہی سہی یا پھر اس خیال کے تحت کہ گھسیٹ کر یہاں لایا گیا ہے اس گدھے کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ رانا وسیم تو اب بڑے اطمینان سے وطن عزیز پہنچ گیا ہوگا اور اسے ایک بار پھر میرے وطن کے خلاف کوئی کارروائی کرنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ باقی انہوں نے جتنے بھی تیر مار لیے ہوں اس سے کوئی غرض نہیں تھی تو پھر ہو جائیں وہ ہاتھ ایرش واش، رخسار کے بارے میں تو مجھے اپنے ایمان کی طرح یقین ہے کہ نہ میرے، بغیر اسے موت آئے گی اور نہ اس کے بغیر میں مر سکتا ہوں کہیں نہ کہیں سے گھوم پھر کر ہم واپس یہاں آ ہی جائیں گے چنانچہ اب ذرا تم مجھے سنبھالو نہ جانے کون سا وقت تھا جب غیند نے ایک مہربان ماں کی طرح اپنی آغوش میں لے لیا اور اتنے بھرپور طریقے سے آئی کہ میں اس وقت جاگا جب گھڑی پونے بارہ بج رہی تھی یقین نہ آیا کہ وقت اتنا بدل گیا ہے لیکن سورج کی چمکنی اس بات کا احساس دلاتی تھی آخر کار ہڑبڑا کر اٹھ گیا مجھے اندازہ تھا کہ بیچاری ریخی میری وجہ سے پریشانی کا شکار ہوگی چنانچہ پھرتی سے تیار ہونے لگا اور پھر باہر خفیف سی آہٹ ہوئی

عجیب سا احساس ہوتا ہے۔ وہ دولت کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور باقی سب کچھ بھول گیا ہے۔ وہ مجھے۔ مجھے بھی بھول گیا ہے۔ بس میں ایک ضرورت بن گئی ہوں اس کی اور کسی بھی دن میری جگہ کسی نے پوری کر دی تو وہ شاید مجھ سے دور ہو جائے۔“

”کیا کہتا ہے وہ؟“

”اس نے مجھے اپنی دولت کا حصہ دار بنا رکھا ہے۔ جو کچھ کماتا ہے۔ اس میں سے کچھ مجھے بھی دے دیتا ہے۔ جب کہ میں اس سے کبھی کچھ نہیں مانگتی۔ کیا چاہت کا بدل صرف دولت ہے۔ مسٹرڈینش؟“

”نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔

”تو پھر؟“

”محبت سب سے بڑی ضرورت ہے۔ میں دولت کے حصول کا مخالف نہیں ہوں لیکن دولت سب کچھ نہیں ہوتی۔“

”معاف کیجئے گا گفتگو برائے گفتگو ہے۔ کیا آپ کی بھی کوئی چاہت ہے؟“ رینی نے سوال کیا۔

”رینی جو دل چاہت سے خالی ہو میں کبھی اس کا تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب کہ تمہیں اندازہ ہے کہ درندے بھی محبت کرتے ہیں۔ تو ہم لوگ تو انسان ہیں۔“

”کیا آپ کی چاہت آپ کو مل گئی ہے؟“

”کہانی بہت طویل ہے۔ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔“ وہ خاموش ہو گئی۔ سارا دن گزر گیا۔ رات کے کھانے کے بعد ہم لوگ آرام کرنے چلے گئے۔ تعجب کی بات تھی کہ پیٹر میکس نہیں آیا تھا۔ لیکن رینی کو اس کے بارے میں کچھ اس طرح کی تشویش نہیں تھی کہ وہ کسی حادثے کا شکار ہو گیا ہوگا۔ دوسری صبح جب میں خاموشی سے رینی کے ساتھ تاشتا کر رہا تھا۔ تو قدموں کی چاپ سنائی دی اور ایک دراز قامت، خوش شکل، لاہالی سا نوجوان اندر داخل ہو گیا۔ اس نے پہلے رینی کو پہلو کہا پھر مجھے دیکھ کر سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکڑے اور اس کے بعد چونک کر بولا۔

”اوہ، مسٹر دانش منصور۔ آئی ایم سوری، آئی ایم سوری۔ اوہ مائی گاڈ۔ آپ میرے گھر میں.....“ میں نے گہری نگاہوں سے پیٹر کو دیکھا تھا۔ تیز چالاک آدمی معلوم ہوتا تھا۔ قریب

گیا تھا کہ ضرورت پڑنے پر میں.....“

”افسوس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتی ہوں۔ ویسے وہ واقعی ایک بے پروا انسان ہے اور میں نہیں کہتی کہ اسے ایسے کسی ادارے کا رکن ہونا چاہیے یا نہیں۔ تاہم اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو آپ مجھے بتائیے۔“

”نہیں رینی۔ ویسے تو یہاں یہ تھوڑا سا قیام میرے لیے بڑی اہمیت کا باعث ہے۔ چونکہ میں تھوڑا سا الجھنوں کا شکار تھا اگر یہاں نہ آتا تو یقینی طور پر اور بہت سے مسئلے الجھ سکتے تھے۔“ رینی کی افسردگی قائم رہی۔ وہ رم جھم برستی ہارش کو دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔

”آپ کچھ نہیں بولیں گی رینی میکس۔“

”آپ کی تھوڑی سی تصحیح کر دوں میں۔ ویسے تو آپ مجھے رینی میکس کہہ کر بلا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ نام میرے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن حقیقی طور پر میں ابھی اس کی حقدار نہیں ہوں۔“

”کیا مطلب؟“ میں نے چونک کر پوچھا۔

”میری اس سے شادی نہیں ہوئی ہے۔“

”اوہ پھر؟“

”بس تصور میں جی رہی ہوں۔ اس نے کہا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ میں خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ گردن جھکائے پاؤں کے انگوٹھے سے زمین کرید رہی تھی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

”وہ میرا محبوب ہے۔ میں اسے بہت چاہتی ہوں۔ اس کی وجہ سے میں دن رات سفر میں نظر آرہی ہوں۔ درحقیقت میں ان راستوں کی راہی نہیں ہوں لیکن اس کی محبت نے مجھے سب کچھ کرنے پر مجبور کر دیا۔ میں۔ میں نے خود کو بدل لیا ہے پوری طرح لیکن انسان کم اس حد تک سوچتا ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتا کہ وہ کون تھا اور کیا بن گیا ہے۔ جو بن گیا ہے بس وہ ہی اس کی تقدیر ہوتی ہے اور بس۔“

”لیکن پیٹر میکس؟“ میں نے ہمدردی کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں اس کے بارے میں کوئی برا جملہ نہیں کہنا چاہتی ہاں اتنا ضرور کہوں گی کہ کبھی وہ مجھ سے محبت کرتا تھا۔ بالکل اس طرح جیسے میں اب بھی اسے چاہتی ہوں۔ غور کرتی ہوں تو

تسلیم کرتے ہیں اس لیے آپ کو مشورہ تو نہیں دے سکتا مسٹر دانش منصور لیکن آپ کے سیکورٹی گارڈ کی حیثیت سے تھوڑا بہت کچھ کہہ سکتا ہوں؟“

”کہو۔“ میں نے کہا۔

”ایک بڑا دلچسپ مسئلہ میرے سامنے آیا ہے اور میں اس سلسلے میں آپ کو تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔ ذرا ایک منٹ۔ ایک منٹ“ اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ رینی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ میکس کی واپسی تک بھی اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار منجمد نظر آرہے تھے۔ ویسے میں نے یہ بات محسوس کی تھی کہ پیٹر میکس رینی کو چاہتا تو ہے لیکن کچھ خود غرض قسم کا آدمی ہے اور شاید ضرورت سے زیادہ اپنے آپ پر اعتماد بھی کرتا ہے۔ بہر حال یہ ان کا ذاتی معاملہ تھا۔ میں بھلا اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کیا سوچ سکتا تھا۔ پیٹر میکس واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں تصویروں کا ایک البم تھا اور البم کو درمیان سے کھول کر اس نے اس میں انگلی رکھی ہوئی تھی۔ اس نے البم میرے سامنے سرکا دیا اور میں ایک تصویر پر رک گیا۔ جس میں کئی افراد کھڑے ہوئے تھے اور خود پیٹر میکس بھی ساتھ میں موجود تھا۔ تصویر بھی زیادہ پرانی نہیں معلوم ہوتی تھی کیونکہ پیٹر میکس کی شکل میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ اس نے ایک تصویر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”مسٹر فارگون۔ یہ مسٹر فارگون ہیں اور مسٹر فارگون کے بارے میں یہ اندازہ ہے کہ وہ اسرائیلی مفادات کے لیے کام کرتے رہتے ہیں۔ رات کو جوئے کے ایک کھیل میں ایک خفیہ اڈے پر مسٹر فارگون کو قتل کر دیا گیا۔ ہم لوگ بھی اس قتل میں شریک تھے۔ قتل کرنے کے بعد مسٹر فارگون کی لاش ایک ایسے گہرے گٹر میں پھینک دی گئی ہے جہاں سے وہ کبھی برآمد نہیں ہو سکتی اور ابھی تک چار افراد کے سوا کسی کو یہ نہیں معلوم کہ مسٹر فارگون اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ سمجھ رہے ہوں نا۔ مائی ڈیر مسٹر دانش منصور۔ مسٹر فارگون کا ایک چھوٹا سا کالج یہاں ایک خوبصورت علاقے میں ہے۔ تنہا رہتے ہیں اور احتیاط کے ساتھ اپنا کام کرتے ہیں۔ فوری طور پر اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے لیے میرا خیال ہے کہ آپ کو مسٹر فارگون کی جگہ لے لینی چاہیے۔ میک اپ کے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ دنیا کا بہترین میک اپ آرٹسٹ ہوں تجربہ شرط ہے۔ آپ کو فارگون بنانے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ میں مسٹر فارگون کے بارے میں آپ کو اتنا کچھ سمجھا دوں گا کہ آپ کو شاید خود یقین نہ آئے۔“ میں نے

آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

”مجھے افسوس ہے رینی۔ مگر مسٹر دانش کس وقت یہاں پہنچے؟“

”آج دوسرا دن ہے۔“ رینی نے سرد لہجے میں کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ تم نے انہیں میری کی محسوس نہ ہونے دی ہوگی۔ ذرا یہ پلیٹ میری جانب سرکاؤ۔“ اس نے دور رکھی ہوئی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا اور رینی نے وہ پلیٹ اس کے سامنے کر دی۔

”میں کتنی بار آپ سے معافی مانگوں مسٹر دانش۔ اب آپ یہ پوچھیں گے کہ میری آپ سے پہلی ملاقات ہے لیکن میں نے آپ کو کیسے پہچان لیا۔ تو بات اصل میں یہ ہے کہ.....“

”میں جانتا ہوں۔“ میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب کیسے؟“

”مسٹر ٹوری بلا نکا بہت با اصول آدمی ہیں۔“

”بالکل بالکل میں یہ ہی کہنا چاہتا تھا۔ ہمیں آپ کی تصویر سے روشناس کرا دیا گیا ہے۔ اب آپ یہ بتائیے کہ ہمارے لائق کیا خدمت ہے۔ کیونکہ یہ ہی کہا گیا تھا کہ اگر آپ کو یہاں کرائے کے دوستوں کی ضرورت پیش آئی تو آپ ہم میں سے کسی سے رابطہ قائم کریں گے۔“

”اگر تم ناشتا خاموشی سے کرو تو کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہوگا۔“ رینی نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پیٹر میکس نے ایک قہقہہ لگایا۔ پھر میری طرف رخ کر کے بولا۔

”عورت اگر بیوی نہ بھی ہو تب بھی اس کا موڈ ایسا ہی رہتا ہے۔ جب کہ رینی تو تقریباً میری میری بیوی ہے۔ چلیے ٹھیک ہے ہم ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد گفتگو کریں گے۔“ پھر ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ہم دوسرے کمرے میں آ بیٹھے۔ رینی بھی اس گفتگو میں شریک تھی اور میں نے پیٹر میکس کو اپنے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ ”ایرش واش“ سے یہاں میری ملاقات ہو چکی ہے اور میں اپنا کام دکھا چکا ہوں۔“

”بہت زیادہ تفصیل تو نہیں بتائی۔ مسٹر ٹوری بلا نکا نے مجھے۔ لیکن جس طرح دوسروں کو ہدایت دی گئی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی دی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ بے لوث آپ کی مدد کروں۔ ویسے چونکہ میرا ذرا انداز ہر طرح سے مختلف ہے اور اس بات کو مسٹر ٹوری بلا نکا بھی

سائنس لی تو میں نے اس سے پوچھا۔

”کیا تم اپنا کام مکمل کر چکے ہو؟“

”ہاں۔“ اس نے کہا اور آئینہ میرے سامنے کر دیا۔ میں نے اپنے چہرے کا جائزہ لیا اور پھر میرے ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”چہرے کی باریکیوں کا خیال تو تم نے خوب رکھا ہوگا۔ لیکن بہر حال میک اپ کمال کا ہے۔“

”شکریہ۔ میں نے کہا ناں کہ دنیا کے بہترین میک اپ آرٹسٹ سے جس کا تعلق اٹلی سے تھا میں نے میک اپ کی تربیت لی ہے اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ میں بہترین میک اپ کر سکتا ہوں۔“

”ایک سوال اور۔“

”ہاں۔“

”کیا مسٹر فارگون اس عمارت میں بالکل تنہا رہتے تھے؟“

”بالکل نہیں۔ میں نے کہا نا وہ عجیب و غریب قسم کا آدمی تھا۔ تم اسے ایک قنوطی آدمی کہہ سکتے ہو۔“

”اور اگر تمہیں وہاں دیکھا گیا مائی ڈیر پیٹر میکس؟“

”مجھے وہاں اکثر دیکھا جاتا رہا ہے اس لیے یہ بھی کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔“

”تب پھر ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے تمہارا میرے ساتھ رہنا زیادہ مناسب ہوگا۔“

”اور میں بھی ساتھ رہوں گی۔“ رینی نے اچانک ہی کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ غالباً وہ ہماری باتیں سننے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ پیٹر کے ہونٹوں پر ایک لمحے کے لیے تشویش کی لہریں نظر آئیں۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

”بات اصل میں یہ ہے کہ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں رینی تمہیں بھی تشویش کی نگاہوں سے نہیں دیکھا جائے گا کیونکہ مسٹر فارگون کے اکثر دوست وہاں آتے رہتے ہیں اور ان اکثر دوستوں میں جانتی ہو ہم بھی لوگ ہوا کرتے تھے۔“

”اور تمہارے ساتھ عورتیں بھی ہوا کرتی ہوں گی؟“ رینی نے کہا اور پیٹر ہنس پڑا پھر

بولا۔

ایک لمحے کے لیے اس کی باتیں سنیں اور اس کے بعد میں نے گہری سانس لے کر کہا

”لیکن فارگون سے متعلق جو لوگ ہوں گے ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟“

”یہ ہی تو دلچسپ بات ہے کہ کسی کو بھی مسٹر فارگون میں دلچسپی نہیں ہے اور بس وہ اپنا معاملہ اپنے طور پر سنبھالتے رہے ہیں۔ زندگی کی ضروریات بھی پوری کرتے رہے ہیں۔ کچھ عجیب سی فطرت کے مالک تھے مرحوم لیکن سابق۔ مرحوم۔ کیونکہ اب آپ ان کی جگہ ان کے دوستوں کی خواہشات پوری کریں گے۔“

”اوہ وہ تین افراد جنہیں اس بات کا علم ہے کہ فارگون ختم ہو چکا ہے۔“

”وہ تینوں کرائے کے دوست ہیں۔“ پیٹر میکس نے جواب دیا اور میں گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔ پیٹر نے کہا۔

”بات اصل میں صرف اتنی مختصر نہیں ہے بلکہ مسٹر دانش منصور اگر آپ نے فارگون کی جگہ سنبھالی تو اس سے آپ کو بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔“

”ٹھیک ہے مجھے اعتراض نہیں ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ پھر مجھے اپنے فن کو آزمانے دیں۔ اصل میں رینی تو زیادہ تر گھریلو عورت ہے اور گھر پر ہی رہتی ہے لیکن میرا، مسٹر فارگون کے ساتھ بہت زیادہ ربط و ضبط تھا۔ اس لیے میں آپ کے ساتھ وہاں چل سکتا ہوں اور ساری چیزوں سے آپ کو روشناس بھی کر سکتا ہوں۔ آئیے۔ پھر خطرے کو زیادہ طویل نہ ہونے دیا جائے۔ میں آپ کے چہرے پر میک اپ کر دوں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور میں بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گیا تھا۔ میک اپ کرنا تو مجھے بھی آتا تھا لیکن وہ جو دعوے کر رہا تھا ذرا اس کو بھی دیکھ لیا جائے۔ کوئی حرج نہیں تھا۔ عمارت کے ایک دوسرے کمرے میں پہنچنے کے بعد اس نے ایک الماری سے میک اپ کا سامان نکالا اور پھر میرے چہرے پر مصروف ہو گیا۔ اس کے ہاتھوں کی جنبش بتا رہی تھیں کہ درحقیقت اسے اس کام میں کمال حاصل ہے۔ ویسے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ وہ اپنے طور پر میرے چہرے پر کام کرتا رہا اور چونکہ مسٹر فارگون کا چہرہ خود اس کی نگاہوں میں تھا میں نے تو بس ایک تصویر دیکھی تھی۔ وہ تصویر اس وقت بھی میرے پاس موجود تھی۔ لیکن چونکہ وہ میرے چہرے پر کام کر رہا تھا۔ اس لیے میں نے اپنے چہرے کو اس تصویر کو دیکھنے سے باز رکھا تھا۔ ہاں تقریباً پچاس منٹ تک مصروف رہنے کے بعد وہ فارغ ہوا اور اس نے ایک گہری سی

میں ایسے پوائنٹس تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا جن سے ایرش واش کی زندگی کا کوئی گوشہ میرے سامنے عیاں ہو جائے اور کسی طرح میں اسے ٹریپ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ لڑائی تو اب شروع ہو چکی تھی اور ظاہر ہے دو دشمن ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ ایسی صورت میں ایرش واش کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانا میری دلی خواہش تھی۔ ہم نے یہاں پہلا اور دوسرا دن گزار لیا۔ پھر اس قیام کے تیسرے دن پیٹر میکس نے دوپہر کے کھانے کے بعد میرے ساتھ ایک بند کمرے میں میٹنگ کی اور اس کے بعد ایک لفافے میں رکھے ہوئے کاغذات اور چند تصویریں نکالیں اور انہیں میرے سامنے پھیلا دیا۔

”میں نے بہت غور کیا۔ مسٹر دانش منصور اور بہت سی باتوں کو سوچا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لازمی طور پر آپ وہ سب کچھ کرنے کو تیار ہو جائیں گے جو میرے ذہن میں ہے۔ لیکن ایک تجویز ہے اور اس تجویز میں، میں نے دو ہزار فائدہ دیکھا ہے۔ مثلاً یہ ایک چھوٹا سا کام ہے۔ جس کی تفصیل مجھے مسٹر فارگون کی ڈائری سے ملی ہے۔ لیکن اس کام میں ایرش واش براہ راست ملوث ہو سکتا ہے۔ جو کام آپ کرنا چاہتے ہیں اس کی ایک عجیب نوعیت ہے۔ یعنی میں اور آپ مل کر اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں دو باتیں تیرے ہمیں ایک بڑا سرمایہ بھی حاصل ہوگا۔ مسٹر ٹوری بلاؤنگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ہے کہ آپ بہت بڑے سرمایہ دار ہیں اور لندن میں آپ کا بہت کچھ موجود ہے لیکن اب صورت حال مختلف ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ ہر بات بے دھڑک کہہ دینے کا عادی ہوں۔ جو کام میں آپ کے سامنے پیش کرنے والا ہوں اس کے دو ہرے فائدے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ ہمیں اس سے اچھا خاصا مالی منافع ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو اس کا آدھا حصہ بڑے اعتماد اور خوشی کے ساتھ آپ کو دے دیا جائے گا اور دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کو اس سلسلے میں ایرش واش کی قربت حاصل ہو سکتی ہے اور ایک طرح سے یوں سمجھ لیجئے کہ آپ اس کی ذاتیات میں مداخلت کر سکتے ہیں۔“ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور کہا۔

”تم مجھے کھلے دل سے بتاؤ۔ جہاں تک دولت کے حصول کا معاملہ ہے پیئر توفی الحال یہ دیکھ لو کہ میری مختصر سی ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ اس سے زیادہ کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اصل میں میرا کچھ مسئلہ ہی اور ہے۔ جس کی مختصر تفصیل میں تمہیں بتا چکا ہوں۔“

”میں جانتا ہوں اور بڑی خوشی کے ساتھ تمام معاملات طے کرنے کے لیے تیار ہوں۔“

”جس سوال سے میں بچنے کی کوشش کر رہا تھا تم نے وہی سوال کر ڈالا۔ عورتیں بے شک ہمارے ساتھ ہوتی تھیں لیکن وہ نہیں جن کا تعلق کسی طور مجھ سے ہو۔“

”ہونٹ“ رینی نے نفرت سے ہونٹ سکڑ کر کہا۔ بہر حال میں نے ان کے ذاتی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور تھوڑی دیر کے بعد ہم وہاں سے چل پڑے۔ بہت عجیب سی کیفیت تھی یہ۔ لیکن بہر حال میں یہ سمجھ رہا تھا کہ متحرک رہ کر میں مسٹر ایرش واش کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہوں۔ چنانچہ ہم لوگ سفر کرتے رہے۔ جس علاقے میں وہ مجھے لے کر پہنچا تھا وہ خاصا طویل تھا اور جس کا بیج کا اس نے تذکرہ کیا تھا۔ وہ ساحل سمندر سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ بڑی حسین سی جگہ تھی اور وہ کا بیج بھی بہت خوبصورت تھا۔ جس کے دروازے پر کالا پڑا ہوا تھا۔ جدید طرز کے یہ کا بیج بنائے گئے تھے اور وہاں اترنے کے بعد پیٹر میکس نے جیب سے ایک چابی نکالی اور تالے میں ڈال کر اسے کھولنے کی کوشش کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد تالا کھل گیا۔ گیٹ کے دوسری جانب خوبصورت لان نظر آ رہا تھا۔ رینی گہری نگاہوں سے اس عمارت کا جائزہ لے رہی تھی۔ پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”قرب و جوار کے کا بیج میں پتا نہیں مسٹر فارگون کے بارے میں کیا تصورات قائم ہوں۔“

”میں تمہیں پچاس بار بتا چکا ہوں کہ یہاں سب ایک دوسرے سے غیر متعلق رہتے ہیں اور پھر فارگون جیسا آدمی جان بوجھ کر لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی شخصیت میں خاصی گڑبڑ تھی ویسے تمہارا یہاں آ جانا بہت اچھا ہوا کیونکہ میرا خیال ہے مسٹر دانش کو یہاں اچھا خاصا وقت گزارنا پڑے گا اور بہتر ہوگا کہ ان کی ذمے داریاں تم سنبھالو۔ بہر حال ہم اپنی ذمے داریوں سے پوری طرح مخلص ہیں کیونکہ مسٹر ٹوری بلاؤنگ نے ہم پر مکمل اعتماد کیا ہے۔“ رینی خاموش ہو گئی تھی بہر حال اس نے یہاں تلاشی لی۔ لیکن میں خاصا سامان موجود تھا۔ میں اور پیٹر میکس بھی اس کا بیج کے ایک ایک کمرے کا جائزہ لیتے پھر رہے تھے پھر ایک الماری سے ہمیں کچھ کاغذات دستیاب ہوئے اور پیٹر میکس خود بھی ان میں دلچسپی لینے لگا۔ میں نے وہ کاغذات منتخب کیے جن کا تعلق ایرش واش سے تھا اور اس بات کا جائزہ لینے لگا کہ مسٹر فارگون، ایرش واش کے لیے کیا کیا کرتے ہیں اور آئندہ کسی مسئلے میں ایرش واش کس طرح مسٹر فارگون کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ مجھے خاصی تفصیلات معلوم ہوتی جا رہی تھیں۔

”ہاں شاید ایک امریکی یہودی جوہریوں کی تجارت کرتا ہے۔“

”واہ۔ بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن باعث تعجب نہیں۔ کیونکہ مسٹر دانش منصور اپنے طور پر معلومات رکھتے ہی ہوں گے۔ بالکل ٹھیک سوچا آپ نے۔ کارسن شوگیال نے ایک افریقی عورت سے شادی کی تھی اور لوگوں کا کہنا ہے کہ شوگیال کی مالی حیثیت اسی افریقی عورت کی مرہون منت ہے۔ یعنی اسے جو عظیم الشان دولت ملی وہ افریقہ کے کسی وحشی قبیلے کی ایک عورت کے ذریعے ملی اور اس کے بعد وہ ترقی کے منازل طے کرتا چلا گیا۔ وہ عورت اس کے لیے ایک دیوی کی حیثیت رکھتی تھی اور شوگیال کے بارے میں یہ سنا گیا کہ اس نے دیوی ہی کی طرح اس عورت کی پوجا کی۔ اس عورت سے اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام نے وحشی شوگیال رکھا اور وحشی شوگیال میں کارسن شوگیال کی جان ہے۔ یعنی وہ اسے زندگی سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ پچھلے دنوں یہ لوگ یہاں پہنچے ہیں۔ مقصد سیاحت ہی ہے لیکن ڈاکٹر ڈیڈ اور اس کے حواریوں نے فوری طور پر اس سلسلے میں منصوبہ بندیاں شروع کر دی ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں اور یہ مسٹر فارگون بھی اس وقت ایک عجیب و غریب کردار ادا کر رہے ہیں۔“

”وہ کیا؟“ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

”مسٹر فارگون اس وقت ڈاکٹر ڈیڈ کے نمائندے کی حیثیت سے کارسن شوگیال کے خلاف کام کرنے پر آمادہ ہیں۔“

”لیکن ڈاکٹر ڈیڈ، کارسن شوگیال کے لیے، میرا مطلب ہے اس کے خلاف کیا کام کرنا چاہتا ہے؟“

”ہاں۔ یہ ایک شاندار منصوبہ بندی ہے۔ ایک انتہائی اعلیٰ درجے کی منصوبہ بندی اور وہ منصوبہ بندی یہ ہے کہ وہ لوگ ہوٹل موسیٹو سے کارسن شوگیال کی بیٹی وحشی شوگیال کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اس کے بعد کارسن شوگیال سے منہ مانگی رقم اینٹھ سکیں۔ اصل میں میرا منصوبہ یہ ہے کہ ہم معمولی سے لوگ معمولی انداز میں کام کرتے ہوئے ڈاکٹر ڈیڈ کے جبروں سے اس کا شکار چھین لیں اور یہ صرف فنکاری کی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ مائی ڈیر مسٹر دانش منصور۔ اسکے دوہرے قاتلے ہیں اگر آپ غور کریں تو۔“

”وہ کیا؟“

”وہ یہ کہ اگر کسی طرح ہم نے وحشی شوگیال کو حاصل کر لیا اسے غائب کرنے میں

ہم جس سلسلے میں قدم اٹھا رہے ہیں اس میں ہمیں خاصی ہنگامہ خیزیاں کرنی پڑیں گی اور بڑی زبردست چالیں چلنا پڑیں گی۔ لیکن ہو سکتا ہے انیش وائش اس طرح آپ کے شکنجے میں آجائے کہ اس کا نکلنا مشکل ہو جائے۔“

”ویری گڈ۔ چلو ٹھیک ہے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ سارا مسئلہ کیا ہے۔“

”اس تصویر کو دیکھئے آپ مسٹر دانش منصور۔ یہ شخص بہت خطرناک آدمی ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر ڈیڈ ہے۔ نام کچھ بھی ہوگا لیکن اپنے آپ کو یہ ڈاکٹر ڈیڈ کی حیثیت سے روشناس کرائے ہوئے ہے اور اس کے بارے میں لاتعداد کہانیاں زیر زمین دنیا میں گردش کرتی رہتی ہیں۔ یہ چند دوسرے آدمی ہیں۔ یہ بھی ڈاکٹر ڈیڈ کے ساتھی ہی ہیں اور ان لوگوں نے یہاں معزز شخصیتیں اختیار کر رکھی ہیں۔ میں ان لوگوں سے الجھنا چاہتا ہوں۔ سمجھ رہے ہیں ناں۔ مسٹر دانش منصور الجھنے سے میری مراد یہ ہے کہ اصل میں، میں ایک اہم منصوبے میں خود بھی شریک ہونا چاہتا ہوں جس کی تفصیلات فارگون اکٹھی کر رہا تھا۔“

”منصوبے کی تفصیلات کیا ہیں؟“

”ہاں یہ ایک دلچسپ بات ہے لیکن پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ، میرے ساتھ اس مہم میں شریک ہونا پسند کریں گے۔“

”مہم کی نوعیت کا تو بتا چلے۔“ میں نے کہا۔

”دلچسپ ایڈوینچر سے بھرپور اور مالی مفادات کی حامل۔“

”تب میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

”تو آپ یہ بتائیے مسٹر دانش منصور کہ کیا آپ نے کبھی کارسن شوگیال کا نام سنا ہے۔ اس سوال پر میرے ذہن میں کچھ عجیب سی کلبلا نہیں ہونے لگیں۔ بہت پرانی بات ہے جب ایک بار مجھے روز آرگنائزیشن کے اہم ترین عہدے داروں کی ایک فہرست حاصل ہوئی تھی۔ تو اس میں کارسن شوگیال کا نام بھی سرفہرست تھا۔ یہ ایک امریکن تھا امریکی نژاد یہودی اور روز آرگنائزیشن کے سلسلے میں اس نے کیلی فورنیا میں اپنا ایک بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ بنا رکھا تھا لیکن ظاہر ہے میرا وہاں جانا ممکن نہیں ہو سکتا تھا البتہ وہ شخص میری فہرست میں تھا۔ ایک لمحے کے اندر اندر میرے ذہن کی چرخنی گھومی تھی اور مجھے وہ شخص یاد آ گیا تھا میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔“

کامیاب ہو گئے تو ایک طرف تو لازمی امر ہے کہ آپ ایرش واش کی خصوصی توجہ حاصل کر لیں گے اور دوسری طرف ہمیں ایک بہترین مالی فائدہ حاصل ہو جائے گا۔ اس کے لیے جو ایک مناسب منصوبہ بندی ہے، اسکی تفصیل میں آپ کو بتا دوں گا۔“ میں سوچ میں ڈوب گیا۔ ایک لمحے کے لیے ذہن کے گوشوں میں کچھ ایسی باتیں آئی تھیں جو بہر طور تھیں تو کافی خطرناک لیکن کیا جاسکتا تھا یہ سب کچھ کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے اس منصوبے میں شریک ہوں۔“ وہ خوشی سے مجھ سے لپٹ گیا تھا پھر اس نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

”اور یقین کرو۔ ایسے لوگوں سے مجھے دلی عقیدت ہے۔ جو کام کرنے کے لیے بہت زیادہ سوچتے نہیں ہیں اور کامیاب لوگوں کی یہ ہی پہچان ہوتی ہے۔“ میں دل ہی دل میں ہنسنے لگا۔ بے چارہ پیٹر میکس مجھے مکھن لگا رہا تھا۔ میں اس کی فطرت اور شخصیت سے آگاہ ہوتا جا رہا تھا۔ آدمی بے شک چالاک تھا اور یقینی طور پر چھوٹے موٹے بہت سے کارنامے سرانجام دے چکا ہوگا۔ دولت کا لاپٹی تھا اور ہر قیمت پر دولت حاصل کرنے کا خواہش مند ہوتا تھا۔ چاہے اس کے لیے جان کی بازی کیوں نہ لگا دی جائے۔ مجھے مسٹر ٹوری بلاٹکا نے یہاں جو پتے دیئے تھے وہ اس کے علاوہ بھی تھے اور شاید ان کا طریقہ کار یہ ہی تھا کہ اپنے لوگوں کو ایک دوسرے سے متعارف نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انہیں الگ الگ متعین کیا گیا تھا۔ ورنہ کہیں نہ کہیں پیٹر کی زبانی ایسا کوئی نام میرے علم میں آتا۔ پیٹر ان سب سے بے پرواہی معلوم ہوتا تھا۔ اس نے مسٹر ٹوری بلاٹکا کی زبانی ہی دانش منصور کا نام سنا ہوگا۔ ٹوری بلاٹکا نے اسے ہدایات جاری کی ہوں گی اور ان ہدایات کے تحت وہ میرے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اور اب مجھے اپنے ساتھ اس کام میں شامل کر کے اپنے طور پر دولت کمانا چاہتا تھا۔ حالانکہ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن بہر حال میری اپنی ایک شخصیت تھی۔ میں نے اس کام پر آمادگی کا اظہار فوری طور پر اس لیے کر دیا تھا کہ اس میں باقاعدگی کے ساتھ ایرش واش منسلک ہو رہا تھا۔ فارگون کے بارے میں اب تک جو تفصیلات مجھے کاغذات سے حاصل ہوئی تھیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ فارگون ایرش واش کے لیے خاصی اہمیت کا حامل ہے اور اس بات کا بھی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر فارگون کی حیثیت مجھے مستقل طور پر اختیار ہو جائے تو ایرش واش سے میں بہت سے فائدے حاصل کر سکتا ہوں اور یہ بھی اندازہ ہو گیا تھا مجھے کہ

جس شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ بہر حال یہودی نژاد ہے اور فارگون کے لیے یقینی طور پر قابل احترام بھی ہوگا۔ یہ ایک مثلث بن رہا تھا اور میں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے چکر میں تھا۔ لیکن اس بات کا بھی خدشہ تھا کہ اگر میری کسی کوشش سے پیٹر متاثر ہو گیا تو وہ میرا راز فاش کر سکتا ہے۔ لیکن بہر حال میں ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہتا تھا کہ پیٹر بھی میرے مخالفوں میں شامل نہ ہونے پائے اور بات کو اس انداز میں موڑ دیا جائے کہ پیٹر کو کوئی احساس نہ ہو سکے۔ پھر اس کے بعد میرے اور پیٹر کے درمیان تفصیلی گفتگو ہوئی اور مکمل منصوبہ بندیاں طے پا گئیں کہ اس دوران میں آرام کے ساتھ فارگون کی حیثیت سے یہاں رہوں گا اور پیٹر وہاں کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرتا رہے گا۔ پھر یہ تمام منصوبہ مکمل ہو گیا اور دوسرے دن ناشتے کی میز پر ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ ان سارے معاملات میں رینی میکس بے خبر نہیں رہتی ہے مگر یہ اس کا طریقہ کار ہے کہ وہ ہم لوگوں کی باتیں سنتی ہے۔ ناشتے کے دوران رینی نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

”تم مستقبل تعمیر کر رہے ہو میکس تاکہ آئندہ ساری زندگی عیش سے گزارو۔“

”ہاں۔“

”شاید میرے بغیر۔“

”کیسی باتیں کر رہی ہو رینی۔ کیا تمہارے بغیر میں نے کبھی اس بارے میں کچھ

سوچا ہے۔“

”ٹھیک۔ بہر حال مجھے دھمکیاں دینے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم میرے بارے میں بہتر انداز میں سوچو۔“ پیٹر میکس خوفزدہ سا ہو گیا تھا۔ پھر اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

”میری آرزو ہے کہ آپ مسٹر دانش منصور میری غیر موجودگی میں رینی کو عورت کا مقام بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ مرد کو دولت حاصل کرنے کے لیے کیسی کیسی مشکلات سے گزرنا ہوتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ رینی ان تمام معاملات کو جانے۔ اس میں ہم سب کا فائدہ ہوگا۔“

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ مجھے نصیحت نہ کرو۔ بس ایک عجیب سا احساس میرے دل کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہے۔ دعا کر سکتے ہو تو میرے لیے صرف اتنی دعا کہو کہ یہ احساس مجھے زندگی سے محروم نہ کر دے۔ ورنہ شاید.....“ رینی جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئی۔

تو پیٹر میکس نے پریشان نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اور اگر تم اسی طرح جذبات کی گرفت میں رہیں تو میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کر سکوں گا۔“ رینی خاموش ہو گئی تھی۔ ویسے پیٹر میکس کے بارے میں، میں نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سو فی صد ہی بھرمانہ ذہنیت کا مالک ہے اور رینی جیسی لڑکیاں اس کے لیے تفریح کا ذریعہ تو ہو سکتی ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ یقینی طور پر رینی کو دھوکہ دے رہا ہے۔ بہر حال میں اس مسئلے میں اپنے ٹانگ نہیں اڑانا چاہتا تھا۔ پیٹر چلا گیا لیکن رینی نے بعد میں بھی اس سلسلے میں مجھ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ پیٹر وہ تمام منصوبے لے کر آ گیا۔ جس کی تفصیلات یہ تھیں کہ کارسن شوگیال اپنی بیٹی جیشی شوگیال کے ساتھ پہنچ چکا ہے اور ڈاکٹر ڈیڈ نے اسے اپنے ہوٹل موسیٹو میں عشاء دیا ہے اور ڈاکٹر ڈیڈ کے گروپ کے تمام افراد شاید اس عشاءے میں شرکت کر کے کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ پھر اس نے اپنا منصوبہ بتایا اور میں اس سے اتفاق کر کے اپنے ذہن میں اپنی منصوبہ بندیاں کرنے لگا۔ مقررہ وقت پر ہم لوگ بھی موسیٹو پہنچ گئے۔ فائیو اسٹار موسیٹو جگمگا رہا تھا اور اس کی آرائش وزینائش قابل دید تھی۔ مقررہ وقت پر کارسن شوگیال اپنی بیٹی اور دوسرے چند افراد کے ساتھ موسیٹو میں داخل ہوا۔ ایک مخصوص ہال میں اس کا استقبال کیا گیا۔ شیشے کے بنے ہوئے اس ہال کو انتہائی حسین چٹانے پر آراستہ کیا گیا تھا۔ آرکسٹرا نصف دائرے کی شکل میں اسٹیج کی ایک سہیڈ پر جما ہلکی ہلکی دھنیں بجا رہا تھا۔ جیشی شوگیال کا رنگ گہرا سیاہ تھا لیکن اس کے نقوش میں کچھ ایسی انوکھی بات پائی جاتی تھی کہ انسان اسے ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اتنے گہرے سیاہ رنگ پر اتنے پرکشش نقوش ناقابل یقین ہی معلوم ہوتے تھے۔ لیکن خود میں نے بھی اسے دیکھا اور یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا کہ زندگی سے بھرپور یہ چہرہ اپنی نوعیت کا منفرد چہرہ ہے۔ بہر حال کرئین ہال میں ایک چھوٹی سی تقریب منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر ڈیڈ کو میں نے قریب سے دیکھا۔ اس کے علاوہ میری نگاہیں چاروں طرف بھٹکتی رہی تھیں۔ صرف ایک احساس کے ساتھ کہ ممکن ہے ایرش واش بھی اس تقریب میں شریک ہو۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ ہال کی تقریبات جاری رہیں اور میں ان کا جائزہ لیتا رہا۔ میری نگاہیں جیشی شوگیال اور ڈاکٹر ڈیڈ کے گرد چکرار ہی تھیں۔ جیشی بہت خوش نظر آرہی تھی اور مختلف لوگوں سے گفتگو بھی کرتی جا رہی تھی۔ ہال میں عمدہ وردیوں میں ملبوس میرے پھرتی سے مہمانوں کی تواضع کرنے

میں مصروف تھے۔ ایک بار پیٹر میکس نے میرے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ میرے ڈاکٹر ڈیڈ کے خاص آدمی اور چوٹی کے بد معاش ہیں اور ان میں خواتین بھی ہیں۔ بہر حال یہ سارا سلسلہ جاری رہا۔ ابھی تک کوئی بھی مجھ تک نہیں پہنچا تھا لیکن میرا یہ خیال تھوڑی دیر کے بعد ہی باطل ہو گیا۔ وہ ایک چوڑے شانوں والا آدمی تھا۔ جس کا سر کسی تھالی میں رکھا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ انتہائی قیمتی سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ وہ میرے قریب پہنچا تھا اور اس نے پیچھے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

”جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تم تو اس محفل میں مدعو نہیں تھے مسٹر فارگون!“

میں نے ایک لمحے کے اندر خود کو سنبھالا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”تو کیا میری یہاں موجودگی کو صرف تم ہی ناپسند کرتے ہو؟“

”نہیں۔ لیکن ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں تمہیں۔“

”وہ کیا؟“

”جس قدر جلد ہو یہاں سے باہر نکل جاؤ۔ یہ جگہ اس وقت تمہارے لیے مناسب نہیں

ہے۔ سمجھ رہے ہونا۔“

”ہاں۔“ میں نے کہا۔ ”لیکن وجہ جاننے سے قاصر ہوں۔“

”ضدی لوگ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں میری آرزو ہے کہ تم زندہ رہو۔ جاؤ پلیز۔“

میں نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا۔ تو اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”اگر تم باہر نہ نکلے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں ہنگامے کا آغاز تمہاری موت سے

ہو۔“ بات کچھ سمجھ میں نہیں آرہی تھی لیکن اس شخص نے جس انداز میں وارننگ دی تھی اور بعد

میں یہ وارننگ دھمکی کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ تو میں نے سوچا کہ تھوڑا سا کھسک لینے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا اور وہاں سے آگے بڑھ آیا پھر باہر ہی نکل آیا

تھا۔ رات کا تقریباً ایک بج رہا تھا اور اندر سے جو آوازیں ابھر رہی تھیں ان سے یہ احساس ہوتا

تھا کہ تقریب ابھی زور و شور سے جاری ہے۔ لیکن پھر دو کاریں بیک وقت اندر داخل ہوئیں

اور ان سے چند افراد نیچے اترے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ

کے چست سوٹ تھے اور چہروں پر موزے چڑھے ہوئے تھے، ہاتھوں میں ہلکی اسٹین گنیں دبی

ہوئی تھیں۔ میں ایک دم سنبھل کر اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ کاروں سے اترنے والوں نے پہلے

کر رہا تھا لیکن بہر حال یہ فیصلہ تو بعد ہی میں کرنا تھا کہ اصل صورت حال کیا ہوگی ظاہر ہے سب کچھ ہماری توقع کے مطابق تو نہیں ہو سکتا پھر مجھے بہت دیر انتظار نہیں کرنا پڑا اچانک ہی اندر سے گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں اور اس کے ساتھ ہی لاتعداد چیخیں بھی ابھری تھیں۔ میں محتاط ہو گیا۔ کھیل شروع ہو چکا تھا اور دیکھنا یہ تھا کہ اب صورت حال کیا رہتی ہے میں نے قرب و جوار میں نگاہیں دوڑائیں پر جوش نوجوان جو دولت کے حصول کے لیے دنیا کا ہر کام کرنے پر آمادہ تھا مجھے قرب و جوار میں کہیں نظر نہیں آ رہا تھا ممکن ہے وہ اندر ہی داخل ہو گیا ہو لیکن اب مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے یا نہیں اپنے اقدامات کا وہ خود ذمے دار تھا اور پھر ویسے بھی وہ میرے لیے اس حساب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت نہیں تھا کہ اپنی دوست رینی میکس سے بھی غلط نہیں تھا۔ اپنے ذہن سے بہت سے خیالات مٹانے کی کوشش کرتا تھا لیکن زندگی کی سوئی ہر طرف سے گھومنے کے بعد آخر کار کہیں نہ کہیں سے رخسار کے نام پر آکر رک جاتی تھی ایک ہوک، ایک حسرت اور بس باقی وقت اس تصور کو مٹانے کی کوشش، اس نظریے کے ساتھ رینی میکس سے مجھے ہمدردی تھی جس بد بخت نے اپنا نام پیٹر میکس کے ساتھ شامل کر لیا تھا اور پیٹر میکس کی فطرت سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ رینی میکس سے مخلص نہیں ہے۔

بہر حال اندر اب باقاعدہ ہنگامہ خیزی شروع ہو گئی تھی اسٹین گنوں کی آوازیں تیزی اختیار کرتی جا رہی تھیں اور لوگ چیختے چلاتے باہر بھاگ رہے تھے۔ کاریں بے تحاشا پارکنگ لائٹ سے باہر نکل رہی تھیں اور ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں میں منتظر تھا کہ اگر وہ لوگ کامیاب نہ بھی ہوں تو کم از کم باہر تو آئیں اور آخر کار میں نے چند افراد کو دوڑ کر ادھر آتے ہوئے دیکھا۔ سیاہ لباس میں ملبوس لوگ آرام سے پہچان لیے گئے تھے۔ ان میں سے ایک کے کندھے پر میں نے کسی انسانی جسم کو پڑا ہوا دیکھا اس کا مطلب ہے کہ وہ جیشی شوگیال کو اغواء کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں میں تیار ہو گیا۔ میں نے اس شخص کو تاک لیا۔ جو جیشی شوگیال کو اپنے کندھے پر سنبھالے ہوئے تھا اور اب میں اس بات کا منتظر تھا کہ وہ برق رفتاری سے ادھر آئیں میں نے ایک کار کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھول دیا تھا اور یہ ایک نفسیاتی عمل تھا نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ تینوں میں سے کون سی کار جیشی شوگیال کو لے جانے کے لیے استعمال کریں لیکن کھلے ہوئے دروازے کو دیکھ کر میری توقع کے مطابق اس شخص نے جیشی

ادھر ادھر کا جائزہ لیا اور اس کے بعد وہ برق رفتاری سے اندر چل پڑے۔ اب میرے لیے صورتحال کو سنبھالنا ضروری تھا۔ ان میں سے ایک آدمی شاید ان کاروں کی نگہداشت کے لیے رک گیا تھا۔ میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ کاروں کے دروازے بند نہیں کیے گئے تھے۔ باقی تمام لوگ اندر پہنچ گئے تھے ایک لمحے کے اندر اندر میں نے صورت حال کو سنبھالنے کا فیصلہ کیا۔ بے شک یہ ایک رسک تھا لیکن بہر حال رسک لینا ہی تھا۔ حالانکہ میرے ذہن میں دوسری تجویز تھی لیکن عین وقت پر یہ تجویز بدل گئی تھی اور میں اپنے آپ کو ایک نئے منصوبے میں ڈھالنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ چنانچہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر میں اپنی کمیں گاہ سے باہر نکلا اور اس طرح بے آواز اس شخص کی جانب بڑھا کہ اسے اس وقت تک کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ جب تک کہ میں نے آگے بڑھ کر اسکی گردن اپنی بغل میں نہ دبوچ لی۔ اب اس وقت کسی رعایت کا موقعہ تو تھا نہیں۔ میں نے اس کی گردن دبوچ کر اسے اٹھا کر نیچے بٹھایا اور دوسرے لمحے اس کی گردن بائیں سمت موڑ دی۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور میں نے اسے گھسیٹ کر پارکنگ لائٹ کی دیوار کے احاطے کے ساتھ سیدھا سیدھا لٹا دیا پھر پوری برق رفتاری سے اس کے قریب پہنچا اپنی جیبوں سے سامان نکال کر ایک طرف رکھا اور اس کے جسم کا لباس اتارنے لگا پھر اپنا لباس اتار کر وہ لباس میں نے اپنے بدن پر پہن لیا اور اس کے چہرے سے نقاب اتار کر اپنے چہرے پر چڑھا لیا اپنی جیب کے کاغذات اپنے لباس میں منتقل کر کے میں نے اپنے لباس کا ایک بندل بنایا اب اس قدر احتیاط کی ضرورت بھی نہیں تھی چنانچہ میں نے وہ بندل بہت دور اچھال دیا اور اس کے بعد اس شخص کی اسٹین گن ہاتھ میں لے کر کار کے پاس ٹہلنے لگا میں نے بالکل اسی کا سا انداز اختیار کرنے کی کوشش کی تھی اور ان چند لمحات میں مجھے جو کامیابی حاصل ہوئی تھی وہ زبردست تھی اگر صورت حال میری مرضی کے مطابق ہی ہو جائے تو میں یہ کہہ سکتا تھا کہ مجھے اس کام میں کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اگر اندر موجود لوگ جیشی شوگیال کو اغواء کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ آسانی سے میرے ہاتھ لگ سکتی تھی میں بہر طور اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار تھا اور اس کے لیے میں نے بھی کچھ فیصلے کر لیے تھے۔ پیٹر میکس اپنے منصوبے کے مطابق متعین تھا لیکن اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ یہاں صورت حال اچانک ایک تبدیلی اختیار کر چکی ہے اور میں بالکل ہی مختلف انداز میں کام

گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔ پیٹر کی رہائش گاہ کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ اس وقت وہ پرسکون ہوگی اور کسی کی مداخلت کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا بس ذرا خطرہ اس کا تھا کہ اسے کھولا کیسے جاسکتا ہے لیکن یہ ذرا اہم کام نہیں تھا میں گاڑی ڈرائیو کرتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد اس عمارت میں پہنچ گیا جس میں پیٹر کی رہائش تھی پھر میں نے لائٹ جلا کر پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی ہوئی سیاہ فام لڑکی کو دیکھا اچانک ہی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اتنی جدوجہد جو میں نے کی ہے ایک لمحے میں خاک میں مل سکتی تھی اگر یہ لڑکی حیشی شوگیال نہ ہوتی اور کوئی اور لڑکی ہوتی لیکن بہر حال حیشی شوگیال ہی تھی میں نے کار کے شیشے بند کیے اسے لاک کیا اور تیزی سے پیٹر کی رہائش گاہ کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ بند تھا میں نے مختلف کوششوں سے اسے آخر کار کھول لیا۔

فلٹ سنسان پڑا ہوا تھا اور راہداریاں ویران میں تیزی سے باہر آیا کار سے حیشی شوگیال کو نکالا اور اس کے بعد اسے کندھے پر ڈال کر اندر کی جانب چل پڑا سارے کام برق رفتاری سے کیے گئے تھے حیشی شوگیال کو فلٹ میں پہنچانے کے بعد میں نے سکون کی سانس لی ابھی بہت سے مرحلے باقی تھے پہلے تو یہ دیکھنا تھا کہ حیشی شوگیال ابھی تک بے ہوش کیوں ہے اور اس کا اندازہ مجھے فوراً ہو گیا خون کی چچھاہٹ مجھے اپنے شانے پر محسوس ہوئی تھی اور روشنی میں اسے دیکھا حیشی شوگیال کو سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا تھا اور خون سے اس کے خوبصورت بال چپک گئے تھے میں نے پہلے زخم کو دیکھا زیادہ شدید نہیں تھا لیکن ایک لڑکی کے لیے کافی تھا لیکن اس کے علاوہ اور کوئی صورت حال نہیں تھی کہ میں کوئی خطرہ مول لوں اور ابھی اس زخم کو اس کی بے ہوشی کو نظر انداز کر کے پہلے اس کار سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کروں جو عمارت کے پاس تھی راستے میں، میں نے یہ انتخاب کر لیا تھا کہ میں اس کار کو کہاں ضائع کروں گا چنانچہ اگلے قدموں باہر نکلا فلٹ کا دروازہ باہر سے بند کیا کمرے کے دروازے کو بھی باہر سے بند کر دیا تھا جس میں حیشی شوگیال کو میں نے لٹایا ہوا تھا۔ بہر حال اس کے بعد میں نیچے آیا اور کار لے کر چل پڑا اس عمارت سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر میں نے ایک خوبصورت ہوٹل دیکھا تھا جس کے پاس بہت سی ٹیکسیاں وغیرہ کھڑی ہوئی تھیں اور علاقہ کافی پر رونق تھا تیزی سے کار ڈرائیو کرتا ہوا میں آخر کار اس ہوٹل تک پہنچا اس کے پارکنگ لائٹ میں کار کھڑی کی اور پھر تیزی سے واپس پلٹ پڑا۔ ہوٹل کے تھوڑے فاصلے کے اوپر بنے ہوئے بازار کے ایک اسٹور سے میں نے بیڈنچ کا سارا سامان اور ایسی ادویات خریدیں جو

شوگیال کو اس کے اندر ٹھونس دیا۔ غالباً وہ بے ہوش تھی اب یہ مجھے پتا نہیں کہ کیسے اس نے اسے بے ہوش کیا۔ البتہ جیسے ہی وہ حیشی شوگیال کی ٹانگیں اندر داخل کر کے واپس پلٹا میری اسٹین گن سے گولیاں چلیں اور اس کے بدن سے دھواں نکلنے لگا دوسرے لوگ میری جانب متوجہ ہوئے اور ان کی ایک لمحے کی حیرت سے میں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور انہیں بھی گولیوں کا نشانہ بنالیا۔

اندر اب بھی ہنگامہ آرائی ہو رہی تھی۔ غالباً یہ تین ہی افراد تھے۔ جن کے سپرد یہ ذمے داری کی گئی تھی کہ حیشی شوگیال کو لے کر یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں اور میں نے ان تینوں کو وہیں بھون ڈالا تھا پھر اس کے بعد بھلا اس بات کی کہاں گنجائش تھی کہ باقی لوگوں کی واپسی کا انتظار کرتا میں نے کار اسٹارٹ کر کے پارکنگ لائٹ سے نکالی اور دوسری کاروں میں شامل ہو کر کار دوڑانے لگا سب سے پہلے میں نے اپنے چہرے پر لگے ہوئے اس موزے کے نقاب سے نجات حاصل کی اور اس کے بعد جیسے ہی مجھے ایک ذیلی سڑک نظر آئی میں نے کار اس پر موڑ کر اسے ایک پتلی سی گلی میں داخل کر دیا۔ میں اس ٹریفک سے بھی بچنا چاہتا تھا جو ہوٹل کے سامنے والی سڑک پر بہت زیادہ ہو گیا تھا اور مجھے اس بات کا خوف بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ بقیہ لوگ صورت حال سے واقف ہونے کے بعد میرے پیچھے دوڑ پڑے ہوں۔ حیشی شوگیال کار کی پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی میں نہیں جانتا تھا کہ یہ پتلی گلی آگے جا کر کیا شکل اختیار کر لے گی لیکن اندازہ تھا کہ یہ دوسری سڑک پر نکل جائے گی اور وہی ہوا گلی زیادہ لمبی نہیں تھی اور اس کا اختتام دوسری سڑک پر ہوا تھا۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ مجھے دائیں سمت مڑنا چاہیے یا بائیں سمت لیکن بہر حال میں بائیں سمت ہی مڑ گیا تھا اور اس کے بعد تھوڑا سا آگے چلا تھا کہ مجھے لیفٹ پر ایک سڑک نظر آئی لیکن اس کا اختتام موسیٹو پر ہی ہوتا تھا میں نے فوراً ہی دہائی سمت اختیار کی اور تیز رفتاری سے ادھر کار دوڑانے لگا ابھی یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اس شاندار مہیا کے بعد مجھے کیا کرنا چاہیے اگر فارگون کی رہائش گاہ پر جاتا ہوں تو بھی برا نہیں رہے گا اگر اس وقت پیٹر سے بھی پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں تو یہ بھی غلط اقدام ہوگا چونکہ بہر طور وہ دونوں میرے ساتھ کام کر رہے تھے اور پیٹر بہر حال مجھے تلاش کر لے گا کیونکہ معاملہ بالکل مختلف تھا پھر اچانک ہی دل میں خیال آیا کہ اس وقت پیٹر کی رہائش گاہ جہاں پہلے میں اس سے یعنی ریٹی میکس سے ملا تھا ہر لحاظ سے موزوں رہے گی اور اس بات پر دل جم گیا۔ میں

ہوئے اور ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کسی نے میرے اس خون کے دھبے کو نہیں دیکھا تھا ورنہ یہ میرے لیے مشکل بھی بن سکتا تھا میں نے جلدی سے کہا۔

”نہیں یہ آپ ہی کا خون ہے مجھے آپ کو سنبھال کر یہاں لانا پڑا تھا۔“

”ویری سوری تمہیں میری وجہ سے کافی پریشانی اٹھانی پڑی۔“

”براہ کرم آپ بینڈیج کرا لیجئے۔“ اور پھر وہ مجھ سے تعاون کرتی رہی۔



زخم پر فوری طور پر کام آسکتی تھیں اور پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑا ٹیکسی نے مجھے میری مطلوبہ جگہ اتار دیا اور میں دھڑکتے دل کے ساتھ فلیٹ کی جانب چل پڑا اس بات کا خدشہ تھا کہ اگر حیثی شوگیال ہوش میں آگئی اور اس نے چیخا چلانا شروع کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ اس پاس کے رہائشی اس جانب متوجہ ہو جائیں اور ہو سکتا ہے کہ وہاں اچھا خاصا مجمع جمع ہو گیا ہو۔ اگر ایسی صورت حال ہوتی تو پھر فوری واپسی ہی مناسب ہوتی لیکن خدا کا شکر تھا کہ ایسی کوئی صورت حال نہیں تھی ماحول چونکہ سنسان پڑا ہوا تھا۔ میں فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا پہلے میں نے دروازہ بند کیا اور اس کے بعد برق رفتاری سے دوڑتا ہوا اس کمرے کی جانب چل پڑا جہاں حیثی شوگیال کو چھوڑ گیا تھا۔ میں اندر داخل ہوا اور میں نے روشنی جلا دی وہ صوفے پر دراز تھی اور روشنی جلانے کی وجہ سے اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ غالباً اسے ابھی ابھی ہوش آیا تھا۔ میں نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ اس سے مجھے کیا گفتگو کرنی ہے حیثی شوگیال نے چند لمحات کے بعد آنکھوں پر ہاتھ کی اوٹ کی اور مجھے دیکھنے لگی تو میں نرم لہجے میں بولا۔

”مس شوگیال میرا تعلق سیکورٹی سے ہے اور میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو چند جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ آپ کے تحفظ کی خاطر مجھے ذاتی طور پر آپ کو یہاں لانا پڑا ہے۔ براہ کرم مجھ سے تعاون کیجئے جو خوبی صورت حال ذرا سی بہتر ہوئی میں آپکو مسٹر شوگیال کے پاس پہنچا دوں گا۔“ اس نے ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی تو میں جلدی سے اس کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اسے سہارا دیا مہذب لڑکی تھی سہارا دینے پر اس نے میرا شکریہ ادا کیا تھا اور پھر اس کے منہ سے سی کی ہلکی سی آواز نکل گئی تھی۔

”ان لوگوں نے آپ کے سر پر ضرب لگائی ہے میں یہ بینڈیج کا سامان لے کر آیا ہوں براہ کرم آپ مجھ سے تعاون کیجئے گا۔“

”میں کیا کروں؟“ وہ کمزور لہجے میں بولی۔

”تھوڑا سا آگے سرک آئیے۔“ میں نے اس سے کہا۔ اس نے میرے کندھے پر لگے

ہوئے خون کو دیکھا اور بولی۔

”کیا تم بھی زخمی ہو؟“ میری نگاہیں اپنے شولڈر پر پڑیں اور میں ایک دم چکرا کر رہ گیا

اس خون کو میں نے نظر انداز کر دیا تھا اور میری تقدیر ہی یاور تھی کہ اسٹور سے سامان خریدتے

گیا۔ وہ ٹڈھال سی صوفے کی پشت سے سر نکالے بیٹھی ہوئی تھی۔

”میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ جیسی کہ آپ آرام کیجئے آپ کو میرے اوپر کسی قسم کا کوئی شبہ تو نہیں ہے؟“ اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا پھر بولی۔

”اگر مجھے شبہ ہو بھی تو میں تمہارا کیا بگاڑ سکتی ہوں۔“

”نہیں آپ براہ کرم مجھ پر بھروسہ کیجئے مجھے تھوڑا سا وقت دیجئے میں تو خود انتہائی شرمندہ ہوں اور آپ یقین کیجئے کہ اس وقت ہوٹل موسیٹو میں میری ڈیوٹی نہیں تھی بلکہ میں بھی تفریح کی غرض سے وہاں پہنچا تھا کہ وہاں میں نے افراتفری دیکھی اور اس کے بعد ایک شخص کو آپ کو شانے پر ڈال کر دوڑتے ہوئے دیکھا بس میں آپ کو اس کی گرفت سے نکال کر لے آیا ہوں ابھی میں نے اعلیٰ احکام کو بھی رپورٹ نہیں کی ہے۔“

”تمہارا پورا اسٹاف ہوگا تمہارے ساتھ میرا مطلب ہے اگر تم اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہو تو۔“

”ہاں کیوں نہیں۔“

”تو براہ کرم مجھے اتنا معلوم کر کے بتا دو کہ میرے ڈیڈی تو خیریت سے ہیں نا؟“

”مسٹر شوگیال؟“

”ہاں انہی کی بات کر رہی ہوں۔“

”مسٹر شوگیال کو میں نے لاتعداد سیکورٹی افسران کے درمیان دیکھا ہے۔ ان سب نے ان کے گرد محاصرہ کر لیا تھا۔ صرف آپ ان کے چنگل میں آ گئی تھیں اور ان کا مقصد بھی یہی تھا۔“

”وہ آپ کو اغواء کرنا چاہتے تھے۔“

”لیکن کیوں؟“

”صرف ایک ہی بات کہی جاسکتی ہے۔“

”کیا؟“

”وہ آپ کے ذریعے آپ کے ڈیڈی کو مجبور کر کے کچھ دولت ہتھیانا چاہتے ہوں

گے۔“

”اوہ خدا انہیں غارت کرے یہ دولت کے لیے کیا کیا کچھ نہیں کر ڈالتے۔“

اس نیک نفس اور شریف لڑکی پر مجھے افسوس ہونے لگا تھا اس پر قابو پانے کے بعد ہمیں اپنا مقصد پورا کرنا تھا یہ تو انتہائی نفیس لڑکی ہے لیکن پھر میں نے خود ہی اپنے دل سے احتقانہ خیالات نکال دیے کبھی کبھی زیادہ شرافت ایسے نقصانات کا باعث بن جاتی ہے کہ انسان ان سے نکل ہی نہیں سکتا۔ زیادہ تر لوگ اس وقت مختلف انداز فکر اختیار کر چکے ہیں اپنا کام کرو اپنا الو سپدھا کرو اور بس اس سے زیادہ شرافت کی کوشش حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتی بہر حال میں نے اس کی ہیڈیج مکمل کر دی اور اس سے کہا۔

”مس جیسی اگر آپ کو اس وقت کسی شے کی حاجت محسوس ہو رہی ہو تو مجھے بتائیے؟“

”میں بہت پریشان ہوں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں لیکن اپنے شانے پر لگا ہوا خون صاف کر لو خون دیکھ کر مجھے وحشت ہوتی ہے۔“

”جی۔“ میں نے کہا اور تھوڑے فاصلے پر بنے ہوئے ٹوائلٹ کی جانب چل پڑا فوری طور پر لباس کی تبدیلی ممکن نہیں تھی۔ ویسے یہ لباس بھی میرے لیے خطرناک ہو سکتا تھا۔ کیونکہ انہی لوگوں میں سے ایک کا لباس تھا لیکن پھر اچانک ہی مجھے یاد آیا کہ یہاں پیڑ میکس کے بہت سے لباس ہوں گے اور ان میں سے ایک لباس میرے کام آ سکتا ہے فی الحال اس کی ضرورت نہیں تھی جیسی کے بارے میں اندازہ تو یہی لگایا تھا میں نے کہ شریف لڑکی ہے اور اپنے طور پر کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش نہیں کرے گی تھوڑی سی معصوم بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ میرے ایک دفعہ کے کہنے پر اس نے اعتماد کر لیا تھا اور اس کی آنکھوں میں کسی بھی طرح کی نا سنجی کے آثار نظر نہیں آئے تھے۔ بہر حال شو لڈر صاف کرنے کے بعد میں اس کے سامنے پہنچ

”لیکن شکر ہے کہ آپ ان کے ہاتھ آنے سے بچ گئیں۔“

”ہاں میں بہت کمزور دل لڑکی ہوں کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ میرے دل میں سوراخ ہے۔“ میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا پھر وہ کہنے لگی۔

”ڈیڈی، میرے لیے جس طرح پریشان ہوں گے میں جانتی ہوں۔“

”دیکھئے بات اصل میں یہ ہے کہ اگر میں ابھی ڈیڈی کو میرا مطلب ہے آپ کے ڈیڈی کو اس بات کی اطلاع دینے کی کوشش کرتا ہوں کہ آپ میرے پاس موجود ہیں تو ہو سکتا ہے کہ سیکورٹی کے افراد سے پہلے جرائم پیشہ لوگ ہم تک پہنچنے کی کوشش کریں اس لیے خاموشی ہی اختیار کرنی چاہیے اور تھوڑا سا وقت گزر جانے دیا جائے۔“

”مگر جرائم پیشہ ہم تک کیسے پہنچ جائیں گے؟“ اس نے سوال کیا۔

”دیکھیے مس جیشی کون جانے سیکورٹی کے افراد میں ان کے اپنے لوگ بھی شامل ہوں جو ہماری طرف سے اطلاع ملتے ہی انہیں مطلع کر دیں۔“ جیشی کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے اس نے کہا۔

”تب تو ٹھیک ہے۔“

”میں آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں مس جیشی آپ کے بہترین دوست بھی ہوں گے اس دنیا میں آپ مجھے اپنا دوست تصور کیجئے اور یہ خیال دل سے نکال دیجئے کہ میرے ذریعے آپ کو کوئی تکلیف پہنچے گی۔“

”مجھے اندازہ ہو رہا ہے اب اتنی بیوقوف بھی نہیں ہوں کہ انسانوں کو نہ پہچان سکوں تم اندر مجھے اچھے آدمی لگتے ہو۔“

”تو کیا میں آپ سے اس بات کی توقع کروں کہ آپ مجھ سے تعاون کریں گی؟“

”کمال کرتے ہو۔ پہلی بات تو یہ کہ میں کر ہی کیا سکتی ہوں۔“

”خیر ایسی کوئی بات نہیں ہے پہلے میں یہ لباس تبدیل کر لوں۔“

”آرام سے جاؤ اور سنو کافی مل سکے گی اور کافی نہ ہو سکے تو چائے..... میں

بڑی عجیب سی کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔“

”میں ابھی تلاش کرتا ہوں کچھ نہ کچھ ضرور مل جائے گا۔“ میں نے کہا اور اس کمرے

سے باہر نکل آیا۔

بہر حال اس جگہ سے میں ناواقف نہیں تھا اور جانتا تھا کہ لباس وغیرہ کہاں مل سکتے ہیں اور اس بات کی بھی امید تھی کہ کافی کا سامان بھی موجود ہوگا کیونکہ ایک باقاعدہ رہائش یہاں رہی تھی اور رہنی میکس حادثاتی طور پر یہاں سے گئی تھی سب سے پہلے تو میں نے پیئرمیکس کی الماری میں لباس تلاش کیا اور بے شمار لباس مجھے لٹکے ہوئے نظر آ گئے چند لمحوں کے اندر اندر میں نے اپنا حلیہ درست کر کے کچن کی جانب نظر دوڑائی تھی دروازہ میں نے باہر سے بند تو نہیں کیا تھا صرف اس تصور کے تحت کہ کہیں لڑکی میری طرف سے شبہ کا شکار نہ ہو جائے لیکن فلیٹ کا دروازہ کھلنے لگا۔ اندر سے بند کر دیا تھا اور اس کو کھولنا آسان کام نہیں تھا۔

چھٹپٹے مطمئن انداز میں میں نے کافی کا پانی چڑھایا اور..... چند لمحے کے

بعد میں کافی تیار کر کے کمرے کی جانب چل پڑا۔ وہ خاموش بیٹھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

بہت ہی شریف لڑکی معلوم ہوتی تھی اور میں نے بھی طے کر لیا تھا کہ باقی ساری باتیں اپنی جگہ

لیکن اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے دوں گا یہ اس کا انفرادی کردار تھا جس نے مجھے متاثر کیا تھا۔

ساری باتیں اپنی جگہ اور ویسے بھی مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے کوئی نقصان پہنچانے کی

ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ پیئرمیکس اس کے عوض زیادہ سے زیادہ رقم حاصل کرنا

چاہتا تھا لیکن کام جتنا مشکل تھا اس کا مجھے پورا پورا اندازہ تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ پیئرمیکس اس

سلسلے میں کیا کوششیں کرتا ہے میں نے اسے کافی پیش کی تو اس نے میرا شکریہ ادا کیا تھا اور اس

کے بعد کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لیتی رہی تھی اس کی آنکھوں میں گہری سوچ کے آثار

تھے میں خاموشی سے سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔

”آپ کو اندازہ تو ہو گیا ہوگا تمام صورت حال کا؟“

”ہاں۔“

”اور ایک بار پھر میں آپ کو مؤدبانہ طور پر یقین دلاتا ہوں کہ آپ میرے لیے

انتہائی قابل احترام ہیں پرسکون ہو کر یہیں وقت گزار بیٹے مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے

شایان شان انتظامات نہ کر سکا لیکن بہت مختصر وقت میں آپ کو مسٹر شوگیال تک پہنچا دیا جائے

گا۔“

”اب میں نے صورت حال کا اندازہ کر لیا ہے اور میں مطمئن ہوں میری جانب سے

تم اطمینان رکھو اور اگر تمہیں اس بات کا خطرہ ہے کہ میں بھاگنے کی کوشش کروں گی تو میں تمہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اختیار دیتی ہوں کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر بستر پر ڈال دو۔“ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”نہیں مس عیسیٰ آپ میرے لیے انتہائی محترم ہیں اور جس طرح آپ نے مجھ پر
 اعتماد کیا ہے مجھے بھی آپ پر اعتماد ہے آئیے میں آپ کو یہاں سے بیڈ روم تک پہنچا دوں۔“
 ریگی میکس کے بیڈ روم میں پہنچنے کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔
 ”مجھے کوئی زمانہ لباس مل سکے گا؟“

”سامنے ڈرائنگ الماری ہے آپ اس میں سے اپنا لباس منتخب کر لیں۔“
”تو آپ باہر جائیں گے۔“

”ہاں میں باہر جا رہا ہوں آپ ڈریس تبدیل کرنے کے بعد آرام سے بستر پر سو سکتی ہیں۔“

”او۔ کے۔ بہت بہت شکریہ۔“ اور اس کے بعد میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

لڑکی کے بارے میں مجھے خاصی حد تک یقین ہو گیا تھا حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ اب کسی پر اعتبار کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا زندگی میں ایسے الٹ پھیر دیکھے تھے۔

جب یقین کی شکست ہوتی ہے تو دل کی دکھن ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اور اب میں ان حماقتوں میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ پھر نہ جانے کیا کیا سوچیں دامن گیر رہیں۔ بہت سے خیالات دل و دماغ کو پریشان کرتے رہے۔ ادھر جیشی شوگیال گہری نیند سو گئی تھی۔ ایک دو بار کمرے کے کی ہول سے اندر کا جائزہ لیا تو اسے بستر پر سوتے ہوئے پایا۔ معصوم لڑکی کے لیے کیسے دل ہی دل میں ہمدردی کے جذبات ابھرتے رہے تھے۔ اس کے علاوہ سوچنے کے لیے اور بھی بہت کچھ تھا۔ میکس کے بارے میں سوچ سوچ کر ہنس رہا تھا۔ پتا نہیں اس بے چارے کی کیا کیفیت ہوگی۔ دل تو چاہا کہ اسے فون کر کے یہیں بلا لوں، لیکن پھر ارادہ ملتوی کر دیا۔ آدھی رات کو عمارت کے مکین ان ضرورت سے زیادہ ہنگامہ خیزیوں سے مشکوک بھی ہو سکتے ہیں اور کوئی مشکل صورتحال بھی پیش آ سکتی ہے۔ ویسے سوچوں میں یہ بات بھی تھی کہ ٹوری بلا نکانے جو پتے مجھے بتائے تھے کرائے کے دوستوں کی مدد حاصل کرنے کے لیے ان میں سے پہلا ہی شخص عجیب و غریب ثابت ہوا تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ میری مدد کرتا خود اس نے مجھے اپنے چکر میں ڈال لیا تھا۔ لیکن بہر حال بات دلچسپ تھی اور ایک طرح سے گھوم پھر کر میرے مفاد کی طرف ہی جاتی تھی جیسا کہ میری معلومات میں تھا کہ شوگیال کسی نہ کسی شکل میں

ایریش واش کا آدمی تھا۔ ان لوگوں تک، رر رسائی حاصل ہو جاتی تو بات بہت عمدگی سے بن سکتی تھی لیکن فارگون کی حیثیت نہ۔ مجھے — میکس نے دی تھی اور — میکس نے ایک بالکل ہی الگ کھیل شروع کر دیا تھا۔ سارے معاملات بڑی ذہانت سے آگے بڑھانے تھے ورنہ راستے پھر رک جاتے۔ صبح کا اجالہ نمودار ہونے لگا تو میں نے باتھ روم میں جا کر غسل کیا اور کوئیسٹر میکس ہی کا ایک اور لباس پہن کر تیار ہو گیا لیکن اب میں ساری رات کی تھکن کا شکار تھا۔ اس صورتحال کو بڑی خوبصورتی سے نکال کر عارضی طور پر اگر بیٹر میکس کے حوالے کر دیا جائے تو برا نہیں تھا۔ ایک بار پھر کی ہول سے اندر جھانکا، مس جیشی تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اپنی کوٹھی کے بند روم میں سو رہی ہوں۔ مست نیند پڑی سو رہی تھیں۔ دوسرے کمرے میں آ کر میں نے تجربے کے طور پر فارگون کی رہائش گاہ پر فون کیا اور چند لمحات کے بعد رینی میکس سے رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو۔“ میں نے کہا تو دوسری جانب سے ریگی کی بے صبر آواز سنائی دی۔

”سیلو سٹر، سٹر دانش منصور کیا یہ آپ ہیں؟“

”آپ نے میری آواز بڑی آسانی سے پہچان لی رہی۔“

”آپ خیرت سے تو ہیں ناں آپ، آپ میرا مطلب ہے کہ آپ زندہ نہیں ناں۔“

”میرا خیال ہے میں زندہ ہوں۔ اگر مر چکا ہوتا تو بولنے میں بڑی دقت پیش آتی۔“

میں نے مسکرا کر کہا۔

”اچھو..... میرے خدا، میرے خدا میں کتنی پریشان تھی۔ آپ کے لیے مسٹر

والش، آپ تصور نہیں کر سکتے۔“

”پیشتر کہاں ہے؟“

”باتھ روم میں ہے۔ نہائے جا رہا ہے۔ ساری رات جاگا ہے۔ سر پیٹ رہا ہے اپنا۔“

کچھ رہا ہے ششددے پانی کے نیچے ہی اس کے ہوش و حواس قائم رہ سکتے ہیں ورثہ۔“

”کیوں خیریت، کیا ہوا؟“

”بہت کچھ ہوا ہے اور بڑی سنگین صورتحال رہی ہے اس کا کہنا ہے آپ کسی شدید

مشکل کا شکار ہو گئے۔“

”تو وہ میرے لیے اتنا پریشان ہے؟“

”آپ کے لیے اتنا پریشان نہیں ہے بلکہ مسٹر ٹوری بلاٹکا نے اسے کال کیا ہے۔ صرف اسے نہیں بلکہ کرائے کے دوستوں کے پورے گروپ کو اور یہ پوچھا ہے کہ آپ کس حال میں ہیں۔ ان لوگوں نے آپ کا کیا خیال رکھا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ساری باتوں کے ساتھ ساتھ ہیٹریکس کی شخصیت مسٹر ٹوری بلاٹکا کی وجہ سے ہی محفوظ ہے ورنہ وہ یہاں بہت سی مشکلات کا شکار ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی زندگی کے ساتھ کچھ ایسے واقعات وابستہ ہیں کہ اگر مسٹر ٹوری بلاٹکا اسے سہارا نہ دیں تو نہ صرف مقامی بلکہ انٹرنیشنل پولیس اسے بری طرح رگڑ سکتی ہے لیکن آپ ہیں کہاں، کہاں سے بول رہے ہیں، میں اسے اطلاع دوں کہ آپ زندہ سلامت ہیں۔“

”مس ریٹی آپ ایسا کریں کہ اپنے فلیٹ پر پہنچ جائیں۔“

”کیا مطلب.....؟“

”بہتر ہوگا کہ ہیٹریکس کو ساتھ لے کر اپنے یہاں فلیٹ پر آ جائیں۔“

”تو پھر.....؟“

”میں یہیں سے بول رہا ہوں۔“

”کیا واقعی.....؟“

”ہاں۔“

”اوہ مگر..... مگر.....“

”میرا خیال یہ ہے کہ یہاں آنے کے بعد گفتگو زیادہ مناسب رہے گی۔ ٹیلی فون پر اس سے زیادہ کیا گفتگو کرنا مناسب ہوگا؟“

”نہیں بالکل نہیں۔“

”تو آپ آ جائیے۔“

”ٹھیک ہے میں اسے یہ خوشخبری سناتی ہوں۔ آپ خیریت سے تو ہیں ناں۔“

”ہاں بالکل۔“

”زخمی تو نہیں ہوئے۔“

”نہیں۔“ میں نے کہا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا۔ میرے ہونٹوں پر

ایک مدہم سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ ٹوری بلاٹکا نے بھی بڑے وقت پر رابطہ قائم کیا۔ لیکن

بہر حال پیٹر میکس کی آمد میرے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی۔ اس سے پہلے میں نے یہی سوچا تھا کہ جیشی شوگیال کو ہیٹریکس سے ملادوں گا لیکن اب ذرا سا پروگرام بدل لیا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں جاگی تھی۔ اچھا ہے کچھ دیر اور سوتی رہے اور اس کے بعد میں پیٹر میکس کا اس سے تعارف کراؤں۔ بہر حال اس کے کمرے کا دروازہ میں نے باہر سے بند کر دیا جبکہ رات بھر میں نے ایسا نہیں کیا تھا۔ خود تو اپنا حلیہ وغیرہ میں نے ٹھیک کر لیا تھا باقی کچن میں سارا ناشتہ وغیرہ کا سامان موجود تھا لیکن اب بہتر ہے کہ ریٹی میکس ہی ناشتا بنائے۔ پیٹر میکس کے بارے میں سوچ سوچ کر ہنسی آرہی تھی۔ اب ریٹی میکس غسل خانے میں اسے بتائے گی کہ میرا فون آیا ہے اور اس کے فلیٹ میں موجود ہوں۔ بہر حال انتظار کرنے لگا اور زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ظاہر ہے کہ معلومات حاصل ہونے کے بعد پیٹر میکس آندھی اور طوفان کی طرح ادھر لپکا ہوگا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد فلیٹ کے دروازے کی بیل بجی اور میں نے دروازہ کھول دیا۔ پیٹر میکس بڑے بے تکے لباس میں اندر آیا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور منہ عجیب سی شکل کا بنا ہوا تھا۔ اس نے مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ گھوم پھر کر دیکھا اور پھر مجھ سے ایک دم لپٹ گیا۔

”خدا کا شکر ہے، خدا کا شکر ہے۔ مراد دیا تھا تم نے مجھے دانش منصور مراد دیا تھا۔ آئی ایم سوری۔ بے تکلفی کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ ناراض ہو تو جو سلوک چاہو میرے ساتھ کر سکتے ہو لیکن پاگل ہو گیا ہوں، پاگل ہو گیا ہوں تمہیں دیکھ کر۔ پہلے یہ بتاؤ تم خیریت سے تو ہونا، اندر باہر سب ٹھیک ہے ناں۔“

”تمہیں کیا نظر آ رہا ہے پیٹر؟“

”مجھے اپنی زندگی نظر آ رہی ہے تمہاری زندگی کی شکل میں، اف میرے خدا، پاگل ہو گیا تھا میں واقعی پاگل ہو گیا۔“

پیٹر ڈرائنگ روم میں ایک صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔

”ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ ساری رات جاگتا رہا ہوں مگر تمہیں ہوا کیا تھا۔ میں تو شدید حیران ہو گیا تھا بلکہ یقین کرو یہی سمجھا تھا میں کہ تم پولیس کے زخمی میں آ گئے ہو۔“

”ہاں، پولیس کے زخمی میں تو نہیں آیا لیکن واقعات خاصی تبدیلی اختیار کر گئے۔“

”چھوڑ دیار لے گئے وہ۔ لے گئے۔ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ اپنی جگہ ہے، لیکن ایک

جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ہوٹل سیکورٹی نے ان پر فائر کیے اور تین افراد وہیں ہال میں ڈھیر ہو گئے۔ باقی باہر نکل گئے لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ مزید تین افراد پارکنگ لاٹ پر مارے گئے انہیں بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔ یہ ہے تمام صورتحال۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ ایک معزز مہمان اور ایک معزز شخصیت کا معاملہ تھا۔ چنانچہ پھر پولیس نے جو کچھ کیا وہ ایک الگ کہانی ہے۔ میں تو بحالت مجبوری وہاں سے واپس پلٹ پڑا اور تمہارے نہ ملنے سے رات بھر میری حالت خراب رہی۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ تم کسی چکر میں نہ پڑ گئے ہو کیونکہ بہر حال ساری باتوں کے علاوہ یہ بات مسٹر ٹوری بلاٹکا کو معلوم ہے کہ اس وقت تم میرے ساتھ ہو۔“

”تو وہ لوگ جیشی شوگیال کو لے گئے۔“

”ہاں، یوں سمجھ لو کہ ہیرے کی کان کو لے گئے وہ اور اب پتا نہیں کیا ہوگا۔ ویسے مسٹر شوگیال زندہ ہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ڈیڈ کے آدمی، اگر وہ ڈاکٹر ڈیڈ کے آدمی تھے تو طریقہ کار انہوں نے کیا اختیار کیا یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہی میں کوئی سرکش خود ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر ڈاکٹر ڈیڈ کو بھی ختم کرنا چاہتا ہو۔ پتا نہیں کیا ہے یا! میری تو کھوپڑی خراب ہو گئی ہے۔ ارے باپ رے، رینی یہاں ناشتے وغیرہ کا سامان تو ہے اب میری بھوک چمک اٹھی ہے شاید تمہیں اس بات کا اندازہ نہ ہو کہ میں بھوک کے مارے مراجار ہا ہوں۔“

”میں ابھی ناشتا تیار کرتی ہوں۔“ رینی نے کہا۔ اب اس وقت ضروری ہو گیا تھا کہ میں رینی میکس کو یہاں کسی تیسرے مہمان کے بارے میں بتاؤں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا۔

”رینی، ناشتا بہت عمدہ سا تیار کرنا ہے کیونکہ ہمارے پاس اس وقت ایک انتہائی معزز مہمان موجود ہے۔“ رینی سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی، پھر بولی۔

”معزز مہمان؟“

”ہاں، اس کا نام جیشی شوگیال ہے۔“ میکس صوفے پر بیٹھا ہوا تھا لیکن بیٹھے بیٹھے وہ اتنی زور سے اچھلا کہ میں حیران رہ گیا۔ اچھل پڑنا محاورے کے طور پر تو استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کا پریکٹیکل بڑا مشکل ہے اور اس وقت میں اس محاورے کو پریکٹیکل دیکھ رہا تھا۔ پیٹر میکس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ صوفے سے گرتے گرتے بچا پھر جلدی

بات میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ڈاکٹر ڈیڈ کے آدمی اسے لے گئے اور اب وہ کام دوسرے کریں گے جو ہمیں کرنا چاہیے تھا۔ مارے گئے یار، زندگی میں ہر کوشش ناکام ہو رہی ہے۔“ وہ شدت جذبات میں یہ بھی بھول گیا تھا کہ اب تک وہ مجھ سے کس انداز میں گفتگو کرتا رہا ہے لیکن بہر حال یہ الگ بات تھی میرا اور اس کا ایسا ساتھ رہ چکا تھا کہ ہم دونوں بے تکلفی سے باتیں بھی کر سکتے تھے میں نے اس سے کہا۔

”تم وہاں کی سناؤ، ہوا کیا؟“

”سب کچھ بھاڑ میں چلا گیا۔ ختم ہو گیا یار چھوڑو۔ اب وہاں کا تذکرہ بالکل بے کار ہے۔“

”پیٹر! تمہیں اندازہ ہے کہ اس معاملے سے میری ذاتی دلچسپیاں بھی ہیں۔“ میں نے ذرا لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

”ادھر مسٹر ٹوری بلاٹکا ہیں۔ کیا رشتہ قائم کروں میں ان سے تمہارا۔ وہ سخت باتیں کہی ہیں پورے گروپ کو کہ سب کے ہوش درست ہو گئے ہیں۔ مجھ سے ہی سوالات کیے جا رہے تھے اس سلسلے میں، خیر چھوڑو وہاں، وہاں بہت خراب ہوا، مگر تم تم کہاں غائب ہو گئے تھے..... میں تو یہ سمجھا.....“

”پھر وہیں آ رہے ہو جہاں سے شروع ہوئے تھے۔“

”نہیں ذہنی طور پر بہت پریشان ہوں، تمہاری وجہ سے رات بھر جاگتا رہا ہوں۔ باقی اگر ناکامی ہوئی مجھے اس سلسلے میں تو یہ تو تقدیر کا کھیل ہے اور مجھے تقدیر پر مکمل بھروسہ نہیں ہے۔ عام طور پر میں اپنی کوششوں میں ناکام ہی رہا ہوں۔“

۔۔۔۔۔ جہاں بھی غائب ہو گئے ہو اصل میں بات یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی کوششوں میں مصروف تھے۔ ڈاکٹر ڈیڈ بھی، مسٹر کارسن شوگیال کے ساتھ تھا کہ کچھ نقاب پوش وہاں گھس آئے اور انہوں نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ تم شاید یقین نہ کرو کہ خود ڈاکٹر ڈیڈ بھی زخمی ہو گیا ہے اور مسٹر کارسن شوگیال بمشکل اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو سکے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے حملہ آور صرف جیشی شوگیال کو اٹھا کر لے جانا چاہتے ہوں۔ انہیں ڈاکٹر ڈیڈ یا کارسن شوگیال کی زندگی سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ یہ بات میرے ہی لیے نہیں بلکہ نہ جانے کس کس کے لیے باعث حیرت ہوگی۔ بہر حال وہ لوگ جیشی شوگیال کو اٹھا لے

سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے دونوں کان صاف کرتے ہوئے کہا۔

”کیا نام لیا تم نے کیا نام لیا؟“

”جیشی شوگیال۔“ میں نے مسکرا کر کہا۔

”مم..... میرے خدا..... وہ یہاں.....؟“

”ہاں، وہ اس وقت میری تحویل میں ہے اور اسی فلیٹ میں ہے۔“

”جیشی شوگیال؟“

”فضول باتوں سے گریز کرو میکس، رینی تمہیں ہم چاروں کے لیے ناشتا بنانا ہے۔“

”مگر میرے بھائی، میرے عزیزم میرے دوست، میرے محترم، خدا کے لیے مجھے یہ

بتا دو کہ تم کیا نام لے رہے ہو، جیشی شوگیال ہی کہا ہے نا تم نے؟“

”رات کو یوں ہوا تھا میکس کہ ہمارا منصوبہ تو کچھ اور تھا لیکن حالات کے تحت

منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا تھا میں۔ وہ لوگ میری نگاہوں کے

سامنے آگئے تھے جو ایشین گنوں سے مسلح جیشی شوگیال کو اغوا کرنے کے لیے وہاں پہنچے تھے۔

ان کے چہرے نقابوں میں ڈھکے ہوئے تھے اور پھر مجھے باعمل ہونا پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ

جیشی شوگیال کو بے ہوش کر کے باہر لائے تو تین افراد تو وہیں بقول تمہارے اندر موت کا شکار

ہو گئے تھے، باقی تین میرے ہاتھوں مارے گئے اور میں جیشی شوگیال کو ان کے چنگل سے نکال

لایا۔ چونکہ اس وقت مسٹر فارگون کی رہائش گاہ کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ بہتر یہ سمجھا کہ

تمہارے فلیٹ کو استعمال کر لوں التبتہ کچھ ضروری باتیں ذہن نشین کر لو، اور براہ کرم اس سلسلے

میں کوئی اپنی رائے دینے کی کوشش مت کرنا۔“

”کہاں ہے وہ، مم..... مگر ہے کہاں؟“

”دوسرے کمرے میں سو رہی ہے۔ انہوں نے سر پر ضرب لگا کر اسے زخمی کر دیا تھا۔

میں نے مبینہ تیج کردی ہے لیکن میں نے اسے یہی بتایا ہے کہ ہمارا تعلق سیکورٹی سے ہے اور میں ہر

حفاظت کی غرض سے اسے یہاں لے آیا ہوں۔ اب ہمیں وہی طریقہ کار اختیار کرنا ہے تم

اپنے آپ کو ایک پولیس آفیسر ہی بتاؤ گے اور صرف یہ کہو گے کہ صورتحال کی وضاحت ہو جائے

تو اس کے بعد تمہیں نمایاں کیا جائے ورنہ اغوا کرنے والے طاقتور لوگ ہیں۔ وہ دوبارہ کوشش

بھی کر سکتے ہیں۔“

”اوہ میرے خدا، میرے خدا، میرے خدا واقعی تم تو قیامت کی چیز ہو۔ مگر سوال یہ

پیدا ہوتا ہے مائی ڈیئر مسٹر دانش منصور کہ جب تم خود اس قدر آفت زاوے ہو تو کرائے کے

دوستوں کی مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”کیا اب تم یہ سوال کرو گے مجھ سے۔“

”تن..... نہیں، میں معافی چاہتا ہوں۔ مگر واقعی آہ..... تم نے تو میرے، میرے

مستقبل کے سارے دروازے کھول دیے ہیں۔ اب آئے گا لطف۔“ وہ اٹھ کر کمرے میں

ناچنے لگا۔ رینی تشویش زدہ انداز میں کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں ناشتہ تیار کر لوں اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی تو پیٹر میکس

نے کہا۔“

”یار کم از کم دور سے ہی دکھا دو۔ اس کی صورت دیکھ سکتا ہوں۔“

”میکس جذباتی ہونے کی کوشش نہ کرو۔“

”ارے میری زندگی سدھ رہی ہے۔ ساری زندگی کی منصوبہ بندی اس وقت کار

گر ہو گئی ہے اب تم دیکھنا میرے دوست میں کس طرح اپنے پنجے گاڑتا ہوں حالات کی گردن

میں اور پھر اس کے بعد۔“ اس کے بعد میکس اپنے دونوں گال پیٹنے لگا۔ میں سرد نگاہوں سے

اسے دیکھ رہا تھا۔ بہر حال جو کرنا چاہتا تھا وہ کسی طور پر ممکن نہیں تھا۔ وقت کچھ اور ہی کہانی

سنائے گا۔ اسے۔ اور وہ کہانی یقینی طور پر اس کے لیے پسندیدہ ہوگی۔ میں بھی مجبور تھا ورنہ

میکس کی خوشیوں میں میں ناگ اڑانا پسند نہ کرتا۔ پھر دروازہ پیٹنے کی آواز سنائی دی اور میں

اچھل پڑا۔ میں نے میکس کو دروازے کی طرف لپکتے دیکھا تو پیچھے سے ہی پکڑ لیا۔ وہ سنبھل کر

حیرانی سے مجھے دیکھنے لگا تھا۔ تب میں نے سرد لہجے میں کہا۔

”اور اگر تم سارا کھیل چوپٹ کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں

گا۔“

”نن..... نہیں..... ٹھیک ہے، پھر کام میری توقع کے مطابق ہوا۔ دروازہ رینی میکس

نے کھولا تھا اور جیشی شوگیال باہر نکل آئی تھی۔ اس نے رینی کو دیکھا۔ میں اور میکس بھی کمرے

کے دروازے سے باہر آ گئے تھے۔ رینی نے جیشی کو ہیلو کہا تو جیشی کہنے لگی۔“

”تم..... تم کون ہو، رات کو تو شاید تم یہاں نہیں تھیں اور وہ..... اوہ مائی گاڈ، بعض

لگا لو۔ اصل میں مجھے سب سے زیادہ پریشانی اپنے ڈیڈی کے سلسلے میں ہے۔ وہ میرے بغیر سخت بے چین ہوں گے۔ مگر اب تم یہ بتاؤ کہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟“

”سب سے پہلے تو ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ ناشتہ کریں۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ تشویش بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

”تم چاہو گے تو میں تمہارے ساتھ ایک ہفتے سے ایک مہینے تک گزار سکتی ہوں۔ بس کسی طرح میرے ڈیڈی کو یہ اطمینان دلادو کہ میں خیریت سے ہوں اور ایک بار میری ان سے ٹیلی فون پر بات بھی کرا دو۔“

”مس جیشی آپ کو رات کی صورتحال کا اندازہ ہے۔ ہم لوگ ڈیوٹی پر تھے لیکن ہمارے فرشتوں کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی کہ کچھ گندی فطرت کے لوگ آپ کو اغوا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اصل میں ڈاکٹر ڈیڈی.....“ لیکن اچانک ہی پیٹر میکس نے میری گفتگو میں دخل دیا۔

”مطلب یہ کہ روٹن پارکر۔“

”روٹن پارکر میرے ڈیڈی کے دوست ہیں، مگر یہ ڈاکٹر ڈیڈی کون ہیں؟“

”نہیں ہمارا شبہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن لوگوں نے آپ کو اغوا کرنے کی کوشش کی۔ مسٹر روٹن پارکر تو بہت ہی اچھے انسان ہیں۔ خیر گفتگو پتا نہیں کیا ہو رہی تھی۔ میرا مقصد بس اتنا سا ہے کہ ہماری ڈیوٹی صرف یہ تھی کہ ہم آپ لوگوں کو کسی مشکل میں نہ پڑنے دیں لیکن اس کے بعد جو ہوا وہ ہماری توقع کے بالکل خلاف رہا۔ اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صورتحال کیا ہوئی ہے ہم تو اپنے طور پر آپ کا تحفظ کرتے ہوئے آپ کو یہاں تک لے آئے لیکن ابھی ہمیں دیکھنا ہوگا کہ باہر کی کیا صورتحال رہی۔ اوہو، مسٹر پیٹر میکس، کیا آپ یہ نہیں کر سکتے کہ مقامی اخبارات خرید کر لائیں اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کریں کہ رات کے واقعات کیا ہوئے۔“

”دو اخبار باہر گیلری میں موجود ہوں گے۔ اخبار والا باقاعدگی سے اخبار ڈالتا ہے۔“

میں دیکھتا ہوں اور رینی تم جاؤ میرا خیال ہے کچن میں کوئی چیز جل رہی ہے۔“ پیٹر میکس نے کہا اور رینی کچن کی جانب دوڑ گئی۔ جبکہ میں نے جیشی شوگیال سے کہا۔

”آپ کو اب تک تھوڑا بہت اعتماد ہو ہی گیا ہوگا ہم پر جیسے واش روم سے فارغ

اوقات میری کھوپڑی بالکل ہی آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتی ہے لیکن میرا قصور نہیں تھا۔ میرے سر میں تو چوٹ لگی ہوئی تھی اور پھر اتنی عقل ہی نہ آئی کہ میں اس سے اس کا نام پوچھ لیتی۔“

”کس سے؟“

”وہی ہمدرد شریف آدمی جو رات کو مجھے یہاں لایا تھا۔“

”اوہو آپ شاید مسٹر جوڈی کے باری میں کہنا چاہتی ہیں۔ مسٹر جوڈی آپ کو رات کو یہاں لائے تھے۔“

”دیکھو کیسی عجیب بات ہے میں اس سے اس کا نام پوچھنا ہی بھول گئی۔ ویسے انتہائی شریف آدمی تھا۔ سیکورٹی کے لوگ ہوتے ہی اچھے ہیں۔ کیا تمہارا تعلق بھی سیکورٹی سے ہے تم اس کی بیوی ہو؟“

”نہیں ہم لوگ ایک ہی ڈیپارٹمنٹ کے رکن ہیں۔“

”مجھے معاف کرنا، میں ضرورت سے زیادہ ہی بول جاتی ہوں، ویسے کیا مسٹر جوڈی یہاں سے چلے گئے ہیں۔“ میں تیزی سے آگے بڑھا۔ پیٹر میکس بھی میرے ساتھ ہی تھا۔ ہم دونوں اس کے سامنے پہنچے تو وہ مسکرائی۔

”ہائے ڈیڑ جوڈی! ایک پرسکون نیند کے بعد میں نے تم پر مکمل اعتماد کر لیا ہے۔ تم کون ہو؟ ہیلو مسٹر!“

”میرا نام میکس ہے پیٹر میکس۔“

”تم لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی، حالانکہ بعض ملاقاتیں بڑے عجیب انداز میں ہوتی ہیں۔ اب مجھے بتاؤ میرے سر پر زخم ہیں اور ایک اغوا شدہ لڑکی ہوں اور میرے ڈیڈی نے پریشان ہوں گے کہ مجھ سے زیادہ اس بارے میں اور کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اس کے باوجود مجھے خوشی کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ بہر حال میری خوش قسمتی ہے کہ میں اچھے لوگوں کے درمیان ہوں اور تمہارا کیا نام ہے۔ تم نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا۔ سویت۔“

”رینی میکس۔“

”گڈ..... گڈ..... گڈ پیٹر میکس۔ رینی میکس تو تم اس کی بیوی میرا مطلب ہے ان صاحب کی، خیر اچھی بات ہے۔ ویسے خوب صورت ہو تم دونوں اور نہ جانے کیوں میں یہاں آ کر خوشی محسوس کر رہی ہوں۔ حالانکہ جن حالات میں یہاں تک پہنچی ہوں ان کا تم خود اندازہ

”مجھے یاد نہیں رہا۔ اخبارات کیا خبر دے رہے ہیں اور پھر میں نے بھی اخبار اپنے سامنے رکھ لیا۔ غیر ملکی مہمان کارسن شوگیال کے بارے میں تفصیلات درج تھیں۔ موسیٹو میں ایک خطرناک مجرم گروپ نے مس جیشی شوگیال کو اغواء کر لیا تھا اور اس گروپ کے چھ افراد کی لاشیں وہاں دستیاب ہوئی تھیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ چھ افراد خود مسٹر روسٹن پارکر کے آدمی تھے اور مسٹر روسٹن پارکر سخت حیرانی کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ ان لوگوں کی کارروائی کا انہیں کوئی شبہ بھی نہیں تھا۔ مسٹر روسٹن پارکر نے یہی بیان دیا تھا کہ ان لوگوں نے جیشی شوگیال کو اغواء کرنے کا کوئی خفیہ منصوبہ بنایا تھا اور بہر حال اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مسٹر کارسن شوگیال نے روسٹن پارکر کے خلاف رپورٹ درج کرا دی ہے اور ایک سنسنی خیز صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ خفیہ ایجنسیاں مسٹر روسٹن پارکر کے تعاون سے جیشی شوگیال کو برآمد کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔“ میں پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

”اس کا مقصد ہے کہ اب جیشی شوگیال کو انتہائی محتاط طریقے سے اپنے پاس محفوظ رکھنا ہوگا۔ ہم کسی بھی طرح فوری طور پر کارسن شوگیال سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔“

”فوری طور پر تو رابطہ قائم کرنا مناسب بھی نہیں ہوگا مسٹر دانش منصور۔“ پیٹر میکس نے کہا اور میں داہنا گال کھجاتے ہوئے اس سلسلے میں اپنی منصوبہ بندی پر غور کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ پھر جیشی شوگیال آگئی تھی اور اس کے پیچھے پیچھے رینی میکس بھی۔ رینی میکس نے کہا۔

”میں نے ناشتہ لگا دیا ہے آپ سب لوگ براہ کرم ناشتے کے کمرے میں چلیے۔“

اور ہم سب اٹھ کر رینی میکس کے ساتھ چل پڑے تھے۔ ناشتہ شروع کر دیا گیا۔ اس دوران مکمل خاموشی طاری رہی تھی میں گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور دوسری جانب پیٹر میکس کے چہرے پر بھی عجیب سے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ کچھ لمحوں کے بعد میکس نے کہا۔

”اور یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ مس جیشی شوگیال ہماری مہمان ہیں اور کچھ غنڈے ان کے پیچھے عجیب سے انداز میں پڑ گئے ہیں۔ یہ بہت ہی دکھ بھری بات ہے لیکن مہمان کی پذیرائی ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ اس غنڈہ گردی کے خلاف عمل کرنے کے لیے ہمیں سینہ تان کر سامنے آنا ہوگا۔“ رینی نے عجیب سی نگاہوں سے پیٹر کو دیکھا۔ ایک عجیب سا انداز تھا اس کا۔ جیشی شوگیال کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی نظر آنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

ہو کر آ جائیں۔ رینی ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ ہم سب لوگ مل کر ناشتہ کریں گے۔“ جیشی شوگیال نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی تھی اور اندر چلی گئی تھی۔ بڑی نرم طبیعت اور خوش مزاج لڑکی تھی۔ اول تو ویسے ہی اس کے نقوش حسین تھے۔ دوسری اس کی خوبصورت فطرت اس کے حسن کو اجاگر کر رہی تھی۔ پیٹر میکس کے چہرے پر قیمتی برس رہی تھی، مجھ سے بولا۔

”مسٹر دانش منصور، تم نے مجھے اتنا متاثر کیا ہے کہ میں زندگی میں شاید ہی کسی سے اتنا متاثر ہوا ہوں۔ کمال کیا تم نے واقعی کمال کیا ہے۔ بیٹھو میں اخبار لے کر آتا ہوں۔ واقعی ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اخبار اس سلسلے میں کیا لکھتے ہیں۔ تفصیل تو کچھ بتا ہی نہیں چل سکی۔ میں ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا اور پیٹر میکس کمرے کی گیلری کی جانب چل پڑا جہاں بقول اس کے اخبار موجود ہونے چاہیے تھے لیکن میں پیٹر میکس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ دن ہی دن میں اس لیے خوش تھا کہ اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے اسے بہترین موقع حاصل ہو گیا تھا لیکن میرا کھیل مختلف تھا اور میں پیٹر میکس کے منصوبے کو کامیاب نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ جیشی شوگیال کے ذریعے اگر میں ایرش واش تک پہنچ جاؤں تو ممکن ہے رخسار کے حصول کا کوئی ذریعہ سامنے آ سکے۔ میرے لیے دنیا کی سب سے بڑی دولت وہی تھی۔ نظر انداز کر دیا جائے۔ صورتحال کو تو وہ الگ بات ہے لیکن رواں رواں چیخ چیخ کر یہ کہتا تھا کہ رخسار پر نہ جانے کیا کیا کچھ قربان کیا جاسکتا ہے۔ باقی ساری باتیں تو معمولی حیثیت رکھتی ہیں لیکن بہر حال اتنا میں جانتا تھا کہ پیٹر میکس میرے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ بنے گا لیکن کچھ بھی ہو جائے مجھے یہ رکاوٹ اپنے راستے سے ہٹانی پڑے گی۔ پیٹر میکس تو صرف دولت کے لیے جیشی شوگیال کو استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن میں تو اپنی زندگی اپنی بھلا کے لیے مصروف عمل تھا اور اگر ایسی صورتحال پیش آ جائے کہ مجھے پیٹر میکس کو راستے سے ہٹانا بھی پڑے تو یہ میری مجبوری تھی پھر کچھ لمحوں کے بعد پیٹر میکس آ گیا۔ اس کے پاس اخبارات موجود تھے۔ اس نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔“

”موسیٹو میں رات کو جو ہنگامہ آرائی ہوئی ہے وہ معمولی نوعیت کی نہیں ہے۔ دیکھو ذرا دیکھو۔ ویسے ڈاکٹر ڈیڈ جسے عرف عام میں ڈاکٹر ڈیڈ نہیں کہا جاتا بلکہ وہ روسٹن پارکر کے نام سے مشہور ہے۔ تم اس بات کو ذہن میں رکھنا۔ تم جیشی شوگیال کے سامنے بھی اسے ڈاکٹر ڈیڈ ہی کہہ رہے تھے حالانکہ میں نے ایک بار تمہیں اس کا اصل نام بتایا تھا۔“

پاس پہنچ رہی ہوں۔“

”مجھے کسی کمرے کی درستی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وقت گزارنے کے لیے کوئی بھی

جگہ براہ کرم آپ مجھے دے دیجئے۔“

”آپ آئیے اور بے فکر رہئے۔ رینی نے کہا اور جیشی شوگیال اسکے ساتھ آگے بڑھ

گئی۔ تب پیٹر میکس میری طرف دیکھ کر آنکھ دبا کر مسکرایا اور بولا۔“

”حقیقت یہ ہے کہ مائی ڈیز مسٹر دانش منصور کہ ذمہ داری تو ہم لوگوں پر تھی کہ آپ کو

یہاں کوئی تکلیف نہ ہونے دیں اور آپ کی ہر طرح سے مدد کریں لیکن درحقیقت آپ نے اتنا

ہم پر احسانات کر ڈالے ارے میں تو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ میں اتنا بڑا کارنامہ

سرا انجام دے دوں گا۔ کیونکہ مد مقابل بڑے بڑے اثر دھے ہیں اور کیا ہی عمدہ بات ہے۔

ویسے میرا خیال ہے ابھی تھوڑے سے توقف کے بعد ہم میرا مطلب ہے یعنی ہم

لوگ.....“ اس نے جیسے اپنے آپ میں الجھتے ہوئے کہا اور میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے

لگا۔

”میرا مطلب ہے اس کے بعد ہم مسٹر کارن شوگیال سے سودے بازی کریں گے۔

ویسے ابھی تک ایرش واش سامنے نہیں آیا۔ یہ ذرا تعجب کی بات ہے لیکن درپردہ وہ موجود ہوگا

اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ کوشش وہی کرے گا اس سلسلے میں کیونکہ مسٹر کارن

شوگیال کے ایرش واش سے گہرے تعلقات ہیں۔“

”سوال یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے۔“

”دیکھئے یہ تو ایک حقیقت ہے کہ جیشی شوگیال کو تھوڑے عرصے کے بعد ہمیں مختلف

انداز میں ٹریٹ کرنا ہوگا کیونکہ آخر کار یہ بات تو کھل جائے گی کہ وہ سیکورٹی کی تحویل میں نہیں

ہے یا پھر یہ کہ جب تک ہم اسے بہلا سکیں گے بہلا سکیں گے۔ ویسے آپ کا کیا خیال ہے ابھی

خاصی عمر کی ہونے کے باوجود وہ کافی معصوم ہے۔“

”خیر اس کی عمر بہت زیادہ تو نہیں ہے۔“

”اصل میں یہ کالی پیلی لڑکیاں جو ہوتی ہیں ناں۔ ان کی عمروں کا صحیح اندازہ نہیں

ہو پاتا اور اس کی وجہ آپ جانتے ہیں مسٹر دانش منصور۔“

”کیا.....؟“

”میں نہیں جانتی، کچھ لوگوں کو مجھ سے کیوں دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔ ہم لوگ تو کسی کو

کوئی نقصان پہنچانے پر بھی یقین نہیں رکھتے۔ خود میرے ڈیڈی بہت اچھے انسان ہیں اور ان کا

سب سے بڑا فیصلہ یہی ہوتا ہے کہ کسی انسان کو ان کے ہاتھوں نقصان نہ پہنچے تو یہ کون لوگ

ہیں جو ہمیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔“

”برے آدمی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں مس شوگیال لیکن آپ فکر نہ کریں ہم آپ کو ہر

طرح کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور اطمینان دلاتے ہیں آپ کو کہ یہاں کوئی ذرہ برابر

تکلیف نہ ہوگی آپ کو سوائے اس کے کہ تھوڑے سے وقت آپ کو یہاں قیام کرنا ہوگا۔ اس

دوران ہم پوری پوری کوشش کر کے مسٹر شوگیال سے رابطہ قائم کریں گے اور آخر کار آپ کو ان

تک پہنچا دیں گے ویسے آپ کے زخم کی کیا کیفیت ہے۔“ پیٹر نے بدستور کھن لگانے والے

انداز میں کہا۔

”میں زخموں وغیرہ کی پروا نہیں کرتی۔ بس مجھے ڈیڈی کے پاس پہنچا دیا جائے اور

اس کے بعد میں ڈیڈی سے کہوں گی کہ یہاں سے نکل چلیں یہ جگہ اچھی نہیں ہے۔“

”ہاں افسوس تو یہ ہی ہے کہ کچھ لوگوں نے کس طرح آپ کے خیالات ہماری طرف

سے خراب کر دیے حالانکہ سارا شہر برا نہیں ہے۔ خیر آپ فکر نہ کریں۔ کچھ لوگوں نے آپ کو یہ

نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے تو ہم وہ ہیں جو آپ کو آپ کے والد تک پہنچانے کی کوشش

کریں گے۔“

”آپ کا بے حد شکریہ، میں ڈیڈی کو بتاؤں گی کہ کس طرح یہاں اچھے لوگوں نے

میرا ساتھ دیا ہے۔“ جیشی نے کہا۔ رینی عجیب سی نگاہوں سے مسلسل پیٹر میکس کو دیکھ رہی تھی۔

میں نے کئی بار محسوس کیا تھا کہ اس کی آنکھوں میں کچھ ٹپکھاپن ہے۔ پتا نہیں کیوں ہو سکتا ہے

ایک عورت کا عورت سے سامنا ہو۔ اسی بنیاد پر رینی یہ محسوس کر رہی ہو کہ پیٹر خصوصی طور پر جیشی

کی جانب متوجہ ہے۔ بہر حال یہ میرے سوچنے کی بات نہیں تھی۔ جیشی اس بات پر آمادہ ہو گئی

تھی کہ کچھ وقت خاموشی سے یہاں قیام کرے گی اور انتظار کرے گی اس بات کا کہ سیکورٹی

کے یہ افراد اس کے ڈیڈی سے ملاقات کر کے آخر کار راہ ہموار کریں اور اسے ان کے حوالے

کر دیں۔ پھر ناشتہ ختم ہو گیا اور سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ رینی نے کہا۔

”میں مس شوگیال کے لیے ایک کمرہ درست کیے دیتی ہوں اس کے بعد آپ کے

یہاں ریٹی کی تحویل میں دیتا ہوں اور خود بھی یہاں کم سے کم وقت گزارنا ہوں سوائے اس کے کہ تھوڑی سی نگرانی رکھوں اور آپ کے لیے میں نے ایک جگہ مخصوص کی ہوئی ہے۔ کوئی خواب میں بھی نہیں سوچ سکے گا کہ مسٹر فارگون نے کیا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے، کیا سمجھ رہے ہیں آپ۔“

”ٹھیک ہے پھر اس کے بعد۔“

”اس کے بعد ہم آگے کا کام شروع کریں گے۔“

”اوکے، تو پھر مجھے اجازت دو۔“

”ٹھیک ہے مسٹر دانش منصور آپ فی الحال اس مسئلے میں بالکل خاموشی اختیار کر لیں، وقت گزارنا اچھی بات ہوتی ہے ہمیں ان لوگوں کے اقدامات کا ابھی پتا چل جائے گا۔ بس یہاں ہماری کوشش یہی ہوگی کہ جیشی شوگیال کو جس طرح بھی ممکن ہو سکے اپنی مٹھی میں رکھنے کی کوشش کریں اور وہ کوئی ایسی گڑبڑ نہ کر جائے جس سے ہمیں نقصان پہنچ جائے۔“

”وہ معصوم صفت لڑکی ہے، میرا خیال ہے اگر ریٹی اس کے لیے ایک اچھی دوست ثابت ہو تو آسانی سے اسے بہلا سکتی ہے۔“

”ریٹی بے حد باصلاحیت لڑکی ہے۔ اس کا مجھے یقین ہے۔“ پیٹر میکس نے کہا اور اس کے بعد میرے وہاں رکنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں اپنی رہائش گاہ یعنی فارگون کی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔ بہر حال مجھے اس کیریئر کا بہت فائدہ ہوا تھا اور کچھ عرصے کے لیے میں ایرش واش کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا جس کا مجھے بخوبی اندازہ ہو رہا تھا اور یہ بھی میرے لیے بے حد ضروری تھا۔ فاصلے طے کر کے آخر کار میں مسٹر فارگون کی رہائش گاہ تک پہنچ گیا اور پھر اندر داخل ہو کر میں نے لباس وغیرہ تبدیل کیا ویسے بھی رات بھر شدید محنت رہی تھی اور آنکھوں میں مدھم مدھم غنودگی سی طاری ہو رہی تھی۔ چنانچہ میں بستر پر لیٹ گیا لیکن بستر پر لیٹنے کے بعد غنودگی خود بخود دور ہو گئی۔ غالباً یہ فطرت کا ایک حصہ تھا ویسے بھی جب سوچیں ذہن میں آ جاتی ہیں تو ہر قسم کی دوسری کہوتیں ختم ہو جاتی تھیں اور پھر ایک بار ذہن رخسار کی جانب پرواز کرنے لگا۔ ایک سلسلے کا آغاز ہوا تھا اور اس میں کسی حد تک مجھے کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ حالانکہ پیٹر میکس نے دوسرے انداز میں سوچا تھا لیکن میں نے شروع ہی سے اس سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ بھلا جیشی شوگیال جیسی لڑکی کو ریغمال بنا کر مسٹر شوگیال سے تاوان وصول کرنے کی

”نگاہ بھر کر دیکھنے کو دل بھی نہیں چاہتا ان کو سر سے پاؤں تک۔“

”میرا خیال ہے اسے نگاہ بھر کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ایک چیک کا کاغذ کتنا ہی خوبصورت ہو ہم اسے فریم کر کر اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے بلکہ کوشش یہی کرتے ہیں کہ جلد از جلد اسے کیش کرا لیں۔“

پیٹر میکس نے کہا اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا، پھر بولا۔

”ویسے میری ایک تجویز ہے۔“

”کیا؟“

”ریٹی کو اس کی ڈیوٹی پر لگا دیا جائے اور وہ یہیں رہے۔ اصل میں، میں اتنا معمولی سا آدمی ہوں کہ کوئی میرے بارے میں کوئی غلط بات سوچ بھی نہیں سکتا اور یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اتنی بڑی شخصیت میری تحویل میں ہوگی۔ یعنی لوگ یہ تو نہیں جانتے ناں کہ دنیا کی عظیم ترین شخصیت یعنی دانش منصور نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے اور اسے میرا مطلب ہے مجھے دانش منصور جیسی شخصیت کا تعاون حاصل ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں ناں۔ اگر وہ یہاں اس معمولی سے فلیٹ میں رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی کا شبہ اس طرف نہیں جائے گا۔ لوگ پتا نہیں اسے کہاں کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔“

”ایک بات بتاؤ میکس؟“

”ہاں۔“

”کیا کبھی ایرش واش کا تم سے براہ راست کوئی مقابلہ رہا ہے۔“

”اصل میں میں وہی بات پھر کہوں گا کہ میں اس کے مقابلے کی چیز ہی نہیں ہوں۔ جہاں تک کرائے کے دوستوں کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں ہر وہ عمل کرتے رہتے ہیں جو ضروری محسوس کرتے ہیں لیکن کبھی براہ راست مجھ جیسے آدمی سے ٹکراؤ نہیں ہوا۔ میں تو معمولی معمولی کام سرانجام دینے کے لیے مخصوص کیا گیا ہوں۔“

”اس کا مطلب ہے کہ جیشی شوگیال اس وقت یہاں بالکل محفوظ ہے۔“

”مکمل طور پر۔“

”تو پھر ٹھیک ہے اب بتاؤ کہ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟“

”کچھ کرنے کی ضرورت ہے ہی نہیں میری تو یہ رائے ہے کہ جیشی شوگیال کو میں

جس قدر جلد ہو سکے نکال کر ایسی جگہ محفوظ کر دیا جائے جہاں سے پیٹر میکس اسے نہ پاسکے کیونکہ پیٹر میکس ہی ایسا شخص تھا جو اسے کارسن شوگیال تک پہنچانے کی کوشش کرے گا اور بہر حال اس کے لیے میں کچھ وقت کے بعد تیاریوں کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے اگر تھوڑا سا آرام کر لوں تو پھر بہتر رہے گا۔ پھر آنکھوں میں ہلکی سی غودگی ہی آئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ٹیلی فون دوسرے کمرے میں تھا لیکن اس کی آواز یہاں تک سنائی دے رہی تھی۔ میرا ذہن جاگ گیا۔ یقینی طور پر ٹیلی فون مجھے ہی کیا گیا ہوگا اور کسی خاص سلسلے میں۔ چنانچہ میں پھرتی سے اٹھ کر ٹیلی فون والے کمرے میں پہنچ گیا۔ ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو دوسری طرف سے ربی میکس کی آواز سنائی دی۔

”مسٹر فارگون۔“

”کون؟“

”ربی میکس بول رہی ہوں۔“ ربی میکس کی آواز میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

”خیریت ربی میکس، کیا بات ہے؟“

”کوئی آس پاس تو موجود نہیں ہے۔“

”نہیں یہاں کون ہو سکتا ہے مگر کیوں۔“

”میں ایک اہم اطلاع دینا چاہتی ہوں۔ براہ کرم ہوشیاری سے سنو۔“

”ہاں بولو، کیا بات ہے؟“

”سنو..... اچانک ہی پیٹر میکس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ تم سے غداری پر آمادہ ہے مانی ڈیئر مسٹر فارگون۔“ ربی میکس مجھے جان بوجھ کر دانش منصور نہیں کہہ رہی تھی۔

”کیا.....؟“ میں حیرت سے اچھل پڑا۔

”ہاں وہ غداری پر آمادہ ہے اور..... اور وہ جیشی شوگیال کر لے کر یہاں سے نکل گیا ہے۔“

”ہے۔“

”سک..... کیا کہہ رہی ہو، کہاں نکل گیا ہے؟“

”چاہے نہیں، مجھے کچھ بتا کر نہیں گیا، بس یہ کہہ کر گیا ہے کہ جیشی شوگیال کے لیے یہ جگہ۔“

مخدوش ہو گئی ہے اس لیے وہ اسے دوسری جگہ منتقل کر رہا ہے۔“

”مگر مجھ سے غداری کی کیا بات.....“

مجھے کیا ضرورت تھی۔ ہاں اگر یہ معاملہ کسی ایسی غیر متعلق شخصیت کا ہوتا جس سے میرا کوئی واسطہ ہی نہ ہو تو دوسری بات تھی۔ میں پیٹر میکس کے راستے میں آنے کی کوشش نہ کرتا۔ حالانکہ یہ شخص تھوڑا سا مجھے غیر حقیقی معلوم ہوا تھا جبکہ اس کی نسبت ربی زیادہ مخلص اور جاں نثار عورت تھی لیکن پیٹر میکس بس ایک شو بوائے تھا۔ دولت کے حصول کا خواہش مند۔ اس نے اپنے پاس کی ہدایات کو نظر انداز کر دیا تھا اور مجھے یہ اندازہ ہونے لگا تھا کہ وہ کسی بھی طرح کرائے کے دوستوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا جبکہ بہر حال اسے یہاں مفادات ضرور حاصل ہوں گے اور مسٹر ٹوری بلاٹکا نے اسے یہاں بلا وجہ ہی مخصوص نہ کیا ہوگا لیکن اس کا ٹائپ کچھ غلط ہی تھا اور ایسے غلط آدمی کو میں کوئی نقصان پہنچا دوں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ ٹوری بلاٹکا بھی اس سلسلے میں میری مخالفت نہیں کریں گے چونکہ میرا تو اصل مقصد ہی یہی تھا وہ صرف تھوڑی سی رقم کے لیے یہ کوشش کر رہا تھا اور میرا معاملہ بالکل مختلف تھا۔ میری ضرورت رخسار تھی۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ اگر کوئی بدلی ہوئی شکل جیسا کہ اس وقت مجھے مسٹر فارگون کی حیثیت سے حاصل ہو گئی تھی مجھے ایرش واش تک پہنچا سکتی تھی۔ یہ میرے لیے خوش قسمتی کی بات ہوگی۔ میں کوشش کروں گا کہ کسی بھی طرح مسٹر شوگیال سے رابطہ قائم کروں لیکن اس سے پہلے میں پیٹر میکس کی بات سے اتفاق کرتا تھا یعنی یہ کہ تھوڑی سی خاموشی اختیار کر کے دیکھا جائے کہ بڑے بڑے اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہاں کی سیکورٹی بھی اس کے لیے کام کرے گی۔ ان سب کو ذرا تھک جانے دیا جائے تب مسٹر شوگیال سے رابطہ قائم کر کے اپنی خدمات پیش کی جائیں۔ اگر شوگیال سے رابطہ قائم ہو جائے تو اس بات کا امکان ہے کہ ایرش واش تک رسائی حاصل ہو سکے اور وہ بھی ایک ایسے انداز میں جس سے مجھے ایرش واش کے قریب رہنے کا موقع ملے اور اگر میں ایرش واش کے قریب اس حیثیت سے رہنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر رخسار تک پہنچنا بھی اتنا زیادہ مشکل نہ رہے گا لیکن اس کے لیے پیٹر میکس کو بہر حال کراس کرنا پڑے گا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ میں پیٹر میکس کو ہی راستے سے ہٹا دیتا کیونکہ اس وقت مجھے پر جنون سوار تھا وہ ہر قسم کے احتیاطی اقدامات سے مجھے باز رکھنے کی کوشش کرتا تھا لیکن بہر حال پیٹر سے زیادہ مجھے ربی میکس کا خیال تھا جو اس شخص کو دیوانہ وار چاہتی تھی لیکن بہر حال میں نے اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر لیا اب اس کے لیے ضروری تھا کہ جیشی شوگیال کو پیٹر میکس کی دسترس سے

”اس سے پہلے اس نے ٹیلی فون کیا تھا جو اتفاق سے میں نے سن لیا۔“

”ٹیلی فون؟“

”ہاں۔“

”کسے؟“

”میرا خیال ہے یا تو مسٹر کارن شوگیال کو یا ڈاکٹر ڈیڈ کو۔“

”اوہ۔“ میں نے آہستہ سے کہا۔ ”کیا کہہ رہا تھا وہ؟“

”اس نے غالباً یہ بات بتادی ہے کہ آپ نے جیشی شوگیال کو اغوا کیا ہے۔“

”اوہ میرے خدا، تو کیا اس نے، کیا اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ میں کون ہوں؟“

”نہیں یہ نہیں بتایا۔“

”پورے اعتماد سے کہہ رہی ہو؟“

”ہاں۔“

”مگر کیا اس نے اس جگہ کا پتا بھی دے دیا ہے۔“

”یہی تو سب سے خطرناک بات ہے۔ افسوس میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکی،

لیکن..... لیکن براہ کرم اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرو۔ جس قدر جلد ہو یہاں سے نکل

جاؤ، کوئی بھی جگہ اپنا لینا بلکہ اگر موقع مل جائے تو میری پاس آ جانا۔ احتیاط کے ساتھ چھپ

کر۔ میں تمہیں یہاں آسانی سے پناہ دے سکوں گی۔ وہ غدار ہے لیکن میں انسان ہوں،

انسانیت کے نام پر میں تمہارے ساتھ کوئی دھوکا نہیں کرنا چاہتی۔“

”بہت بہت شکریہ رینی، میرا خیال ہے اب فون بند کر دو باقی باتیں موقع ملتے ہی تم

سے بالمشافہ ہوں گی۔“

”اوکے۔“ رینی کی آواز سنائی دی اور میں نے فون کا ریسیور رکھ دیا۔ تاخیر کرنا

مناسب نہیں تھا۔ اگر میرے دشمنوں کو میرے بارے میں معلومات حاصل ہو گئی ہیں تو آنے

والا وقت میرے لیے کافی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اب اس وقت یہ سوچنا بالکل بے کار تھا کہ

پیڑ میکس نے کیا کیا، اور کیوں کیا۔ ویسے مجھے اس بد فطرت انسان کے بارے میں جوشہ تھا

اب اس کی تصدیق ہو گئی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور میں نے سوچا کہ یہاں سے فوری طور

پر نکل کر کوئی بھی جگہ اپنا لی جائے لیکن شاید دیر ہو چکی تھی۔ بیڈروم سے نکل کر میں بڑے

ہال نما کمرے میں آیا تھا کہ ہال نما کمرے کے دروازے پر آہٹ ہوئی اس سے پہلے کہ میں

کوئی عمل کرتا اچانک ہی ایک شخص اندر داخل ہوا تھا۔ اس کے جسم پر اعلیٰ درجے کا سوٹ تھا۔ سر

پر فلیٹ ہیٹ اور آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ۔ ایک نظر دیکھ کر ہی مجھے فوراً انداز ہو گیا کہ وہ

روسٹن پارکر یا پھر ڈاکٹر ڈیڈ ہے۔ ڈاکٹر ڈیڈ کا خود اس طرح یہاں چلے آنا اس بات کی علامت

تھا کہ صورتحال بہت مختلف ہو گئی ہے۔ اگر رینی میکس مجھے اصل بات نہ بتا چکی ہوتی تو میں اس

وقت حیرت سے گنگ رہ جاتا اور شاید میرا طریقہ کار مختلف ہو جاتا لیکن میں نے اپنے آپ کو

تیار کر لیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ اکیلا نہیں ہوگا اور ایسا ہی تھا۔ وہ آگے بڑھا تو اس کے پیچھے

پیچھے چند افراد بھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ سب اس کے غنڈے تھے۔ ڈاکٹر ڈیڈ نے سرد انداز

میں مجھے دیکھا اور پھر اپنا کالا چشمہ اتار کر جیب میں رکھ لیا۔

”مسٹر فارگون“

”مسٹر روسٹن پارکر۔“ میں نے فوراً ہی اپنی معلومات کی بناء پر اسے اس کے اصل نام

سے مخاطب کیا۔

”لیکن میرا ایک دوسرا نام بھی ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔“

”یعنی ڈاکٹر ڈیڈ۔“

”جی، مسٹر روسٹن پارکر لیکن آپ اس طرح یہاں تشریف لائے ہیں پہلی بات تو یہ

کہ یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کیونکہ آپ کی شخصیت کوئی عام شخصیت نہیں ہے لیکن

آپ کے ہاتھ میں جو پستول ہے اسے دیکھ کر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔“

”دیکھو صبح شام میرا واسطہ ایسے لوگوں سے پڑتا رہتا ہے جو ذہانت میں، کارکردگی میں

اپنا ایک ریکارڈ رکھتے ہیں۔ ایک ایسا ریکارڈ جو حیثیت کا حامل ہے جبکہ مسٹر فارگون تم نے اپنی

زندگی میں ایسا کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا کہ میں تمہیں اپنے گروپ میں شامل ہونے کی

پیشکش کرتا۔“

”میں کیا کہہ سکتا ہوں ڈاکٹر ڈیڈ، بہر حال یہ آپ کا اپنا انتخاب ہے لیکن آپ کا اس

وقت اس طرح آنا مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کے دل میں میرے لیے کوئی غلط فہمی پیدا

ہو گئی ہے۔“

یہی جملے کہے تھے کہ ڈاکٹر ڈیڈ کا نمائندہ میرے پاس پہنچ گیا۔ اس نے تلاشی لینے کے ارادے سے میرے بدن کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن دوسرے لمحے اس کی کلائی میرے پیچھے میں آگئی۔ میں نے اسے پوری قوت سے مروڑا اور وہ تکلیف سے دوہرا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اس کی گردن پر ایک بھر پور ضرب لگائی اور اس کی کلائی چھوڑ دی۔ وہ شخص میرے قدموں میں گر پڑا تھا اور اس کے ہوش و حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے کیوں کہ بھر پور ضرب تھی۔ ان سب کے حلق سے آواز نکل گئی تو میں نے روسٹن پارکر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”مائی ڈیئر مسٹر روسٹن پارکر! آپ نے شاید بہت غلط کیا جو مجھے اپنے گروپ میں شامل ہونے کی دعوت نہیں دی لیکن ایک بات کی تصحیح میں بھی کردوں۔ اگر آپ مجھے اپنے گروپ میں شامل ہونے کی دعوت دیتے تو میں اسے ٹھکرا دیتا کیونکہ میں آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا اور جہاں تک معاملہ آپ کے ان چوہوں کا ہے تو یہی ہیں آپ کے لڑاکے۔“ میں نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا جو زمین پر دونوں ہاتھ نکا کر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور آنکھیں بند کر کے اپنی گردن جھٹک رہا تھا۔ جیسے اپنے آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہو۔ روسٹن پارکر نے خونخوار نگاہوں سے مجھے گھورا اور پھر سرد لہجے میں بولا۔

”حالانکہ میں تم سے حیشی شوگیال کو حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن جو الفاظ تم نے اپنے منہ سے ادا کیے ہیں اس کے بعد میرے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ پہلے میں تمہیں تمہاری اوقات بتا دوں، یہ بتا دوں تمہیں کہ روسٹن پارکر سے گفتگو کرتے ہوئے کون کون سے آداب کا خیال رکھنا چاہیے، سمجھ رہے ہو نا تم؟“ اس کے ساتھ اس نے دو آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں طاقتور آدمی میرے نزدیک آگئے ان میں سے ایک نے میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ میں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور وہ یہ سمجھے کہ میں ہاتھوں سے کوئی حرکت کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی توجہ میرے ہاتھوں کی طرف ہوئی کہ میری زوردار لات اس کی پنڈلی پر پڑی اور دوسرے کی دونوں کلائیوں پکڑ کر میں نے پھسبا دیں اس کے ساتھ ہی میں نے اس شخص کے بغلی ہولسٹر سے پستول نکالا اور اس کا رخ روسٹن پارکر کی جانب کر دیا۔ روسٹن پارکر کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ حالانکہ اس کے ہاتھ میں پستول موجود تھا لیکن وہ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا تھا کیونکہ اس کا ایک آدمی میری زد میں تھا جس کی پنڈلی پر ٹھوکر پڑی تھی وہ زمین پر بیٹھ گیا تھا اور میں اس کا نشانہ لیے ہوئے تھا۔ روسٹن پارکر پچھلی پچھلی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا

”چرب زبانی سے کام لینے کی بجائے صرف وہ کرد جو میں کہہ رہا ہوں۔ زندگی بہت قیمتی چیز ہوتی ہے اور اسے کھودینا نہایت آسان۔ صرف ذرا سی لغزش چاہیے۔“

”براہ کرم اس انداز میں گفتگو کرنے کی بجائے مجھے اپنے نیاز مندوں میں تصور کرتے ہوئے صرف یہ حکم دیں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔“

”حیشی شوگیال کہاں ہے، کیا اسی عمارت میں ہے؟“

”پلیز، وہ کہئے جو میری سمجھ میں آجائے۔ حیشی شوگیال سے میں لاعلم نہیں ہوں۔ آج ہی کے اخبارات میں رات کے واقعے کے بارے میں پڑھا ہے لیکن براہ کرم مجھے صرف اتنا بتا دیجئے کہ کیا اس سلسلے میں کوئی شبہ آپ مجھ پر کر رہے ہیں۔“

”ہونہہ گویا وہ نہیں کرنا چاہ رہے تم جو میں کرنا چاہ رہا ہوں۔“

”اگر بات میری سمجھ میں آجائے تو میں وہی کردوں گا جو آپ کرنا چاہ رہے ہیں۔“

میں نے جواب دیا۔

”حیشی شوگیال کہاں ہے، اسی عمارت میں ہے؟“

”نہیں۔“

”پھر کہاں ہے وہ؟“

”جہنم میں۔“ میں نے کرخت لہجے میں کہا اور وہ سب چونک کر مجھے دیکھنے لگے۔

”خوب۔“ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں آپ سے جس انداز میں گفتگو کر رہا ہوں آپ اس کا نوٹس ہی نہیں لے رہے تو اس کے علاوہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے چلو اس کی تلاشی لو۔“ اور روسٹن پارکر نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور ان میں سے ایک قوی بیکل آدمی میرے نزدیک آگیا۔ میں نے ایک لمحے میں فیصلہ کر لیا تھا۔ بہر حال فارگون بھی کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جس کا کوئی نام ہی نہ ہوتا۔ میں بھی اس وقت ایک مقامی غنڈہ تھا اور مجھے روسٹن کے سامنے چومنا نہیں بن جانا تھا ورنہ صورتحال دوسری ہو جاتی۔ میں نے پھر کہا۔

”مسٹر روسٹن پارکر! اپنے اس آدمی کو اتنی زحمت نہ دیں کیونکہ بہر حال آپ نے میرے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ میں اتنا چومنا نہیں ہوں۔“ ابھی میں نے

اغوا کیا ہے۔“

”مسٹر روسٹن پارکر۔“

”نہیں میری جان ایسا مت کرو جو میں کہہ رہا ہوں اس پر غور کرنے کی کوشش کرو تم صرف مجھے یہ بتاؤ کہ اسے اغوا کرنے کا مقصد کیا ہے کیونکہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تمہیں نہ مسٹر شوگیال سے کوئی پر خاش ہو سکتی ہے نہ جیشی شوگیال سے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں پچیس لاکھ ڈالر ادا کر سکتا ہوں نقد اور ایڈوانس لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیشی شوگیال کب اور کیسے میرے پاس پہنچا دی جائے گی، خاموشی کے ساتھ؟“

”یہ تمہاری حماقت ہے اس سلسلے میں کوئی معلومات نہیں رکھتا اور نہ ہی میں اس بارے میں کچھ جانتا ہوں اگر کہیں سے یہ غلط اطلاع تم تک پہنچی ہے تو پھر اس خیال کو دل سے نکال دو یہ بالکل احتمالی خیال ہے میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا اور میں اس کے بارے میں بالکل نہیں جانتا۔“ وہ غور کرنے لگا تو میں نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

”صرف اتنا ہی بتا دو کہ وہ کون احمق ہے جس نے تمہیں یہ اطلاع فراہم کر کے مجھ سے دشمنی کا سلوک کیا ہے ویسے یہ حقیقت ہے مسٹر پارکر کہ میں ہمیشہ تمہارا احترام کرتا ہوں اور کبھی میں نے تمہارے بارے میں اس طرح نہیں سوچا کہ زندگی میں ایک بار پھر میرا اور تمہارا ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ میں نے ہمیشہ تمہارا احترام کیا ہے اور جس نے تمہیں یہ بتایا ہے اس نے بہت برا کیا ہے اور میں کم از کم اسے نہیں چھوڑوں گا۔“ اور روسٹن پارکر میری صورت دیکھنے لگا چند لمحات غور کرتا رہا اور پھر بولا۔

”گویا تم کہنا چاہتے ہو کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔“

”ہاں میں یہی کہنا چاہتا ہوں اگر اسے تم تسلیم کرو تو؟“ وہ اس بات پر غور کرتا رہا پھر

تھوڑی دیر بعد بولا۔

”تب پھر تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔“

”کہاں؟“

”میری تحویل میں اس وقت تک تمہیں میرے قبضے میں رہنا پڑے گا جب تک کہ

جیشی شوگیال برا مد نہ ہو جائے۔“

”اگر تم یہ الفاظ کہہ رہے ہو روسٹن پارکر تو یہ سمجھ لو کہ اس میں سے کم از کم تمہارے

پھر اچانک ہی اس نے پینٹر ابدلا اور اپنا پستول جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔

”ٹھیک ہے شاید تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ساری زندگی میں ان لوگوں کے

ہاتھوں بے وقوف بننا رہا ہوں جن میں تھوڑی سی بھی دلیری میں نے پائی ہے اور تم نے اس وقت مجھے دوسرے انداز میں زیر کر لیا ہے چلو بیٹھو اب میرے اور تمہارے درمیان دوسری قسم کی گفتگو ہوگی۔ ویسے مجھے تمہاری کارکردگی بے حد پسند آئی ہے۔ میں نے گرفت میں لیے ہوئے شخص کو زور سے دھکا دیا اور وہ زمین پر ٹانگ پکڑے بیٹھے شخص پر جا پڑا۔ دونوں کے حلق سے اونچی آوازیں نکلیں اور وہ ڈھیر ہو گئے لیکن کسی نے ان پر توجہ نہیں دی تھی جبکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ روسٹن کے غنڈے اب مجھ سے مرعوب نظر آنے لگے ہیں۔ میں نے بھی پستول جیب میں ڈال لیا اور روسٹن سے بولا۔“

”بہر حال تمہاری خواہش تھی میں نے تم سے پہلے بھی یہ الفاظ کہے تھے کہ ہر ایک کو ہر ایک ہی حساب میں تولنا مناسب نہیں ہوتا اور یقینی طور پر وہ سب غیر مناسب سا کر رہے تھے۔“

”کہانیاں نہیں کہانیاں نہیں، میں بہت زیادہ ٹھنڈے دماغ کا آدمی نہیں ہوں بس وہ بات کرو جو ممکن ہو سکے۔“

”پھر وہی، میں جانا چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“ میں نے کہا۔

”تم بے وقوف نہیں ہو اور نہ ہی مجھے بے وقوف سمجھتے ہو گے۔ اخبار کی خبر تم نے پڑھی ہے اور میں نے بھی اور تم اس بات کا اعتراف کر چکے ہو مجھے بتاؤ جیشی شوگیال کہاں ہے؟“

”آپ کا مقصد میں بالکل سمجھ چکا ہوں۔ غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں مسٹر روسٹن

پارکر کہ جیشی شوگیال میرے قبضے میں ہے۔“

”ہاں یہی کہنا چاہتا ہوں میں۔“

”اس کی کوئی وجہ۔“

”سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس وقت تم موسیٹو میں موجود تھے جب معزز مہمان

میری دعوت پر موسیٹو پہنچے تھے۔“

”کیا صرف میں وہاں موجود تھا۔“ میں نے سوال کیا۔

”اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں بلا وجہ ہی تمہارے پاس آ گیا ہوں تو یہ بھی تمہاری حماقت

ہے ہاں تم یہ سمجھ لو کہ مجھے بھرپور طریقے سے اس بات کی اطلاع ملی ہے کہ جیشی شوگیال کو تم نے

لڑکی کے ذریعے تم جو بھی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو اس فائدے کو استعمال کرنے کے لیے زندہ نہ بچو گے۔“

”میں اس بات کو دل سے تسلیم کر چکا ہوں نہ صرف تسلیم کر چکا ہوں بلکہ خود اس کی پیشکش کر چکا ہوں۔“ میں نے کہا اور روسٹن پارک نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا وہ سب وہاں سے واپسی کے لیے پلٹ گئے تھے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اس عمارت سے باہر نکل گئے میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی میں نے دل ہی دل میں کہا کہ پیٹر میکس تو نے ہر لحاظ سے اپنے آپ کو زندہ درگور کر لیا۔ افسوس میں رینی میکس کے لیے بھی اب تجھے نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ تیری حرکت ناقابل معافی ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ تو طے ہو گیا تھا مسٹر روسٹن پارک میرے ہاتھوں بے وقوف بن کر چلے گئے تھے اب مجھے آگے کی صورت حال کا جائزہ لینا تھا۔ کم از کم اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ فی الحال میں تنہا رہ گیا ہوں حالانکہ میرے پاس کرائے کے دوستوں کے کچھ اور پتے بھی موجود تھے لیکن دل نہیں چاہ رہا تھا کہ دوسروں پر انحصار کروں طبیعت پر ایک بار پھر ایک بیزاری کی کیفیت سوار ہو گئی تھی اب بہت سے مسئلے قابل غور تھے حیثی شوگیال فی الحال ہاتھ سے نکل چکی تھی اور فارگون کی شخصیت بھی خطرے میں پڑ گئی تھی کیونکہ اس بات کے مکمل امکانات تھے کہ پیٹر میکس کو اگر اس بات کا علم ہو گیا تو مسٹر ڈاکٹر ڈیڈ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور میں انہیں ٹریپ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو وہ بالکل ہی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ہالا ہی بالا حیثی کے سلسلے میں کوئی عمل بھی کر ڈالے ایسی صورت میں مجھے نقصان ہو سکتا ہے اور ایرش واش تک پہنچنے کا یہ ذریعہ بھی ختم ہو سکتا ہے جبکہ عارضی طور پر میں اگر تھوڑی سی ہمت اور محنت کر ڈالوں تو ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر ڈیڈ ہی کے ذریعے ایرش واش تک پہنچنے میں کامیابی حاصل ہو جائے ویسے میرا ذہن بڑی برق رفتاری سے کام کر رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر ڈاکٹر ڈیڈ کو اس سلسلے میں ناکامی ہوئی ہے تو اب اس کی شخصیت بھی خطرے میں پڑ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ ایرش واش سے اس کا براہ راست ٹکراؤ ہو جائے چنانچہ ڈاکٹر ڈیڈ انتہائی کوشش کرے گا کہ اپنی پوزیشن کو بحال رکھے اور ایسی شکل میں اگر حیثی شوگیال میرے ذریعے اس تک ہی پہنچ جائے تو شاید میری اپنی کوئی حیثیت بن جائے۔ معاملہ بہت گہری سوچ کا تھا اور میں اس سلسلے میں اب کوئی کچا قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ ایک لمحے کے لیے دل میں خیال آیا تھا کہ فارگون کا میک اپ ختم کر دوں کیونکہ بہر حال

چار افراد کو ہلاک کر کے میں یہاں سے نکل جاؤں گا یہ میری توہین ہے اور اس کے بعد شاید میں اس وقت تک تمہاری دشمنی پر آمادہ رہوں جب تک کہ تم ختم ہو جاؤ یا میں، میں یہ نہیں کہتا کہ میں تم پر قابو پاؤں گا لیکن بہر حال تمہیں نقصان بہت زیادہ پہنچا سکتا ہوں اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو اپنے آدمیوں سے کہو کہ مجھے گرفتار کر کے لے چلیں یا پھر مجھ سے تعاون کرو۔“

”تعاون۔“

”ہاں تم مجھے پچیس لاکھ ڈالر کی پیشکش کر چکے ہو میں پچیس لاکھ ڈالر کی بات نہیں کرتا لیکن اگر تم مجھے صرف دس لاکھ ڈالر ادا کرو تو یہ سمجھ لو کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر حیثی شوگیال کے بارے میں معلومات حاصل کر کے تمہیں اطلاع دوں گا۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ پہلی بار میں تمہارے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا تم اس بات پر پورا پورا یقین رکھو کہ وہ میری تحویل میں نہیں ہے اب تم اس عمارت کی تلاشی بھی لے سکتے ہو اور میں تمہیں پیشکش کرتا ہوں کہ اگر تمہیں اس بات کا علم ہو جائے کہ حیثی شوگیال واقعی میرے پاس ہے تو پھر تمہیں اس کا اختیار حاصل ہو گا کہ جہاں بھی چاہو فارک کر کے مجھے ہلاک کر دو۔“ میرے ان الفاظ پر روسٹن پارک کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور پھر ان کی طرف سے گردن ہٹالی جیسے غلطی سے ان کی جانب دیکھ لیا ہو کچھ لمحے سوچتا رہا اسکے بعد بولا۔

”کیا تم اس بات کا وعدہ کرتے ہو کہ جو کچھ کہہ رہے ہو اس پر عمل کرو گے۔“

”مسٹر روسٹن پارک مجھے اسی شہر میں اسی ملک میں رہنا ہے اور بہر حال روسٹن پارک کے بارے میں اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ بے اختیار آدمی نہیں ہے اور میں کسی بھی طور اس سے جھگڑا مول لینے کی کوشش نہیں کروں گا یہاں تک جو بات پہنچی اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور اس کے لیے میں بہر حال معافی بھی مانگتا ہوں۔“ روسٹن پارک نے گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔

”ٹھیک ہے لیکن ایک بات کا یقین کر لینا میں جنوبی آدمی ہوں اس وقت میں تمہاری بات پر بھروسہ کر کے یہاں سے جا رہا ہوں لیکن اگر مجھے اس بات کا علم ہو گیا تو تم یہ سمجھ لو اس

رینی میکس نے دروازہ کھولا تھا۔ اس کے حلق سے ایک آواز نکل گئی اور پھر وہ پھرتی سے پیچھے ہٹ گئی اور جلدی سے بولی۔

”آئیے دانش منصور۔“ میں اندر داخل ہو گیا اور میں نے کہا۔

”اگر مجھے فارگون کہو تو زیادہ مناسب نہیں رہے گا۔“

”سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہوں اور کیا نہ کہوں۔“

”پیٹر ہے؟“

”نہیں وہ بد بخت واپس نہیں آیا لیکن ایک بات بتاؤ۔“

”کیا کوئی تم تک پہنچا؟“

”کون؟“

”ڈاکٹر ڈیڈ۔“

”ہاں ملاقات ہو گئی۔“

”اوہ میرے خدا تو کیا ان لوگوں نے تمہیں میرا مطلب ہے انہوں نے تمہیں چھوڑ

”ہاں۔“

”کیسے؟“

”میں نے پیٹر میکس کی چال کا کام بنادی۔“

”اوہ تھینکس گاڈ، تھینکس گاڈ۔“ رینی نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر چونک کر بولی۔

”لیکن کیا یہ آسان ہوا؟“

”نہیں آسان نہیں تھا تم مسٹر روٹن پارکر کو جانتی ہو تو تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ

آسان کام نہیں تھا۔“

”آؤ بیٹھو آؤ تم یہاں آئے میں اس کے لیے تمہاری شکر گزار ہوں کچھ کھلاؤں

تمہیں؟“

”نہیں پلیز لیکن میں خود تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے بروقت صورت حال سے

آگاہ کر دیا، ویسے پیٹر میکس سے مجھے اس بات کی امید نہیں تھی۔“ رینی کے ہونٹ نفرت آمیز

انداز میں سکڑ گئے۔ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔

پیٹر میکس کو اس بات کا علم تھا کہ میں فارگون نہیں ہوں اس کی اپنی پوزیشن بھی کافی مضبوط تھی اور اگر وہ میری دشمنی پر اتر آئے تو درحقیقت مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہ بات مدنگاہ رکھنی تھی چنانچہ اس میک اپ کو میں نے قائم رہنے دیا کیونکہ اسی کے ذریعے پیٹر میکس میرے قبضے میں آ سکتا تھا اور مجھے کامیابی حاصل ہو سکتی تھی دل میں یہ فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے اب رینی میکس کو پکڑنا چاہیے کیونکہ وہی جیشی تک جانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ البتہ یہ خیال بھی دل میں تھا کہ ڈاکٹر ڈیڈ نے صرف میری باتوں پر ایمان لا کر مجھے نظر انداز نہ کر دیا ہوگا بلکہ اس نے مجھے نگاہوں میں رکھنے کے لیے معقول انتظامات بھی کیے ہوں گے چنانچہ اس کے لیے ضروری تھا کہ میں اگر اس عمارت سے باہر نکلوں تو ڈاکٹر ڈیڈ کے آدمیوں کی نگاہوں میں نہ آ سکوں اور پھر اس کے بعد ظاہر ہے وہی سب کچھ کرنا تھا جو ایسے موقعوں پر کیا جاسکتا ہے یعنی عمارت کے عقبی حصے سے دوسری طرف پہنچا اور ایک دلچسپ صورت حال اختیار کرنا پڑی لیکن بہر حال ادھر ذرا اطمینان بخش صورت حال تھی چنانچہ میں برق رفتاری سے پیدل دوڑتا ہوا دور نکل آیا ساری تھکن وکن کا فور ہو چکی تھی وقت نے تھوڑی سی تبدیلی پیدا کی تھی اور یہ تبدیلی میرے لیے مجبوری بن گئی تھی کافی دور پیدل چلنا پڑا اور اس کے بعد ایک ٹیکسی کر کے رینی میکس کے فلیٹ کی جانب چل پڑا حالانکہ اب وہ میرے لیے دشمن کی کچھار تھا لیکن یہ جگہ فی الحال میرے لیے محفوظ تھی اور دشمنوں کے اس گھر میں میری ایک دوست بھی تھی جس نے میری بے لوث مدد کی تھی ٹیکسی میں بیٹھ کر میں رینی میکس کے بارے میں سوچتا رہا دل تو یہ چاہتا تھا کہ رینی میکس کو اس بارے میں بتا دوں کہ پیٹر میکس اس سے شاید کبھی شادی نہ کرے وہ اسے صرف ایک کھلونا سمجھ کر کھیلتا ہے لیکن اس سے بہت سی الجھنیں پیدا ہو جاتی تھیں میں اس وقت اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ کسی کی ذمہ داری سنبھال سکوں۔ رینی میکس اگر تنہا رہے بھی گئی تو اس بیچاری کا کیا ہوگا انسان اپنی مشکلوں سے خود ہی نمٹتا ہے چنانچہ یہ سوچ کر ہمیشہ ہی خاموش ہو جایا کرتا تھا۔ آخر کار ٹیکسی اس علاقے میں پہنچ گئی یہ جائزہ بھی لینا تھا کہ پیٹر میکس کہیں اس فلیٹ میں موجود تو نہیں ہے لیکن بہر حال اگر وہ ہے بھی تو اس وقت میری کیفیت بالکل مختلف تھی۔ پستول بھی میرے پاس موجود تھا یہ کوشش کروں گا کہ پیٹر میکس کو اس بات کا اندازہ نہ ہونے پائے کہ میں ڈاکٹر ڈیڈ سے نمٹ چکا ہوں اور نہ ہی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کروں گا کہ مجھے تفصیلات کا علم ہے اسے لاعلمی میں رکھ کر فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔ بیل بجائی تو

”وجہ بتانا پسند کرو گے؟“

”ہاں۔“

”بے حد شکریہ اس اعتماد کے لیے میں شکر گزار ہوں۔“ رینی نے کہا۔

”رینی بہت پرانی بات ہے کہ میں نے زندگی میں ایک ہی شخصیت سے محبت کی تھی اور رخسار ہے اس کا نام، میں اس کے ساتھ لندن میں ایک پرسکون زندگی گزار رہا تھا کہ ایک شخص زخمی حالت میں مجھ تک پہنچا اور میں نے اس کی مدد کی۔ ایرش واش نامی ایک آدمی اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ میں نے صرف اس کی بے لوث مدد کی تھی اور میرے ذہن میں کوئی خاص تصور کوئی بہت ہی اہم بات نہیں تھی لیکن بہر حال ایرش واش میرے پیچھے پڑ گیا اور اس شخص کی مدد کرنے کے جرم میں اس نے میری بیوی کو اغواء کیا اور اسے لے کر یہاں پہنچ گیا ہے مسٹر ٹوری بلائیکا سے میری اتفاقیہ ملاقات ہوئی بہت بڑی جائداد کا مالک تھا۔ مسٹر ٹوری بلائیکا نے میری مدد کرنے کے لیے مجھ سے جو بھی طلب کیا میں نے انہیں دے دیا اور انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ ایرش واش یہاں تک آ گیا ہے میں اس کے پیچھے پیچھے یہاں تک آیا ہوں اور جہاں تک صورت حال میرے علم میں ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر کارسن شوگیال ایرش واش کے گھرے دوستوں میں سے ہیں اور اگر کسی طرح میں جیشی شوگیال کو ان تک پہنچا دوں تو میری رسائی ایرش واش تک ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے رخسار مجھے واپس مل جائے۔ رینی! میں نے زندگی میں صرف ایک بار محبت کی ہے اور وہ بدنصیب لڑکی میری محبت کے ہاتھوں ہمیشہ عذاب میں گرفتار ہوتی رہی ہے۔ میں سب کچھ لٹانے کو تیار ہوں اس کے لیے یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو زندگی بھی جیشی شوگیال کے وزن کے برابر میں پیٹر میکس کو دولت دے سکتا ہوں۔ وہ مجھ سے طلب تو کرتا اس نے غلط کیا ہے میں موت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن دوستی کی موت میرے لیے بہت اذیت ناک ہے اور رینی میں نہیں جانتا کہ اگر پیٹر میکس میرے ہاتھ لگ جائے تو میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ بہر حال تمہیں اختیار حاصل ہے میں جیشی شوگیال کو حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے مجھے رخسار حاصل ہو جائے اور جیشی شوگیال کو مجرمانہ طریقے سے پیٹر میکس لے گیا ہے اگر تم اس کی تلاش میں میری مدد کرنا چاہو تو کر سکتی ہو رینی، لیکن اگر تم اس کی مخالفت میں کوئی قدم نہ اٹھانا چاہو تو ایک اچھے دوست کی حیثیت سے میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا میرا وعدہ ہے ہاں اگر پیٹر میکس کو میں تنہا ہی تلاش

”اگر میں تم سے کچھ کہوں تو نہ جانے تم میرے بارے میں کیا سوچو، لیکن حقیقت یہی ہے کہ انسان زندگی میں کبھی نہ کبھی اس طرح دھوکا کھا جاتا ہے جس پر ساری زندگی اسے کف افسوس ملنا پڑتا ہے تمہارا مسئلہ تو بہت عارضی ہے مجھے دیکھو میں نے کیا کیا ہے میں نے کس طرح اپنی زندگی تباہ کر لی اس کے لئے پیٹر میکس مسٹر دانش منصور بہت برا انسان ہے وہ۔“

”لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسٹر ٹوری بلائیکا کو یہ بات معلوم ہو کہ پیٹر میکس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔“

”مسٹر ٹوری بلائیکا اس کے اتنے ٹکڑے کریں گے کہ اسے خود بھی اندازہ نہ ہو سکے کہ اس کے جسم کے اتنے ٹکڑے ہو سکتے ہیں بہت معقول معاوضہ ادا کرتے ہیں وہ اپنے کارکنوں اور خصوصی طور پر یہ ہدایت ہے کہ جس کا جب دل چاہے دوستوں کے گروپ سے نکل جائے لیکن غداری کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں ہوگی اور بہت سے غداروں کو یہ سزا مل چکی ہے اور اس کے بارے میں پیٹر میکس بھی جانتا ہے لیکن اس نے اپنی دانست میں تم پر بھرپور وار کر ڈالا تھا اور یہ وار صرف اس لیے تھا کہ تم کسی طرح اس کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکو اور وہ جیشی شوگیال کے ذریعے بہت بڑی دولت حاصل کر سکے اس کی نگاہ میں دولت دنیا کی سب سے قیمتی چیز ہے اور اب مجھے بھرپور طریقے سے یہ احساس بھی ہو چکا ہے کہ اسے مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ صرف ایک وقت گزاری کا ذریعہ ہوں میں اور کچھ نہیں۔“

”ہوں، بہر حال برا کیا اس نے اب مجھے بتاؤ رینی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟“

”پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم روسٹن کے چکر سے کیسے باہر نکلے۔“

”مسٹر روسٹن خود مجھ تک پہنچے تھے لیکن میں نے انہیں یہ یقین دلایا کہ جیشی شوگیال میری تحویل میں نہیں ہے کیا کر سکتے تھے زیادہ سے زیادہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کرتے لیکن یہ آسان نہ تھا ان کے لیے خیر رینی یہ مسئلہ تو اپنی جگہ رہا اب تم یہ بتاؤ کہ جیشی شوگیال کو واپس کیسے حاصل کرنا چاہیے۔“

”اگر اس سے پہلے تم میرے ایک سوال کا جواب دینا پسند کرو تو میں پوچھوں۔“

”ہاں ضرور۔“

”اگر ہم جیشی شوگیال پر لعنت بھیج دیتے ہیں تو.....“

”نہیں رینی اب تو میں یہ نہیں کر سکتا۔“

ہی میں اپنے آپ کو کسی کی تحویل میں دینے کا روادار تھا۔ رینی ہر چند کہ تعاون کر رہی تھی لیکن پھر بھی صورت حال سے واقفیت بہت ضروری تھی۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ کار شہر سے باہر جانے والے راستے پر نکل آئی ہے۔ رینی کی شکل بھی اب عقب نما آئینے میں نظر آ رہی تھی۔ اس کی نگاہیں سامنے سڑک پر جمی ہوئی تھیں لیکن چہرے کے نقوش بتاتے تھے کہ وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ دو چار بار میں نے عقب کا جائزہ بھی لیا تھا کہ کہیں تعاقب وغیرہ کرنے کی کوشش تو نہیں کی جا رہی لیکن ایسا کوئی عمل نظر نہیں آیا تھا۔ پھر کار شاید کسی نواحی آبادی پر جانے والی سڑک پر مڑی تھی کیونکہ چوڑی سڑک سامنے چلی گئی تھی اور اب ایک ذیلی سڑک نظر آ رہی تھی۔ قرب وجوار میں چھوٹی چھوٹی عمارتیں بھی تھیں جن کا جائے وقوع سمجھ میں نہیں آ رہا تھا لیکن بہر حال رینی جانتی تھی کہ اسے کس راستے پر جانا ہے یہ تمام راستہ خاموشی سے ہی طے ہوا تھا میں نے محسوس کر لیا تھا کہ رینی کے چہرے پر بھی ایک سنگین خاموشی طاری ہے اور وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے پھر چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آنے لگے ان کے سامنے خوشنما باغیچے لگے ہوئے تھے ایک مخصوص طرز زندگی یہاں نظر آ رہی تھی لیکن صحیح معنوں میں یہ اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ وہ کون سی جگہ ہے البتہ رینی نے کار جس جگہ روکی تھی وہ کوئی فارم ہاؤس نظر آتا تھا بڑے سے لکڑی کے گیٹ کے بعد ایک چوڑی روش سامنے والی عمارت تک چلی گئی تھی دونوں طرف سبزیاں لگی ہوئی تھیں اور یہاں ایک دو آدمی کام کرتے نظر آ رہے تھے۔ رینی نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

”اب تم بالکل نیچے ہو جاؤ تاکہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ میں تنہا ہوں میں اکثر یہاں آتی رہتی ہوں اس لیے میری یہاں آمد کو تعجب سے نہیں دیکھا جائے گا لیکن باقی لوگ اس کے آدمی ہیں۔“

”پیٹر میکس کے آدمی“

”میں نے سوال کیا۔“

”ہاں۔“

میں خاموش ہو گیا۔ پیٹر میکس اتنے شاندار فارم ہاؤس کا مالک ہو گا یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ بہر حال ہر شخص کچھ نہ کچھ مارجن رکھتا ہے میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا اور پیٹر میکس تو اندر سے ویسے بھی غدار آدمی تھا میرا خیال ہے مسٹر ٹوری بلا نکا کو اس کی اصل

کرنے میں کامیاب ہو گیا تو میں نہیں جانتا کہ اسے میرے ہاتھوں کتنا نقصان پہنچ جائے۔“ میں نے نگاہیں اٹھا کر رینی کو دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ کچھ لمحوں کے بعد اس نے کہا۔

”اور ہم میں سے کچھ ہمیشہ ہی حسرتوں کا شکار رہتے ہیں اور ہمیں رشک آتا ہے ان پر جن کی تقدیر میں اتنے اچھے محبت کرنے والے لکھے ہوتے ہیں۔ آہ کاش تم مجھے چاہتے یا تم جیسا کوئی شخص میری چاہت میں گرفتار ہوتا تو میں خود کو کتنا خوش نصیب سمجھتی۔“ اس نے آنسو خشک کر لیے اور کہنے لگی۔

”لیکن بہر حال محبت کرنے والوں کی مدد کرنے والے بھی کہیں نہ کہیں سے اپنی محبت کا عرفان حاصل کر لیتے ہیں میں کوئی بڑا کام تو نہیں کر سکتی رخسار کو حاصل کرنے میں لیکن جیشی شوگیال کے حصول میں میں بھر پور تمہاری مدد کروں گی چاہے اس سلسلے میں مجھے کوئی بھی نقصان اٹھانا پڑے۔“

”جیشی شوگیال کو حاصل کرنا میرے لیے از حد ضروری ہے رینی۔“

”میں ایسی تین جگہوں کے بارے میں جانتی ہوں تین ایسے ٹھکانے ہیں جہاں پیٹر میکس، جیشی شوگیال کو لے جا کر رکھ سکتا ہے اور اس سلسلے میں جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، خیر کوئی بات نہیں تم تیار ہو جاؤ ڈیر فارگون، میں تمہیں لے کر چلتی ہوں۔“ میں نے شکر گزار نگاہوں سے رینی میکس کو دیکھا تو وہ بولی۔

”چند لمحوں کی اجازت چاہتی ہوں تم سے ذرا لباس تبدیل کر لوں۔“ میں نے گردن ہلا دی تو وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر ان واقعات پر غور کرنے لگا بہر طور رینی میرے لیے قابل احترام بن گئی تھی کہ وہ پیٹر میکس کے خلاف میری مدد کر رہی تھی کچھ لمحوں کے بعد وہ واپس آ گئی سادہ سا لباس تبدیل کیا تھا اس نے اور ایک ہینڈ بیگ اپنے کاندھے سے لگایا ہوا تھا۔ پھر ہم دونوں فلیٹ سے نکل کر باہر آ گئے رینی نے سامنے والے گیراج سے اپنی کار لی، ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور اس نے مجھ سے کہا میں دوسری سیٹ پر بیٹھ جاؤں اور کوشش کروں کہ سیٹوں کے نیچے ہی نیچے رہوں تاکہ مجھے دیکھا نہ جاسکے۔ میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا لیکن بہر حال اتنی گنجائش رکھی تھی میں نے کہ راستوں کو نگاہوں میں رکھ سکوں کیونکہ اپنے آپ کو کسی کی تحویل میں دے دینا میری سرشت کے خلاف تھا اور نہ

”دیکھئے مسٹر میکس باقی ساری باتیں تو بعد کی حیثیت رکھتی ہیں اتفاق کی بات ہے کہ آپ کی شخصیت کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں لیکن پھر بھی میں یہ کہنے میں دقت محسوس نہیں کرتی کہ آپ شریف آدمی ہی ہوں گے البتہ پہلے مجھے میرے ڈیڈی کے پاس پہنچا دیجئے باقی ساری باتیں تو بعد کی حیثیت رکھتی ہیں۔“

”ڈیڈی جیسی تمہیں جانا تو ہے، یہ بات تو طے ہے۔ آخر کار مہمان چلے جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ اپنی زندگی کا سودا کر دیتے ہیں ان کی زندگی آخر کس کام کی رہ جاتی ہے۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تمہارے جانے کے بعد میں کیا کروں گا۔“

”آپ کمال کرتے ہیں مسٹر پیٹر، آپ خود بتائیے میں آپ سے عشق کے لیے تو یہاں نہیں آئی تھی ایک تو میں ویسے ہی اتنی ذہنی اذیتوں کا شکار ہوں اس قدر شدید مشکل میں ڈوبی ہوئی ہوں میں کہ آپ کو بتا نہیں سکتی آپ کو کیا معلوم کہ میری غیر موجودگی سے میرے ڈیڈی کی ذہنی کیفیت کیا ہوگی۔ پاگل ہو رہے ہوں گے وہ بجائے اس کے کہ آپ میرے ہمدرد ہیں تو پہلے مجھے میرے ڈیڈی تک پہنچائیں۔ آپ اپنے عشق کی کہانی لے کر بیٹھ گئے ہیں۔“

”جیسی..... جیسی تمہاری ہر خوشی میرے لیے زندگی ہی کے مترادف ہے کہ ایک مرتبہ صرف ایک مرتبہ تمہاری زبان سے یہ پتا چل جائے کہ کیا تمہارے دل میں میرے لئے کوئی گنجائش پیدا ہو سکتی ہے۔ جیسی تمہاری زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ میرے لیے زندگی بن سکتا ہے۔“

”دیکھئے اگر آپ مجھ سے جھوٹ بلوانا چاہتے ہیں مسٹر پیٹر تو میں آپ کی پسند کی باتیں کہہ سکتی ہوں حالانکہ میں جھوٹ بولنے کی عادی نہیں ہوں میں صرف اپنی جان بچانے کے لیے آپ سے وہ سارے اقرار کر لوں گی جو آپ چاہتے ہیں لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں چند لمحوں میں آپ کی محبت میں گرفتار ہو جاؤں تو سچ یہ ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔“

”جیسی، میں دیوانگی کی حد میں داخل ہو سکتا ہوں تمہیں حاصل کرنے کے لیے میں انسانیت سے گر سکتا ہوں دیکھو میں یہ نہیں چاہتا۔“

”تمہارا کیا مطلب ہے کیا تم میرے ساتھ زبردستی کرو گے۔“ جیسی خوف زدہ لہجے میں بولی۔

”میں آپ سے جو کچھ کہہ رہا ہوں اس جیسی براہ کرم اس پر ایک لمحے کے لیے

شخصیت کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں معلوم تھی ورنہ وہ اس پر نگاہ رکھنے کی کوشش کرتے، کار ایک طرف جا کر رک گئی اور ریخی میکس نے کہا۔

”کوئی خاص طور سے اس طرف متوجہ نہیں ہوا ہے۔ تم پھرتی سے اتر کر برابر والی راہداری میں چلے جاؤ۔ راہداری کے اختتام سے گھوم کر عقبی حصے میں آ جاؤ میں وہیں پہنچ رہی ہوں۔“ میں نے گردن ہلائی اور ریخی کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پھرتی سے گاڑی سے اتر کر راہداری میں پہنچ گیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اس کے عقبی حصے میں ایک لمحے میں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اندرونی عمارت میں کوئی موجود ہے۔ باتیں کرنے کی مدھم مدھم آوازیں آرہی تھیں تاہم میں نے رک کر ان آوازوں کو سننے کی کوشش نہیں کی تھی چند لمحوں کے بعد ریخی بھی دوسرے حصے سے گزر کر اس جانب پہنچ گئی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

”اتفاق کی بات ہے ہماری پہلی ہی کوشش کامیاب رہی۔“

”مطلب۔“

”وہ موجود ہے حالانکہ اس کے پاس دو تین ایسی خفیہ جگہیں ہیں جہاں وہ ہو سکتا تھا لیکن یہ جگہ سب سے زیادہ محفوظ ہے، آؤ۔“ اور پھر ریخی نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک چابی نکالی اور بالکل آہٹ پیدا کیے بغیر دروازے کا تالا کھولنے لگی۔ میں نے اس کے ہینڈ بیگ میں پستول بھی دیکھا تھا بس ایک نگاہ اٹھ گئی تھی جب وہ چابی نکال رہی تھی بہر حال ظاہر ہے پیٹر میکس کی ساتھی تھی۔ خود کو غیر مسلح نہیں رکھ سکتی تھی۔ ہم دونوں بے آواز چلتے ہوئے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔ ریخی سے زیادہ اس بارے میں اور کون جان سکتا تھا چنانچہ ہم چلتے ہوئے عقبی حصے سے گزر کر سامنے والے حصے میں آئے اور ایک کمرے کے سامنے رک کر ریخی نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور میری جانب دیکھا پھر سرگوشی کے انداز میں بولی۔

”وہ اندر موجود ہے اور جیسی شوگیال بھی۔“ اندر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا کیونکہ پیٹر میکس نے کھڑکیاں کھول رکھی تھیں اور ان پر صرف پردے لہرا رہے تھے۔ ایک پردہ تھوڑا سا ہٹا ہوا تھا اس کے دوسرے طرف پیٹر میکس اور جیسی شوگیال نظر آ رہے تھے۔ جیسی شوگیال ایک صوفے پر نیم دراز کیفیت میں تھی اس کا چہرہ سامنے ہی تھا جب کہ پیٹر میکس کی پشت ادھر سے نظر آ رہی تھی۔ جیسی شوگیال نے کہا۔

”مجھ سے کوئی سوال کرنے کی بجائے تم مجھے اس بات کا جواب دو کہ تم عیشی کو یہاں کیوں لائے تھے؟“

”میں تحفظ کی غرض سے ہی اسے یہاں لائی۔“

”یہ غلط کہتا ہے مسٹر فارگون، یہ بالکل جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ چالاکی سے مجھے یہاں لے آیا ہے اور اب..... اب یہ اب یہ.....“ عیشی شوگیال کی آواز بھرا گئی۔

”میں جانتا ہوں مس شوگیال۔ آپ براہ کرم اس گوشے میں جا کر کرسی پر بیٹھ جائیے۔ میں ذرا اس سے بات کر لوں۔“ میں نے کہا اور پیٹر مجھے گھورنے لگا۔

”کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیا تم۔ کیا تم مجھ سے کوئی سختی کرنا چاہتے ہو؟“

”مائی ڈیئر پیٹر۔ میں تم سے بالکل سختی نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں تم سے کہ۔ کیا کرائے کے دوست اسی طرح مدد کیا کرتے ہیں؟“

”دیکھو اب جب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں کسی سے مخلص نہیں ہوں۔ میں اپنی زندگی میں صرف عیش و عشرت چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میری وہ تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں جو نو جوانی کی عمر میں ہر انسان کے دل میں ہوتی ہیں۔ میں ان آرزوؤں کی تکمیل کے لیے زندہ ہوں۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم یہاں تک کیسے آ گئے؟“

”تمہارا کیا خیال ہے؟“

”رینی کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہیں یہاں تک پہنچا سکے۔“

”ممکن ہے رینی ہی نے میری مدد کی ہو۔“

”تو پھر سنو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ویسے بھی میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرا مقصد کیا تھا۔ میں اپنے مقصد کا حصول چاہتا ہوں۔ جب کہ تم نے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ تم اس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے۔“

”ہاں۔ میں اس مطلب کے لیے اس طرف متوجہ نہیں ہوا تھا جو تمہارا تھا۔ میں نے اس وقت بھی پیٹر میکس کے ساتھ رعایت برتی تھی اور رینی کے سامنے وہ الفاظ نہیں کہے تھے جو حقیقت کو آشکار کرتے تھے۔ پیٹر میکس نے اسے محسوس کیا اور بولا۔“

”ٹھیک ہے مسٹر فارگون۔ اگر تم مجھ سے اس قدر تعاون کر رہے ہو تو میرا تعاون بھی

ٹھنڈے دل سے غور کریں ورنہ پھر میرا جنون باز نہ رہ سکے گا۔ پلیز عیشی پلیز۔“

”آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ اپنے ہاتھ ہٹائیے پلیز، پلیز۔ اپنے ہاتھ ہٹائیے۔“ رینی پیٹر کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں شیشے کی طرح چمکنے لگی تھیں میں نے سرگوشی کے انداز میں اس سے کہا۔

”رینی خود کو سنبھالو وہ ایک بدقماش آدمی ہے پلیز اپنے آپ کو کنٹرول کرو میں تمہیں اس وقت اس کے سامنے جانے بھی نہیں دوں گا۔“ رینی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیٹر عیشی شوگیال سے دست درازی پر آمادہ تھا اور بڑے بروقت پہنچا تھا میں ورنہ یہ شاطر آدمی سارا کھیل چوہٹ کر دیتا۔ عیشی شوگیال جس نیچر کی لڑکی تھی اس کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔ بہر حال اب میرے لیے اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ میں اس معاملے میں مداخلت کروں۔ چنانچہ میں برق رفتاری سے چل کر کمرے کے سامنے کے حصے کی جانب پہنچا اور چونکہ یہ پیٹر میکس کا فارم ہاؤس تھا اور شاید وہاں اس کے دو چار آدمی بھی موجود تھے اس لیے اس بات کا بالکل خدشہ نہیں تھا کہ میں یہاں آسکتا ہوں یا کوئی ایسا شخص جو اس کے لیے ناپسندیدہ شخصیت رکھتا ہو بہر حال اس نے دروازہ باہر سے بند نہیں کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے مجھے آسانی حاصل ہو گئی میں نے دروازے کو زور سے دھکا دیا اور برق رفتاری سے اندر داخل ہو گیا۔ پیٹر میکس بری طرح اچھل پڑا تھا۔ عیشی شوگیال بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ پیٹر میکس نے مجھے تعجب سے دیکھا اور پھر اس کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے ہوش و حواس کھو گئے تھے اور وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں خاموشی سے اس کی جانب متوجہ ہو گیا اور پھر میں نے سر دلبجے میں کہا۔

”مائی ڈیئر پیٹر میکس تمہارا دوست فارگون تمہارے سامنے موجود ہے۔“

”نت..... تم..... تم میرا مطلب ہے آپ مسٹر دانش..... دانش۔“

”شاید تم آواز کھو بیٹے ہو۔ پیٹر میکس کیا ہو رہا تھا یہاں اور تم یہاں کیوں آ گئے۔“

میرے اس لہجے پر وہ پھر چوٹکا اور اب اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ حیرت کا جو شدید جھٹکا اس کے ذہن پر لگا تھا اب وہ اس سے نکل آیا تھا۔ اس کے لہجے میں کڑنگی پیدا ہو گئی۔

”یہی سوال میں آپ سے کر سکتا ہوں۔“

تمہارے ساتھ رہے گا۔“

”مگر میری جان! تم نے بڑے اطمینان سے ڈاکٹر ڈیڈ کو فارگون کا پتا بتا کر میرے پاس بھیج دیا۔ اس کی وجہ بتانا پسند کرو گے؟“

”میں تمہیں راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔“

”اور اس کے بعد جب میں یہاں تک پہنچ گیا تو تم مجھ سے یہ تعاون کر رہے ہو۔“
”اب یہ بتاؤ کہ بات ہموار کیسے ہو سکتی ہے۔ ویسے میں تمہیں ایک بہترین پیشکش کر رہا ہوں۔“

”وہ کیا؟“

”رینی میکس کو اب رینی فارگون بنا لو۔ مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔ میں اس سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ میری دلچسپیوں کا مرکز اب صرف جیشی شوگیال ہے۔ میں دیوانگی کی حد تک اس سے پیار کرنے لگا ہوں۔ یہ میرا مستقبل ہے، میرا سب کچھ ہے اور اس بات کو میرے لیے رہنے دو کہ میں کس طرح سے اپنی جانب راغب کرتا ہوں۔ سمجھ رہے ہونا تم۔“

”ہاں سمجھ رہا ہوں لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔“

”تو پھر کیسا ممکن ہے؟“

”میں جیشی شوگیال کو لے جا رہا ہوں۔ میں اسے مسٹر شوگیال کے حوالے کر دوں گا اور بس باقی اور کچھ نہیں۔“

”تب تمہارا دماغ بالکل ہی خراب معلوم ہوتا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو اتنی آسانی سے تم ایسا کر لو گے۔“

”ہاں میں اتنی آسانی سے ایسا کر لوں گا۔ کاش ایک ایسی شخصیت نہ ہوتی جس کی وجہ سے میں تمہیں زندہ رکھنے پر مجبور ہوں۔ جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے۔ پیٹر میکس تو میری زندگی کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے۔ بہت مختصر معلومات ہیں تمہاری۔ تم صرف اپنی زندگی کو چند خوشیوں کے لیے اس منزل تک لانا چاہتے ہو۔ جب کہ میں اپنی زندگی کی تلاش میں ہوں۔ سمجھ رہے ہونا۔ میں اپنی زندگی کی تلاش میں ہوں۔ میری زندگی بے حقیقت ہے۔ میں نے زندگی میں بہت کچھ کیا ہے۔ مگر تم نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا۔ بہتر ہے کہ میرا راستہ نہ روک کر زندہ رہنے کی کوشش کرو۔ ورنہ کیا فائدہ۔ تم زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔“

”تب پھر آج یہ کھیل بھی دیکھ لو۔“ پیٹر میکس نے کہا اور اس کی آنکھوں کے تاثرات خوفناک ہو گئے۔ میں سردنگا ہوں سے اسے دیکھنے لگا تو جیشی شوگیال ایک لمحے کے لیے پھر کھڑی ہوئی اور پھر مضطربانہ انداز میں بیٹھ گئی۔ پھر بولی۔

”تم لوگ میرے لیے لڑ رہے ہو۔ پلیز میرے لیے نہ لڑو۔ مجھے بس میرے ڈیڈی کے پاس پہنچا دو۔ اس کے بدلے میں۔ اس کے بدلے میں، میں تمہیں جو تم مانگو گے وہ دلوا سکتی ہوں اپنے ڈیڈی سے۔ میرے ڈیڈی میرے لیے بہت بڑی رقم خرچ کر دیں گے۔ پلیز میرے ساتھ یہ سب کچھ نہ کرو۔ پلیز پلیز۔“ لیکن میں اس کی جانب متوجہ ہوا تھا کہ پیٹر میکس نے مجھ پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن اس وقت میں جن جذباتی لمحات سے گزر رہا تھا۔ اس کا خود مجھے بھی اندازہ نہیں تھا۔ ایک عجیب سی وحشت میرے وجود پر طاری ہو گئی تھی پیٹر میرے بدن سے ٹکرانے والا تھا کہ میں نے اسے ہاتھوں پہ روک لیا اور اس کے بعد میں نے اسے انہی ہاتھوں سے سینے سے بلند کیا اور سر سے اوپر اٹھا لیا۔ میں اسے بلند کر کے دو قدم آگے بڑھا اور اس کے بعد حقارت سے ایک دم اچھال دیا اور نفرت بھرے لہجے میں بولا۔

”یہ لمحات تمہاری زندگی کے آخری لمحات ہو سکتے تھے پیٹر۔ لیکن میں تمہیں کسی کے لیے ختم نہیں کرنا چاہتا۔ کوئی تمہاری زندگی کا خواہشمند ہے۔ رینی جسے تم بڑی حقارت سے میرے حوالے کر رہے ہو پیٹر۔ وہ بہت قیمتی لڑکی ہے۔ بہت محبت کرتی ہے وہ تم سے۔ جاؤ اس کے لیے میں نے تم کو زندگی دی۔“ لیکن پیٹر نے ایک بار پھر وہ ہی حرکت کی تھی۔ وہ پینترا بدل کر مجھ پر کود پڑا تھا۔ بدنصیب کے پاس اس وقت پستول نہیں تھا۔ ورنہ شاید وہ مجھ پر پستول ہی خالی کر دیتا۔ البتہ نقد پر اس کی بہت خراب تھی۔ کیونکہ لڑائی بھڑائی کے اصولوں کے مطابق وہ مجھ تک نہیں آیا تھا۔ بلکہ اندھا دھند ہی اس نے حملہ کیا تھا۔ نتیجے میں یہ ہوا کہ میں نے اسے پکڑے اور اسے گھما کر ایک زوردار تھپڑ اس کو بوسیدہ کر دیا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ پیٹر کا منہ سر۔ گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر مجھ پر کراٹے کا ایک وار کیا۔ لیکن میں نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے ایک بار پھر گھما کر زمین پر پھینک دیا تھا۔ ایک حقیر چوہے کی طرح میں اس کی پٹائی کر رہا تھا اور جیشی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اچانک ہی دروازے پر ایک زوردار ضرب پڑی اور رینی میکس اندر داخل ہو گئی۔ اس کا چہرہ لال بھوکا ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں خوفناک تاثرات نظر آ رہے تھے۔ اس نے سر دھجے میں کہا۔

رونے لگی۔ اس نے کہا۔

”یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا؟“

”میں جانتا ہوں یہ کیا ہو گیا لیکن آہ مجھے بھی اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ رینی میکس

اس طرح کوئی شدید جذباتی قدم اٹھا ڈالے گی۔“

”اوہ میرے خدا۔ اوہ میرے خدا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کس کے لیے ہو رہا ہے۔

کیا میرے لیے؟“

”آئیے آئیے۔ آپ آئیے مس شوگیال۔“ میں نے اسے سہارا دے کر باہر کی جانب

لے جاتے ہوئے کہا۔ لیکن جاتے جاتے میں نے رینی میکس کے ہاتھ سے پستول نکال لیا

تھا۔ جس پر سائی لنسر لگا ہوا تھا۔ مجھے صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا۔ رینی میکس نے جذباتی ہو کر

آخر کار پیٹر میکس کو زندگی سے محروم کر دیا تھا اور پھر اپنی کنپٹی پر بھی پستول رکھ کر گولی چلا دی

تھی۔ حالانکہ میں رینی میکس کے ہینڈ بیگ میں پستول دیکھ چکا تھا لیکن میرے ذہن میں یہاں

تک کی صورتحال نہیں تھی کہ وہ اس طرح کا کوئی جذباتی قدم اٹھا لے گی۔ وہ ہو گیا تھا جو میرے

تصور میں نہیں تھا۔ بہر حال میں جیشی شوگیال کو سنبھالے ہوئے ایک بار پھر دوسرے کمرے

میں آ گیا۔ اسے صوفے پر بٹھایا اور کہا۔

”مس جیشی شوگیال جو کچھ ہوا ہے آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ ہم ایک اجنبی

جگہ ہیں۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو سنبھالیں۔ آپ براہ کرم خود کو سنبھالیں۔

میں باہر کی صورتحال دیکھتا ہوں کیونکہ یہاں اور بھی لوگ موجود ہیں۔ جن کا تعلق پیٹر میکس

سے ہی ہوگا۔“ جیشی شوگیال نے سسکیاں لیتے ہوئے گردن ہلائی اور اپنے آپ کو سنبھالنے کا

اظہار کیا۔ میں پستول لیے ہوئے باہر نکل آیا۔ خدشہ بس یہ تھا کہ پیٹر میکس کے آدمی چیخ کی

آواز سن کر اندر نہ آجائیں۔ خطرہ پیش آ سکتا تھا۔ پتا نہیں ان کے لیے پیٹر میکس کیا حیثیت

رکھتا تھا۔ لیکن بہر حال میں اس وقت سنگین خطرات سے دوچار تھا۔ اس وقت یہاں صورت

حال جس قدر سنگین تھی اس کے تحت اگر یہاں مجھے قتل عام بھی کرنا پڑ جاتا تو ایک طرح سے

میری مجبوری تھی۔ کیونکہ بات کسی عام مفاد کی نہیں تھی بلکہ میری زندگی کا ایک اہم کھیل شروع

ہونے جا رہا تھا اور میں یہ سب کچھ کرنے پر مجبور تھا بات وہیں تک آ جاتی تھی اس وقت جس

طرح بھی سوچ لیا جاتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایرش واش کی قربت حاصل کرنا شاید میرے لیے

”مسٹر فارگون آپ باہر جائیے پلیز۔ جیشی شوگیال کو بھی لے جائیے۔ میں اسے

دیکھتی ہوں۔“

”کتیا کی بچی۔ تو ہی اسے یہاں لانے کا باعث بنی ہے ورنہ اسے یہ راستہ کیا

معلوم۔“

”دیکھو اپنی زبان کو قابو میں رکھو میکس۔ میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں پلیز۔

مسٹر فارگون آپ براہ کرم جیشی کے ساتھ باہر نکل جائیے۔ پیٹر میکس شکست خوردہ نگاہوں سے

مجھے دیکھنے لگا۔ یہ تو اندازہ اسے ہو گیا تھا کہ جسمانی طور پر وہ مجھ پر قابو پانے میں ناکام رہے

گا۔ لیکن بہر حال وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ میں نے جیشی شوگیال کو اشارہ کیا اور جیشی شوگیال سہمی

سہمی سی میرے ساتھ باہر نکل آئی۔ وہ پیٹر میکس کو دیکھ رہی تھی۔ باہر نکلتے ہی وہ میرے شانے

سے چمٹ گئی اور اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”مم..... میں..... میں کس عذاب میں گرفتار ہو گئی۔ ڈیڈی مجھے پتا نہیں یہاں کیوں

لے آئے۔ یہ آدمی اور وہ شخص اوہ۔ میرے خدا۔ پلیز مجھے بچا لیجئے۔ مجھے میرے ڈیڈی تک

پہنچا دیئے۔ ورنہ ورنہ میں میں۔“ وہ رونے لگی۔ میں ایک لمحے کے

لیے سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر آہستہ سے چلتا ہوا میں برابر والے کمرے تک پہنچ گیا۔ میں نہیں

جانتا کہ رینی میکس اور پیٹر میکس کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی ہوگی۔ یا وہ لوگ اس معاملے میں

کس نتیجے تک پہنچتے ہیں۔ لیکن اچانک ہی میں اور جیشی شوگیال بری طرح اچھل پڑے تھے۔

ڈز کی آواز کے ساتھ ایک دلخراش چیخ سنائی دی تھی اور ہم چیخ کے ساتھ ہی اچھلے تھے۔ ڈز کی

آواز بھی صرف اس لیے سنائی دی تھی کہ ہم لوگ برابر والے کمرے میں موجود تھے۔ میں بے

تحاشا باہر نکلا۔ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ لیکن پھر ایک اور ہلکی سی چیخ سنائی دی اور میں

بے تحاشا دوڑتا ہوا برابر والے کمرے میں گھس گیا۔ میں نے تھوڑے فاصلے پر ایک صوفے پر

پیٹر میکس کو دیکھا تھا۔ جو صوفے پر پڑا ہوا تھا اور اس کی پیشانی کے عین درمیان سے خون ابل

رہا تھا۔ میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے رینی میکس کی طرف دیکھا۔ لیکن رینی میکس دوسرے

صوفے پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پستول تھا اور اسکی کنپٹی میں بھی سوراخ تھا۔ میں

مشدد رنگا ہوں سے یہ دیکھنے لگا۔ اسی وقت جیشی شوگیال اندر آ گئی پھر جیشی شوگیال نے ایک

دلخراش چیخ کیساتھ میرا سہارا لیا تھا ورنہ وہ گر پڑی ہوتی اور اس کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر

مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما اور اس کو ساتھ لیے ہوئے عمارت کی کئی راہداریوں سے گزرتا ہوا عقبی حصے میں آ گیا۔ یہاں سے میں اسے ساتھ لیے ہوئے احاطے کی دیوار تک پہنچا اور میں نے اس سے کہا۔

”دیوار تک چڑھ سکتی ہو؟“

”نہیں..... کیوں؟“

”ہمیں دوسری طرف جانا ہے۔“

”مگر دیوار تو بہت اونچی ہے۔“

”سوری چشمی تمہیں ہمت تو کرنا ہوگی۔“

”وہ تو ٹھیک ہے مگر ہمت کر کے بھی میں اتنی اونچی دیوار تک تو نہیں پہنچ سکتی۔“ دوسرے لمحے میں نے جھک کر اسے گود میں اٹھا لیا اور پھر بغیر کسی تکلیف کے اسے اونچا کر کے دیوار تک پہنچا دیا وہ حلق سے ہلکی سی آواز نکال کر دیوار تک پہنچ گئی پھر دوسری جانب دیکھ کر رندھے ہو لے لہجے میں بولی۔

”آہ میں تو اتنی نیچے کود بھی نہیں سکتی۔“ میں نے ہر طرح کا خطرہ مول لینے کا فیصلہ کر لیا تھا چنانچہ میں اچھل کر دیوار پر چڑھا ایک نگاہ چاروں طرف ڈالی اور اس کے بعد دوسری جانب کود گیا پھر میں نے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے اسے اشارہ کیا اور کہا کہ ”وہ آرام سے نیچے آ جائے۔“

”ختمیں چوٹ نہیں لگے گی۔“

”آ جاؤ وقت مت ضائع کرو۔“ میں نے کہا اور وہ آنکھیں بند کر کے نیچے کود پڑی میں نے اسے بڑے اطمینان کے ساتھ سنبھال لیا تھا۔ نیچے کودنے کے بعد وہ خوش نظر آنے لگی اور پھر میں اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگا اب تکلف ختم ہو گیا تھا کھیتوں کا یہ فاصلہ عبور کرنے کے بعد وہ میرے ساتھ دوڑتی ہوئی ان پہاڑی چٹانوں کے درمیان پہنچ گئی۔ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی اور وہ کچھ دیر رکتا چاہتی تھی اس لیے ہم لوگ چند لمحوں کے لیے یہاں رک گئے۔

اس کے بعد کے حالات جاننے کے لئے

نامور سیریز کا شاہکار

”ناؤ پیدہ تحریر“ پڑھیں

اس سے زیادہ آسان کبھی نہ ہوتا اس کی قربت حاصل کر کے میں رخسار تک جانے کی راہ ہموار کر سکتا تھا حالانکہ یہ سب کچھ میرے لیے ناممکنات میں سے تھا لیکن جب دل کو لگی ہوتی ہے تو ہر ناممکن کو ممکن بنانے کی آخری حد تک ہی کوشش کی جاتی ہے اور میں انہی کوششوں میں مصروف تھا باہر نکل کر میں نے صورت حال کا جائزہ لیا ایک ایک لمحے کے لیے مستعد تھا پیٹر میکس کے آدی یہاں بے شک موجود تھے لیکن اندر کیا ہو چکا ہے اس سلسلے میں انہیں کچھ معلوم نہیں تھا اس وقت کار لے کر واپس پلٹنا خطرناک ہو سکتا تھا۔ کیونکہ پہلے تو ریٹی میکس میرے ساتھ تھی اور وہ لوگ اسے پہچانتے تھے۔ اب تو نہ میں ان کا شناسا تھا اور نہ چشمی شوگیال دونوں ہی اجنبی تھے البتہ باہر نکلنے کے بعد جب میں نے پیٹر میکس کے آدمیوں کو اپنے کاموں میں بدستور مصروف دیکھا تو پھر اس عمارت کے عقبی حصے سے باہر جانے کا راستہ تلاش کر لیا چشمی شوگیال کو بھی میں وہاں سے باہر لے جا سکتا تھا اس طرف کھیت بکھرے ہوئے تھے۔ آگے جا کر پتھر لی چٹانیں اور ان کے درمیان درخت نظر آرہے تھے سڑک تک پہنچنے کے لیے کتنا فاصلہ طے کرنا ہوگا یہ تو بعد میں ہی سوچا جا سکتا تھا۔ واپس چشمی شوگیال کے پاس پہنچا کبھی کبھی وہ سب کچھ کرنا پڑ جاتا ہے انسان کو جسے اس کا دل کبھی قبول نہیں کرتا چشمی شوگیال درحقیقت اب تک ایک معصوم لڑکی ثابت ہوئی تھی۔ وہ یہودی تھی اور بہر حال ان لوگوں کے بارے میں میرے تاثرات بالکل بہتر نہیں تھے لیکن انسان کی اپنی ایک انفرادیت بھی ہوتی ہے اور انفرادی طور پر وہ لڑکی قابل ہمدردی بھی تھی اور قابل محبت بھی بہر حال وہ سبھی ہوئی کھڑی تھی اس نے مجھے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا تو میں نے کہا۔

”آؤ چشمی۔“

”باہر کیا ہو رہا ہے؟“ اس نے سوال کیا۔

”نہیں ابھی ہمیں یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن۔“

”لیکن کیا؟“

”تم آؤ تو سہی۔“

”اوہو۔“ اس نے کہا اور بچوں کی طرح کود کر آگے بڑھ آئی پھر میری جانب ہاتھ

بڑھاتے ہوئے بولی۔

”مجھے جہاں لے جانا چاہتے ہو لے چلو میں کوئی منع تو نہیں کر رہی۔“ میں نے